

سُنَنُ ابْنِ مَاجَةَ (مترجم)
(أزوف)

جلد دوم

أبواب الزكاة - أبواب الحدود

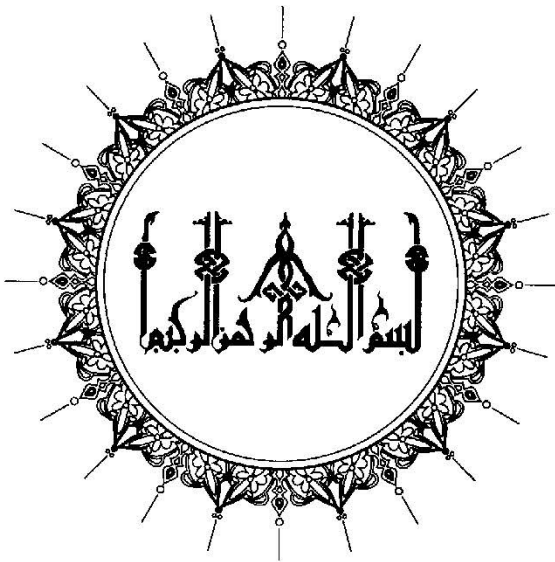
أحاديث: 1783 - 2614

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ صاحب

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

دار السلام



بجملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں



سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الرياض 11416: سعودی عرب فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

- الزینب الشہداء: فون: 01 4614483 فیکس: 4644945 • الملز: فون: 01 4735220 فیکس: 4735221 • سوہم: فون: 01 2860422
• مندوب الرياض: سوبائل: 0503459695-0505196736 • تصم (بریدہ): فون / فیکس: 06 3696124 سوبائل: 0503417156
• مکہ مکرمہ: سوبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ: فون: 04 8234446 فیکس: 04 8151121 سوبائل: 0503417155
• ہندہ: فون: 02 6879254 فیکس: 6336270 • الطہر: فون: 03 8692900 فیکس: 8691551
• بیع البحر: فون / فیکس: 04 3908027 سوبائل: 0500887341 • فیس مشیا: فون / فیکس: 07 2207055 سوبائل: 0500710328

شارجہ: فون: 00971 6 5632623 امریکہ: • برطانیہ: فون: 001 713 7220419 نیویک: فون: 001 718 6255925

لندن: فون: 0044 208 539 4885 آسٹریلیا: فون: 0061 2 9758 4040

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوزوم)

• 36- لوزبال، کیکر ٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7110223-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072

سوبائل: 0321 4212174-0322 8484569-0322 غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور: فون: 7120054 فیکس: 7320703

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی: طارق روڈ، القابیل فری پورٹ سٹاٹنگ مال: فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937

① مکتبہ دارالسلام، ۱۴۲۸ھ

فہرستہ مکتبہ السطک لہجہ الوطنیۃ أثناء النشر

ابن ماجہ، محمد بن یزید

سنن ابن ماجہ اللغة الاردیة. / محمد بن یزید ابن ماجہ - الرياض، ۱۴۲۸ھ

ص: ۶۳۲ مقاس: ۲۱×۱۴ سم

ردمک: ۷-۹۹۶۹-۹۹۶۹-۹۷۸ (مجموعہ)

۸-۱-۹۹۶۹-۹۹۶۹-۹۷۸ (ج ۱)

۱- الحدیث - سنن ۲- الحدیث - الکتب الستة أ. العنوان

دیوبند، ۲۳۵، ۱۴۲۸/۴۸۹۸

رقم الإبداء: ۱۴۲۸/۴۸۹۸

ردمک: ۷-۹۹۶۹-۹۹۶۹-۹۷۸

۸-۱-۹۹۶۹-۹۹۶۹-۹۷۸ (ج ۱)



جلد دوم

سُنن ابن ماجہ

(مترجم)

أبواب إقامة الصلوات... أبواب الصيام... احاديث: 803 — 1782

تأليف

امام ابو عبد الله محمد بن يزيد بن ذكوان بن جهم البصري رضي الله عنه

ترجمة

فيض شيخ مولانا عطارد الله صاحب دهر

تدقيق

حافظ ابو طاهر زبير علي بن ابي

مراجعة

حافظ صلاح الدين يوسف

مولانا ابو عبد الله محمد عبد الجبار

مولانا ابو عبد الله محمد اجمل

مولانا عثمان منيب



فہرست مضامین (جلد دوم)

23	نماز کی اقامت اور اس کا طریقہ	۵ ابواب اقامۃ الصلوات والنسۃ فیہا
23	باب: نماز شروع کرنے کا بیان	۱- بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ
26	باب: نماز میں تمبوز پڑھنے کا بیان	۲- بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ فِي الصَّلَاةِ
28	باب: نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا	۳- بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشَّمَالِ فِي الصَّلَاةِ
29	باب: نماز میں قراءت کی ابتدا کرنا	۴- بَابُ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ
31	باب: نماز فجر میں قراءت کا بیان	۵- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ
34	باب: جمعہ کے دن نماز فجر میں قراءت	۶- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
35	باب: ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت	۷- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
	باب: ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھار کوئی آیت	۸- بَابُ الْجَهْرِ بِالْآيَةِ اَحْيَانًا فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
38	آواز سے پڑھ دینا	
39	باب: نماز مغرب میں قراءت	۹- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ
41	باب: نماز عشاء میں قراءت	۱۰- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ
43	باب: امام کے پیچھے (سورہ فاتحہ) پڑھنا	۱۱- بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ
46	باب: امام کے دو دستوں کا بیان	۱۲- بَابُ فِي سَكَنَتِي الْاِمَامِ
48	باب: جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو	۱۳- بَابُ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصَتُوا
51	باب: بلند آواز سے آمین کہنا	۱۴- بَابُ الْجَهْرِ بِاَمِيْنٍ
	باب: رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت	۱۵- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ اِذَا رَكَعَ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ
54	ہاتھ اٹھانا (رفخ الیدین کرنا)	مِنْ الرَّكُوعِ
60	باب: نماز میں رکوع (کرنے کا طریقہ)	۱۶- بَابُ الرَّكُوعِ فِي الصَّلَاةِ
62	باب: رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا بیان	۱۷- بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرَّكْبَتَيْنِ
63	باب: رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کیا پڑھے؟	۱۸- بَابُ مَا يَقُولُ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ
66	باب: سجدوں کا بیان	۱۹- بَابُ السُّجُودِ

سنن ابن ماجہ

فہرست مضامین (جلد دوم)

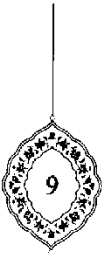
- 70 باب: رکوع اور جہدے کی تسبیحات کا بیان ۲۰- بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
- 72 باب: سجدوں میں اعتدال کا بیان ۲۱- بَابُ الْإِعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ
- 73 باب: دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ) ۲۲- بَابُ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
- باب: (نمازی) دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) ۲۳- بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
- 75 کیا کہے
- 77 باب: تشہد کا طریقہ ۲۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْهِيدِ
- 82 باب: نبی ﷺ پر درود شریف کے پڑھنے کا بیان ۲۵- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ
- 87 باب: تشہد اور درود (کے بعد) کے اذکار ۲۶- بَابُ مَا يَقَالُ فِي التَّشْهِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ
- 89 باب: تشہد میں (اٹلی سے) اشارہ کرنا ۲۷- بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشْهِيدِ
- 90 سلام پھیرنے کا طریقہ ۲۸- بَابُ التَّنْظِيمِ
- 92 باب: ایک طرف سلام پھیرنا بھی درست ہے ۲۹- بَابُ مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً
- 93 باب: امام کو سلام کا جواب دینا ۳۰- بَابُ رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ
- 94 باب: امام صرف اپنے لیے دعائے مانگے ۳۱- بَابُ وَلَا يَخْصُ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالِدُعَاءِ
- 94 باب: سلام کے بعد کی دعائیں اور اذکار ۳۲- بَابُ مَا يَقَالُ بَعْدَ التَّنْظِيمِ
- 98 باب: نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کرے؟ ۳۳- بَابُ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ
- 100 باب: جب جماعت کھڑی ہو اور کھانا سامنے آجائے ۳۴- بَابُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَوُضِعَ الْعَشَاءُ
- 101 باب: بارش والی رات میں جماعت میں شریک ہونا ۳۵- بَابُ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ
- 104 باب: نمازی کا ستروہ ۳۶- بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي
- 106 باب: نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ ۳۷- بَابُ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي
- 107 باب: کس چیز کے گزرنے سے نماز ٹوٹی ہے؟ ۳۸- بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ
- 110 باب: آگے سے گزرنے والے کو ممکن حد تک روکنا ۳۹- بَابُ إِذْرَأْ مَا اسْتَطَعْتَ
- 112 باب: اگر نمازی کے سامنے کوئی چیز ہو ۴۰- بَابُ مَنْ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ
- 114 باب: امام سے پہلے رکوع اور جہدہ کرنا منع ہے ۴۱- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُمَبِّقَ الْإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
- 116 باب: جو اعمال نماز میں مکروہ ہیں ۴۲- بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ
- باب: جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور وہ اس کی ۴۳- بَابُ مَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

- 119 امامت سے ناخوش ہوں
- 121 باب: دو آدمی جماعت ہیں
- 123 باب: امام کے قریب کس کا کھڑا ہونا مستحب ہے؟
- 125 باب: امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟
- 126 باب: امام کے فرائض
- 128 باب: امام کو چاہیے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے
- باب: کوئی خاص وجہ پیش آنے پر امام نماز کو مختصر کر سکتا ہے
- 131
- 132 باب: صفیں سیڑھی کرنا
- 134 باب: اگلی صف کی فضیلت
- 136 باب: عورتوں کی صفیں
- 137 باب: ستونوں کے درمیان صف بنا کر نماز پڑھنے کا بیان
- باب: صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا بیان
- 138
- 139 باب: صف کی دائیں جانب کی فضیلت
- 141 باب: قبیلے کا بیان
- 145 باب: مسجد میں داخل ہونے والا نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے
- 146 باب: لہسن کھا کر مسجد میں آنا منع ہے
- 148 باب: نمازی سلام کا جواب کس طرح دے
- باب: لاعلمی کی وجہ سے قبلہ کے سوا دوسرے رخ پر نماز ادا کرنا
- 149
- 150 باب: نماز کے دوران میں بے علم تھوکتا
- 152 باب: نماز کے دوران میں نکلنے پر ہاتھ پھیرنا
- 154 باب: چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا
- باب: گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر
- ۴۴- بَابُ الْاِثْنَانِ جَمَاعَةً
- ۴۵- بَابٌ مَنْ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَلِيَّ الْاِمَامَ
- ۴۶- بَابٌ مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ؟
- ۴۷- بَابٌ مَا يَجِبُ عَلَى الْاِمَامِ
- ۴۸- بَابٌ مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ
- ۴۹- بَابُ الْاِمَامِ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ اِذَا حَدَّثَ اَمْرًا
- ۵۰- بَابُ اِقَامَةِ الصُّفُوفِ
- ۵۱- بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمَقْدَمِ
- ۵۲- بَابُ صُّفُوفِ النِّسَاءِ
- ۵۳- بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي الصَّفِّ
- ۵۴- بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ خَلْفَ الصَّفِّ وَخَذَهُ
- ۵۵- بَابُ فَضْلِ مَيْمَنَةِ الصَّفِّ
- ۵۶- بَابُ الْقَبِيلَةِ
- ۵۷- بَابٌ مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَرْكَعَ
- ۵۸- بَابٌ مَنْ اَكَلَ الثُّومَ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ
- ۵۹- بَابُ الْمُصَلِّيِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ كَيْفَ يَرُدُّ
- ۶۰- بَابٌ مَنْ يُصَلِّيْ لِغَيْرِ الْقَبِيلَةِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ
- ۶۱- بَابُ الْمُصَلِّيِ يَتَنَحَّمُ
- ۶۲- بَابُ مَسْحِ الْحِطْيِ فِي الصَّلَاةِ
- ۶۳- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ
- ۶۴- بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثِّبَابِ فِي الْحَرِّ وَالْبُرْدِ

- 155 سجده کرنا باب: نماز میں مرد (امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے)
- 156 لِلنِّسَاءِ سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں
- 157 ۶۶- بَابُ الصَّلَاةِ فِي النَّعَالِ باب: جوئے پہن کر نماز پڑھنا
- 158 ۶۷- بَابُ كَفِّ السَّعْرِ وَالْتَوْبِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سیننا
- 160 ۶۸- بَابُ الْخُسُوعِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں خشوع کا ہونا
- 162 ۶۹- بَابُ الصَّلَاةِ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ باب: ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا
- 164 ۷۰- بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ باب: قرآن مجید کے سجدوں کا بیان
- 167 ۷۱- [بَاب] عَدَدُ سُجُودِ الْقُرْآنِ باب: قرآن مجید کے سجدوں کی تعداد
- 170 ۷۲- بَابُ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ باب: نماز کی کامل ادا کی گئی کا بیان
- 174 ۷۳- بَابُ تَفْصِيْرِ الصَّلَاةِ فِي السَّعْرِ باب: سفر میں نماز قصر ادا کرنا
- 178 ۷۴- بَابُ الْجُمُعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّعْرِ باب: سفر میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا
- 179 ۷۵- بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّعْرِ باب: سفر کے دوران میں نفل نماز
- ۷۶- بَابُ كَمْ يَقْضَى الصَّلَاةُ الْمُسَافِرِ إِذَا أَمَامَ يَبْلُدَةً باب: جب مسافر کسی شہر میں ٹھہر جائے تو کتنا عرصہ نماز قصر ادا کرے
- 180 ۷۷- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ
- 183 ۷۸- بَابُ فِي فَرَضِ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کی فرضیت کا بیان
- 185 ۷۹- بَابُ فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کے دن کے فضائل
- 188 ۸۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُشْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کے دن غسل کرنا
- 191 ۸۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ باب: غسل نہ کرنے کی اجازت
- 193 ۸۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْجِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ باب: جمعہ کے لیے جلدی سجدہ میں پہنچنا چاہیے
- 194 ۸۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّبِئَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کے دن اچھا لباس پہننے کا بیان
- 196 ۸۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کا وقت
- 199 ۸۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کے خطبے کا بیان
- 201 ۸۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِشْتِمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا باب: خطبہ توجہ کے ساتھ خاموشی سے سنا چاہیے
- 204

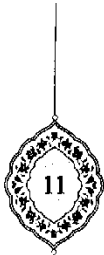


- ۸۷- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ | باب: اگر کوئی خطبے کے دوران میں مسجد میں پہنچے تو
206 کیا کرے
- ۸۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ تَخْطِي النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ | باب: جمعے کے دن لوگوں کے اوپر سے گزرنے کی
207 ممانعت کا بیان
- ۸۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ تَرْوِي الْإِمَامِ عَنِ النَّبِيِّ | باب: امام کے منبر سے اترنے کے بعد بات چیت کرنا
208
- ۹۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ | باب: نماز جمعہ کی قراءت کا بیان
209
- ۹۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً | باب: جس کو جمعے کی ایک رکعت ملے
211
- ۹۲- بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيْنَ تَوْتَى الْجُمُعَةُ | باب: کتنی دور سے جمعے کے لیے آنا ضروری ہے
212
- ۹۳- بَابُ فِيْمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ | باب: بلا عذر جمعہ چھوڑنا گناہ ہے
212
- ۹۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ | باب: جمعے سے پہلے نماز (سنت) کا بیان
214
- ۹۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ | باب: جمعے کے بعد (سنت) نماز کا بیان
215
- ۹۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَلْسِيِّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَالْإِحْتِيَاءِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ | باب: جمعے کے دن نماز سے پہلے (مسجد میں) حلقے بنا کر بیٹھے اور خطبے کے دوران میں گوت مارنے
216 کی ممانعت) کا بیان
- ۹۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ | باب: جمعے کی اذان کا بیان
217
- ۹۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِئْذَانِ الْإِمَامِ وَهُوَ يَخْطُبُ | باب: خطبے کے وقت امام کی طرف منہ کر کے
218 بیٹھنا چاہیے
- ۹۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي الْجُمُعَةِ | باب: جمعے کے دن میں وہ خاص وقت جس میں دعا
219 کی قبولیت کی امید ہوتی ہے
- ۱۰۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ الشُّنَّةِ | باب: بارہ رکعت سنت مؤکدہ کا بیان
221
- ۱۰۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ | باب: فجر سے پہلے دو رکعتوں کا بیان
223
- ۱۰۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ | باب: فجر کی سنتوں کی قراءت کا بیان
224
- ۱۰۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا كُوْنِي دُوسْرِي نِمَاز پڑھنا جائز نہیں
226 صَلَاةٌ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ



- ۱۰۴- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرُّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ: باب: جس کی فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں وہ کب پڑھے؟
- 228 اَلْفَجْرِ مَتَى يَفْضِيهِمَا
- 229 ۱۰۵- بَابُ فِي الْأَرْبَعِ الرُّكْعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ: باب: ظہر سے پہلے چار سنتیں
- 230 ۱۰۶- بَابُ مَنْ فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ: باب: ظہر کی پہلی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟
- 231 ۱۰۷- بَابُ فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرُّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ: باب: ظہر کی بعد والی دو سنتیں چھوٹ جائیں تو کیا کرے؟
- 232 ۱۰۸- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا: باب: ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت (سنت) پڑھنے کا بیان
- 233 ۱۰۹- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَمْتَحَبُ مِنَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ: باب: دن کے وقت کون سی نفل نماز ادا کرنا مستحب ہے؟
- 235 ۱۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ: باب: مغرب کے فرضوں سے پہلے دو سنتوں کا بیان
- 236 ۱۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ: باب: مغرب کے بعد دو سنتیں پڑھنے کا بیان
- 237 ۱۱۲- بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ: باب: مغرب کے بعد والی سنتوں میں قرأت کا بیان
- 238 ۱۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّنَّتِ الرُّكْعَاتِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ: باب: مغرب کے بعد چھ رکعت نماز کا بیان
- 238 ۱۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ: باب: نماز وتر کا بیان
- 240 ۱۱۵- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ فِي الْوُثْرِ: باب: نماز وتر میں تلاوت کا بیان
- 242 ۱۱۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ بِرُكْمَةٍ: باب: ایک رکعت وتر پڑھنا درست ہے
- 244 ۱۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوُثْرِ: باب: (نماز) وتر میں دعائے قنوت کا بیان
- 246 ۱۱۸- بَابُ مَنْ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوتِ: باب: قنوت میں ہاتھ نہ اٹھانے کا بیان
- 247 ۱۱۹- بَابُ مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَتَمَسَّحَ بِهِمَا وَشَبَّهَهُ: باب: ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ بھیرنا
- 248 ۱۲۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ: باب: دعائے قنوت رکوع سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور رکوع کے بعد بھی
- 249 ۱۲۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُثْرِ آخِرَ اللَّيْلِ: باب: رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا
- 251 ۱۲۲- بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ وَثْرٍ أَوْ نَسِيَهُ: باب: اگر نیند یا بھول کی وجہ سے وتر نہ پڑھ جائے تو کیا کرے؟

252	باب: تین پانچ سات اور نو وتر پڑھنے کا بیان	۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ
254	باب: سفر میں نماز وتر کا بیان	۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ فِي السَّفَرِ
255	باب: وڑوں کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھنے کا بیان	۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُتْرِ جَالِسًا
256	باب: وتر اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹے کا بیان	۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّجُوعِ بَعْدَ الْوُتْرِ وَبَعْدَ رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ
257	باب: سواری پر وتر پڑھنے کا بیان	۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ
258	باب: شروع رات میں وتر پڑھنے کا بیان	۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ أَوَّلَ اللَّيْلِ
259	باب: نماز میں بھول واقع ہو جانے کا بیان	۱۲- بَابُ السُّهُوِّ فِي الصَّلَاةِ
260	باب: بھول کر ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھنے کا بیان	۱۳- بَابُ مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَهُوَ سَاهٍ
261	ابھول کر دو رکعت کے بعد بھول کر (تشہد پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہو تو کیا کرے؟	۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَامَ مِنْ اثْنَتَيْنِ سَاهِيًا
263	باب: نماز میں شک ہو جائے تو یقین پر اہتمام کیا جائے	۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِينِ
264	باب: نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں سوچ کر صحیح صورت معلوم کرنا	۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَتَحَرَّى الصِّرَاطَ
265	باب: دو یا تین رکعت پڑھ کر بھولے سے سلام پھیر دینا؟	۱۳- بَابُ فِيمَنْ سَلَّمَ مِنْ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ سَاهِيًا
268	باب: سلام سے پہلے سجدہ سو کرنے کا بیان	۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتَيْ السُّهُوِّ قَبْلَ السَّلَامِ
269	باب: سلام کے بعد سجدہ سو	۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ
270	باب: نماز پر بنا کرنے کا بیان	۱۳۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ
271	باب: جس کا نماز کے دوران میں وضو ٹوٹ جائے وہ نماز چھوڑ کر کس طرح جائے؟	۱۳۸- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَخَذَتْ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ يَنْصَرِفُ
272	باب: بیمار آدمی کی نماز	۱۳۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ
273	باب: بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا	۱۴۰- بَابُ فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ قَاعِدًا
	باب: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر	۱۴۱- بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلَى النَّصِيفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ



- 275 نماز پڑھنے والے سے آدھا ہوتا ہے
- 276 ۱۴۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ باب: بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی نماز
- 277 ۱۴۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ باب: رسول اللہ ﷺ کا امتی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا بیان
- 283 تَخَلَّفَ رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِهِ کرنے کا بیان
- 284 ۱۴۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِتْمَانِ جُعِلَ الْإِمَامُ لِئُؤْتَمَّ بِهِ باب: امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے
- 287 ۱۴۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ باب: نماز فجر میں دعائے قنوت کا بیان
- 288 ۱۴۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز کے دوران میں سانپ اور بچھو کو مار دینے کا بیان
- 289 ۱۴۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ باب: فجر اور عصر کے بعد نماز کی ممانعت کا بیان
- 291 ۱۴۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ باب: نماز کے مکروہ اوقات کا بیان
- 293 ۱۴۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ باب: مکہ میں ہر وقت نماز جائز ہے
- 296 فِي كُلِّ وَقْتٍ
- 297 ۱۵۰- بَابُ مَا جَاءَ فِيهَا إِذَا أَحْرَوُا الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا باب: جب لوگ نماز تاخیر سے ادا کریں تو کیا کرنا چاہیے
- 298 ۱۵۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَوْفِ باب: نماز خوف کا بیان
- 302 ۱۵۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُشُوفِ باب: سورج گرہن کی نماز
- 306 ۱۵۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ باب: نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل
- 309 ۱۵۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ باب: نماز استسقاء میں دعا مانگنا
- 313 ۱۵۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ باب: نماز عیدین کے احکام و مسائل
- 316 ۱۵۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَيْفِ بَيْكْرِ الْإِمَامِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ باب: نماز عیدین میں امام کتنی تکبیرات (زوائد) کہے
- 317 ۱۵۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ باب: نماز عیدین کی قراءت
- 318 ۱۵۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ باب: عیدین کے خطبے کا بیان
- 321 ۱۵۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي انْتِظَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ باب: نماز عید کے بعد خطبے کے لیے بیٹھ رہنا
- 321 ۱۶۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا باب: نماز عید سے پہلے یا بعد میں نفل نماز

- 323 - ۱۶۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ مَا شِئْنَا باب: عید گاہ کو پیدل جانا
- 324 - ۱۶۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ يَوْمَ الْعِيدِ مِنْ طَرِيقِ وَالرَّجُوعِ مِنْ غَيْرِهِ باب: عید کے دن ایک راستے سے عید گاہ جا کر دوسرے راستے سے واپس آنا
- 326 - ۱۶۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْلِيصِ يَوْمَ الْعِيدِ باب: عید کے دن دف بجانا
- 328 - ۱۶۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَزْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ باب: عید کے دن برجمھی لے جانا
- 329 - ۱۶۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ باب: عیدین میں عورتوں کا عید گاہ جانا
- 331 - ۱۶۶- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ باب: ایک دن میں دو عیدوں کا جمع ہو جانا
- 333 - ۱۶۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ مَطَرٌ باب: بارش کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کرنے کا بیان
- 334 - ۱۶۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السَّلَاحِ فِي يَوْمِ الْعِيدِ باب: عید کے دن ہتھیار پہننے کا بیان
- 334 - ۱۶۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَعْتِسَالِ فِي الْعِيدَيْنِ باب: عید کے دن غسل کرنے کا بیان
- 335 - ۱۷۰- بَابُ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ باب: نماز عیدین کا وقت
- 336 - ۱۷۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ باب: رات کی نماز دو رکعت ادا کرنا
- 338 - ۱۷۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي باب: رات اور دن میں (نفل) نماز دو دو رکعت کر کے ادا کرنے کا بیان
- 340 - ۱۷۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ باب: ماہ رمضان کے قیام یعنی نماز تراویح کا بیان
- 342 - ۱۷۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ باب: رات کا قیام (نماز تہجد)
- 346 - ۱۷۵- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أَيْظَأْ أَهْلُهُ مِنَ اللَّيْلِ باب: رات کو اپنے گھر والوں کو (تہجد کے لیے) جگانا
- 348 - ۱۷۶- بَابُ فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ باب: خوبصورت آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا
- 352 - ۱۷۷- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ نَامَ عَنْ جِزِيَةٍ مِنَ اللَّيْلِ باب: جو شخص نیند کی وجہ سے رات معمول کی تلاوت یا اذکار نہ کر سکے وہ کیا کرے؟
- 353 - ۱۷۸- بَابُ فِي كَمْ يُسْتَنْبَحُ يُحْتَمُ الْقُرْآنُ باب: کتنے عرصے میں قرآن ختم کرنا مستحب ہے
- 357 - ۱۷۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ باب: تہجد میں تلاوت کے مسائل
- 360 - ۱۸۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ باب: جب آدمی رات کو قیام کے لیے جاگے تو دعا مانگنا (منسون ہے)

سنن ابن ماجہ

فہرست مضامین (مقدمہ)

- 365 باب: رات کو کتنی رکعت پڑھیں ۱۸۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ
- 369 باب: رات کی کوئی گھڑی زیادہ فضیلت والی ہے؟ ۱۸۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ
- 372 کی امید کی جاسکتی ہے ۱۸۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَا يُرْجَى أَنْ يُكْفَى مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ
- 373 باب: جب نمازی کو ادگھ آنے لگے تو کیا کرے ۱۸۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَلِّي إِذَا نَعَسَ
- 375 باب: مغرب اور عشاء کے درمیان (نفل) نماز ۱۸۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
- 376 باب: نفل نماز گھر میں ادا کرنا ۱۸۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ
- 378 باب: نماز گھر کا بیان ۱۸۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحَى
- 380 باب: نماز استحارہ کا بیان ۱۸۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِحَارَةِ
- 382 باب: نماز حاجت کا بیان ۱۸۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ
- 384 باب: نماز تسبیح کا بیان ۱۹۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ
- 387 باب: نصف شعبان کی رات (شب براءت) کا بیان ۱۹۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النُّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ
- 390 باب: شکر کے طور پر نماز پڑھنے یا سجدہ کرنے کا بیان ۱۹۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ عِنْدَ الشُّكْرِ
- 391 باب: نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۱۹۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ
- 395 باب: پانچ نمازوں کی فرضیت اور محافظت کا بیان ۱۹۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرَضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا
- 400 باب: مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت ۱۹۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ
- 402 باب: بیت المقدس کی مسجد میں نماز کا بیان ۱۹۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
- 404 باب: مسجد قباء میں نماز کی فضیلت کا بیان ۱۹۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءِ
- 405 باب: جامع مسجد میں نماز کا ثواب ۱۹۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ
- 406 باب: سب سے پہلے خبر کیسے بنا؟ ۱۹۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ شَأْنِ الْوَعْتِ
- 410 باب: نماز میں لمبا قیام کرنے کا بیان ۲۰۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَوَاتِ
- 411 باب: کثرت سے سجدے کرنے کا بیان ۲۰۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ السُّجُودِ
- 414 باب: بندے سے سب سے پہلا حساب نماز کا ہوگا ۲۰۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَوَّلِ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةَ

سنن ابن ماجہ	
۲۰۳ -	بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ حَيْثُ تَضَلَّى
415	الْمَكْتُوبَةُ
۲۰۴ -	بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوْطِئِ الْمَكَانِ فِي الْمَسْجِدِ
416	يُضَلَّى فِيهِ
۲۰۵ -	بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيَّنَ تُوَضَّعُ النَّعْلُ إِذَا
418	خَلَعْتَ فِي الصَّلَاةِ
421	۶ - أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ
421	۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي عِبَادَةِ الْمَرِيضِ
425	۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا
427	۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِيَنِ الْمَيِّتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
428	۴- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ إِذَا حُضِرَ
431	۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُلَاجِرُ فِي التَّرَجِّعِ
433	۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَنْبِيضِ الْمَيِّتِ
434	۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ
435	۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الْمَيِّتِ
439	۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَغَسْلِ
441	الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا
442	۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ النَّبِيِّ ﷺ
444	۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ ﷺ
446	۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَفَنِ
449	۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ إِلَى الْمَيِّتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي
	أَفْئَانِهِ
446	۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ
447	۱۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ
449	۱۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَائِزِ

سنن ابن ماجہ

فہرست مضامین (طردوم)

- ۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّسْلُبِ مَعَ الْجَنَازَةِ باب: جنازے کے ساتھ چلنے ہوئے سوگ اور ماتمی
450 کپڑے پہننا منع ہے
- ۱۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَازَةِ لَا تُؤَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ وَلَا تُسَبَّحُ بِتَارِ باب: جب جنازہ تیار ہو جائے تو (نماز جنازہ کی
451 ادا ہوگی اور دفن میں) دیر نہ کی جائے اور
جنازے کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے
- ۱۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ جَمَاعَةً مِنْ الْمُسْلِمِينَ باب: جس کا جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے
452
- ۲۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّسَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ باب: فوت ہونے والے کی تعریف
455
- ۲۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي آئِنِ يَقُومُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ باب: جنازہ پڑھتے وقت امام کہاں کھڑا ہو؟
456
- ۲۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ باب: نماز جنازہ میں قراءت کا بیان
457
- ۲۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ باب: نماز جنازہ کی دعائیں
458
- ۲۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا باب: نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہنے کا بیان
463
- ۲۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ كَبَّرَ خَمْسًا باب: نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہنا
464
- ۲۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ باب: بچے کی نماز جنازہ کا بیان
465
- ۲۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ باب: رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی وفات اور جنازے
467 کا بیان
- ۲۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ باب: شہداء کے جنازے اور تدفین کا بیان
469
- ۲۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ باب: نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا
471
- ۳۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلِّي فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ باب: ان اوقات کا بیان جن میں میت کا جنازہ نہیں
473 پڑھا جاتا اور اسے دفن نہیں کیا جاتا
- ۳۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى أَهْلِ الْقَبِيلَةِ باب: اہل قبیلہ کی نماز جنازہ ادا کرنا
475
- ۳۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ باب: قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان
478
- ۳۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ باب: حضرت مجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کا بیان
482
- ۳۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ باب: نماز جنازہ کی ادا ہوگی اور میت کے دفن تک

- 485 ظہرنے والے کا ثواب وَمَنْ اَنْظَرَ دَفَنَهَا
- 486 باب: جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا ۳۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ
- 489 باب: قبرستان میں جا کر کیا کہے؟ ۳۶- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُقَالُ اِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ
- 491 باب: قبرستان میں بیٹھنا ۳۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ
- 492 باب: میت کو قبر میں اتارنے کا بیان ۳۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي اِذْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرِ
- 494 باب: بغلی قبر (لحد) بنانا مستحب ہے ۳۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ اللّٰحِدِ
- 496 باب: صندوق (شق والی) قبر کا بیان ۴۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ
- 498 باب: قبر کھودنا ۴۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ
- 499 باب: قبر پر علامت رکھنے کا بیان ۴۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَةِ فِي الْقَبْرِ
- 500 ان پر لکھنے (یا کتبہ لگانے) کی ممانعت کا بیان ۴۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَي الْقُبُورِ وَتَخْصِيصِهَا وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا
- 501 باب: قبر پر پتھروں سے مٹی ڈالنے کا بیان ۴۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَثِّ التُّرَابِ فِي الْقَبْرِ
- 501 باب: قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان ۴۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَسِّ عَلَي الْقُبُورِ وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا
- 503 باب: قبرستان میں جو تے اتار کر چلنا چاہیے ۴۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلْعِ الثَّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ
- 504 باب: قبروں کی زیارت کا بیان ۴۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ
- 506 باب: مشرکوں کی قبروں کی زیارت کرنا ۴۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِيْنَ
- 508 باب: عورتوں کے لیے قبروں کی (بکثرت) زیارت کرنا منع ہے ۴۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورِ
- 510 باب: عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان ۵۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ
- 511 باب: نوحہ اور بین کرنے کی ممانعت ۵۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّيْحَةِ
- 514 اور گریبان چاک کرنا منع ہے ۵۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ
- 516 باب: میت پر رونے کا بیان ۵۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَي الْمَيِّتِ
- 521 باب: نوحہ کرنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے ۵۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

سنن ابن ماجہ

فہرست مضامین (جلد دوم)

524	باب: مصیبت پر صبر کرنے کا بیان	۵۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ
528	باب: مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے ثواب کا بیان	۵۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا
	باب: جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کے ثواب کا بیان	۵۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أُصِيبَ بِوَلَدِهِ
530	باب: ناکام بیچنے کی پیدائش کا صدمہ اٹھانے کا ثواب	۵۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ أُصِيبَ بِسِفْطٍ
532	باب: میت والوں کے ہاں کھانا بھیجنے کا بیان	۵۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يُبْعَثُ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ
534	باب: میت والوں کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت کا بیان	۶۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْإِجْتِمَاعِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَضَعَةَ الطَّعَامِ
535	باب: پردیس میں موت کا بیان	۶۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ مَاتَ غَرِيبًا
536	باب: بیماری میں وفات کا بیان	۶۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ مَاتَ مَرِيضًا
537	باب: مردے کی ہڈیاں توڑنا منع ہے	۶۳- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ
538	باب: رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کا بیان	۶۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
539	باب: رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان	۶۵- بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ ﷺ



563	روزوں کے احکام و مسائل	۷ ابواب ما جاء في الصيام
565	باب: روزے کے فضائل	۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصِّيَامِ
568	باب: ماہ رمضان کی فضیلت	۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ
571	باب: شگ کے دن روزہ رکھنا منع ہے	۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشُّكِّ
	باب: (کثرت سے روزے رکھ کر) شعبان کو رمضان سے ملا دینا	۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ
572	باب: رمضان شروع ہونے سے (ایک دن) پہلے روزہ رکھنا منع ہے سوائے اس شخص کے جو پہلے سے اس دن کا روزہ رکھنا چلا آ رہا ہو۔	۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ أَنْ يُتَقَدَّمَ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ، إِلَّا مَنْ صَامَ صَوْمًا فَوَاقَهُ
573	باب: چاند دیکھنے کی گواہی	۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ عَلَى رُؤْيَةِ الْهَالِلِ
574	باب: چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا ختم کرو	۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي «صَوْمُوا الرُّؤْيِيَّةَ وَأَفْطِرُوا الرُّؤْيِيَّةَ»
577		

- 578 باب: مہینہ آنتیس دن کا ہوتا ہے
- 580 باب: عید کے دو مہینے
- 581 باب: سفر میں روزہ رکھنا
- 582 باب: سفر میں روزہ چھوڑنا
- 584 باب: حاملہ اور دودھ پلانے والی کا روزہ چھوڑنا
- 585 باب: رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی تعاقب
- 586 باب: رمضان کا کوئی روزہ چھوڑنے کا کفارہ
- باب: جس نے بھول کر روزہ کھول دیا (اس کے لیے کیا حکم ہے؟)
- 589
- 590 باب: روزے دار کو قے آجائے (تو کیا حکم ہے؟)
- 592 باب: روزے میں مسواک کرنا اور سرمد لگانا
- 593 باب: روزے دار کا پتھلی لگوانا
- 595 باب: روزے کی حالت میں بوسے کا حکم
- باب: روزے کی حالت میں بیوی سے مباشرت
- 596 کرنے کا بیان
- باب: روزے دار کے لیے نیت اور قس گوئی (کی ممانعت) کا بیان
- 598
- 600 باب: سحری کھانے کا بیان
- 601 باب: سحری دیر سے کھانے کا بیان
- 603 باب: روزہ کھولنے میں جلدی کرنا
- 604 باب: روزہ کس چیز سے کھولنا مستحب ہے؟
- باب: روزے کی نیت رات کو کرنا اور روزہ پورا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار
- 604
- باب: جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اگر اسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
- 606
- 8- بَابُ مَا جَاءَ فِي «الشَّهْرِ تِسْعَ وَعِشْرُونَ»
- 9- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهْرِي الْعِيدِ
- 10- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ
- 11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْفَاطَارِ فِي السَّفَرِ
- 12- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْفَاطَارِ لِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ
- 13- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ
- 14- بَابُ مَا جَاءَ فِي كِفَارَةِ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ
- 15- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ أَفْطَرَ نَائِبًا
- 16- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَتِيءُ
- 17- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّوَاكِ وَالْكَحْلِ لِلصَّائِمِ
- 18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ
- 19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ
- 20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ
- 21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيْبَةِ وَالرَّقَبَةِ لِلصَّائِمِ
- 22- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّمُورِ
- 23- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الشُّمُورِ
- 24- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْإِنْفَاطَارِ
- 25- بَابُ مَا جَاءَ عَلَى مَا بَسْتَحَبَّ الْفِطْرُ
- 26- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرَضِ الصَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ، وَالْخِيَارِ فِي الصَّوْمِ
- 27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُضِيحُ جُنْبًا وَهُوَ يُرِيدُ الصِّيَامَ

سنن ابن ماجہ

فہرست مضامین (جلد دوم)

- 2۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ الدَّهْرِ باب: ہمیشہ روزے رکھنے کا بیان 608
- 2۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ باب: ہر مہینے تین روزے رکھنا 610
- ۳۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ باب: نبی ﷺ کے روزوں کا بیان 612
- ۳۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ باب: حضرت داود علیہ السلام کے روزوں کا بیان 613
- ۳۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ باب: حضرت نوح علیہ السلام کے روزوں کا بیان 615
- ۳۳- بَابُ صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ باب: شوال کے چھ روزے 615
- ۳۴- بَابُ فِي صِيَامِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ باب: اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنا 616
- باب: ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت 617
- ۳۶- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى باب: عیدین کے دن روزے رکھنے کی ممانعت 619
- ۳۷- بَابُ فِي صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ باب: جمعے کے دن روزہ رکھنا 620
- ۳۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ باب: ہفتے کے دن کا روزہ رکھنا 621
- ۳۹- بَابُ صِيَامِ الْعَشْرِ باب: ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے 622
- ۴۰- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ باب: عرفے کے دن کا روزہ 624
- ۴۱- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ باب: عاشورے کا روزہ 625
- ۴۲- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ باب: سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا 629
- ۴۳- بَابُ صِيَامِ أَشْهُرِ الْحُرْمِ باب: حرمت والے مہینوں کے روزے 630
- ۴۴- بَابُ فِي الصَّوْمِ زَكَاةُ الْجَسَدِ باب: روزہ جسم کی زکاۃ ہے 633
- ۴۵- بَابُ فِي ثَوَابِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا باب: روزہ دار کو نظر کرانے کا ثواب 633
- ۴۶- بَابُ فِي الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ باب: جب روزے دار کی موجودگی میں کھانا کھایا جائے 634
- ۴۷- بَابُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ باب: جب روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے 635
- ۴۸- بَابُ فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ باب: روزے دار کی دعا رد نہیں ہوتی 637
- ۴۹- بَابُ فِي الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يُخْرَجَ باب: عید الفطر کے دن نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھالینے کا بیان 638
- ۵۰- بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ رَمَضَانَ فَذُفِرَ فِيهِ باب: جس شخص کے ذمے کو تاہی کی وجہ سے رمضان کے روزے باقی ہوں اور وہ قضا ادا کیے بغیر

- 639 فوت ہو جائے
باب: جس شخص کے ذمے نذر کے روزے ہوں اور
5۰۱- بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ مِّنْ نَّذْرٍ
- 640 (تضادینے سے پہلے) اس کی وفات ہو جائے تو؟
641 باب: ماہ رمضان میں اسلام قبول کرنے والے کا حکم
5۰۲- بَابُ فِيمَنْ أَسْلَمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ
- 642 عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا
643 باب: مہمان اپنے میزبانوں کی اجازت کے بغیر
5۰۳- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا
- 643 روزہ نہ رکھے
5۰۴- بَابُ فِيمَنْ نَزَلَ بِقَدَمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ
- 644 کھانا کھا کر شکر کرنے والا مہر کے ساتھ روزہ
5۰۵- بَابُ فِيمَنْ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّائِرِ
- 643 رکھنے والے کی طرح ہے
645 باب: شب قدر کا بیان
5۰۶- بَابُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ
- 645 ماہ رمضان کے آخری عشرے کی فضیلت
5۰۷- بَابُ فِي فَضْلِ الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ
- 647 اعتکاف کا بیان
5۰۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِكَافِ
- 648 اعتکاف شروع کر کے چھوڑ دینا اور اعتکاف
5۰۹- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَتَّيِدُ الْإِعْتِكَافَ، وَقَضَاءِ
- 648 کی تضادینا
الْإِعْتِكَافِ
- 649 باب: ایک دن یا ایک رات کا اعتکاف
6۰- بَابُ فِي اعْتِكَافِ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ
- 650 اعتکاف کرنے والا مسجد میں ایک جگہ رہے
6۱- بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ يَلْزُمُ مَكَانًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
- 651 باب: مسجد میں خیمہ لگا کر اس میں اعتکاف کرنا
6۲- بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي خَيْمَةٍ فِي الْمَسْجِدِ
- 652 کیا اعتکاف والا آدمی کسی بیمار کی عیادت
6۳- بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ يُعَوِّدُ الْمَرِيضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ
- 652 کر سکتا ہے یا جنازے میں شریک ہو سکتا ہے؟
6۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعْتَكِفِ بِغَسْلِ رَأْسِهِ وَيُرْجَلُهُ
- 653 باب: اعتکاف کرنے والا سرد ہو سکتا ہے اور کٹھی
کر سکتا ہے
- 653 باب: مختلف کی بیوی کا مسجد میں آ کر اسے ملنا
6۵- بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ يَزُورُهُ أَهْلُهُ فِي الْمَسْجِدِ
- 655 باب: استخاضہ کی مریض خاتون کا اعتکاف
6۶- بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْتَكِفُ
- 655 باب: اعتکاف کا ثواب
6۷- بَابُ فِي ثَوَابِ الْإِعْتِكَافِ
- 656 باب: دونوں عیدوں کی راتوں کا قیام
6۸- بَابُ فِيمَنْ قَامَ لَيْلَتِي الْعِيدَيْنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۵) أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالشُّنَّةِ فِيهَا (التحفة . . .)

نماز کی اقامت اور اس کا طریقہ

باب ۱: نماز شروع کرنے کا بیان

(المعجم ۱) - بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

(التحفة ۴۰)

۸۰۳- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۸۰۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ

انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلے کی طرف منہ کرتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہتے: ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ ”اللہ سب سے بڑا ہے۔“

ابْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَّافِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو بْنُ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمِيدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: وَاللَّهِ أَكْبَرُ“.

🌞 نوادہ و مسائل: ① نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَوْلًا وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ (البقرة: ۱۴۴) ”(اے نبی!) اپنا چہرہ مسجد حرام (احرام والی مسجد) کی طرف پھیر لیجیے اور (اے مومنو!) تم جہاں بھی ہو (نماز میں) اپنے چہرے اس کی طرف کیا کرو۔“ ② مسجد حرام سے مراد وہ مسجد ہے جس میں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اس مسجد کے اندر نماز پڑھتے ہوئے کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا ضروری ہے کیونکہ اصل قبلہ وہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے قریب دو رکعت نماز ادا کی پھر فرمایا: ”یہ قبلہ ہے۔“ (صحیح البخاری) ”الصلاة“ باب قوله تعالى: واتخذوا من مقام ابراهيم مصلیٰ، حدیث: (۳۹۸) بیت اللہ سے دور نماز پڑھتے ہوئے صرف اس سمت کا اندازہ کر لینا کافی ہے کیونکہ انسان اپنی طاقت کے مطابق ہی حکم کی تعمیل کا مکلف ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾

۸۰۳- [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۱۶/۲ من حديث أبي أسامة به، وصححه ابن حبان، ح: ۴۴۲.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة هياها نماز شروع کرنے کا بیان

(البقرة: ۲۸۶) ”اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری عائد نہیں فرماتا۔“ ﴿نفل نماز سواری پر ادا کرتے ہوئے اگر چہرہ کسی دوسری طرف بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں نماز درست ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل نماز ادا کر لیتے تھے خواہ آپ کا چہرہ مبارک کسی طرف ہوتا اور وتر بھی سواری ہی پر پڑھ لیتے تھے البتہ فرض نماز سواری پر ادا نہیں کرتے تھے۔“ (صحیح البخاری، الوتر، باب الوتر فی السفر، حدیث: ۱۰۰۰، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، حدیث: ۷۰۰) تاہم آغاز میں سواری کا رخ قبیلے کی طرف کر لیا جائے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں نبی ﷺ کے اس طرح کرنے کی صراحت ہے۔ (سنن ابی داؤد، صلاة السفر، حدیث: ۱۲۴۵) نماز شروع کرنے کے بعد سواری کا رخ پھر چہرہ بھی ہو جائے کوئی حرج نہیں ﴿نماز شروع کرتے وقت رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھ کر بھی رفیع یدین کرنا سنت ہے جیسے کہ اگلے ابواب میں بیان ہوگا۔ دیکھیے: حدیث: ۸۵۹۶۵۸﴾ ﴿کانوں تک ہاتھ اٹھانا بھی درست ہے اور کندھوں تک بھی۔ (عالم مذکورہ بالا) ﴿نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا، تکبیر تحریمہ، کہلاتا ہے کیونکہ اس سے نمازی پر کچھ پابندیاں لگ جاتی ہیں اور ”تحریم“ کا مطلب پابندی لگانا ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ] ”پاکیزگی (وضو) نماز کی چابی ہے اور اس کی پابندیاں عائد کرنے والی چیز تکبیر ہے اور پابندی ختم کرنے والی چیز سلام ہے۔“ (جامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء أن مفتاح الصلاة الطهور، حدیث: ۳)



۸۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ ”اے اللہ! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

فائدہ: تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے متعدد دعائیں مروی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دعا پڑھی جاسکتی ہے۔ بہتر ہے کہ کبھی کوئی دعا پڑھی جائے کبھی کوئی۔

۸۰۴ - [سننہ حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك، ح: ۷۷۵ من حدیث جعفر به، و صححه ابن خزيمة.

ہ۔ ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها

نماز شروع کرنے کا بیان

۸۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے تو تکبیر اور قراءت کے درمیان تھوڑی دیر خاموش رہتے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان! تکبیر اور قراءت کے درمیان آپ خاموش رہتے ہیں۔ ارشاد فرمائیے کہ آپ اس وقت کیا پڑھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں کہتا ہوں: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ حَظَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنْ حَظَايَايَ كَمَا نَقَّنِيْ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ اَغْسِلْنِيْ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اَغْسِلْنِيْ مِنَ حَظَايَايَ بِالْمَاءِ وَالطَّلْحِ وَالْبُرْدِ“ اے اللہ! میرے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ کر دیا ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے پانی، برف اور اولوں کے ذریعے سے میرے گناہوں سے صاف کر دے۔“

۸۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، قَالَ قُلْتُ: يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَرَأَيْتَ سَكَتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، فَأَخْبِرْنِي مَا تَقُولُ. قَالَ: «أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ حَظَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنْ حَظَايَايَ كَمَا نَقَّنِيْ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ اَغْسِلْنِيْ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اَغْسِلْنِيْ مِنَ حَظَايَايَ بِالْمَاءِ وَالطَّلْحِ وَالْبُرْدِ».

نورائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم تھا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے تھے اور یہ انتظار نہیں کرتے تھے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیں البتہ بعض اوقات اس خیال سے توقف کرتے تھے کہ یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار محسوس نہ ہو۔ اور بلا ضرورت سوال کرنے سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ ② گناہوں سے فاصلہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور توفیق کے ساتھ گناہوں سے محفوظ رکھے اور ہم گناہوں کا ارتکاب تو درکنار ان کے قریب بھی نہ چسکیں۔ ③ گناہوں کو میل کچیل سے تشبیہ دی جاتی ہے اس لیے انتہائی صفائی کو سفید کپڑے کی صفائی سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ سفید کپڑے کو زیادہ توجہ اور اہتمام سے صاف کیا جاتا ہے کہ اگر معمولی سا بھی داغ یا دھبہ رہ گیا تو بہت برا محسوس ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرمادے۔ ④ گناہ چھتم

۸۰۵۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ۷۴۴، ومسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ۵۹۸ من حديث عمارة به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں تعوذ پڑھنے کا بیان

میں لے جانے کا باعث ہیں ان سے روح بے چینی محسوس کرتی ہے جس طرح جسم ظاہری گری سے بے چینی محسوس کرتا ہے۔ اس لیے گناہوں سے صفائی کے لیے زیادہ ٹھنڈی اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے کہ دل کو ٹھنڈک اور تسکین حاصل ہو جائے۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ معصوم تھے لیکن اظہار عبودیت کے لیے اور امت کو تعلیم دینے کے لیے استغفار فرماتے تھے۔

۸۰۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،
وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِمْرَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا حَارِثَةُ بْنُ أَبِي الرَّجَالِ،
عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ
إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى
جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ».

26

(المعجم ۲) - بَابُ الاسْتِعَاذَةِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۴۱)

باب: ۲- نماز میں تعوذ پڑھنے کا بیان

۸۰۷- حضرت جمیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ
جب آپ نماز شروع کرتے تو تین بار فرماتے: [اللَّهُ
أَكْبَرُ كَبِيرًا] اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا "اللہ بڑا ہے سب سے
بڑا، اللہ بڑا ہے سب سے بڑا" پھر تین بار فرماتے:
[الْحَمْدُ لِلَّهِ كَبِيرًا] الْحَمْدُ لِلَّهِ كَبِيرًا "سب تعریف
اللہ ہی کی ہے بہت زیادہ تعریف۔ سب تعریف اللہ ہی
کی ہے۔ بہت زیادہ تعریف۔" پھر تین بار کہتے:
[سُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا] "میں صبح شام اللہ کی

۸۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو
ابْنِ مَرْة، عَنْ عَاصِمِ الْعَنْزِيِّ، عَنِ ابْنِ
جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ،
قَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا»
ثَلَاثًا. «الْحَمْدُ لِلَّهِ كَبِيرًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ كَبِيرًا»
ثَلَاثًا. «سُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا» ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ. «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ

۸۰۶- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما يقول عند افتتاح الصلاة، ح: ۲۴۳ من حديث أبي معاوية به،
وانظر، ح: ۵۶ لعلته، وح: ۸۰۴ شاهد له.

۸۰۷- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح: ۷۶۶ من حديث شعبة
به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں تعویذ پڑھنے کا بیان

الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْحِهِ وَنَفْتِهِ.

تسبیح و تقدیس کرتا ہوں۔“ (اور بعد میں یہ کلمات بھی پڑھتے): [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْحِهِ وَنَفْتِهِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں مردود شیطان سے، اس کے (شرارت کے ساتھ) چھوٹنے سے، اس کی پھونک سے اور اس کے تنکھارنے سے۔“

حضرت عمرو (بن مرہ) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے چھوٹنے سے مراد موت کی بیماری ہے۔ اور اس کا تنکھارنا (خلاف شریعت) شاعری ہے اور اس کی پھونک تکبر ہے۔

قَالَ عَمْرُو: هَمْزُهُ الْمَوْتَةُ، وَنَفْتُهُ الشَّعْرُ، وَنَفْحُهُ الْكِبْرُ.

۸۰۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَهَمْزِهِ وَنَفْحِهِ وَنَفْتِهِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں مردود شیطان سے، اس کے چھوٹنے سے، اس کی پھونک سے اور اس کے تنکھارنے سے۔“

۸۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَهَمْزِهِ وَنَفْحِهِ وَنَفْتِهِ».

راوی بیان کرتے ہیں کہ: اس کے چھوٹنے سے مراد موت کی بیماری ہے، اور اس کا تنکھارنا شاعری ہے اور اس کی پھونک تکبر ہے۔

قَالَ: هَمْزُهُ الْمَوْتَةُ، وَنَفْتُهُ الشَّعْرُ، وَنَفْحُهُ الْكِبْرُ.

نواکد و مسائل: ① [هَمْزٌ] کا مطلب ہے دوسرے کے جسم میں ہاتھ کی انگلیاں زور سے چھونا جس سے اسے تکلیف محسوس ہو۔ موت ایک بیماری ہے جو شیطان کے اثر سے ہوتی ہے اور جنون یا مرگی کے دورے سے مشابہ ہے۔ اس میں انسان کو اپنا ہوش نہیں رہتا۔ دورہ ختم ہونے پر مریض پوری طرح ہوش و حواس میں آجاتا ہے۔ ② [نَفْتٌ] سے پھونک مارنے کا وہ انداز مراد ہوتا ہے جسے دم کرتے ہوئے اختیار کیا جاتا ہے۔ فحش شاعری، گندے گانے اور بے ہودہ اشعار شیطان کی ترغیب کا نتیجہ ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں البتہ اخلاقی اور معاشرتی خرابیاں اور نقصانات واضح ہیں اس لیے ان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا ضروری ہے۔ [نَفْتٌ] کا مطلب دوسرے بھی ہو سکتا ہے۔ ③ [نَفْحٌ]

۸۰۸۔ [حسن] سندہ ضعیف، وانظر الحديث السابق، فهو شاهد له.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام میں ہاتھ باندھنے سے متعلق احکام ومسائل
 سے مراد پھونک مارنے کا وہ انداز ہے جیسے کسی چیز میں ہوا بھری جاتی ہے یا زور سے کسی چیز پر پھونک ماری جاتی ہے۔
 دعا میں اس سے مراد فخر و تکبر کی کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان دوسروں کو کھارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور خود کو ان سے برتر محسوس کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے اور بہت سی اخلاقی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

(المعجم ۳) - **بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَيَّ**
الشَّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۴۲)
 باب ۳۔ نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں
 ہاتھ رکھنا

۸۰۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت بکب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو دایاں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔
 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُؤَمِّنُنَا، فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ.

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ قیام میں سنت ہاتھ باندھنا ہے، چھوڑنا نہیں، جس طرح بعض حضرات

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ ② پکڑنے سے مراد بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا ہے جیسے کہ حدیث: ۸۱۱ میں آ رہا ہے۔ ③ صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھنا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح

البخاری، الاذان) باب وضع اليمين على اليسرى في الصلاة، حدیث: ۴۰/۷، یعنی حدیث: ۸۱۱ میں "ید" سے مراد تھیلی نہیں بلکہ بازو ہے۔ اس طرح دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور ہاتھ باندھنے کی وہ کیفیت متعین ہو جاتی ہے جو صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتی ہے۔ ④ قیام میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں جیسے کہ متعدد احادیث میں مروی ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر رکھا۔" (صحیح ابن خزیمہ، الصلاة) باب وضع اليمين على الشمال في الصلاة قبل افتتاح القراءة، حدیث: ۴۷۹/۳ اس کے کاشیے میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس کی سند ضعیف ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ دوسری کئی سندوں سے اسی سے ملنے جلتے الفاظ میں مروی ہے۔ اس کی مزید تائید سینے پر ہاتھ باندھنے کی دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ یہ احادیث مسند احمد، طبرانی، ابن ابی حاتم اور بیہقی میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ (الحاکم، ۴/۵۳۷، و البیہقی، ۲/۳۰۲۹

والطبرانی: ۳۰/۳۲۵)۔

۸۰۹۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في وضع اليمين على الشمال في الصلاة، ح: ۲۵۲، من حديث أبي الأحوص به، وقال: "حديث حسن"، وأحمد: ۲۲۶/۵ بإسناد صحيح عن سماك بسنده به، وفيه: "رأيت النبي صلی اللہ علیہ وسلم يضع هذه على صدره" يعني في الصلاة، وإسناده حسن.



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

۸۱۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، ح: وَحَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الصَّرِيرُ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَايِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، فَأَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ.

۸۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاتِمٍ: أَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي زَيْنَبٍ السَّلْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا وَاضِعٌ يَدِي الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى، فَأَخَذَ بِيَدِي الْيُمْنَى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرَى.

۸۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں نے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ پر بائیں ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور اسے بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

🌟 **فائدہ:** بعض اوقات غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے عملی طور پر فوراً اصلاح کر دینا مناسب ہوتا ہے۔

(المعجم ۴) - **بَابُ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ** باب: ۳- نماز میں قراءت کی ابتدا کرنا

(التحفة ۴۳)

۸۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي الْجَوَّزَاءِ، عَنْ

۸۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے قراءت کی ابتدا فرماتے تھے۔

۸۱۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، ح: ۷۲۶ من حديث بشر بن المفضل به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۱۴، ۴۸۰، وابن حبان: ۴۸۵/۱، والترمذي، ح: ۲۹۲ وغيرهم.

۸۱۱- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، ح: ۷۵۵ من حديث هشيم به، وحسنه الحافظ في الفتح.

۸۱۲- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة، وما يفتح به ويختم به... الخ، ح: ۴۹۸ من حديث حسين المعلم به مطولاً.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

عَائِشَةُ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْتَتِحُ
الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

[الفاتحة: ۱]

☀️ **فائدہ:** ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے قراءت شروع کرنے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قراءت میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھتے تھے اس کے بعد کوئی دوسری سورت یا آیات تلاوت کرتے تھے۔ اس صورت میں ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ بھی اونچی آواز میں پڑھنا ثابت ہوگا کیونکہ وہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ ہی شامل ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ کی آیت جبر سے نہیں پڑھتے تھے۔ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ سے شروع کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دونوں طرح کی روایات آئی ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ جبر سے پڑھنے کے قائلین میں حضرت ابو ہریرہ حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں اور ﴿بِسْمِ اللَّهِ﴾ آہستہ پڑھنے والوں میں خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی بیان کیے ہیں۔ دیکھیے: (جامع الترمذی ' الصلاة' باب ماجاء فی ترک الجهر بیسم اللہ الرحمن الرحیم' حدیث: ۲۳۳ و باب من رأى الجهر بیسم اللہ الرحمن الرحیم' حدیث: ۲۳۵)



۸۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ، ح: وَحَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ
الْمُهَلِّسِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ،
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِـ
﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

۸۱۴- حَدَّثَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ
الْجَهْضَمِيُّ، وَبَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، وَ عُقْبَةُ بْنُ
مُكْرَمٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى:
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
ﷺ قراءت کی ابتدا ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾
سے کرتے تھے۔

۸۱۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ۷۴۳، ومسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا
يجهر بالسملة، ح: ۳۹۹ من حديث قتادة به.

۸۱۴- [صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، أبو عبد الله الدوسي، ابن عم أبي هريرة مجهول الحال"
وبشر فقيه ضعيف الحديث" (تقريب)، وله شواهد صحيحة.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نمازیں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي [عَبْدِ] اللَّهِ،
ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ كَانَ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

۸۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ،
عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَايَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ الْمُغَفَّلِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَقَلَّمَا رَأَيْتُ
رَجُلًا أَشَدَّ عَلَيْهِ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثًا مِنْهُ،
فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقْرَأُ ﴿بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ فَقَالَ: أَيُّ بَنِي! إِنَّكَ
وَالْحَدِيثُ، فَإِنِّي صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَمَعَ عُمَرَ، وَمَعَ
عُثْمَانَ، فَلَمْ أَسْمَعْ رَجُلًا مِنْهُمْ يَقُولُهُ،
فَإِذَا قَرَأَتْ فَقُلِ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ﴾.

۸۱۵- حضرت یزید بن عبداللہ بن مغفل سے
روایت ہے انھوں نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن
مغفل رضی اللہ عنہ) کے بارے میں فرمایا: میں نے اسلام میں
بدعت سے نفرت کرنے میں ان سے سخت افراد شاذ و نادر
ہی دیکھے ہیں۔ انھوں نے مجھے (نماز میں) ﴿بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھتے سنا تو فرمایا: بیٹا! بدعت سے
اجتناب کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں بھی
نمازیں پڑھی ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ
بھی۔ میں نے ان میں سے کسی کو ایسے پڑھتے نہیں
سنا۔ اس لیے جب تم قراءت کرو تو کہو: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

باب: ۵- نماز فجر میں قراءت کا بیان

(المعجم ۵) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ

الْفَجْرِ (التحفة ۴۴)

۸۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا شَرِيكٌ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عُيَيْنَةَ،
عَنْ زَيْدِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ قُطَيْبَةَ بْنِ مَالِكٍ،

۸۱۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم، ح: ۲۴۴
من حديث إسماعيل به، وقال: "حديث حسن" * وابن عبد الله بن مغفل، اسمه يزيد كما في مسند أحمد: ۸۵/۴،
وسنن الترمذي، ولم أجد من وقفه غير الترمذي، فهو مجهول الحال، أخرجه النسائي، ح: ۹۰۹ من طريق آخر عن
قيس بن عباية به.

۸۱۶- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۷ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ ﴿وَالنَّحْلَ﴾ ”اور ہم نے کھجور کے بلندو بالا درخت پیدا کیے جن کے باسِقَتِ لَمَّا طَلَعَتْ نَوَيْدٌ“ . [ق: ۱۰] خوشے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔“

☀️ فائدہ: سورہ فاتحہ کے بعد قرآن مجید میں سے کسی بھی مقام سے حسب خواہش تلاوت کی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَأَقْرَأْ وَامَّا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل: ۲۰) ”جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو۔“ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں سورہ ق کی تلاوت فرمائی۔

۸۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَضْبَعٍ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ، كَأَنِّي أَسْمَعُ قِرَاءَتَهُ ﴿فَلَا أَقِيمُ بِالْقَنَسِ﴾ . [التكوير: ۱۵، ۱۶]

۸۱۷- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ فجر کی نماز میں قراءت فرما رہے تھے۔ (مجھے وہ تلاوت اس طرح یاد ہے) گویا میں اب بھی آپ سے یہ آیات سن رہا ہوں: ﴿فَلَا أَقِيمُ بِالْقَنَسِ﴾ الْحَوَارِ الْكُنَسِ﴾ ”میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے چلنے والے چھپنے والے ستاروں کی۔“

۸۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَهُ أَبُو الْمُنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مَا بَيْنَ السُّتَيْنِ إِلَى الْمِائَةِ.

۸۱۸- حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: یہ ایک عمومی اندازہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس سے کم یا زیادہ مقدار جائز نہیں۔ آیتیں لمبی ہوں تو ساٹھ آیات پڑھ لی جائیں مثلاً: سورہ سجدہ اور سورہ ملک دونوں میں تیس تیس آیات ہیں تو دو رکعتوں میں دو سو رکعتیں پڑھنے سے ساٹھ آیات ہو جائیں گی۔ اور مختصر آیات والی سورتوں میں سے سو آیات تلاوت کر لی جائیں مثلاً: سورہ

۸۱۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب القراءة في الفجر، ح: ۸۱۷ من حديث إسماعيل به، وله طريق آخر عند مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۶ وغيره.

۸۱۸- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۶۱ من حديث أبي المنهال به.

۵- ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل
 واقعہ دونوں رکعتوں میں تقسیم کر کے پڑھ لی جائے جس کی چھیا نوے آیات ہیں۔ اگر آیات زیادہ لمبی ہوں جیسے سورہ
 بقرہ وغیرہ میں ہیں تو تعداد اس سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ جس قدر تلاوت آسانی سے ہو سکے اور مقتدی آسانی سے سن
 سکیں جائز ہے۔

۸۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حَجَّاجِ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا، فَيَطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظَّهْرِ وَيُقْصِرُ فِي الثَّانِيَةِ. وَكَذَلِكَ فِي الصُّبْحِ.

۸۱۹- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو ظہر کی پہلی رکعت میں طویل قراءت کرتے تھے اور دوسری رکعت میں (اس سے) کم قراءت کرتے تھے۔ صبح کی نماز بھی اسی طرح پڑھاتے تھے۔

☀️ فائدہ: اس میں یہ حکمت ہے کہ پہلی رکعت میں طبیعت میں نشاط اور آمادگی ہوتی ہے اس لیے زیادہ قرآن پڑھا اور سنا جاسکتا ہے جب کہ دوسری رکعت میں جسم تھکاؤ محسوس کرتا ہے اور طبیعت کی آمادگی اس درجہ کی نہیں رہتی اس لیے قراءت نسبتاً مختصر کر دی جانی چاہیے۔ اور اس میں یہ فائدہ بھی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جماعت مل جائے اور پہلی رکعت فوت نہ ہو۔

۸۲۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَتَى عَلِيَّ ذَكَرَ عِيسَى، أَصَابَتْهُ شَرْقَةٌ، فَرَكَعَ. - يَعْنِي: سَعَلَةٌ.

۸۲۰- حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں سورہ المؤمنون تلاوت فرمائی۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ذکر آیا تو آپ ﷺ کو کھانسی آگئی تو آپ رکوع میں چلے گئے۔

۸۱۹- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۱ من حديث ابن أبي عدي به، وله طرق أخرى عند البخاري، ومسلم وغيرهما به باختلاف يسير.

۸۲۰- [صحیح] وله طريق آخر عند مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۵ عن عبدالله بن السائب به، وعلقه البخاري في صحيحه قبل، ح: ۷۷۴.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

نوائد و مسائل: ① حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر سورہ مومنوں کی آیت (۵۰) میں وارد ہے۔ جہاں تین رکوع مکمل ہوتے ہیں گو یا رسول اللہ ﷺ مزید تلاوت کرنا چاہتے تھے لیکن کھانسی کی وجہ سے تلاوت ختم کر دی۔ اس سے بھی حدیث: ۸۱۸ کی تائید ہوتی ہے جس میں ساتھ سے سونک آیات پڑھنے کا ذکر ہے۔ ② اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں پوری سورت کا پڑھنا لازم نہیں۔ ③ اگر دوران قراءت میں امام کو کوئی ایسا عارضہ پیش آ جائے کہ قراءت کو جاری رکھنا مشکل ہو تو اسے قراءت ختم کر کے رکوع میں چلے جانا چاہیے۔

(المعجم ۶) - **بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ**
الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۴۵)

۸۲۱- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿الْم تَنْزِيل﴾ اور ﴿هَلْ أُنِي عَلَى الْإِنْسَان﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۸۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ
مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ جَبْرِ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ:
﴿الْم تَنْزِيل﴾، [السَّجْدَةَ] وَ ﴿هَلْ أُنِي عَلَى
الْإِنْسَان﴾. [الإنسان]



نوائد و مسائل: ① اگر مساجد کو چاہیے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں یہ سورتیں پڑھا کریں۔ اگرچہ کوئی اور سورت پڑھنے سے بھی نماز درست ہوگی لیکن ان سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے۔ ② اس میں شاید یہ حکمت ہوگی کہ ان دونوں سورتوں میں انسان کی پیدائش خاتمہ آدم علیہ السلام جنت ووزخ اور قیامت کا ذکر ہے۔ اور یہ سب باتیں جمعہ کے دن ہونے والی ہیں اور کچھ ہو چکی ہیں۔

۸۲۲- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا
الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ
بَهْدَلَةَ، عَنْ مُضْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ

۸۲۱- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ۸۷۹ من حديث وكيع وغيره به.
۸۲۲- [صحیح] سندہ ضعیف، والحديث السابق شاهد له.

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

الْفَجْرِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الَّذِي تَنْزِيلُ﴾
و﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾.

۸۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿الَّذِي تَنْزِيلُ﴾
اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۸۲۳- حَدَّثَنَا حَزْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ
ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي
صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الَّذِي تَنْزِيلُ﴾
و﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾.

۸۲۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿الَّذِي تَنْزِيلُ﴾
اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا
کرتے تھے۔

۸۲۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ:
أَبَانَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَبَانَا عَمْرُو بْنُ
أَبِي قَيْسٍ، عَنْ أَبِي قُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ:
﴿الَّذِي تَنْزِيلُ﴾ وَ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾.

اسحاق راوی بیان کرتے ہیں ہمیں عمرو نے حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ میں
اس میں کسی قسم کا شک نہیں کرتا۔

قَالَ إِسْحَاقُ: هَكَذَا حَدَّثَنَا عَمْرُو، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ، لَا أَشْكُ فِيهِ.

باب: ۷- ظہر اور عصر کی نمازوں

میں قراءت

(المعجم ۷) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ

وَالْعَصْرِ (التحفة ۶۶)

۸۲۵- حضرت قزعة (بن یحییٰ بصری) سے روایت

۸۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۸۲۴- أخرجه البخاري، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة، ح: ۸۹۱، ومسلم، الجمعة، باب ما
يقرأ في يوم الجمعة، ح: ۸۸۰ من حديث إبراهيم به.

۸۲۶- [إسناده حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، رجاله ثقات."

۸۲۷- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۴ من حديث معاوية بن صالح به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا: تیرے لیے اس میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے بیان فرمادیجیے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے حکم سے طہر کی اقامت کہی جاتی تھی تو ہم میں سے ایک شخص بھی کی طرف جاتا (وہاں پہنچ کر) حاجت سے فارغ ہوتا، پھر واپس آ کر وضو کرتا اور (جب مسجد میں پہنچتا تو) رسول اللہ ﷺ کو طہر کی پہلی رکعت میں پالیتا۔

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ فِي ذَلِكَ خَيْرٌ، قُلْتُ: بَيْنَ رَجَمِكَ اللَّهُ. قَالَ: كَانَتْ الصَّلَاةُ تُقَامُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ الطُّهْرَ، فَيُخْرَجُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَيْعِ، فَيَقْضِي حَاجَتَهُ، فَيَجِيءُ، فَيَتَوَضَّأُ، فَيَجِدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الطُّهْرِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”بھیج“ اس جگہ کا نام ہے جسے آج کل ”جنت البھیج“ کہتے ہیں یہ مدینہ کا قبرستان ہے رسول

اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک حصے میں قبریں تھیں باقی خالی میدان تھا۔ اس وقت مسجد نبوی کی عمارت بھی تھوڑے سے رقبے پر بنی ہوئی تھی۔ ② ”اس میں تیرے لیے بھلائی نہیں۔“ مطلب یہ ہے کہ علم کا مقصد عمل کرنا ہے اور آپ لوگ اس کے مطابق عمل کر کے اتنی لمبی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ پھر پوچھنے کا کیا فائدہ؟ ③ پہلی رکعت کو طویل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ لوگ پوری نماز باجماعت کا ثواب حاصل کر لیں۔ ④ اگر نمازی لمبی نماز پڑھنے میں مشقت محسوس نہ کریں تو نماز کو معمول سے زیادہ طویل دیا جاسکتا ہے ورنہ مناسب حد تک تخفیف کرنے کا حکم ہے۔



۸۲۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ، قُلْتُ لِحَبَابٍ: بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الطُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحَيْتِهِ.

۸۲۶- حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں کو طہر اور عصر میں رسول اللہ ﷺ کی قراءت کا کس طرح علم ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا: آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بڑی اور جبری تمام نمازوں میں قراءت ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ]، فَمَا أَسْمَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَحْضَى عَلْنَا أَحْفَيْنَا عَنْكُمْ (صحیح البخاری)

۸۲۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاة، ح: ۷۴۶، ۷۶۰، ۷۶۱ من حديث الأعمش به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

الأذان؛ باب القراءة في الفجر، حديث: ۷۷۲ع "قراءة ہر نماز میں ہوتی ہے جو کچھ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سنا، ہم تمہیں سناتے ہیں اور جو کچھ نبی ﷺ نے ہم سے چھپایا، ہم تم سے چھپاتے ہیں۔" یعنی جن رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ نے جہری قراءت کی، ہم بھی جہری قراءت کرتے ہیں اور جن نمازوں یا رکعتوں میں آپ ﷺ نے سبزی قراءت کی، ہم بھی سری قراءت کرتے ہیں۔ ① سبزی نمازوں اور رکعتوں میں قراءت کی صورت یہ ہے کہ ہونٹوں کو کلمات کے مطابق حرکت دی جائے، بعض دل میں پڑھنا کہ ہونٹوں کی حرکت نہ ہو کافی نہیں۔ ② نماز میں امام کی طرف نظر اٹھ جانے سے نماز میں غلط نہیں آتا۔ ③ سبزی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کی حرکت سے صحابہ کرام نے اندازہ لگایا کہ رسول اللہ ﷺ قراءت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اوقات کسی آیت کا کچھ حصہ آواز سے پڑھ دینے سے بھی صحابہ کرام ﷺ کو آپ کی قراءت کا علم ہو جاتا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الأذان؛ باب القراءة في العصر؛ حديث: ۷۷۲)

۸۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے فلاں سے زیادہ کسی کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ نہیں دیکھی۔ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ صاحب ظہر کی پہلی دور رکعتوں میں طویل قراءت کرتے تھے اور آخری دور رکعتوں میں تخفیف فرماتے تھے اور عصر کی نماز (ظہر کے مقابلے میں) ہلکی پڑھاتے تھے۔

۸۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَقَفِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُمَانَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ فَلَانٍ. قَالَ: وَكَانَ يُطِيلُ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَيُخَفِّفُ الْأُخْرَيَيْنِ، وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ.

نوآمد مسائل: ① علامہ وحید الزمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے یا عمر بن عبدالعزیز یا عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہما، یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا اشارہ ان حضرات میں سے کسی ایک کی طرف ہے کہ ان کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت ملتی جلتی ہے۔ ② عصر کی نماز ظہر کی نماز سے ہلکی پڑھنا مسنون ہے تاہم اس میں بھی پہلی رکعتیں نسبتاً طویل اور آخری رکعتیں مختصر ہونی چاہئیں۔

۸۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ۸۲۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛

۸۲۷۔ [صحيح] أخرجه النسائي: ۱۶۷، ۱۶۸، الافتتاح، باب تخفيف القيام والقراءة، ح: ۹۸۳ من حديث الضحاك، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۲۰، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۸۳۷.

۸۲۸۔ [إسناده ضعيف] * زيد تقدم حاله، ح: ۳۵۶، ۳۶۹، وتلميذه * احتلط بأخوه * كما قال البوصيري، وغيره، وصحاح الطيالسي منه بعد اختلاطه كما في التقيد والإيضاح للعراقي ص: ۴۳۱، وحديث مسلم، ح: ۴۵۲، يعني عنه.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُسْعُودِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ الْعَمَشِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ بَدْرِيًّا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: تَعَالَوْا حَتَّى نَقِيسَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا لَمْ يَجْهَرُ فِيهِ مِنَ الصَّلَاةِ فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ، فَقَاسُوا قِرَاءَتَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ بِقَدْرِ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى قَدَّرَ النُّصْفَ مِنْ ذَلِكَ، وَقَاسُوا ذَلِكَ فِي الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ النُّصْفِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ.

..... نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل انھوں نے فرمایا: (ایک بار) تمیں بدری صحابہ رضی اللہ عنہم (ایک جگہ) جمع ہو گئے۔ انھوں نے (آپس میں) کہا: آئیے رسول اللہ ﷺ کی سری نمازوں میں قراءت (کی مقدار) کا اندازہ کریں۔ ان میں سے کسی دو میں اختلاف نہیں ہوا (اور انھوں نے بالاتفاق فیصلہ دیا) ان کا اندازہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت ظہر کی پہلی رکعت میں تیس آیتوں کے برابر ہوتی تھی اور دوسری رکعت میں اس سے نصف اور عصر کی نماز کے بارے میں ان کا اندازہ یہ تھا کہ وہ ظہر کی آخری رکعتوں سے نصف ہوتی تھی۔

☀️ **فائدہ:** مذکورہ بالا روایت سننا ضعیف ہے تاہم معنی صحیح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: ”نبی ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس تیس آیات کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا فرمایا: اس (تیس) سے نصف اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس سے نصف۔“ (صحیح مسلم، الصلاة باب القراءة في الظهر والعصر، حدیث: ۳۵۴)

(المعجم ۸) **بَابُ الْجَهْرِ بِالْآيَةِ أَحْيَانًا**
فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (التحفة ۴۷)

باب: ۸۔ ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھار کوئی آیت آواز سے پڑھ دینا

۸۲۹۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ

۸۲۹۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں آیت سنا دیتے تھے۔

۸۲۹۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في العصر، ح: ۷۶۲، ۷۷۹ من حديث هشام، ومسلم، الصلاة باب القراءة في الظهر، ح: ۴۵۱ من حديث يحيى به.

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَيَسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا.

🌞 نواد و مسائل: ① سرّی نماز میں کوئی آیت یا لفظ آواز سے پڑھنے سے نماز میں نقص نہیں آتا۔ ② ممکن ہے رسول اللہ ﷺ اس انداز سے قراءت کا اظہار اس لیے کرتے ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو جائے کہ سرّی نماز میں فاتحہ کے بعد کسی بھی مقام سے قراءت کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم.

۸۳۰- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ظہر کی نماز پڑھاتے تھے اور ہمیں چند آیتوں کے بعد ایک آیت سورہ لقمان اور ذاریات کی سنائی دیتی تھی۔

۸۳۰- حَدَّثَنَا عَقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قَتَيْبَةَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ الرَّيْدِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا الظُّهْرَ، فَتَسْمَعُ مِنْهُ الْآيَةَ بَعْدَ الْآيَاتِ مِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ وَالذَّارِيَاتِ.

باب ۹- نماز مغرب میں قراءت

(المعجم ۹) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ (التحفة ۴۸)

۸۳۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ (حضرت لہابہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ (سورہ مرسلات) پڑھتے سنا۔

۸۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّهِ - قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: هِيَ: لُبَابَةُ - أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا.

۸۳۰- [سناده ضعيف] أخرجه النسائي ۱/۲، ۱۶۳، الافتتاح، باب القراءة في الظهر، ح: ۹۷۲ من حديث سلم به، وانظر، ح: ۴۶ لعلته.

۸۳۱- أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ۷۶۳، ۴۴۲۹، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۶۲ من حديث الزهري به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۸۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
أَبَانَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ
النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

قَالَ جُبَيْرٌ، فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ :
فَلَمَّا سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ : ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ
أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ : ﴿فَلْيَأْتِ
مُسْتَمِعُهُمْ بِطُلُوبِ تَيْبِينَ﴾ كَادَ قَلْبِي يَطِيرُ .
[الطور : ۳۵ تا ۳۸]

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل
۸۳۲- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں
سورہ طور پڑھتے سنا۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہما نے ایک اور حدیث کے دوران
میں فرمایا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیات
پڑھتے سنا: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمْ
الْخَالِقُونَ..... فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِطُلُوبِ تَيْبِينَ﴾
”کیا وہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے (خود بخود) پیدا
کیے گئے ہیں؟ یا وہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انہوں
نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ وہ لوگ یقین
نہیں رکھتے۔ یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے
ہیں؟ یا وہ (ان خزانوں کے) داروغے ہیں؟ یا کیا ان
کے پاس کوئی میزھی ہے کہ وہ اس پر (چڑھ کر آسمان کی
باتیں) سن لیتے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو پھر چاہیے کہ ان
کا سننے والا کوئی روشن دلیل پیش کرے۔“ تو قریب تھا
کہ میرا دل اڑ جائے گا۔

☀️ فائدہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما جنگ بدر میں مشرکوں کی طرف سے شریک تھے۔ مسلمانوں نے جن غیر مسلموں
کو جنگ میں گرفتار کیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے۔ جب انہیں گرفتار کر کے مدینہ لایا گیا اس دوران میں انہوں نے
رسول اللہ ﷺ سے مغرب کی نماز میں قرآن سنا۔ (صحیح البخاری: الجہاد، باب فداء المشركين، حدیث:
۳۵۰) اس موقع پر ان کے دل میں ایمان جاگزیں ہو گیا۔ (صحیح البخاری: المغازی، باب: ۱۲، حدیث:
۳۰۲۳) قرآن کے اس اثر کو زیر مطالعہ حدیث میں انہوں نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ قرآن ان کو مجھے یوں
محسوس ہوا گویا میرا دل سینے سے نکل جائے گا یعنی دل پر قرآن کا اس قدر اثر ہوا کہ دل اسلام قبول کرنے کے لیے
بے تاب ہو گیا۔



۸۳۲- أخرجه البخاري، التفسير، سورة "الطور"، ح: ۴۸۵۴ من حديث سفیان، وعن غيره، ومسلم، الصلاة،
باب القراءة في الصبح، ح: ۴۶۳ من حديث سفیان بن عيينة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

إِنْسَانًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ.

☀️ فائدہ: قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے کوشش کریں کہ پیسے کہ بہترین انداز سے اور خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی جائے لیکن گانے موسیقی کا انداز اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۸۳۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے مقتدیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں طویل قراءت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم (ایسی سورتیں) پڑھا کرو: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا۔ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ﴾ اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾“

۸۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَانَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ، فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ، وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کرنے کے بعد اپنے محلے کی مسجد میں جا کر نماز کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایسی صورت میں جب کہ ان کی نماز مسجد نبوی کی نماز سے بھی لیٹ ادا ہوتی تھی، طویل قراءت، لوگوں کے لیے مزید مشقت اور گرانی کا باعث ہوتی تھی کہ بعض لوگوں نے آنے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت بھی کی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ فرمائی۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، حدیث: ۳۶۵) ② اس موقع پر شکایت کرنے والے صاحب کو ایک اور وجہ سے بھی مشقت ہوئی۔ وہ محنت مشقت سے روزی کمانے والے آدمی تھے۔ مزدوری سے فارغ ہو کر آئے۔ دواؤں ساتھ تھے۔ دیکھا مسجد میں جماعت کھڑی ہے تو نماز میں شامل ہو گئے۔ کچھ دن بھر کی تھکاوٹ، کچھ اونٹوں کا قطر، کچھ جلدی گھر پہنچ کر کھانے پینے اور آرام کی خواہش۔ ادھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ شروع کر دی۔ اب معلوم نہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تلاوت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہاں تک پڑھتے چلے جائیں چنانچہ اس صحابی نے جماعت سے الگ ہو کر اپنی نماز پڑھی اور چلے گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اسے نامناسب خیال کیا اور تنقید کے طور پر کچھ ارشاد فرما دیا۔ انھیں خبر ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا شکایت کی۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب من شكا إمامه إذا طوّل، حدیث: ۷۰۵) ③ امام کو نماز میں کمزور اور ضرورت مند مقتدیوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ④ اگر کسی سے شکایت ہو تو اس کے متعلق کسی اعلیٰ شخصیت کو بتانا نصیحت میں شامل نہیں کیونکہ اس سے غلطی کی تلافی اور اس کی اصلاح مقصود ہے۔ ⑤ عشاء کی نماز میں قراءت مختصر ہونی چاہیے۔ اس میں مذکورہ بالا سورتیں یا اس مقدار میں تلاوت کرنا مستحسن ہے۔



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۱) - بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ باب: ۱۱- امام کے پیچھے (سورۃ فاتحہ) پڑھنا

(التحفة ۵۰)

۸۳۷- حضرت عمادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔“

۸۳۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَاسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ».

🌞 نوادہ و مسائل: ① اس سے ثابت ہوا کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا نماز کا کارکن ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ② کوئی نماز نہیں کا مطلب ہے کہ فرض اور نفل نماز امام مقتدی اور اکیلے کی نماز سب کا ایک ہی حکم ہے، یعنی سب کے لیے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ ③ بعض حضرات اس حدیث کو آیت مبارکہ ﴿فَاقْرَأْ وَ اٰمَّا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل: ۲۰) کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے: ”پڑھو قرآن میں سے جو آسان ہو۔“ حقیقت یہ ہے کہ آیت مبارکہ اس حدیث شریف سے متعارض نہیں جیسے کہ آیت کے ابتدائی حصے سے واضح ہوتا ہے۔ آیت کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت رات کو کئی کئی گھنٹے تہجد پڑھتے تھے۔ اب اس حکم میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ اب چھ یا آٹھ گھنٹے نماز پڑھنا ضروری نہیں بلکہ ہر شخص اپنی ہمت اور شوق کے مطابق کم یا زیادہ وقت تک تہجد پڑھ سکتا ہے۔ اس کا سورۃ فاتحہ کے وجوب سے کوئی تعارض نہیں۔ آیت اور حدیث کو ملا کر مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ سورۃ فاتحہ لازماً پڑھو اس کے بعد باقی قرآن میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو۔ ویسے بھی سورۃ فاتحہ اتنی مشکل نہیں کہ اسے ”آسانی سے پڑھی جانے والی قراءت“ کے حکم کے خلاف سمجھا جائے۔

۸۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۸۳۸- حضرت ابوسائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، أَنَّ انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں

۸۳۷- أخرجه البخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها... الخ، ح: ۷۵۶، وسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۴ من حديث ابن عيينة به.

۸۳۸- أخرجه مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۵ من حديث ابن جريج، وفي رواية الحميدي (نسخة ديوبندية: ۹۷۴) قال عبد الرحمن: قلت لابي هريرة: فإني أسمع قراءة الإمام فعمزني بيده، فقال: يا فارسي! أو قال يا ابن الفارسي! اقرأ بها في نفسك.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

أَبَا السَّائِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِلْدَانٌ، غَيْرُ تَمَامٍ». فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَإِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ، فَعَمَزَ ذِرَاعِي، وَقَالَ: يَا فَارِسِي! اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ.

ام القرآن (سورہ فاتحہ) نہ پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے، ناقص ہے۔“ (ابو سائب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کبھی میں امام کے پیچھے بھی ہوتا ہوں (تو پھر بھی پڑھوں؟) انھوں نے میرے بازو کو دبا یا اور فرمایا: اے فارسی! اسے اپنے جی میں (آہستہ) پڑھ لے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔ مقتدی اور اکیلے دونوں پر فرض ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھیں۔ ② نقص و طرح کا ہونا ہے مثلاً: ایک انسان کا بازو یا پاؤں کٹ جائے تو انسان زندہ رہ سکتا ہے اگرچہ وہ ناقص ہوگا لیکن اگر کسی کا سر کاٹ دیا جائے یا دل نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ سورہ فاتحہ نہ پڑھے ہونے والے نقص کو عام طور پر پہلی قسم کا نقص قرار دے دیا جاتا ہے لیکن یہ قول درست نہیں کیونکہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَا تُحْزِي صَلَاةً لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» ”جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ کفایت نہیں کرتی۔“ (صحیح ابن خزيمة، الصلاة، جماع أبواب الأذان والإقامة، باب ذكر الدليل على أن الخداج..... هو النقص الذي لا تحزى الصلاة معه.....، حدیث: ۳۹۰) کفایت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی پڑھی ہوئی نماز کافی نہیں دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ ③ [اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ] ”دل میں پڑھ لے“ اس کا مطلب زبان کو حرکت دینے بغیر دل میں سوچنا نہیں کیونکہ اسے قراءت (پڑھنا) نہیں کہا جاتا بلکہ اس طرح پڑھنا مراد ہے کہ ساتھ کھڑا ہوا نمازی آواز نہ سنے۔ اس طرح پڑھنا استماع اور انصات کے خلاف بھی نہیں ہے جیسا کہ قراءت فاتحہ خلف الامام کو استماع اور انصات کے خلاف باور کر کے اس حکم نبوی سے انکار کیا جاتا ہے۔

۸۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ. ح: وَحَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُشَهَّرٍ جَمِيعاً عَنْ أَبِي سُهَيْبَانَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا

۸۳۹- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو فرض اور نفل نماز کی ہر رکعت میں ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت نہیں پڑھتا۔“

۸۳۹- [استادہ ضعیف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۱/ ۳۶۱، ح: ۳۶۳۲ عن ابن فضال به وانظر، ح: ۵۲۰ لحال أبي سفيان طرف بن شهاب، وقال البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف'.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

صَلَاةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ: الْحَمْدُ
وَسُورَةٌ، فِي قِرْيَةِ أَوْ غَيْرِهَا».

❦ **فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کا پڑھنا بھی ضروری ہے لیکن یہ روایت سداً ضعیف ہے اس لیے صرف سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور دوسری سورت کا پڑھنا مستحب ہے واجب (فرض) نہیں۔ (انحاز الحاجہ)

۸۴۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد مبارک سنا: ”ہر وہ نماز جس میں ام الكتاب (سورۃ فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ خداج (ناقص) ہے۔“

۸۴۱- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ
الْجَزْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ
ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ صَلَاةٍ لَا
يُقْرَأُ فِيهَا بِأَمِّ الْكِتَابِ، فَهِيَ خِدَاجٌ».

۸۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے وہ ناقص ہے۔“

۸۴۱- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ
السُّكَيْنِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ
السَّلْمِيُّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرٍو
ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ: «كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ، فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ».

۸۴۲- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان

سے ایک شخص نے سوال کیا: کیا میں اس وقت بھی قراءت کیا کروں جب امام قراءت کر رہا ہو؟ حضرت ابودرداء

۸۴۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ
يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ

۸۴۰- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۷۵ عن ابن إسحاق قال حدثني يحيى بن عباد به الخ، باختلاف يسير،
للعديد شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

۸۴۱- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۱۵،

۸۴۲- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في كتاب القراءة، (ج: ۳۵۷ ط باكستان) من حديث إسحاق بن سليمان به،
وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه معاوية بن يحيى الصدفي أبو روح، وهو ضعيف".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها — نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

الْحَوْلَانِي، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ؟ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ: أَفِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَعَمْ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَ هَذَا.

ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا: کیا ہر نماز میں قراءت ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: یہ تو واجب ہوگی۔

۸۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ يَزِيدَ الْقَعْبَرِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۸۴۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھتے تھے اور بعد کی دو رکعتوں میں (صرف) سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① امام کے پیچھے بھی سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ ② سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ لینے کے بعد دوسری سورت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۱۲) - باب: فِي سَكْتَتِي
الإمام (التحفة ۵۱)

۸۴۴۔ حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ جَمِيلِ الْعَتَكِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: سَكَنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ. فَكَتَبْنَا إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ

۸۴۴۔ حضرت سمرہ بن جندب ﷺ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے دو سکتے یاد ہیں۔ حضرت عمران بن حصین ﷺ نے اس سے اتفاق نہ کیا تو ہم نے مدینہ میں حضرت ابی بن کعب ﷺ کو (خط) لکھا (کہ اس مسئلہ میں فیصلہ دیں) انھوں نے (جوابی طور پر) لکھ بھیجا کہ حضرت سمرہ ﷺ نے (صحیح) یاد

۸۴۳۔ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۷۰/۲ من حديث محمد بن يحيى به، قال البوصيري: "لهذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

۸۴۴۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب السكنة عند الافتتاح، ح: ۷۹۹، ۷۸۰ من حديث سعيد به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۵۱ * الحسن عن سمره كتاب، والرواية عن كتاب صحيحة عند الجمهور.



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بِالْمَدِينَةِ، فَكَتَبَ أَنَّ سَمْرَةَ قَدْ حَفِظَ.

قَالَ سَعِيدٌ: فَقَلْنَا لِقِتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السُّكُنَاتَانِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ، وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: وَإِذَا قَرَأَ ﴿عَبْرَ الْمَعْصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾.

قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَتَرَادَّ إِلَيْهِ نَفْسُهُ.

٨٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ جَدَاشٍ، وَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِشْكَابٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ، قَالَ سَمْرَةُ: حَفِظْتُ سَكُنَاتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ. سَكُنَةٌ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَسَكُنَةٌ عِنْدَ الرَّكْعَةِ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ. فَكَتَبُوا إِلَيَّ الْمَدِينَةَ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ، فَصَدَّقَ سَمْرَةَ.

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل رکھا ہے۔

سعید بن جبیر نے فرمایا: ہم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: یہ دو سکتے کون کون سے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: (ایک تو) جب نماز میں داخل ہوتے ہیں اور (ایک) جب (امام) قراءت سے فارغ ہوتا ہے۔

دوسرے موقع پر قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب امام ﴿عَبْرَ الْمَعْصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرام کو یہ بات پسند تھی کہ جب امام قراءت سے فارغ ہو تو تھوڑا سا خاموش ہو جائے حتیٰ کہ اس کا سانس درست ہو جائے۔

٨٤٥- حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے دو سکتے یاد ہیں۔ ایک سکتہ قراءت سے پہلے اور ایک سکتہ رکوع سے پہلے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان سے اتفاق نہ کیا۔ چنانچہ انھوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف مدینہ منورہ خط لکھا۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے حضرت سرہ رضی اللہ عنہ کی تائید فرمائی۔

فائدہ: اس تفصیل سے تین سکتے (تھوڑا خاموش رہنا) معلوم ہوتے ہیں۔ ایک سکتہ بکبیر تحریر کے بعد (جس میں حمد و ثنا پڑھی جاتی ہے) دوسرا سکتہ سورہ فاتحہ کے خاتمے پر (تا کہ امام کا سانس درست ہو جائے نیز آئین اور قراءت قرآن کے درمیان امتیاز ہو جائے)۔ تیسرا سکتہ قراءت سے فراغت کے بعد رکوع میں جانے سے قبل (اس کا مقصد بھی سانس درست کرنا ہے)۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ امام کے ساتھ ساتھ اپنے جی میں نہ پڑھے بلکہ ان سکناات میں سے کسی ایک سکتے میں پڑھ لے لیکن یہ موقف اس لیے صحیح نہیں کہ نبی ﷺ نے یہ سکتے اس

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

مقتدی کے لیے نہیں کیے تھے اس لیے یہ نہایت مختصر ہوتے تھے علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ان سکتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا التزام نہیں کیا۔ اس لیے صرف سکت ہی میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی اجازت دینے والے موقف کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ
فَأَنْصِتُوا (التحفة ۵۲)

باب: ۱۳۔ جب امام قراءت کرے
تو خاموش رہو

۸۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی بیروی کی جائے چنانچہ جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو جب وہ قراءت کرے تو خاموش رہو اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھے تو تم آمین کہو جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو جب وہ ﴿سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ﴾ کہے تو کہو ﴿اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ﴾ [اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں] جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

۸۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَإِذَا قَال: «غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ»، فَقُولُوا: آمِينَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَجُلُوسًا أَجْمَعِينَ».



فوائد و مسائل: ① مقتدی کو اپنی حرکات و سکنات میں امام سے آگے پڑھنا منع ہے بلکہ امام سے پیچھے رہنا چاہیے۔ ② امام کی قراءت کے وقت خاموش رہنے کا مطلب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد جب امام دوسری سورت پڑھے تو مقتدی خاموشی سے سُنے وہ کوئی دوسری سورت نہ پڑھیں سورۃ فاتحہ کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے کہ مقتدی کو فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے۔ دیکھیے: (حدیث: ۸۳۸) ③ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کا بھی کوئی اور عذر نہ ہونے کے باوجود بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا حکم منسوخ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیماری کی شدت کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ کھڑے تھے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعف کی وجہ سے بلند آواز

۸۴۶۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الإمام يصلى من قعود، ح: ۶۰۴ من حديث أبي خالد به، وصححه الإمام مسلم، وله شاهد في صحيحه، والحديث لا يدل على منع الفاتحة خلف الإمام، انظر، ح: ۸۳۸.

۵۔ ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

سے تکبیر نہیں کہہ سکتے تھے اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی تکبیر سن کر بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے تاکہ تمام نمازیں نہ سکیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری 'الأذان' باب حد المريض أن يشهد الجماعة' حدیث: ۲۶۳)

۸۴۷- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سَلِيمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي غَلَّابٍ، عَنْ حِطَّانِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ ذِكْرِ أَحَدِكُمْ التَّشَهُدُ».

۸۴۷- حضرت ابو موسیٰ یونس بن موسیٰ القطان: حدیثنا جریر، عن سلیمان التیمی، عن قتادة، عن ابي غلاب، عن حطان بن عبد الله الرقاشي، عن ابي موسى الأشعري قال: قال رسول الله ﷺ: «إذا قرأ الإمام فأنصتوا، فإذا كان عند القعدة فليكن أول ذكر أحدكم التشهد».

۸۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةً، نَظَنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ. فَقَالَ: «هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟» قَالَ رَجُلٌ: أَنَا. قَالَ: «إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أَنْ أَرَأَعُ الْقُرْآنَ».

۸۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی جو غالباً صبح کی نماز تھی۔ (نماز کے بعد) فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی نے قراءت کی ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہہ رہا تھا کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تلاوت قرآن میں کٹکٹش ہو رہی ہے؟“

🌟 فوائد و مسائل: ① جبری نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد امام کی قراءت خاموشی سے سنی چاہیے۔ ② تشہد میں سب سے پہلے التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ..... آخر تک پوری دعا اس کے بعد درود شریف اور پھر دوسری دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

۸۴۹- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ

۸۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی..... اس

۸۴۷- أخرجه مسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ۴۰۴ من حديث جرير به مختصراً، وانظر الحديث السابق.

۸۴۸- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من رأى القراءة إذا لم يجهر، ح: ۸۲۶ من حديث الزهري به، وحسنه الترمذي، ح: ۳۱۲، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

۸۴۹- [صحیح] انظر الحديث السابق.

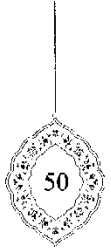
۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں قراءت سے متعلق احکام و مسائل

الزُّهْرِيُّ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيهِ، قَالَ: فَسَكَّنُوا بَعْدُ، فِيمَا جَهَّرَ فِيهِ الْإِمَامُ.

کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے۔ اس کے بعد صحابہ نے ان نمازوں میں خاموشی اختیار فرمائی جن میں امام بلند آواز سے قراءت کرتا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ تلاوت کی ممانعت جبری نمازوں میں ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: [فَلَا تَقْرَأُوا بِسْمِ اللَّهِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُمْ إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ] (سنن أبي داود الصلاة أبواب تفریح استفتاح الصلاة باب من ترك القراءة في صلته بفتاحه الكتاب حدیث: ۸۳۳) ”جب میں جبری قراءت کروں تو صرف سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔“ البتہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ ایسا ہی واقعہ کسی سری نماز میں بھی پیش آیا تھا کہ ظہر یا عصر کی نماز میں کسی مقتدی نے ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا: (صحیح مسلم الصلاة باب نہی المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه حدیث: ۳۹۸) ② امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں اس حدیث پر جو عنوان ذکر فرمایا ہے اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مقتدی نے سورہ الاعلیٰ بلند آواز سے پڑھی تھی۔ کنکاش کے الفاظ سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبری نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد مقتدی کو کچھ نہیں پڑھنا چاہیے البتہ سری نماز میں دوسری سورت پڑھ سکتا ہے لیکن بلند آواز سے نہ پڑھے۔



۸۵۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقَرَأَهُ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً».

۸۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بس کا کوئی امام ہو تو امام کی قراءت اسی کی قراءت ہے۔“

🌞 فائدہ: اس حدیث سے استدلال کر کے کہا جاتا ہے کہ مقتدی کو قراءت کی ضرورت نہیں امام کی قراءت ہی اس کے لیے کافی ہے لیکن یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں۔

۸۵۰- [سناده ضعيف جدًا] أخرجه الذارقطني / ۱ / ۳۳۱ من حديث الحسن بن صالح به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، جابر هو ابن يزيد الجعفي منهم"، وله شواهد، كلها ضعيفة، وصف فيه شيخنا الإمام أبو محمد بدیع الدين شاه الراشدي السندي رحمه الله كتاباً مستقلاً وبين أنه حديث ضعيف من جميع طرفه * أبو الزبير مدلس كما تقدم، ح: ۳۹۵.

آمین بالجہر سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۳- بلند آواز سے آمین کہنا

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

المعجم (۱۴) - بَابُ الْجَهْرِ بِأَمِينٍ

(الصفحة ۵۳)

۸۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

۸۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَيْشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَمَّنَ الْفَارِيُّ فَأَمَّنُوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُوَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو اس وقت آمین کہنی چاہیے جب امام آمین کہے اگرچہ مقتدی کی قراءت امام سے آگے پیچھے ہی ہو۔ ② اس سے امام کا بلند آواز سے آمین کہنا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ مقتدی اس کی آواز سن کر آمین کہیں گے۔ ③ نمازی کی آمین کا فرشتوں کی آمین سے مل جانے کا کیا مطلب ہے؟ اس کی تشریح مختلف انداز سے کی گئی ہے: (۱) وقت میں موافقت یعنی جس وقت فرشتے آمین کہیں اسی وقت نمازی آمین کہیں۔ (۲) خلوص میں موافقت: فرشتوں کا ہر عمل اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ اگر نمازی بھی اسی طرح اخلاص کے ساتھ آمین کہے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (۳) خشوع میں موافقت: آمین دعا ہے اور دعا میں خشوع قبولیت کا باعث ہے۔ فرشتوں کے اعمال میں خشوع پایا جاتا ہے اسی طرح مومن کی دعا اور خصوصاً آمین میں خشوع اور ادب و احترام ہونا چاہیے۔ ④ امام بخاری نے یہ حدیث اس عنوان کے تحت ذکر کی ہے: باب جہر المأموم بالتأمین ”مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنا“ (صحیح البخاری، الأذان، باب جہر المأموم بالتأمین، حدیث: ۷۸۲)

۸۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

۸۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلْفٍ، وَجَمِيلُ ابْنِ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ. ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو ابْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ، وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ

۸۵۱- أخرجه البخاري، الدعوات، باب التأمین، ح: ۶۴۰۲ من حدیث سفیان به.

۸۵۲- أخرجه البخاري، الأذان، باب جہر الإمام بالتأمین، ح: ۷۸۰، ومسلم، الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمین، ح: ۴۱۰ من حدیث الزهري به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها — آئین بائعہ سے متعلق احکام و مسائل

الْحَرَّانِيُّ قَالًا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ،
عَنْ يُونُسَ، جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«إِذَا أَمَرَ الْقَارِئُ فَأَمْتُوا، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ
تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۸۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: لوگوں نے آئین کہنا چھوڑ دیا ہے۔
حالانکہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے تھے تو (بلند آواز سے) آئین
کہتے تھے حتیٰ کہ پہلی صف والے سن لیتے، پھر اس (آئین
کی) آواز سے مسجد گونج اٹھتی۔

۸۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ رَافِعٍ،
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ، وَكَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ: «غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ» قَالَ: «أَمِينَ» حَتَّى
يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، فَيَزِيغُ بِهَا
الْمَسْجِدُ.



☀️ فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے تاہم یہ مستند صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (سلسلۃ الأحادیث
الصحیحة، حدیث: ۴۶۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے پیچھے نماز
پڑھنے والے (مقتدی) حضرات نے آئین کہی حتیٰ کہ مسجد گونج اٹھی۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب جہر
الإمام بالتأمین)

۸۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا
حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا ابْنُ
أَبِي لَيْلَى، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجَبَةَ
۸۵۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے
فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ نے
﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا تو فرمایا: "آئین۔"

۸۵۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التأمین وراء الإمام، ح: ۹۳۴ من حديث صفوان به،
وانظر، ح: ۸۱۴ لعلته، وقال البوصيري: "لهذا إسناده ضعيف".
۸۵۴- [صحيح] وقال البوصيري: "ابن أبي لیلی هو محمد بن عبد الرحمن بن أبي لیلی، ضعفه الجمهور..."،
وله شواهد صحیحة.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام و مسائل

ابن عدی، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ : «وَلَا الضَّالِّينَ» قَالَ : «آمِينَ» .

۸۵۵- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی جب نبی ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا تو فرمایا: ”آمین“ ہم سب نے آپ کی آمین سنی۔

۸۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعَمَارُ بْنُ خَالِدِ الْوَأَسِطِيِّ قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ . فَلَمَّا قَالَ : ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ : «آمِينَ» . فَسَمِعْنَاهَا مِنْهُ .

۸۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہودی تم سے کسی چیز پر اتنا حد نہیں کرتے جتنا سلام اور آمین پر تم سے حد کرتے ہیں۔“

۸۵۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا شَهْبِيلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «مَا حَسَدْتُمْ كُمْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدْتُمْ كُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالْأَمِينِ» .

🌞 فوائد و مسائل ① آپس میں سلام اور نماز میں آمین کہنا مسلمان معاشرے کی ایک ایسی خوبی ہے جسے غیر مسلم بھی محسوس کرتے ہیں۔ ② حد کی وجہ سے وہ خود تو اس نیکی کو اختیار نہیں کرتے البتہ یہ خواہش ضرور رکھتے ہیں کہ مسلمان ایسی خوبیوں سے محروم ہو جائیں۔ ③ آپس میں ملاقات کے وقت مسلمانوں کا طریقہ ”السلام علیکم“ اور ”وعلیکم السلام“ کہنا ہے جو مختصر الفاظ کا ایک جملہ ہونے کے باوجود ایک بہترین دعا ہے۔ یہود و نصاریٰ اولاً تو ہاتھ کے اشارے پر اکتفا کرتے ہیں یا ”ہیلو ہائے“ کے الفاظ بولتے ہیں جن میں دعا کا عنصر سر سے شامل نہیں یا ”گڈ بائنگ“ ”گڈ ایونگ“ جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جس میں خیر کی خواہش محدود کر دی گئی ہے۔ ”صبح بخیر“ ”شب

۸۵۵- [صحیح] * عبد الجبار لم یسمع من أبيه كما في التهذيب وغيره، وأبو إسحاق تقدم، ح: ٤٦، وابن عيَّاش ضعيف على الراجح، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ٩٣٢، ٩٣٣ وغيره.

۸۵۶- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٨٨ عن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٨٥، والمنذري، والبوصيري، وحسنه الهيثمي في المجمع: ١١٣/٢، وقال المنذري في الترغيب: ٣٩١/١، ح: ٧١٩، "رواه الطبراني في الأوسط بإسناد حسن، ولفظه قال: إن اليهود قد ستموا دينهم، وهم قوم حسد ولم يحمدوا المسلمين على أفضل من ثلاث، رد السلام وإقامة الصفوف وقولهم خلف إمامهم في المكتوبة آمين".

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام و مسائل

بخیر“ وغیرہ کے الفاظ بھی انہی کی نقل ہیں جب کہ مسلمانوں کا طریقہ دعا پر مبنی ہے اور دعا بھی محدود وقت کے لیے نہیں۔ ان لوگوں کا رویہ قابل افسوس ہے جو اس بہترین دعا کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے فضول اور بے فائدہ جملے اختیار کرتے ہیں۔ ⑤ ”آمین“ کا مطلب ہے ”قبول فرما“ یہ لفظ گویا مفصل دعا کے بعد مختصر انہی دعاؤں کی تکرار ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ انہوں نے مسلمانوں ہی سے سیکھا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے انبیائے کرام کی جو تعلیمات تحریف سے بچ کر ان تک پہنچ گئی ہیں ان میں یہ بھی شامل ہو اس لیے وہ نہیں چاہتے کہ یہ خوبیاں بھرا لفظ مسلمانوں کے استعمال میں آئے۔ ان کی حالت تو وہ ہے جو قرآن مجید نے بیان کی ہے کہ ﴿مَا يَوْذُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُسْرِكِينَ أَنْ يَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ (البقرة: ۱۰۵) ”اہل کتاب اور (دیگر) مشرکین اور کافر یہ پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھی بھلائی نازل ہو۔“ مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں کے بہکاوے میں نہ آئیں اور سلام اور آمین جیسے پاکیزہ آداب سے کنارہ کش نہ ہوں۔

۸۵۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہودی تم سے کسی بات پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا تم سے آمین پر حسد کرتے ہیں اس لیے آمین کثرت سے کہا کرو۔“

۸۵۷۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ

الْخَلَّالُ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ أَبُو مُسْهِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صَبِيحِ الْمُرِّيِّ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا حَسَدْتُكُمْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدْتُكُمْ عَلَى آمِينَ. فَأَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ».

باب: ۱۵۔ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے

اٹھتے وقت ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا)

(المعجم ۱۵) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا

رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ

(التحفة ۵۴)

۸۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۸۵۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۸۵۷۔ [إسناده ضعيف جداً] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لاتفاهم على ضعف طلحة بن عمرو".

۸۵۸۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين عند الركوع... الخ، ح: ۳۹۰ من حديث سفيان بن عيينة به، أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الأولى... الخ، ح: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۸، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به، وهو من الأحاديث المتواترة كما في نظم المتناثر وغيره.



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام ومسائل

وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَأَبُو عُمَرَ الصَّرِيرُ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

🕌 نوادہ ومسائل: ① نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا) بالاتفاق مسنون ہے۔ ② اس حدیث میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے دوسری احادیث میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا مذکور ہے اس لیے دونوں طرح سنت ہے۔ کبھی کندھوں تک ہاتھ اٹھالینے چاہئیں، کبھی کانوں تک۔ ③ رکوع میں جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت بھی رفع الیدین مسنون ہے۔ ④ حافظ زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم عراقی ہنت نے ”تقریب الاسانید“ میں فرمایا ہے: ”رفع الیدین کی حدیثیں پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن میں حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔“ (طرح الشریب: ۲/۲۵۳) ان میں سے صحاح ستہ میں مندرجہ ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کی احادیث مروی ہیں: ⑤ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (صحاح ستہ) ⑥ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما (صحاح ستہ سوائے ترمذی) ⑦ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما (صحاح ستہ سوائے ترمذی) ⑧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑨ حضرت عمیر بن صہیب رضی اللہ عنہما (ابن ماجہ) ⑩ حضرت ابومید ساعدی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ ابوداؤد ترمذی) ⑪ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑫ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑬ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑭ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) ⑮ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ابن ماجہ ابوداؤد) ⑯ حضرت انس رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ) ⑰ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ) ⑱ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (ابوداؤد) ⑲ حضرت ابوقحادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ (ترمذی) ⑳ امام ترمذی ہفتے سے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جن سے رفع الیدین کی احادیث مروی ہیں ان میں سے اکثر کے نام مذکورہ بالا حضرات میں شامل ہیں۔ انھوں نے ان کے علاوہ ⑳ حضرت عمر اور ㉑ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے نام بھی ذکر کیے ہیں۔ امام احمد، بیہقی، دارقطنی اور طبرانی رضی اللہ عنہم نے بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ مسئلہ روایت کیا ہے۔

۸۵۹ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: ۸۵۹ - حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت

۸۵۹ - أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين... الخ، ح: ۳۹۱ من حديث قتادة به ۴۰

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انھیں کانوں کے قریب لے جاتے۔ اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سرائٹھاتے تو اسی طرح کرتے۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَضْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْخُوَيْرِثِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا قَرِيبًا مِنْ أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ.

۸۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے دیکھا جب نماز شروع کرتے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

۸۶۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ، وَحِينَ يَرْكَعُ، وَحِينَ يَسْجُدُ.

۸۶۱۔ حضرت عمیر بن قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

۸۶۱۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ الْعَسَّابِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَيْرِ بْنِ قَتَادَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ.

۴۴ ولہ طرق أخری عند البخاری، ح: ۷۳۷، ومسلم وغيرهما، وانظر الحديث السابق.

۸۶۰۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۹۵ لعلته، والسند ضعفه البوصيري، وللحديث طريق آخر عند أبي داود، ح: ۷۳۸ وغيره بغير هذا اللفظ، بإثبات رفع الیدین قبل الركوع وبعده، وإسناده صحيح، وصححه ابن خزيمة وغيره.

۸۶۱۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'لهذا إسناده فيه رفدة بن قضاة وهو ضعيف، وعبدالله لم يسمع من أبيه شيئا.'



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام و مسائل

۸۶۲- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرمایا جن میں حضرت قتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی تھے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (کا طریقہ) تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر اٹھالیتے، پھر کہتے: **اللَّهُ أَكْبَرُ** پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انھیں کندھوں کے برابر بلند کر لیتے، جب **[سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ]** کہتے تو رفع یدین کرتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے، جب وہ دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے تو **اللَّهُ أَكْبَرُ** کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ کندھوں کے برابر بلند کر لیتے جیسے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔

۸۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ، وَهُوَ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رَبِيعٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِي بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِي بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» رَفَعَ يَدَيْهِ فَاعْتَدَلَ، فَإِذَا قَامَ مِنَ الثَّنَيْنِ، كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِي بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

🕌 فائدہ: اس حدیث سے دیگر مقامات کے علاوہ دو رکعت پڑھ کر التیحات سے اٹھ کر بھی رفع الیدین کا ثبوت ملتا ہے۔ مزید برآں اس پر دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گواہی ہے کیونکہ کسی نے انکار نہیں کیا۔

۸۶۳- حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت ابو حمید (ساعدی) حضرت ابو اسید ساعدی، حضرت سہل بن سعد اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم (ایک مجلس میں) جمع ہو گئے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا۔ تو ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

۸۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو غَامِرٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ

۸۶۲- [صحیح] تقدم، ج. ۸۰۳.

۸۶۳- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ج: ۷۳۴ من حديث أبي عامر به، و صححه الرمذی، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

۵ أبواب إقامه الصلوات والسنة فيها

رفع الیدین سے متعلق احکام و مسائل

سے واقف ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو اللہ ﷻ اُکبّر [کھا اور رفع الیدین کیا۔ پھر جب رکوع کے لیے (اللہ ﷻ اُکبّر] کہا تو رفع الیدین کیا پھر کھڑے ہوئے تو رفع الیدین کیا اور سیدھے کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔

بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ حِينَ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَاسْتَوَى حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ.

☀️ فائدہ: رکوع سے اٹھ کر بالکل سیدھا کھڑا ہونا ضروری ہے۔ پوری طرح کھڑا ہونے بغیر جلدی سے سجدہ میں چلے جانا خلاف سنت ہے ہر ہڈی کے اپنی جگہ پہنچ جانے کا یہی مطلب ہے۔

۸۶۴- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب فرض نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ ﷻ اُکبّر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے برابر (بلند) ہو جاتے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو (پھر) اسی طرح کرتے۔

۸۶۴- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو أَيُّوبَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزَّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرُكَّعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

۸۶۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

۸۶۵- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ [رِيَّاحٍ]، عَنْ

۸۶۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من ذكر أنه يرفع يديه إذا قام من السنتين، ح: ۷۴۴ من حديث سليمان به، و صححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، وأحمد وغيرهم.

۸۶۵- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، فيه عمر بن رباح، وقد اتفقوا على تضعيفه" * وهو "متروك، وكذبه بعضهم" (تقريب).

رفع الیدين سے متعلق احکام و مسائل

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ.

۸۶۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

۸۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ.

۸۶۷- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے دل میں کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو (توجہ سے) دیکھوں گا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے قبلہ کی طرف منہ کیا اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ وہ آپ کے کانوں کے برابر ہو گئے۔ جب آپ نے رکوع کیا تو پھر انھیں اسی طرح اٹھایا جب رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح انھیں بلند کیا۔

۸۶۷- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كَثِيبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يَصَلِّي، فَقَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْمِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَتَا أُذُنَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ.

۸۶۸- حضرت ابو زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور فرماتے:

۸۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو حُدَيْفَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ

۸۶۶- [صحیح] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح: ۳۷۹۳ من حديث عبد الوهاب الثقفي به، وزاد: "وإذا رفع رأسه من الركوع"، وعله الدارقطني فالسند ضعيف، وهو صحيح بالشواهد الصحيحة * حميد الطويل ثقة مدلس (تقريب) وعن، ذكره الحافظ في المرتبة الثالثة من المدلسين.

۸۶۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة، ح: ۷۲۶ من حديث بشر به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما.

۸۶۸- [إسناده حسن] * أبو الزبير صرح بالسماع عند السراج (ق ۲۵ / ۱).

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رکوع سے متعلق احکام و مسائل
میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔
(ابوزبیر رضی اللہ عنہما کے شاگرد) حضرت ابراہیم بن طہمان رضی اللہ
نے (حدیث بیان کرتے وقت) کانوں تک ہاتھ
اٹھائے۔

[رَأْسُهُ] مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ، وَيَقُولُ:
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ، وَرَفَعَ
إِبْرَاهِيمُ بُنُ طَهْمَانَ يَدَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ.

(المعجم ۱۶) - بَابُ الرُّكُوعِ فِي الصَّلَاةِ

(الصفحة ۵۵)

۸۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ
اونچا رکھتے نہ اسے (بہت زیادہ) جھکا دیتے بلکہ (ان
دونوں حالتوں کے درمیان میں رکھتے۔

۸۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنِ
الْمُعَلَّمِ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِي الْجَوَّزَاءِ،
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا
رَكَعَ لَمْ يَشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ، وَلَكِنْ
بَيْنَ ذَلِكَ.

☀️ فائدہ: اس حدیث سے رکوع کرنے کا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ سر اور کمر برابر رکھے جائیں۔

۸۷۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی
نہیں کرتا اس کی نماز درست نہیں۔“

۸۷۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنِ
الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ،
عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«لَا تُجْرِي صَلَاةَ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا
صُلْبَهُ، فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی کرنے کا مطلب اطمینان سے رکوع اور سجدہ ادا کرنا ہے یعنی
رکوع کرتے وقت پوری طرح جھک جائے جس طرح رکوع کا صحیح طریقہ ہے۔ اور سجدہ کرتے وقت پوری طرح
اطمینان سے سجدہ کرے جس طرح سجدے کا مسنون طریقہ ہے۔ ② نماز کے ارکان اطمینان اور اعتدال کے ساتھ ادا

۸۶۹- [صحیح] تقدم، ح: ۸۱۲.

۸۷۰- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ۸۵۵ من حديث
الأعمش به، وحسنه الحافظ في الفتح.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها رکوع سے متعلق احکام و مسائل

ذکر نے سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا جس نے نماز کے انحال جلدی جلدی بلا الطہینان ادا کیے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب أمر النبی ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالإعادة؛ حديث: 493)

۸۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۸۷۱- حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ جو اپنے قبیلے کے وفد میں شامل تھے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ (اپنے علاقے سے) روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نے آنکھ کے کنارے سے ایک آدمی کو دیکھا کہ رکوع اور سجدہ صحیح ادا نہیں کر رہا تھا، یعنی کمر سیدھی نہیں کر رہا تھا۔ جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو رکوع اور سجدہ میں کمر سیدھی نہیں کرتا۔“

۸۷۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ يُونُسَ الْفَرِّيَّابِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ زَائِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ وَابِصَةَ بْنَ مَعْبُدٍ

فوائد و مسائل: ① دین کا علم حاصل کرنے کے لیے سفر کر کے بڑے علماء کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ ② چہرے کا رخ موڑے بغیر آنکھ کے کنارے سے دیکھ کر دوسرے کی حرکات و سکنات کا علم ہو جائے تو نماز میں فرق نہیں پڑتا، گردن موڑ کر دیکھنا منع ہے۔ ③ جماعت میں ایک شخص سے کوئی غلطی ہو جائے تو سب کو مسئلہ بتا دینا چاہیے تاکہ دوسرے بھی اس غلطی سے اجتناب کریں اور غلطی کرنے والے کا پردہ بھی رہ جائے۔

۸۷۲- حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ جب رکوع کرتے تھے تو کمر اس قدر برابر کرتے تھے کہ اگر کمر پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر جائے۔

۸۷۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۳ من حديث ملازم به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجالها".

۸۷۲- [ضعيف] ضعفه البوصيري، وإسناده ضعيف جدًا، وللحديث شواهد ضعيفة.

..... رکوع سے متعلق احکام و مسائل

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي، فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَى ظَهْرَهُ، حَتَّى لَوْ صَبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَا سَقَرًا.

🌞 فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (الروض النضير في ترتيب و تخريج معجم الطبراني الصغير، رقم: ۸۷، وصفة الصلاة للألباني، ۱/۱۷۸)

(المعجم ۱۷) - **بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ** (التحفة ۵۶)

باب: ۱۷- رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا بیان

۸۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ عَدِيٍّ، عَنْ مُضْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَكَعْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطْبَقْتُ، فَضَرَبَ يَدِي وَقَالَ: قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا، ثُمَّ أَمَرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكْبِ.

۸۷۳- حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے قریب (نماز پڑھتے ہوئے) رکوع کیا تو تطبیق کی۔ انھوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: ہم پہلے اس طرح کیا کرتے تھے پھر ہمیں حکم دیا گیا کہ (ہاتھ) گھٹنوں کے اوپر رکھیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”تطبیق“ کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ملا کر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر انہوں کے درمیان ہاتھ رکھے جائیں۔ رکوع کا یہ طریقہ منسوخ ہو چکا ہے۔ ② جو حکم منسوخ ہو چکا اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ ③ رکوع کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھے جائیں جس طرح گھٹنوں کو پکڑا جاتا ہے۔ دیکھیے: (جامع

الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أنه يجاهي يدي، عن حنيفة في الركوع، حدیث: ۲۶۰)

۸۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرَّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۸۷۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رکوع کرتے تھے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے تھے اور بازوؤں کو (پہلوؤں سے) دور

۸۷۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب وضع الأكف على الركبتين في الركوع، ح: ۷۹۰، ومسلم، المساجد، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركبتين في الركوع، ونسخ التطبيق، ح: ۵۳۵ من حديث مصعب به، أخرجه مسلم من حديث إسماعيل به.

۸۷۴- [حسن] انظر، ح: ۵۶، لعلته، وللحديث شواهد حسنة عند أبي داود وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رکوع سے متعلق احکام و مسائل

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَيُجَافِي بَعْضُهُمَا.

🌞 فائدہ: رکوع اور سجدہ دونوں میں بازوؤں کو جسم سے دور رکھنا چاہیے۔ جیسے کہ حدیث: ۸۸۰ اور ۸۸۶ میں ذکر ہوگا۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ (التحفة ۵۷)

باب: ۱۸۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کیا پڑھے؟

۸۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے تو (اس کے بعد) [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے تھے۔

۸۷۵ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ الْعُثْمَانِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، وَ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَالَ: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

🌞 نوادہ و مسائل: ① صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے پھر جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تو [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے۔ (صحیح البخاری 'الأذان' باب التکبیر إذا قام من السجود' حدیث: ۷۸۸) ② تحمید کا جملہ مختلف انداز سے مروی ہے جس طریقے سے بھی پڑھا جائے درست ہے یعنی [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] یا [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ]۔ (صحیح مسلم 'الصلوة' باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع' حدیث: ۷۷۷۲۶)

۸۷۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب امام کہے: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ]" اللہ اس کی بات سنتا ہے جو اس کی تعریف کرتا ہے" تو کہو: [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ]" اے

۸۷۶ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

۸۷۵۔ [صحیح] وللحديث طرق عند البخاري، ح: ۸۰۳، ۸۰۴ وغيره.

۸۷۶۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب: بهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ۸۰۵، ومسلم، الصلاة، باب اتمام المأموم بالإمام، ح: ۴۱۱ من حديث سفيان بن عيينة به مطولاً.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رکوع سے متعلق احکام و مسائل

ہمارے رب! اور تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ”اللہ تعریف کرنے والوں کی بات (یا تعریف) سنتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی ہر بات سنتا ہے۔ یہاں سننے سے مراد خوشنودی اور قبولیت کے ساتھ سنتا ہے۔ گویا امام مقتدیوں کو ترغیب دلا رہا ہے کہ اللہ کی تعریف کرو اور خوشخبری دے رہا ہے کہ وہ سنتا اور قبول کرتا ہے اس لیے مقتدی اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔ ② ”جب امام کہے..... تب تم کہو.....“ ان الفاظ سے بعض علماء نے یہ استنباط کیا ہے کہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہنا امام کا کام ہے۔ مقتدیوں کا نہیں۔ اور [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] صرف مقتدی کہیں! امام نہ کہے لیکن یہ استدلال درست نہیں جیسے کہ گزشتہ حدیث میں امام یعنی نبی ﷺ کا دونوں اذکار پڑھنا مذکور ہے اس لیے تقسیم کا تصور درست نہیں۔

۸۷۷- حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

۸۷۷- حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ: حدیثنا یحییٰ بن ابی بکر: حدیثنا زہیر بن محمد، عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل، عن سعید بن المسیب، عن ابی سعید الخدری انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول: «إذا قال الإمام: سمع الله لمن حمده فقولوا: اللهم ربنا ولك الحمد».

☀️ فائدہ: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] تحمید [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] اور دیگر دعاؤں میں منفرذ امام اور مقتدی

سب ہی شریک ہوں! احادیث کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ امام شافعی مالک عطاء ابو داؤد ابو بردہ محمد بن سیرین اسحاق اور داؤد رحمہم کا میلان اسی طرف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذیل الأوطار، باب ما یقول فی رفعہ من الرکوع و بعد انتصابہ: ۲۷۹/۲) جبکہ کچھ لوگ دوسری طرف بھی گئے ہیں۔ جیسے کہ امام شافعی رحمہم کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ لیکن پہلی صورت ہی رائج ہے۔

۸۷۸- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی جلیل:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابْنِ أَوْفَى جَلِيلٍ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

۸۷۸- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی جلیل: حدیثنا محمد بن عبد اللہ بن ابی اوفی جلیل: حدیثنا وکیع: حدیثنا الأعمش، عن عبید بن الحسین، عن ابن ابی اوفی، قال: کان النبی ﷺ إذا رفع رأسه من الرکوع

۸۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابْنِ أَوْفَى جَلِيلٍ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

۸۷۷- [إسناده حسن] وله شواهد عند مسلم، ح: ۴۷۷، وغيره، وهو بها صحيح.

۸۷۸- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الرکوع، ح: ۴۷۶، من حديث وكيع وغيره به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
 رُكوع سے متعلق احکام و مسائل
 قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ
 وَ مِلَّةً مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ» اللہ نے سن لی
 جس نے بھی اس کی تعریف کی اے اللہ! اے ہمارے
 رب! تیرے ہی لیے (سب) تعریفیں ہیں آسمانوں اور
 زمین کے بھراؤ کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر
 جو تو اس کے بعد چاہے۔“

🕌 فوائد و مسائل: ① نماز کا اصل مقصد ذکر الہی ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (ظہ: ۱۳)
 ”میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔“ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کے رکوع و سجود اور قنوت و جلسہ وغیرہ میں
 پڑھنے کے لیے بہت سے اذکار سکھائے ہیں۔ ان اذکار اور دعائوں کو یاد کرنا چاہیے اور نمازوں میں پڑھتے رہنا چاہیے۔
 بالخصوص تہجد کی نماز میں طویل دعائیں اور اذکار پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب اور قرب الہی حاصل کرنے کی کوشش کرنی
 چاہیے۔ ② بعض روایات میں مذکورہ بالا الفاظ کے بعد یہ اضافہ ہے: [أَهْلَ السَّائِبِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ،
 وَكُنَّا لَكَ عَبْدًا، اللَّهُمَّ لَا مَنَاعَ لِمَا أَنْعَمْتَ، وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدَمِ مِنْكَ الْجَدُّ]
 ”اے تعریفوں اور عظمتوں والے! بندہ (تیری تعریف میں) جو کچھ بھی کہے اس میں سب سے سچی بات یہ ہے۔ اور
 ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ کہ اے اللہ! جو کچھ تو عطا فرمائے اے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک لے وہ چیز
 کوئی دے نہیں سکتا“ کسی (دنیوی) شان و شوکت والے کی شان و شوکت تیرے غضب سے بچاؤ کے لیے اسے کوئی
 فائدہ نہیں دے سکتی۔“ (صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، حدیث: ۴۷۷)

۸۷۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى
 الشَّدْيِيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي عُمَرَ
 قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ: دُكِرَتْ
 الْجُدُودُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي
 الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: جَدُّ فَلَانَ فِي
 الْحَيْلِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فَلَانَ فِي الْإِبِلِ،
 وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فَلَانَ فِي الْعَنَمِ، وَقَالَ
 آخَرُ: جَدُّ فَلَانَ فِي الرَّقِيقِ، فَلَمَّا قَضَى

۸۷۹- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ (اس اثنا میں)
 آپ کے پاس (دنیوی) خوش قسمتی (اور مال دولت) کا
 ذکر کیا گیا۔ ایک نے کہا: فلاں گھوڑوں کے لحاظ سے بڑا
 خوش نصیب ہے۔ (بہت سے گھوڑے اس کی دولت
 ہیں) دوسرے نے کہا: فلاں کی خوش قسمتی اونٹنوں سے
 ہے۔ ایک اور بولا: فلاں کی اچھی قسمت بکریوں سے
 ہے۔ ایک اور بولا: فلاں لوٹدی غلاموں کے لحاظ سے

۸۷۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۳۳/۲۲، ۱۳۴، ح: ۳۵۵ من حديث شريك به، وقال
 البوصيري: 'لهذا إسناده ضعيف، أبو عمر لا يعرف حاله'، وهو مجهول كما في التقريب وغيره.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى صَلَاتُهُ، وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ
آخِرِ الرَّكْعَةِ، قَالَ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ
الْحَمْدُ، مِلءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلءَ الْأَرْضِ
وَمِلءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اللَّهُمَّ لَا
مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ،
وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ». وَطَوَّلَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَوْتَهُ بِ: الْجَدِّ، لِيَتَعَلَّمُوا
أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا يَقُولُونَ.



سجدوں کا بیان

بڑا خوش بخت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل
کی اور آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا:
«اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلءَ السَّمَاوَاتِ، وَمِلءَ
الْأَرْضِ وَمِلءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اللَّهُمَّ لَا
مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا
يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» اے اللہ! اے ہمارے
رب! تیرے ہی لیے (سب) تعریف ہے۔ آسمانوں بھر
زمین بھر اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے اس کے بھرنے
کے برابر۔ اے اللہ! جو کچھ تو عنایت فرمائے اسے کوئی
روک نہیں سکتا اور جو کچھ تو روک لے (اور نہ دینا چاہے)
وہ چیز کوئی دے نہیں سکتا اور کسی (دنیوی) قسمت (اور
مال و دولت) والے کی (ظاہری) خوش قسمتی (اور
دولت) اسے تجھ سے (پچانے میں) کام نہیں آسکتی۔“
رسول اللہ ﷺ نے (آخری جملہ) [ذَ الْجَدِّ] فرماتے
وقت آواز کو طول دیا کہ ان (صحابہ) کو معلوم ہو جائے کہ
حقیقت وہ نہیں جو وہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

باب ۱۹۔ سجدوں کا بیان

۸۸۰۔ حضرت میمون رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں (اور بازوؤں) کو (پہلوؤں
سے) الگ کرتے۔ اگر کوئی سینا سامنے سے (بازوؤں
کے نیچے سے) گزرتا چاہتا تو گزر جاتا۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ السُّجُودِ (التحفة ۵۸)

۸۸۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ،
عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ
جَافَى يَدَيْهِ، فَلَوْ أَنَّ بَهْمَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ
بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ.

۸۸۰۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود ووضع الكفين على الأرض... الخ، ح: ۴۹۶، من

حديث سفيان به.

فائدہ: سجدہ کرتے وقت بازو پہلوؤں سے اور پیٹ رانوں سے الگ ہونا چاہیے۔

۸۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ [عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ] بْنِ أَقْرَمَ الْخَزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالْقَاعِ مِنْ نَمْرَةَ، فَمَرَّ بِنَا رَكْبٌ وَأَنَا حُوا بِتَاجِيَةِ الطَّرِيقِ، فَقَالَ لِي أَبِي: كُنْ فِي بَهْمِكَ حَتَّى آتِي هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَاسْأَلْنَهُمْ، قَالَ: فَخَرَجَ. وَجِئْتُ - يَعْنِي: ذَنُوتُ - فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُمْ. فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عُفْرَتِي إِنْطَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلَّمَا سَجَدَ.

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: النَّاسُ يَقُولُونَ: عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: يَقُولُ النَّاسُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَصَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى، وَأَبُو دَاوُدَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَقْرَمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

۸۸۱- حضرت عبداللہ بن اقرم خزاعی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”میں نمرہ کے میدان میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ ہمارے پاس سے ایک قافلے کا گزر ہوا۔ ان لوگوں نے راستے کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ مجھے ابا جان نے کہا: تم بکریوں میں رہو (ان کا خیال رکھو)۔ میں ان لوگوں (قافلہ والوں) کے پاس جا کر ان سے بات چیت کروں گا۔ ابا جان چلے گئے میں بھی قریب چلا گیا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان کے ساتھ نماز (باجماعت) ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو مجھے آپ کی بظلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: لوگ راوی کا نام عبداللہ بن عبداللہ لیتے ہیں جبکہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ لوگ راوی کو عبداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے اپنے استاد محمد بن بشار سے بھی عبید اللہ بن عبداللہ بن اقرم خزاعی عن ابیہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① سفر کے دوران میں رستے میں ٹھہرنا پڑے تو سڑک پر ٹھہرنے کے بجائے نیچے اتر کر ایک طرف ٹھہرنا چاہیے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت اس قدر زیادہ تھی کہ حضرت عبداللہ بن اقرم نے بکریوں کو اپنی جگہ چھوڑ کر نماز باجماعت میں شرکت کی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کرتے وقت بازوؤں کو

۸۸۱- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التجافي في السجود، ح: ۲۷۴ من حديث داود

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

پہلوؤں سے ملا کر نہیں رکھا اس لیے صحابہ کو نبی ﷺ کی بغلیں اچھی طرح نظر آگئیں۔ ⑤ بغلوں کی سفیدی کے لیے [عُفْرَةَ] کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد ایسا سفید رنگ ہے جس میں سیاہی کی ہلکی سی آمیزش ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی جلد مارک کا رنگ بالکل سفید تھا اور بالوں کے اگتے ہوئے سرے سیاہ رنگ کے تھے ان دونوں کے ملنے سے بغلوں کا رنگ سیاہی مائل سفید نظر آیا۔ ⑥ بغلوں کے بال اکھاڑنا مسنون ہے۔ جب بال اتنے چھوٹے ہوں کہ اکھاڑنا مشکل ہو اس وقت جسم کے سفید رنگ سے مل کر مذکورہ بالا کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ بال بہت بڑھے ہوئے نہیں تھے ورنہ عفرہ (خاکستری رنگ) کے بجائے سواد (سیاہی) کا لفظ بولا جاتا۔ صفائی کا تقاضا ہے کہ جسم کے غیر ضروری بال مناسب حد سے زیادہ نہ بڑھنے دیے جائیں بروقت صفائی کرنی جائے۔

۸۸۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
 ۸۸۲- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا
 انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ
 شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،
 سجدہ کرتے تھے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے (زمین پر)
 عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ
 رکھتے تھے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تھے تو گھٹنوں
 إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ
 سے پہلے ہاتھ اٹھاتے تھے۔
 مِنَ السُّجُودِ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت سزا ضعیف ہے اس لیے سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے نہیں بلکہ ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔“ (سنن ابی داؤد الصلوة باب کیف یضع ركبتيه قبل يديه، حدیث: ۸۴۰) نیز صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری 'الأذان' باب: ۱۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کی سند جید ہے جیسے کہ امام نووی اور زرقانی نے لکھا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کو حدیث وائل کی نسبت قوی تر لکھا ہے۔ دیکھیے: (تمام المنة: ۱۹۳/۱۹۴) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ترجیح بھی یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اونٹ کی مشابہت سے بچتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں۔ عام محدثین اور حنابلہ اسی کے قائل ہیں مگر احناف اور شوافع حضرت وائل رضی اللہ عنہما والی (ضعیف) روایت پر عامل ہیں اور پہلے گھٹنے رکھتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذی، تمام المنة)

۸۸۲ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، ح: ۸۳۸ عن الحسن بن علي وغيره به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۶۸ * شريك تقدم، ح: ۱۶۹، ولم أجد تصريح سماعه.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۸۸۳- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الصَّرِيرُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمٍ».

۸۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“

فائدہ: ”سات ہڈیوں“ سے مراد جسم کے سات اعضاء ہیں جن کی وضاحت اگلی حدیث میں ہے۔

۸۸۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ، وَلَا أَكْفُ شِعْرًا وَلَا نَوْبًا».

۸۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات (اعضاء) پر سجدہ کروں اور بالوں یا کپڑوں کو نہ سیمٹوں۔“

قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: فَكَانَ أَبِي يَقُولُ: الْبَدَنُ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، وَكَانَ يَمُدُّ لِحْيَتَهُ وَالْأَنْفَ وَاجِدًا.

ابن طاووس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے والد (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کے شاگرد حضرت طاووس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کرتے تھے: یعنی دو ہاتھ دو گھٹنے دو قدم (اور پیشانی اور ناک) وہ پیشانی اور ناک کو ایک ہی عضو شمار کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سجدے میں یہ ساتوں اعضاء زمین پر لگنے ہوں۔ ② ناک اور ماتھے کو ایک عضو اس لیے شمار کیا گیا کیونکہ اگلی حدیث میں اس کے لیے ”چہرے“ کا لفظ آیا ہے۔ ③ سجدہ کرتے وقت اگر بال زمین پر لگتے ہوں تو پروا نہیں کرنی چاہیے۔ بالوں، کپڑوں وغیرہ کو زمین پر موجود معمولی سی گردوغبار سے بچانے کی کوشش میں سجدے اور اس کے اذکار کی طرف توجہ نہیں رہتی جو نماز میں نقص کا باعث ہے۔ ④ بالوں کو سیمٹنے کا مطلب ان کا جوڑا بنانا بھی ہے جو نماز میں منع ہے۔ عورتوں کو بھی چاہیے کہ نماز میں چوٹی کو بالوں کی طرح نہ لہٹیں بلکہ لگی رہنے دیں۔ ⑤ وضو کرنے کے لیے تیس وغیرہ کے جو بازو چڑھائے گئے ہوں نماز

أخرجه البخاري، الأذان، باب لا يكف شعرا، ح: ۸۱۵، ۸۱۶، ومسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود، ح: ۴۹۰ من حديث حماد بن زيد وغيره به.

أخرجه البخاري، الأذان، باب السجود على الأنف، ح: ۸۱۲، ومسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود، ح: ۴۹۰ من حديث ابن طاووس به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
 شروع کرنے سے قبل انہیں کھول لیا جائے۔
 رکوع اور سجدے کی تسبیحات کا بیان

۸۸۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدًا مَعَهُ سَبْعَةٌ أَرَابٍ: وَجْهُهُ وَكَفَاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ».

۸۸۵۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب ﷺ سے روایت ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ”جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں۔ اس کا چہرہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔“

☀️ فائدہ: سجدہ اللہ کے حضور بندے کی عاجزی کے اظہار کا سب سے افضل طریقہ ہے۔ اس موقع پر جسم کے سات اعضاء زمین کو چھوتے ہیں، گویا یہ سب اعضاء عملی طور پر عبودیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ دل کے خشوع اور اعضاء کے زمین کو چھونے کا مجموعہ اصل سجدہ ہے۔ بندے کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا سجدہ زیادہ کامل ہوتا کہ اللہ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل ہو سکے۔



۸۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا أَحْمَرُ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ كُنَّا لَنَأْوِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَا يُجَافِي بِيَدَيْهِ عَنِ جُنْبَيْهِ إِذَا سَجَدَ.

۸۸۶۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت امر بن عثمان سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں (اور بازوؤں) کو پہلوؤں سے اٹا دور کرتے کہ ہمیں (اس مشقت کی کیفیت کو دیکھ کر) ترس آتا۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ التَّنِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ۵۹)

۸۸۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْجَبَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ

۸۸۷۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَسَبِّحْهُ﴾

۸۸۵۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود... الخ، ح: ۴۹۱ من حديث ابن الهادي به.

۸۸۶۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب صفة السجود، ح: ۹۰۰ من حديث عباد به.

۸۸۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، ح: ۸۶۹ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، والحاكم، وواقفه الذهبي مرة: ۲/ ۴۷۷.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رکوع اور سجدے کی تسبیحات کا بیان

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿﴾ ”اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کیجیے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”یہ کام اپنے رکوع میں کرو۔“ اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ﴿﴾ ”اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجیے جو سب سے بلند ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”یہ کام اپنے سجدوں میں کرو۔“

مُوسَىٰ بْنِ أَيُّوبَ الْعَافِقِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي إِيَّاسَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ ابْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿سَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ [الحاقہ: ۵۲] قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ» فَلَمَّا نَزَلَتْ: «سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ».

۸۸۸- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ جب آپ رکوع کرتے تو تین بار [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] کہتے اور جب سجدہ کرتے تو تین بار [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] کہتے۔“

۸۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الضَّمِرِيُّ: أَنَّ ابْنَ أَبِي لَهْيَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي الْأَزْهَرِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

فائدہ: تین بار یہ تسبیحات کہنا رکوع اور سجدہ کی کم از کم مقدار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز تہجد کے رکوع و سجود میں بھی یہ تسبیحات پڑھی ہیں جبکہ یہ رکوع و سجود انتہائی طویل تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، حديث: ۷۷۴) اس حدیث کو بعض حضرات نے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء رقم: ۳۳۳)

۸۸۹- حضرت عاکشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا

۸۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ

۸۸۸- [إسناده ضعيف] أخرجه العزي في تهذيب الكمال: ۲۶/۳۳ من حديث ابن ماجه به، انظر، ح: ۳۳۰ لعلته وأبو الأزهري مستور، وللحديث شواهد مرفوعة وموقوفة عند ابن أبي شيبة وغيره.

۸۸۸- أخرجه البخاري، التفسير، سورة إذا جاء نصر الله، باب ۲، ح: ۴۹۶۸، ومسلم، الصلاة، باب ما يقال في ركوع والسجود؟، ح: ۴۸۴ من حديث جرير به، وله طرق أخرى وغيرهما.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سجدوں میں اعتدال کا بیان

مَشْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

کثرت سے پڑھتے تھے: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» اے اللہ! میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں اے اللہ! مجھے بخش دے۔“ آپ (اس دعا کے ذریعے سے) قرآن پر عمل کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رکوع اور سجدے میں بہت سے اذکار مروی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ نمازی کو چاہیے کہ کبھی کوئی دعا پڑھ لے کبھی کوئی۔ ② سورہ نصر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ (النصر: ۳) ”اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کیجئے اور اس سے مغفرت کا سوال کیجئے۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اس حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ رکوع اور سجدے میں مذکورہ بالا دعا بار بار پڑھتے رہے۔

۸۹۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت

۸۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذئبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهَدَلِيِّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، ثَلَاثًا، فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ، وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا. فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص رکوع کرے تو اسے چاہیے کہ رکوع میں تین بار کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] ”پاک ہے میرا رب عظیموں والا۔“ جب اس نے ایسا کیا تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور جب کوئی شخص سجدہ کرے تو سجدے میں تین بار کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] ”پاک ہے میرا رب سب سے بلند و برتر“ جب اس نے ایسا کیا تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا اور یہ کم از کم مقدار ہے۔“

باب: ۲۱- سجدوں میں اعتدال کا بیان

(المعجم ۲۱) - بَابُ الْاِعْتِدَالِ فِي

السُّجُودِ (التحفة ۶۰)

۸۹۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، ح: ۸۸۶ من حديث ابن أبي ذئب، به، وقال: "هذا مرسل، عون لم يدرك عبداً"، وقال الترمذي: "ليس إسناده بمتصل، عون لم يلق ابن مسعود"، ح: ۲۶۱ * وإسحاق بن يزيد مجهول (تقريب).



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۸۹۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي شُفْيَانَ،
عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا
سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ، وَلَا يَفْتَرِشْ
فِرَاعِيَهُ أَفْتِرَاشَ الْكَلْبِ».

۸۹۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص سجدہ کرے تو اعتدال کو
اختیار کرے اور اپنے بازو اس طرح نہ پھیلائے جس
طرح کتا پھیلاتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① سجدے میں اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ نہ اتنا اونچا رہے کہ سجدے کے بعض اعضاء زمین پر نہ
لگیں نہ اتنا نیچا ہو جائے کہ پورے بازو زمین پر لگ جائیں یا پیٹ رانوں سے مل جائے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ
نہ بہت لمبا سجدہ کرے نہ بہت مختصر لیکن زیادہ طویل سجدہ اس وقت منع ہوگا جب اس کی اقداس میں کوئی اور بھی نماز پڑھ
رہا ہو خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ ② کتاب جب زمین پر اطمینان سے بیٹھتا ہے تو پورے ہاتھ زمین پر پھیلا لیتا ہے۔
سجدے میں اس طرح بازو پھیلا نا درست نہیں بلکہ تھیلیاں زمین پر لگی ہوئی چاہئیں اور کہیاں زمین سے بلند رہیں
مجھے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔

۸۹۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ
الْبُحَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا
سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا
يَسْجُدْ أَحَدُكُمْ وَهُوَ بَاسِطٌ فِرَاعِيَهُ
كَالْكَلْبِ».

۸۹۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”سجدے میں اعتدال اختیار کرو اور
سجدہ کرتے وقت کتے کی طرح بازو (زمین پر) نہ پھیلاؤ۔“

(المعجم ۲۲) - بَابُ الْجُلُوسِ بَيْنَ
السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ۶۱)

باب: ۲۲- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ)

۸۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
۸۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

۸۹۱ [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الاعتدال في السجود، ح: ۲۷۵ من حديث الأعمش
، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۴۴ * الأعمش عن عن، وتقدم، ح: ۱۷۸، ولحديثه شاهد
صحيح عليه، البخاري، ح: ۵۳۲، ۸۲۲، ومسلم، ح: ۴۹۳ من حديث أنس نحوه، انظر الحديث الآتي.

۸۹۲ متفق عليه، انظر الحديث السابق.

۸۹۳ [صحیح] تقدم، ح: ۸۱۲.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها سجدوں میں اعتدال کا بیان

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، فَإِذَا سَجَدَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا، وَكَانَ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک پوری طرح کھڑے نہ ہو جاتے۔ اور جب سجدہ کر کے سر اٹھاتے اس وقت تک (دوسرا) سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک اچھی طرح بیٹھ نہ جاتے اور آپ اپنا بائیں پاؤں بچھا لیتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا ”قومہ“ کہلاتا ہے۔ اس مقام پر پڑھی جانے والی بعض دعائیں باب: ۱۸ میں بیان ہو چکی ہیں۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا ”جلسہ“ کہلاتا ہے۔ اس کے اذکار باب: ۲۳ میں بیان ہوں گے۔ ② قومہ اور جلسہ نماز کا اسی طرح ضروری حصہ ہیں جس طرح رکوع اور سجدہ نماز کے ضروری اجزا ہیں رسول اللہ ﷺ نے نماز میں غلطی کرنے والے صحابی کو اس کی غلطیوں پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”..... پھر رکوع کر، حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کر لے پھر سر اٹھا حتیٰ کہ ٹھیک طرح کھڑا ہو جائے“ پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کر لے پھر سر اٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جائے۔ پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کر لے.....“ (صحیح البخاری، الأذان، باب أمر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالإعادة، حديث: ۴۹۳) ③ سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھا جائے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے۔ آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پاؤں دائیں پاؤں کے نیچے سے نکال دیا جائے اور زمین پر بیٹھا جائے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب سنة الحلووس في التشهد، حديث: ۸۲۸)

۸۹۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَفْعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ».

۸۹۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”دو سجدوں کے درمیان اس طرح نہ بیٹھ کہ سرین اور اڑیاں زمین پر ہوں اور دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں۔“

۸۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُوَابٍ: حَدَّثَنَا

۸۹۴- [سناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية الإقعاء بين السجدين، ح: ۲۸۲ من حديث عبد الله به، وانظر، ح: ۹۵ لعلته.

۸۹۵- [ضعيف] انظر الحديث السابق، وحديث مسلم، ح: ۴۹۸، يعني عنه.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها دو جہدوں کے درمیان بیٹھنے سے متعلق احکام و مسائل

ابو نعیم الشَّعْبِيُّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَثْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! لَا تَنْفَعُ إِقْعَاءُ الْكَلْبِ».

🌟 فائدہ: "ایڑیوں پر بیٹھنا" اقعاء کا ترجمہ ہے۔ اقعاء کی دو صورتیں ہیں: ایک صورت ممنوع ہے ایک جائز۔ ممنوع صورت یہ ہے کہ پنڈلیاں کھڑی کر کے سرین زمین پر رکھ کر بیٹھے اور ہاتھ زمین پر رکھے۔ یہ صورت کتے کے بیٹھنے سے مشابہ ہے اس لیے صحیح احادیث سے اس ضعیف حدیث کی تائید ہوتی ہے کیونکہ صحیح احادیث میں کتوں اور درندوں کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ جائز صورت یہ ہے کہ دو جہدوں کے درمیان بیٹھتے وقت دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھے جب کہ پنڈلیاں اور گھٹنے زمین پر ہوں۔ اسی کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سنت قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم، المساجد، باب جواز الإقعاء علی العقین، حدیث: ۵۳۶)

۸۹۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَانَ الْعَلَاءَ أَبُو مُحَمَّدٍ. قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَلَا تَقْعُ كَمَا يَقْعِي الْكَلْبُ ضَعْفَ أَلْيَتَيْكَ بَيْنَ قَدَمَيْكَ، وَالرِّقِّ ظَاهِرَ قَدَمَيْكَ بِالْأَرْضِ».

۸۹۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "جب تو سجدے سے سر اٹھائے تو اس طرح نہ بیٹھ جس طرح کتا بیٹھتا ہے۔ اپنے سرین اپنے قدموں کے درمیان رکھ اور پاؤں کی اوپر کی سمت زمین سے ملادے۔"

باب: ۲۳- (نمازی) دو جہدوں کے درمیان

(جلد میں) کیا ہے

۸۹۷- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

(المعجم ۲۳) - بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ

السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ۶۲)

۷۹۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۸۹۶- [إسناده ضعيف جدًا] * العلاء متروك، ورواه أبو الوليد بالكذب (تقريب)، وقال البوصيري: "لهذا إسناده ضعيف".

۸۹۷- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ۷۷۲ من حديث الأعمش به مطولاً، ولم يسق هذا اللفظ.

۵- ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها ————— دو عبادوں کے درمیان بیٹھے سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ دو عبادوں کے درمیان یوں کہا کرتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي] ”اے میرے رب! مجھے بخش دے اے میرے رب! میری مغفرت فرما۔“

حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُدَيْفَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَخْتَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ حُدَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي».

۸۹۸- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (تہجد) میں دو عبادوں کے درمیان (جلسہ میں) یوں کہتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْقُئْ لِي] ”اے میرے رب! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، میرے نقص دور فرما، مجھے رزق دے اور مجھے بلندی عطا فرما۔“

۸۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَيْحٍ، عَنْ كَامِلِ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَبِيبَ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْقُئْ لِي».



🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور

حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل ۵/۴۳) حدیث: ۲۸۹۵؛ وصفة الصلاة؛ للألبانی رحمہ اللہ؛ وسنن ابن ماجہ بتحقیق الدكتور بشار عواد: ۱۶۳/۲، ۱۶۴، ۱۶۳ حدیث: (۸۹۸) بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② یہ دعا قدرے مختلف الفاظ سے جامع الترمذی اور سنن ابوداؤد میں بھی موجود ہے۔ ذیل میں ان دونوں روایات کے مطابق بھی دعا درج کی جاتی ہے تاکہ آپ ان میں سے جس طریقے سے چاہیں دعا پڑھ سکیں: (ن) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي [جامع الترمذی، الصلاة، باب ما يقول بين السجدين، حدیث: ۲۸۳]

۸۹۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الدعاء بين السجدين، ح: ۸۵۰ من حدیث کامل بہ، واستغفره الترمذی، وصححه الحاكم، والمذہبی * حبيب عنان، وانظر، ح: ۳۸۳ لتدلیسہ .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

”اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، میرے نقص دور فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔“ (ب) [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَأَرْزُقْنِي] ”اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، مجھے عافیت بخش مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔“ (سنن ابی داؤد، الصلاة، باب الدعاء بين السجدتين، حدیث: ۸۵۰)

ⓐ اس دعا کا پڑھنا سنت ہے مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس پر اس اعزاز میں انفس کا اظہار کرتے ہیں: ”لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے، اس میں ان کے صحرت فقیر، مجتہد اور مقلد کبھی شریک ہیں نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر نگہ کیے ہوئے ہیں۔“ (نبیل الاوطار: ۲/۲۹۳)

نیز شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم ”رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي“ پڑھنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

المعجم (۲۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْهُدِ

(التحفة ۶۳)

باب ۲۴۔ تشہد کا طریقہ

۸۹۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے تو کہتے: ”بندوں کی طرف سے اللہ کو سلام، جبرائیل کو سلام، میکائیل کو سلام، فلاں فلاں فرشتوں کو سلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (یہ کہتے) سن لیا تو فرمایا: ”یوں نہ کہو: [السَّلَامُ عَلَيَّ اللَّهُ] ”اللہ کو سلام“ اللہ تعالیٰ تو خود السلام (سلامتی بخشنے والا) ہے جب تم (تشہد میں) بیٹھو تو کہو: [التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ] السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ“ تمام آداب و تسلیمات اللہ ہی کے لیے ہیں اور تمام نمازیں اور پاکیزہ اعمال بھی اسی کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔“ جب

۸۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَعْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيبِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيبِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ. السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَعَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ. - يَمْنُونَ الْمَلَائِكَةَ. - فَسَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا جَلَسْتُمْ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا

۸۹۹ أخرجه البخاري، الأذان، باب التشهد في الآخرة، ح: ۸۳۱، ۸۳۵، ۶۲۳۰، وسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ۴۰۲ عن حديث الأعمش به، وله طرق عندهما.

شہد کا طریقہ

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بندہ یہ کہتا ہے تو دعا آسمان اور زمین میں موجود ہر نیک بندے (انسان، جن اور فرشتے) کو پہنچ جاتی ہے۔ (پھر کہوں) [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مذکورہ بالا روایت کی مانند حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَالْأَعْمَشِ، وَحُصَيْنِ، وَأَبِي هَاشِمٍ، وَحَمَّادٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ. وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ وَأَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ شہد سکھاتے تھے۔“ اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَمَنْصُورٍ، وَحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ح: قَالَ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَالْأَسْوَدِ وَأَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّشْهَدَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے اقوال و افعال سے پرہیز کرنا چاہیے جو اس کے ادب کے منافی ہوں۔ ② بعض اوقات غلط فہمی کی بنا پر انسان ایک لفظ کو مناسب تصور کرتا ہے، حالانکہ وہ نامناسب ہوتا ہے۔ جب ایسی کسی غلطی پر متنبہ کیا جائے تو فوراً اصلاح کر لینی چاہیے۔ ③ [التحیات] ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جن کے ذریعے سے لوگ ایک دوسرے کے لیے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ اسلامی تہذیب میں اس مقصد کے لیے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اور وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ جیسے الفاظ مقرر ہیں۔ اللہ کے لیے تحیات سے مراد وہ

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تشهد کا طریقہ

عبادتیں ہیں جن کا تعلق زبان اور گویائی سے ہے مثلاً: اللہ کی تعریف، شکر، ذکر، دعا، قسم وغیرہ۔ یہ سب عبادتیں اللہ کا حق ہیں ان میں کسی اور کو شریک کرنا درست نہیں۔ مخلوق کی کسی ظاہری خوبی کی تعریف جس میں عبادت کے جذبات شامل نہیں ہوتے وہ اس عبادت میں شامل نہیں۔ ﴿[الصلوات] صلاة کی جمع ہے جس کے لغوی معنی دعا اور شرعی معنی نماز کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد بدنی عبادتیں ہیں مثلاً: رکوع، سجدہ، قیام، طواف اور روزہ وغیرہ۔ کسی کے لیے احتراماً جھکنا یا کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا یا اللہ کے گھر کے سوا کسی چیز، قبر، عمارت اور درخت وغیرہ کا طواف کرنا شرک ہے۔ سجدہ، تعظیصی پہلی شریعتوں میں جائز تھا، اب حرام ہے۔ یہ اور اس قسم کی تمام عبادتیں صرف اللہ کا حق ہیں۔ ﴿[الطیبات] پاک چیزیں، پاک اعمال۔ اس سے مالی عبادتیں مراد لی گئی ہیں مثلاً: زکوٰۃ، صدقات، نذر، نیاز وغیرہ۔ مخلوق میں سے کسی کے نام کی نذر جائز نہیں، خواہ وہ مالی نذر ہو یا بدنی۔ ان تین الفاظ میں ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لیے خاص ہونے کا اقرار ہے اور یہی توحید ہے۔ ﴿دوسروں کے حق میں دعا کرتے وقت اپنے لیے بھی دعا کر لینی چاہیے۔ اسی طرح جب اپنے لیے دعا کرنا مقصود ہو تو دوسروں کو بھی شامل کر لینا چاہیے۔ خصوصاً جو مسلمان بھائی نظروں سے اوجھل اور جسمانی طور پر دور ہوں ان کے لیے دعا کرنا خلوص کی علامت ہے۔ ممکن ہے اس کی برکت سے دعا مانگنے والے کی اپنے حق میں دعا قبول ہو جائے۔ ﴿زمین اور آسمان میں موجود نیک بندوں میں تمام نیک انسان، جن اور تمام فرشتے شامل ہو جاتے ہیں اس لیے جبرئیل، میکائیل وغیرہ کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسنون دعاؤں میں جو جامعیت اور خوبی ہے وہ خود ساختہ دعاؤں میں نہیں لہذا مسنون اذکار کو چھوڑ کر غیر مسنون دعاؤں اور اذکار میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ دعائے گنج العرش، درود تاج، درود مائے درود لکھی وغیرہ کے نام سے بہت سی چیزیں مشہور ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں۔ ﴿التحیات کی دعا میں مختلف روایات میں الفاظ کا معمولی فرق ہے۔ صحیح سندوں سے روایت شدہ الفاظ کے مطابق جیسے بھی پڑھ لیا جائے درست ہے۔ ان میں سے بعض آئندہ روایات میں مذکور ہیں۔

۹۰۰۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں تشهد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ [التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا

۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الشَّهَادَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَانَ يَقُولُ: «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ


۹۰۰۔ آخر جہ مسلم، الصلاة، باب الشہد فی الصلاة، ح: ۴۰۳ عن محمد بن رمح وغیرہ بہ.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تشہد کا طریقہ

وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» .

والے آداب پاکیزہ عبادات اللہ کے لیے ہیں۔ اسے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکات (نازل) ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

 نو آمد مسائل: ① قرآن کی طرح دعا سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ بہت اہتمام اور توجہ سے یہ دعا سکھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا نماز میں ضرور پڑھنی چاہیے۔ ② جس طرح قرآن کے الفاظ گھٹا بڑھا لینا جائز نہیں لیکن بعض الفاظ کئی طرح نازل ہوئے ہیں اور ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے انھیں پڑھنا درست ہے۔ اسی طرح جو دعائیں کئی طرح مروی ہیں انہیں انہی روایت شدہ طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے پڑھا جا سکتا ہے۔ ③ [ایہا النبی!] ”اسے نبی!“ سے مقصود رسول اللہ ﷺ کو سنانا نہیں بلکہ یہ الفاظ اسی طرح پڑھے جاتے ہیں جس طرح قرآن مجید کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں مثلاً: ﴿يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۙ بٰتِيْهَا الْمَرْمٰلُ ۙ بٰتِيْهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ بٰتِيْهَا النَّاسُ ۙ يٰۤاِسٰىۤاۡدَمُ ۙ بٰرِعُوْنُ ۙ بٰهٰمٰنُ ۙ﴾ وغیرہ۔ ان کو پڑھتے وقت قاری انھیں مخاطب کرنے کی نیت نہیں رکھتا اور نہ حاضر و موجود سمجھتا ہے۔



۹۰۱۔ حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ . ح : وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، وَهَسَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ قَتَادَةَ . وَهَذَا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جَبِيْرٍ ، عَنْ حِطَّانِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَطَبْنَا وَبَيْنَ لَنَا سُنَّتَنَا ، وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا ، فَقَالَ : «إِذَا

۹۰۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمارے لیے ہماری سنتیں بیان فرمائیں اور ہمیں نماز کی تعلیم دی (اسی دوران میں) فرمایا: ”جب تم نماز پڑھو اور قعدہ تک پہنچ جاؤ تو تم میں سے (ہر) کسی کو سب سے پہلے یوں کہنا چاہیے: [التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تشہد کا طریقہ

مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ] ”پاکیزہ آداب اور عبادات اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (نازل) ہوں ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ یہ سات جملے نماز کا تحیہ (التحیات) ہیں۔“

صَلَّيْتُمْ، فَكَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ، فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلٍ أَحَدِكُمْ. التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، سَبْعُ كَلِمَاتٍ هُنَّ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① نماز کے افعال و اذکار جس ترتیب سے بتائے گئے ہیں انہیں اسی ترتیب سے پڑھنا چاہیے البتہ جن مقامات پر ترتیب ضروری نہ ہونے کا قرینہ موجود ہو وہاں ترتیب ضروری نہیں۔ ② سات جملے اس لیے فرمایا گیا ہے کہ التحیات، الصلوات اور الطبیبات تینوں اہم مسائل ہیں اس لیے اسے ایک جملے کے بجائے تین جملے شمار کیا گیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ کے لیے دعا چوتھا جملہ اور تمام مومنین کے لیے دعا پانچواں جملہ ہے۔ شہادتین ”توحید اور رسالت کی گواہی“ پچھٹے اور ساتویں جملے پر مشتمل ہیں۔ واللہ اعلم۔ ③ توحید پر صحیح ایمان کے لیے ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی عہدیت اور رسالت دونوں پر ایمان رکھا جائے کفار کی طرح نبی ﷺ کی رسالت سے انکار کیا جائے نہ انہیں اس طرح الوہیت کے مقام پر فائز قرار دیا جائے جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہہ دیا تھا کہ مسیح علیہ السلام ہی اللہ ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ (المائدہ: ۱۷) ”وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔“

۹۰۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ (اور وہ اس طرح ہے): بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ، التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا

۹۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّمُّ بْنُ نَابِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ، التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ

۹۰۲۔ [سنادہ ضعیف] أخرجه النسائي: ۲/۲۴۳، التطبيق، نوع آخر من التشهد، ح: ۱۱۷۶، ۳/۴۳، ح: ۱۲۸۲ من حديث أيمن به، وانظر، ح: ۳۹۵ لعلته.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها درود شریف سے متعلق احکام و مسائل

وَالصَّلَوَاتِ وَالطَّيِّبَاتِ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ».

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ” اللہ کے نام سے اللہ کی توفیق سے زبانی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔“

باب: ۲۵۔ نبی ﷺ پر درود شریف کے پڑھنے کا بیان

(المعجم ۲۵) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۶۴)

۹۰۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ہمیں آپ کو سلام کہنے کا طریقہ تو معلوم ہو چکا ہے لیکن درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: [اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ]“ اے اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔“

۹۰۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَا، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ [وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ] كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ».

۹۰۳۔ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: 'إن الله وملكته يصلون على النبي'، ح: ۶۳۵۸، ۴۷۹۷ من حديث

يزيد به.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها درود شریف سے متعلق احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** (الاحزاب: ۵۶) ”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی ان پر درود پڑھو اور سلام عرض کرو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی وضاحت دریافت فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔ ② سلام کہنے کا طریقہ نماز کے باہر تو وہی ہے جو عام مسلمانوں کا یا ہا ہی سلام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو اس معروف طریقے سے سلام عرض کرتے تھے۔ نماز کے اندر سلام کا طریقہ پچھلے باب میں بیان ہو چکا اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ سلام ہمیں معلوم ہے۔ ③ صلاۃ کا مطلب دعا رحمت اور درود ہے۔ نماز کو بھی صلاۃ اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ دعاؤں پر مشتمل ہے۔ مومنوں اور فرشتوں کی طرف سے نبی پر درود بھی ایک دعا ہے جیسے کہ درود شریف کے الفاظ سے واضح ہے۔ اللہ کی طرف سے نبی پر صلاۃ (درود) کا مطلب انسانوں اور فرشتوں کی دعا قبول کر کے اپنے نبی پر رحمت نازل کرنا اور اس کے درجات بلند کرنا ہے۔ ④ درود کو حکم نازل ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی طرف سے مناسب الفاظ جمع کر کے دعائیں بنائی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا طریقہ معلوم کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اذکار کے الفاظ وہی درست ہوتے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوں۔ ان الفاظ میں کمی بیشی کرنا یا اپنے پاس سے اذکار بنا لینا درست نہیں، نہ ان خود ساختہ اذکار کا کوئی ثواب ہے۔ ⑤ آل سے عام طور پر اولاد مراد لی جاتی ہے لیکن شریعت کی اصطلاح میں آل سے مراد وہ سب لوگ ہوتے ہیں جو کسی عظیم شخصیت سے محبت رکھنے والے ہیں اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ اسی طرح کسی دنیوی سردار کے ساتھی اور قریبین کو بھی اس کی آل کہا جاسکتا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں آل فرعون کے الفاظ وارد ہیں حالانکہ فرعون کی کوئی صلیبی اولاد نہ تھی اسی وجہ سے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیٹے کے طور پر پالنا منظور کر لیا تھا۔ ⑥ درود شریف کے لیے مختلف الفاظ صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ ان میں سے کسی بھی صحیح روایت کے مطابق درود شریف پڑھ لینا درست ہے۔ اس سلسلے میں بعض روایات اسی باب میں آ رہی ہیں۔

۹۰۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، هُنَّ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى،

۹۰۴- حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھے طے تو فرمایا: کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں؟ (وہ یہ ہے کہ ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے تو ہم نے کہا: ہم آپ کو سلام کہنے کا

۹۰۴- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الصلاة على النبي صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۶۳۵۷، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشهد، ح: ۴۰۶. من حديث شعبة به، وله طريق آخر جميل عند البخاري، أحاديث الأنبياء، باب (۱۰)، ح: ۳۳۷۰.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

درد و شریف سے متعلق احکام و مسائل

طریقہ تو جانتے ہیں درد کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف اور بزرگوں والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف اور بزرگوں والا ہے۔“

۹۰۵۔ حضرت ابو حمید ساعدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں آپ پر درد پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم آپ پر کس طرح درد پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ۔ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر آپ کی ازواجِ مطہرات پر اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی اور محمد (ﷺ) پر آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے

قَالَ: لَقَيْتِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: اَلَا اُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ حَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ».

۹۰۵۔ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ طَالُوْتُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْمَاجْشُوْنُ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنْسِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ، عَنْ اَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنْهُمْ قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اْمُرْنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْكَ. فَكَيْفَ نُصَلِّيْكَ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ، وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ

۹۰۵۔ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب (١٠)، ح: ٣٣٦٩، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٧ من حديث مالك به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

درود شریف سے متعلق احکام و مسائل

جہانوں میں ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت نازل فرمائی۔
بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔“

۹۰۶- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بِيَانٍ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي فَاخِشَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَاخِسْنَا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ لَعْلَ ذَلِكَ يَغْرَضُ عَلَيْهِ، قَالَ، فَقَالُوا لَهُ: فَعَلَّمْنَا، قَالَ، قُولُوا: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدِ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْخَيْرِ، [وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوْلُونَ وَالْآخِرُونَ. اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

۹۰۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو تو درود کو مزین کرو، تمہیں کیا معلوم کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا جاتا ہو۔ ساتھیوں نے کہا: ہمیں سکھا دیجیے (کہ کس طرح مزین کر کے درود پڑھیں) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یوں کہو: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدِ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ. اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوْلُونَ وَالْآخِرُونَ. اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» اے اللہ! اپنے درود رحمت اور برکات نازل فرما رسولوں کے سردار متقین کے امام انبیاء کے خاتم (حضرت) محمد ﷺ پر جو تیرے بندے تیرے رسول، نیکی کے امام، نیکی کے رہبر اور رحمت کے رسول ہیں۔ اے اللہ! انھیں مقام محمود پر فائز فرما جہاں ان پر پہلے اور پچھلے (سب جن اور انسان) رشک کریں

۹۰۶- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'المسعودي ... اختلط بآخره'، وانظر التقييد والإيضاح: (۴۳۰-۴۳۳)، ولم يثبت هل سمع زياد منه قبل اختلاطه أو بعده، والثاني أظهر.

- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

درود شریف سے متعلق احکام و مسائل

گے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (ﷺ) پر اور ابراہیم (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (ﷺ) پر اور ابراہیم (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔“

۹۰۷- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے فرشتے اس وقت تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے۔ اب بندہ چاہے یہ عمل کم کرے یا زیادہ کر لے (اس کی مرضی ہے۔“

۹۰۷- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفِ أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيَقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ».

☀️ فائدہ: اس حدیث سے درود شریف کی فضیلت اور فائدہ واضح ہوتا ہے اور اس میں بکثرت درود پڑھنے کی ترغیب ہے۔ درود کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے اس لیے بعض حضرات نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳۵۱/۲۳: ۳۵۲)

۹۰۸- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِيئَةٌ طَرِيقَ الْجَنَّةِ».

۹۰۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ پر درود پڑھنا فراموش کر دیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔“

۹۰۷- [إسناده ضعيف] * عاصم ضعيف كما في التقريب وغيره، وضعفه الجمهور (مجمع الزوائد: ۸/ ۱۵۰)، وقال البوصيري: 'لهذا إسناده ضعيف'، وله شواهد عند إسحاق القاضي في الصلاة على النبي ﷺ، ح: ۳ وغيره.

۹۰۸- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۱۲/ ۱۸۰ من حديث جبارة به، وله شواهد عند البيهقي: ۶/ ۲۸۶، وإسماعيل القاضي في الصلاة على النبي ﷺ، ح: ۴۱-۴۴ وغيرهما، انظر، ح: ۷۴۰ لعلته.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تشہد اور درود کے بعد کے اذکار کا بیان

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (الصحیحۃ، رقم: ۲۳۳۷، و فضل الصلاة علی النبی ﷺ بتحقیق الشیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ، رقم: ۳۳۳۱) ② نیکیاں جنت میں لے جاتی ہیں جو شخص درود جیسی عظیم نیکی سے غفلت کرتا ہے وہ دوسری بہت سی نیکیوں سے بھی غافل ہوگا اور ایسے شخص کا جنت میں جانا مشکل ہے۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ مَا يُقَالُ فِي التَّشَهُدِ
وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۶۵)

۹۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الْمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ:
حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ
أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا
فُوعَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُدِ الْأَخِيرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ
مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ
الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ
فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ».

۹۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب
آخری تشہد سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ چار
چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے، جہنم کے عذاب سے
قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح
دجال کے فتنے سے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① آخری تشہد میں سلام سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دینا اور آخرت کی بھلائی اور اپنی حاجات طلب کرنے کا موقع ہے۔ اس موقع کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: [لَمْ يَلْتَحِثَّ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو] (صحیح البخاری، الأذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد وليس بواجب، حدیث: ۸۳۵) ”پھر (تشہد کے بعد) اسے جو دعا زیادہ پسند ہو وہ منتخب کر لے اور دعا کرے۔“ ② پسند کی دعا منتخب کرنے کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعائیں واجب نہیں البتہ ثواب کا باعث ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے یہی استنباط فرمایا ہے۔ ③ ”اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔“ اس حکم کی تعمیل اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم پڑھیں: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔“ یہ دعا الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ مختلف روایات میں

۹۰۹- أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ۵۸۸ من حديث الوليد بن مسلم به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

آئی ہے مثلاً: ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ] [صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث: ۸۳۲] اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور زندقہ اور سموت کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میں گناہ اور تادان (قرض وغیرہ) سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

۹۱۰۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِرَجُلٍ: «مَا تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ؟» قَالَ: التَّشَهُدُ ثُمَّ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، أَمَا وَاللَّهِ مَا أَحْسِنُ ذَنْدَنَتَكَ وَلَا ذَنْدَنَةَ مُعَاذٍ، فَقَالَ: «حَوْلَهَا تَنْدِنٌ».

۹۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟“ اس نے کہا: میں تشہد پڑھتا ہوں پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ تم ہے اللہ کی! مجھے وہ دعائیں تو آتی نہیں جو آپ آہستہ آہستہ پڑھتے رہتے ہیں یا جو معاذ رضی اللہ عنہ گنگتاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم بھی یہی کچھ گنگتاتے ہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① [ذَنْدَنَةٌ] اس کلام کو کہتے ہیں جو کچھ میں نہ آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے آپ کی طرح لمبی دعا نہیں آتی، میں تو مختصری دعا مانگتا ہوں۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اس کی دعا کو پسند فرمایا کیونکہ یہ مختصر اور جامع ہے۔ اور سب سے اہم چیز بلکہ عبادات کا مقصود ہی یہ ہے کہ آخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو جائے۔ ③ [حَوْلَهَا تَنْدِنٌ] ”ہم بھی اس کے بارے میں گنگتاتے ہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری لمبی چوڑی دعاؤں کا مقصود بھی یہی ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو اور اس کے غضب سے محفوظ رہیں۔ ④ صوفیا میں جو مشہور ہے کہ ہم صرف اللہ کی محبت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں، جنت کی خواہش میں یا جہنم کے خوف سے نہیں کرتے، یہ سوچ درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے عظیم ترین اور مقرب ترین بندے ہیں، بندے پر اللہ کے حقوق اور اللہ سے محبت کے آداب سے جس قدر نبی ﷺ واقف تھے، کوئی اور اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا اس کے باوجود آپ ﷺ نے جنت کی دعا کی اور جہنم سے پناہ مانگی کیونکہ جنت اللہ کی نعمتوں کا نام ہے اور جنت ہی میں اللہ کا دیدار ہوگا، اس لیے جنت سے اعراض اصل میں اللہ کے قرب سے اعراض ہے جو محبت الہی کے منافی ہے اور جہنم سے بے

۹۱۰۔ [صحیح] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ۵۱۴ من حديث جرير بن عبد الحميد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۲۵، والבוصيري، والنووي، وأخرجه أبو داود، ح: ۷۹۲ من طريق آخر به، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۷۹۳، ۵۹۹ وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل
 غزالی اللہ کے غضب سے بے خوفی ہے جو اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔

(المعجم ۲۷) - **بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الشَّهَادَةِ**
 (النهضة ۶۶)

۹۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۹۱۱۔ حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دائیں ران پر دایاں ہاتھ رکھے ہوئے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے دیکھا۔
 حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ عِصَامِ بْنِ قُدَامَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخَزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا يَدَهُ الَّتِي عَلَى فَخِذِهِ الَّتِي عَلَى فِي الصَّلَاةِ، وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ.

نوائد و مسائل: ① تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔ ② اشارہ صرف دائیں ہاتھ کی انگلی سے کرنا چاہیے۔ (دیکھیے: حدیث: ۹۱۳) ③ اشارہ کرتے وقت ہاتھ کی کیفیت کا ذکر انگلی حدیثوں میں آ رہا ہے۔

۹۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۹۱۲۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اٹکھٹے اور درمیان کی انگلی سے حلقہ بنایا اور اس کے قریب کی انگلی (شہادت کی انگلی) کو اٹھایا آپ تشہد میں اس کے ساتھ (اشارہ کرتے ہوئے) دعا کر رہے تھے۔
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَثْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ حَلَقَ الْإِنْهَامَ وَالْوَسْطَى، وَرَفَعَ النَّبِيَّ تَلِيهِمَا، يَدْعُو بِهَا فِي الشَّهَادَةِ.

۹۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ۹۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کی اٹکھٹے کے ساتھ والی انگلی اٹھاتے اس کے ساتھ دعا کرتے اور آپ نے بایاں ہاتھ اپنے
 وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنَّكَ مَعْمَرٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ

۹۱۱۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الإشارة في الشهد، ح: ۹۹۱ من حديث عمامه، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، مالك بن نمير، وثقه ابن خزيمة وابن حبان.

۹۱۲۔ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۹۱۳۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح: ۵۸۰ من حديث عبد الرزاق به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها سلام پھرنے سے متعلق احکام و مسائل

النَّبِيِّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إِبْصَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ، فَيَدْعُو بِهَا، وَالْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ، [بَاسِطَهَا] عَلَيْهَا.

☀️ فوائد و مسائل: ① انگلی سے اشارہ تشہد میں ہوتا ہے، سجدوں کے درمیان جلسے میں نہیں۔ اس حدیث میں "نماز میں" بیٹھے کا مطلب "تشہد میں" بیٹھنا ہے جیسے کہ حدیث: ۹۱۳ سے واضح ہے۔ ② تشہد میں پایاں ہاتھ تو اسی طرح رکھا جائے گا جس طرح سجدوں کے درمیان جلسہ میں ہوتا ہے۔ دائیں ہاتھ کا ایک طریقہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ انگوٹھے اور میرانی انگلی کے ساتھ ملا کر حلقہ بنایا جائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا جائے۔ اس صورت میں چھوٹی دونوں انگلیاں بند رکھی جائیں گی۔ (سنن ابی داؤد، الصلاة، تفریح أبواب الركوع والسجود..... باب الإشارة فی التشہد، حدیث: ۹۸۷) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھا شہادت کی انگلی کی چمکی پور پر رکھا جائے اور باقی تینوں انگلیاں بند ہوں۔ اسے حدیث میں ترین کے عدد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، باب صفة الحلوس فی الصلاة..... حدیث: ۵۸۰) اہل عرب میں اعداد کے جو خاص اشارات رائج تھے ان کے مطابق ترین کا اعداد اسی طرح بنتا ہے اس لیے اس کیفیت کو اس لفظ سے ظاہر کیا گیا۔ ③ انگلی کے ساتھ دعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دعا کے دوران میں انگلی اٹھا کر اشارہ کیا جائے۔ ④ یہ اشارہ ابتدا سے انتہا یعنی سلام پھیرنے تک کیا جائے۔ ⑤ اشارے کے ساتھ انگلی کو حرکت دینا یا دیتے رہنا ضروری نہیں ہے۔ بعض لوگ صرف [إِلَّا اللَّهُ] پر انگلی کو اٹھاتے اور پھر رکھ دیتے ہیں، یہ بالکل بے بنیاد ہے اور بعض لوگ مسلسل حرکت دیتے رہتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں۔ بعض روایات میں [يُحَرِّكُهَا] کے الفاظ تو آتے ہیں لیکن اس کا مطلب بھی [يَدْعُو بِهَا] یا يُبَشِّرُ بِهَا ہی ہے یعنی دعا یا اشارہ کرتے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ التَّسْلِيمِ (التحفة ۶۷) باب: ۲۸- سلام پھیرنے کا طریقہ

۹۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ

۹۱۳- حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آتی۔ (اور فرماتے:)[السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ]

۹۱۴- [صحیح] * أبو إسحاق عن عمر، وتقدم، ح: ۴۶، وأصل الحديث صحيح، أخرجه أبو داود، ح: ۹۹۶ وغيرهم، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سلام پھیرنے سے متعلق احکام و مسائل

ثُمَّ إِلَيْهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ «السَّلَامُ» ”تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔“
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① نماز سے فارغ ہونے کا طریقہ سلام پھیرنا ہے جیسے کہ حدیث: ۲۷۵ اور ۲۷۶ میں بیان ہوا ہے۔ ② سلام پھیرنے کے مختلف طریقے وارد ہیں مثلاً: (X) السلام عليكم ورحمة الله - السلام عليكم ورحمة الله۔ (جیسے حدیث: ۹۱۶ میں آ رہا ہے۔) (Y) السلام عليكم ورحمة الله وبركاته - السلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔ (بلوغ المرام لابن حجر، الصلاة، باب صفة الصلاة، حدیث: ۲۵۳) (Z) صرف ایک سلام کے ساتھ نماز سے فارغ ہونا بھی درست ہے۔ ایک سلام کہتے ہوئے تھوڑا سا دائیں طرف منہ کرنا چاہیے۔ (جامع الترمذی، الصلاة، باب: ۹۰۶، حدیث: ۲۹۶)

۹۱۵- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: ۹۱۵- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا کرتے تھے۔
حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ نَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ إِسْمَاعِيلِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ بَسَارِهِ.

۹۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۹۱۶- حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آتی اور فرماتے: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ] ”تم پر رحمت اللہ، السلام علیکم ورحمت اللہ“ ”تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔ تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔“
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ عَمَارِ بْنِ بَسِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ بَسَارِهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ».

۹۱۵- أخرجه مسلم، المساجد، باب السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها وكيفيته، ح: ۵۸۲ من حديث إسماعيل به.

۹۱۶- [صحيح] * أبو إسحاق عن، وتقدم، ح: ۴۶، وأبو بكر بن عياش تقدم، ح: ۸۵۵، وللهديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ۹۹۷ وغيره، والسند حسنة البوصيري.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۹۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ زُرَّارَةَ :
 حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ،
 عَنْ [بُرَيْدٍ] بْنِ أَبِي مَرْثَمٍ ، عَنْ أَبِي مُوسَى
 قَالَ : صَلَّى بِنَا عَلِيٍّ ، يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَاةً
 ذَكَرْنَا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . فَإِمَّا أَنْ نَكُونَ
 نَيْبِنَاهَا ، وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ تَرَكَنَاهَا ، فَسَلَّمْ
 عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَالِهِ .

۹۱۷- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جنگ جمل کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایسی نماز پڑھائی کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی یاد دلا دی جسے ہم فراموش کر چکے تھے یا (کوٹاہی کی وجہ سے) چھوڑ بیٹھے تھے۔ (اس نماز میں) انھوں نے دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

(المعجم ۲۹) - بَابٌ مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً
 وَاحِدَةً (التحفة ۶۸)

باب: ۲۹- ایک طرف سلام پھیرنا
 بھی درست ہے

۹۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ] ،
 أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهِمِّينِ
 ابْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ ،
 عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَلَّمَ
 تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ .

۹۱۸- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سامنے کی طرف ایک ہی سلام پھیرا۔

۹۱۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا
 عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ [الصَّنْعَانِيُّ] : حَدَّثَنَا
 زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ
 أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
 يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ .

۹۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سامنے کی طرف ایک سلام پھیرا کرتے تھے۔

۹۱۷- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق لعلته ، ومع ذلك صححه البوصيري .

۹۱۸- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير : ۱۲۲ / ۶ ، ح : ۵۷۰۳ من حديث عبدالمهمين به ، وانظر ، ح : ۱۶۴ لعلته .

۹۱۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي ، الصلاة ، باب منه أيضًا ، ح : ۲۹۶ من حديث عمرو بن أبي سلمة (السامي) عن زهير به ، وقال : قال محمد بن إسماعيل (البخاري) : "زهير بن محمد ، أهل الشام يروون عنه منكرات الخ" ، وكذا قال أحمد وغيره ، وللحديث شواهد كلها ضعيفة .



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها سلام پھیرنے سے متعلق احکام و مسائل

۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْبُصَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَخْوَعِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فَسَلَّمَ مَرَّةً وَاحِدَةً.

۹۲۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز ادا فرمائی تو ایک ہی سلام پھیرا۔

🕌 فوائد و مسائل: ① مذکورہ باب میں تینوں روایات ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہیں جبکہ مسئلہ فی نظم درست ہے کیونکہ یہ دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (مسند احمد: ۶/۲۳۶، و سنن ابی داؤد الطلوع، باب فی صلاة اللیل، حدیث: ۱۳۳۵) غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ، حدیث: ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰) ② سامنے کی طرف سلام کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح دونوں طرف سلام پھیرتے وقت چہرہ پوری طرح پھیرا جاتا ہے اس طرح نہیں پھیرا بلکہ تھوڑا سا دائیں منہ پھیرا جیسے حدیث ۹۱۳ کے فوائد میں ذکر ہوا۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ (التحفة ۶۹)

باب: ۳۰۔ امام کو سلام کا جواب دینا

۹۲۱۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْهَدَلِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَرُدُّوا عَلَيْهِ».

۹۲۱۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب امام سلام کہے تو اسے (سلام کا) جواب دو۔“

۹۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ الْقَاسِمِ: أَنَّ بَنَاتَنَا

۹۲۲۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم

۹۲۱۔ [سنادہ ضعیف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف يحيى بن راشد" يعني المازني البراء.

۹۲۲۔ [ضعيف] * أبو بكر الهذلي (البصري) أخباري متروك الحديث (تقريب)، وله شاهد ضعيف عند ابن خزيمة،

۹۲۲۔ [سنادہ ضعیف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الرد على الإمام، ح: ۱۰۰۱ من حديث قتادة به، وصححه الحاكم، والذهبي * قتادة مدلس تقدم، ح: ۱۷۵، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها سلام کے بعد دعاؤں اور اذکار سے متعلق احکام و مسائل

هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُسَلِّمَ عَلَى أَيْمَتِنَا، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ.

اپنے اماموں کو سلام کہیں اور ہم ایک دوسرے کو سلام کہیں۔“

☀️ فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں اس لیے ان سے جواب دینے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: وَلَا يَخْصُصُ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالذُّعَاءِ (التحفة ۷۰)

باب: ۳۱- امام صرف اپنے لیے دعا نہ مانگے

۹۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَدَّبِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُؤْمُ عَبْدٌ، فَيُخْصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ. فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ».

۹۲۳- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ نماز پڑھائے تو انہیں (نمازیوں کو) چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعا نہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو ان کی خیانت کی۔“

(المعجم ۳۲) - بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ۷۱)

باب: ۳۲- سلام کے بعد کی دعائیں اور اذکار

۹۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو معاويةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ

۹۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو (سلام کے بعد) صرف اتنا عرصہ بیٹھتے تھے کہ یہ دعا پڑھ لیتے: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ» ”اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے اے عظمت و بزرگی والے! تو بہت برکتوں والا ہے۔“

۹۲۳- [حسن] تقدم، ح: ۶۱۹.

۹۲۴- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبين صفته، ح: ۵۹۲ عن ابن أبي شيبه (وغیره)



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها سلام کے بعد دعائوں اور اذکار سے متعلق احکام و مسائل
السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ. تَبَارَكْتَ يَا ذَا
الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ ② مسنون دعا صرف اسی قدر ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی۔ باقی جملے لوگوں کے خود ساختہ ہیں مثلاً: [وإليك يرجع السلام] حینما ربنا بالسلام' وأدخلنا دار السلام]۔ اسی طرح [تبارکت] کے بعد [ربنا و تعالیت] کے الفاظ بھی اضافہ شدہ ہیں۔ ان زائد جملوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ "صرف اتنا عرصہ بیٹھے" کا مطلب یہ ہے کہ قبلہ رخ صرف اتنا عرصے بیٹھے ورنہ کروا ذکر کے لیے طویل عرصہ تک بیٹھنا سنت سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم' المساجد' باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بیان صفتہ' حدیث: ۵۹۴)

۹۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب صبح کی نماز سے سلام پھیرتے تو فرماتے تھے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا] "اے اللہ! میں تجھ سے فائدہ دینے والے علم، پاک رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔"

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ ایک جامع دعا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر ایسی دعائیں مانگتے تھے جو جامع ہوں اور تھوڑے الفاظ میں زیادہ فائدے کی چیزوں کی دعا ہو جائے۔ ② علم نافع سے مراد وہ علم ہے جس پر انسان کو عمل کی توفیق نصیب ہو اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے یعنی تحریر و تقریر اور اسوۂ حسنہ کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچے تاکہ وہ بھی عمل کر کے اس شخص کی نیکیوں میں اضافے کا باعث ہوں۔ ③ پاک رزق سے مراد حلال رزق ہے جو جائز طریقے سے کمایا گیا ہو۔ ④ قبول ہونے والا عمل وہ ہے جو خالص نیت سے اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور سنت کے مطابق ادا کیا جائے۔

۹۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۹۲۵۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/۳۰۵، ۳۲۲ من حديث شعبة به * مولی لام سلمة، اسمہ عبد اللہ بن شداد کما فی تقریب التہذیب والنکت الطراف: ۱۳/۴۶ وغیرہما، فالسند صحیح، ولہ شاهد ضعیف عند الطبرانی فی الضعیر، ح: ۷۳۵، وقال الهیثمی فی المجمع: ۱۰/۱۱۱، * ورجاله ثقات .

۹۲۶۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الأدب، باب فی التسیب عند النوم، ح: ۵۰۶۵ من حدیث شعبة عن عطاء بہ، وقال الترمذی، ح: ۳۴۱۰، * حسن صحیح، * و صححه ابن حبان .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُثَيْبَةَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ،
وَأَبُو يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَ [ابْنُ] الْأَجَلِيحِ، عَنِ
عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنِ أَبِيهِ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«خَضَلْتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا
دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُمَا يَبِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا
قَلِيلٌ. يَسْتَحِ اللَّهُ فِي ذُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا،
وَيَكْبِرُ عَشْرًا، وَيَحْمَدُ عَشْرًا» فَرَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ: «فَذَلِكِ
حَمْسُونَ وَوَأْتِئْتُ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ
وَخَمْسُمِائَةٌ فِي الْمِيزَانِ، وَإِذَا أُوِيَ إِلَى
فِرَاشِهِ سَبَّحَ وَحَمِدَ وَكَبَّرَ مِائَةً، فَلَيْتَ مِائَةً
بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ
فِي الْيَوْمِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسِمِائَةَ سَبَّحَةً» قَالُوا:
وَكَيفَ لَا يُحْصِيهِمَا؟ قَالَ: «يَأْتِي أَحَدَكُمْ
الشَّيْطَانُ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَيَقُولُ:
اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا، حَتَّى يَنْفِكَ الْعَبْدَ لَا
يَعْمَلُ، وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ، فَلَا يَزَالُ
يُنُومُهُ حَتَّى يَنَامَ».

سلام کے بعد دعاؤں اور اذکار سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزوں پر جو شخص بھی پابندی سے عمل کرتا ہے جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ چیزیں (کام) آسان ہیں (لیکن) ان پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس دفعہ [سُبْحَانَ اللَّهِ] کہے دس دفعہ [اللَّهُ أَكْبَرُ] کہے اور دس دفعہ [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہے۔“ صحابی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اس عدد کا اشارہ کیا اور فرمایا: ”یہ زبان سے کہنے میں (پانچوں نمازوں کے حساب سے) ایک سو پچاس (کلمات) ہیں اور (قیامت کے دن نیکیوں کے) ترازو میں (ایک نیکی کا اجر دس گنا کے اعتبار سے) ایک ہزار پانچ سو ہوں گے۔ اور جب اپنے بستر پر جائے تو [سُبْحَانَ اللَّهِ] اور [الْحَمْدُ لِلَّهِ] اور [اللَّهُ أَكْبَرُ] (سب ملا کر کل) سو مرتبہ کہہ لے یہ زبان سے کہنے میں سو ہیں اور ترازو میں (دس گنا کے حساب سے) ایک ہزار۔ بھلا تم میں سے کون ہے جو دن میں دس گنا ہزار گنا کہتا ہو؟“ (جب کہ نیکیاں وہ دس گنا کہتا ہو۔) صحابہ نے عرض کیا: انسان پابندی سے یہ دونوں عمل کیوں نہیں کر سکتا؟ فرمایا: ”ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے کہ شیطان آجاتا ہے اور اسے کہتا ہے: فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر حتیٰ کہ بندہ (نماز سے) غافل ہو جاتا ہے اور اسے جب بندہ بستر پر جاتا ہے تو شیطان آجاتا ہے اور اسے سلانے لگتا ہے حتیٰ کہ آدمی کو نیند آ جاتی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نیکی کے کام کے بارے میں کوشش ہونی چاہیے کہ اسے ہمیشہ کیا جائے کیونکہ ہمیشہ کیا جانے

والا تھوڑا سا نیک عمل مجموعی طور پر بہت زیادہ ہو جاتا ہے لیکن کبھی کبھار کیا جانے والا زیادہ عمل اس سے کم رہ جاتا ہے۔

② شیطان نیکی سے روکنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اس کی شرارتوں سے ہوشیار رہے

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها سلام کے بعد دعاؤں اور اذکار سے متعلق احکام و مسائل

تا کہ وہ صوم کا دینے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ ⑩ فرض نمازوں کے بعد [سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ اور اللَّهُ أَكْبَرُ] دس دس بار کہنا بھی درست ہے اور تینتیس تینتیس بار کہنا بھی جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ⑪ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملنے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَلًا هَكَذَا (الأنعام: ۱۰۰)﴾ ”جو شخص نیکی کا کام کرے گا اس کو دس گنا (ثواب) ملے گا۔“ ⑫ آسانی سے انجام دیے جانے والے نیک کام کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کر دینا چاہیے۔ بعض بظاہر معمولی کام حقیقت میں بڑے اجر و ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ⑬ سنت سے ثابت چھوٹی چھوٹی دعائیں اور اذکار لے لے کر بغیر مسنون اور ادو وظائف سے بہتر ہیں۔ ⑭ ”یہ ایک سو پچاس کلمات ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ یہ تیس کلمات جب پانچ فرض نمازوں کے بعد کہے جائیں گے تو ایک سو پچاس مجموعہ ہوگا۔

۹۲۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ سے عرض کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے خود کہا: اے اللہ کے رسول! مال و دولت والے تو اجر و ثواب لے گئے (اور ہم غریب پیچھے رہ گئے) زبان سے ادا کی جانے والی عبادت جس طرح ہم کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں اور وہ (اپنے مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور ہم (استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے) خرچ نہیں کرتے۔ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو گے تو آگے نکل جانے والوں کو جالو گے اور پیچھے رہ جانے والے تم تک نہ پہنچ سکیں گے۔ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس اور چونتیس بار [الْحَمْدُ لِلَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ] اور [اللَّهُ أَكْبَرُ] کہا کرو۔

۹۲۷۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ بَشْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ - وَرَبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ -: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الْأَمْوَالِ وَالذُّنُورِ بِالْأَجْرِ، يَقُولُونَ كَمَا نَقُولُ وَيَتَّقُونَ وَلَا نُنْفَعُ. قَالَ لِي: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ أَدْرَكْتُمْ مَنْ قَبْلَكُمْ وَقَتُّمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، تَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَسُبْحُونَهُ، وَتُكَبِّرُونَهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَرَأْبَعًا وَثَلَاثِينَ».

امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں ان میں سے کون سا کلمہ چونتیس بار ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ: لَا أَدْرِي أَيُّهُنَّ أَرْبَعٌ.

۹۲۷۔ [استاد صحیح] أخرجه الحميدي من حديث سفیان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۴۸، وله طرق عند أحمد: ۱۵۸/۵، وغيره.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کیا جائے؟

☀️ فوائد و مسائل: ① نیکوں میں مسابقت کا جذبہ قابل قدر ہے۔ ② ذکر الہی بعض اوقات مالی عبادات سے بھی زیادہ ثواب کا باعث ہوتا ہے۔ ③ آگے نکل جانے والوں کو پالینے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بہت ہی دوسری نیکیاں کر کے تم سے زیادہ بلند درجات تک پہنچ گئے ہیں، تم ذکر الہی کی برکت سے ان سے زیادہ درجات حاصل کر سکتے ہو۔ اور ذکر الہی سے غافل، دوسری نیکیاں زیادہ کرنے والے تمہارے جتنے درجات حاصل نہیں کر سکتے، اس لیے دوسری نیکیوں کے ساتھ ساتھ ذکر الہی کی طرف بھی توجہ ضروری ہے۔ ④ یہاں راوی کو شک ہے کہ تینوں کلمات میں سے کون سا کلمہ چونتیس بار ہے۔ دوسری روایات سے اس کا یقین ہو جاتا ہے کہ چونتیس بار کہا جانے والا کلمہ اللہ اکبر ہے۔ (سنن أبي داود، 'الأدب'، باب في التسيب عند النوم، حدیث: ۵۰۲۳)

۹۲۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي شَدَّادُ، أَبُو عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحْبِيُّ: حَدَّثَنِي ثُوْبَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ».

۹۲۸- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار [اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ] کہتے پھر فرماتے: [اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] "اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے۔ اے عظمت و بزرگی والے! تو بہت برکتوں والا ہے۔"

باب ۳۳- نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کرے؟

(المعجم ۲۳) - بَابُ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ۷۲)

۹۲۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ ۹۲۹- حضرت بُلْبُلِ طَائِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ».

۹۲۹- حضرت بُلْبُلِ طَائِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ».

۹۲۸- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبين صفته، ح: ۵۹۱ من حديث الوليد بن مسلم به.

۹۲۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب كيف الانصراف من الصلاة؟ ح: ۱۰۴۱ من حديث شعبة عن سماك بن حرب به، وحسنه الترمذي، والنووي في المجموع، وصححه ابن عبد البر في الاستيعاب، وانظرا، ح: ۸۰۹.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کیا جائے؟

فِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَّنَّا النَّبِيَّ ﷺ دُونِ طَرَفٍ سِوَى طَرَفِ تَحْتِهِ.
فَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ جَانِبَيْهِ جَمِيعاً.

فائدہ: نماز سے فارغ ہو کر امام کا قبلے سے رخ پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مستنون ہے۔ اس مقصد کے لیے دائیں طرف سے بھی گھوم کر مقتدیوں کی طرف منہ کیا جاسکتا ہے اور بائیں طرف سے بھی۔ دونوں طرح درست ہے۔

۹۳۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ. ح. وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ جُزْءاً، يَرَى أَنَّ حَقًّا لِلَّهِ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ. فَذَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، أَكْثَرُ انْصِرَافِهِ عَنْ يَسَارِهِ.

۹۳۰- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: کوئی شخص اپنے کام میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کر لے۔ (وہ اس طرح) کہ صرف دائیں طرف سے گھومنا اللہ کا حق (اور اپنا فرض) سمجھ لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر بائیں طرف سے گھومتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدعت سے اس قدر احتیاط فرماتے تھے کہ بظاہر معمولی نظر آنے والے امور میں بھی سنت پر عمل کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ ① غیر واجب اور مستحب کو واجب کی طرح اختیار کر لینا درست نہیں۔ ایسے معاملات میں کبھی کبھار دوسرے طریقہ پر بھی عمل کر لینا چاہیے۔ ② شیطان انسان کو افراط و تفریط دونوں طریقوں سے گمراہ کرتا ہے۔ نفل کو فرض کا درجہ دینا بھی ایک غلو ہے اس لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اسے شیطان کا حصہ قرار دیا ہے۔

۹۳۱- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا تَرِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: ۹۳۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو نماز سے (فارغ ہو کر) دائیں طرف مڑتے بھی دیکھا ہے اور

۹۳۰- أخرجه البخاري، الأذان، باب الانفعال والانصراف عن اليمين والشمال، ح: ۸۵۲، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، ح: ۷۰۷ من حديث الأعمش به.
۹۳۱- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۱۷۴، ۱۷۹، ۲۰۵، ۲۱۵ من حديث حسين المعلم به، وقال بصري: "رجاله ثقات".

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بھوک کی حالت میں نماز کا حکم

قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْقَلِبُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ بَاسِرِهِ فِي الصَّلَاةِ.

۹۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تھے تو آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اٹھ کھڑی ہوتی تھیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھنے سے پہلے کچھ دیر اپنی جگہ تشریف رکھتے تھے۔

۹۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ [هِنْدٍ] بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءَ حِينَ يُقْضِي تَسْلِيمَهُ، ثُمَّ يَلْبَثُ فِي مَكَازِيهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ.

فوائد ومسائل: ① عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز باجماعت میں شریک ہونا مستحسن ہے تاہم ان کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ دیکھیے: (سنن ابی داؤد 'الصلوة' باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد' حدیث: ۵۶۷۷) ② سلام پھیرنے کے بعد عورتوں کے جلدی اٹھ جانے میں یہ حکمت ہے کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو۔ عورتوں کی صفیں بھی اسی لیے پیچھے ہوتی ہیں کہ وہ جلدی مسجد سے نکل جائیں۔ آج کل عورتیں جمعہ کی نماز میں شرکت کے لیے مسجد میں اور عیدین کی نماز کے لیے عید گاہ میں جاتی ہیں ان کی جگہیں اور دروازے اگرچہ مردوں سے الگ ہوتے ہیں لیکن باہر نکل کر گزرگاہوں میں مردوں سے اختلاط ہو جاتا ہے جس سے بچنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ ظاہر بات ہے کہ یہ بات شرعاً مناسب ہے۔



(المعجم ۳۴) - بَابُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةَ وَوُضِعَ الْعِشَاءُ (التحفة ۷۳)

باب ۳۴- جب جماعت کھڑی ہو اور کھانا سامنے آ جائے

۹۳۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عَيْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَضِعَ الْعِشَاءُ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَأَبْدَأُوا بِالْعِشَاءِ».

۹۳۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔“

۹۳۲- [صحیح] أخرجه البخاري، الأذان، باب التسليم، ح: ۸۳۷، ۸۹۹، ۸۷۰ من حديث إبراهيم بن سعد به.

۹۳۳- أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال . . . الخ، ح: ۵۵۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها بارش کے موقع پر گھر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل
 فائدہ و مسائل: ① جب بھوک لگی ہوئی ہو اور کھانا تیار ہو تو نماز کے دوران میں توجہ کھانے کی طرف رہے گی اور
 نماز کا حقد ادا نہیں ہو سکے گی اس لیے بھوک کی صورت میں پہلے کھانا کھا لینا بہتر ہے تاکہ دلجمعی سے نماز ادا کی
 جاسکے۔ ② اگر کھانا تیار ہونے میں دیر ہو تو نماز پڑھ لینی چاہیے کیونکہ اس صورت میں نماز میں تاخیر سے کوئی فائدہ
 نہیں۔ ③ دین اسلام دین فطرت ہے اس میں جسم اور روح دونوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ایک حسین
 توازن قائم کر دیا گیا ہے۔ ہندو جو گیوں یا عیسائی راہبوں کی طرح محض جسم کو تکلیف دینے کو یئگی سمجھ لینا گمراہی ہے۔

۹۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو زُهَيْرٍ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا
 عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ،
 عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
 «إِذَا وَضِعَ الْعِشَاءُ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ،
 فَابْتَدَأُوا بِالْعِشَاءِ».

۹۳۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رات کا کھانا پیش کر دیا
 جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔“

قَالَ: فَتَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ لَيْلَةً، وَهُوَ
 يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ.

امام نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک رات حضرت ابن عمر
 رضی اللہ عنہما نے کھانا کھایا حالانکہ انھیں اقامت کی آواز سنائی دے
 رہی تھی۔

۹۳۵- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ:
 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ
 ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ جَمِيعاً عَنْ هِشَامِ
 ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَأَقِيمَتِ
 الصَّلَاةُ فَابْتَدَأُوا بِالْعِشَاءِ».

۹۳۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ
 ﷺ نے فرمایا: ”جب کھانا (سامنے) آجائے اور نماز کی
 اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔“

فائدہ: نماز سے پہلے کھانا کھالینے کا حکم شدید بھوک ہی کی صورت میں ہے بصورت دیگر جماعت کے ساتھ نماز
 پڑھنے سے گریز سخت نامناسب ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۳۵) - بَابُ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ
 فِي الْمَطِيرَةِ (التحفة ۷۴)
 باب: ۳۵- بارش والی رات میں جماعت
 میں شریک ہونا

۹۳۴- أخرجه البخاري، الأظعمة، باب إذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشاءه، ح: ۵۴۶۳، ۵۴۶۴، ومسلم،
 المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام... الخ، ح: ۵۵۹، من حديث أيوب به.
 ۹۳۵- أخرجه البخاري، الباب السابق، ح: ۵۴۶۵، ومسلم، الباب السابق، ح: ۵۵۸، من حديث هشام به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۹۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں ایک بارش والی رات میں (نماز کے لیے گھر سے) نکلا۔ جب واپس آ کر دروازہ کھلوا یا تو والد صاحب (حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہما) نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا: ابو بکر ہوں۔ فرمایا: میں نے آپ دیکھا ہے کہ ہم لوگ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (اس دوران میں ہلکی سی) بارش ہوگئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلوے بھی گیلے نہ ہوئے۔ (لیکن) رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے (نبی ﷺ کے حکم سے) اعلان کر دیا کہ ”اے ٹھکانوں پر (خیموں میں) نماز پڑھ لو۔“

☀️ نوآند مسائل: ① بارش کے موقع پر گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ② ایسے موقع پر مؤذن کو اذان میں یہ اعلان کر دینا چاہیے کہ [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] ”اپنی اقامت گاہوں پر نماز پڑھ لو“ ③ جب کسی سے پوچھا جائے کہ آپ کون ہیں تو جواب میں اپنا نام لینا چاہیے۔ ”میں ہوں“ کہنا مناسب نہیں۔

۹۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا مؤذن بارش اور تیز ہوا والی سردرات میں اعلان کر دیا کرتا تھا: ”گھروں میں نماز پڑھ لو۔“

۹۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۹۳۶- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الجمعة في اليوم المطير، ح: ۱۰۵۹ من حديث خالد به وله طرق أخرى عند أبي داود، ح: ۱۰۵۷ وغيره، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۹۳۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة أو الليلة المطيرة، ح: ۱۰۶۰، ۱۰۶۱ من حديث أبيه، وله طرق عند البخاري، ح: ۶۶۶، ومسلم، ح: ۶۹۷ وغيرهما.

۹۳۸- [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۸۶۶ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به * عباد صدوق، ره بالقدر، وكان يدلّس، وتغير بأخوه (تقريب)، وصرح بالسماع، ولحديثه شواهد، انظر الحديثين السابقين والآتي.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بارش کے موقع پر گھر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ نبی ﷺ نے بارش والے دن جمعے کے روز فرمایا:
”گھروں میں نماز پڑھ لو۔“

عَبْدُالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ،
عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ
يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ
قَالَ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ يَوْمَ مَطَرٍ: «صَلُّوا فِي
رِحَالِكُمْ».

۹۳۹- حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل رضی

سے روایت ہے کہ (ایک بار) جمعہ کے دن حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مؤذن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔

اس دن بارش ہو رہی تھی۔ مؤذن نے کہا: اللہ اکبر

اللہ اکبر۔ اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اَشْهَدُ أَنْ

مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ [ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مؤذن

(سے) فرمایا: لوگوں میں اعلان کر دو کہ گھروں میں نماز

پڑھ لیں۔ (مؤذن نے صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ کہہ کر

باقی اذان مکمل کر دی) لوگوں نے انھیں کہا: آپ نے یہ

کیا (عجیب کام) کر دیا؟ انھوں نے فرمایا: یہ کام تو انھوں

نے بھی کیا تھا جو مجھ سے افضل تھے (رسول اللہ ﷺ نے

اسی طرح اذان کہلوائی تھی) کیا آپ مجھ سے یہ چاہتے

ہیں کہ میں لوگوں کو گھروں سے نکالوں اور وہ گھنٹوں تک

کچھڑ میں دھستے ہوئے میرے پاس (نماز باجماعت کی

ادائیگی کے لیے) آئیں؟

۹۳۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ: حَدَّثَنَا

عَبَّادُ بْنُ عَبَّادِ الْمُهَلَّبِيِّ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ

الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ

نُوفَلٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ أَنْ يُؤَذِّنَ

يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَذَلِكَ يَوْمَ مَطِيرٍ. فَقَالَ: اللَّهُ

أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

اَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ قَالَ: نَادِ

فِي النَّاسِ فَلْيَصَلُّوا فِي بُيُوتِهِمْ. فَقَالَ لَهُ

النَّاسُ: مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتَ؟ قَالَ: قَدْ

فَعَلَ هَذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، تَأْمُرُنِي أَنْ

أُخْرِجَ النَّاسَ مِنْ بُيُوتِهِمْ فَيَأْتُونِي يَدُوسُونَ

الرِّجَالِ إِلَى رُكْبَتَيْهِمْ.

🌟 نوادہ و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] کے کلمات [حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ] اور

[حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ] کے عوض کہے جائیں گے۔ ② اسلام آسانی والا دین ہے اس میں بہت سی رخصتیں موجود ہیں

اس کے باوجود اس کے احکام پر عمل میں کوتاہی کرنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ③ جو مسئلہ کبھی بکھار سائے آتا

۹۳۹- أخرجه البخاري، الأذان، باب الكلام في الأذان، ح: ۶۱۶، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الصلاة في

الرحال في المطر، ح: ۶۹۹ من حديث عاصم وغيره به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها سترے سے متعلق احکام و مسائل

ہے، اکثر لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے۔ ان کے اعتراض پر ناراض ہونے کے بجائے مسلکی وضاحت کر دینی چاہیے۔ ① بارش کی وجہ سے گھر میں نماز کی اجازت صرف وہ جگہ نمازوں ہی کے لیے نہیں بلکہ جموع کی نماز کا بھی یہی حکم ہے۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّيَّ

باب: ۳۶- نمازی کا سترہ

(التحفة ۷۵)

۹۴۰- حضرت طلحہ بن عبید اللہ تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نماز پڑھ رہے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے گزر رہے تھے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”کسی کے سامنے کجاوے کی بچھلی لکڑی جتنی چیز (سترہ کے طور پر) موجود ہو تو آگے سے گزرنے والا اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔“

۹۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي، وَالذَّوَابُ تَمُرُ بَيْنَ أَيْدِينَا، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مِثْلُ مُؤَخَّرَةِ الرَّخْلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَضُرُّهُ مِنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں عام لوگوں کا اس کے آگے سے گزرنے کا اندیشہ

ہو تو سترہ رکھ لینا مستون ہے۔ ② سترہ کس طرح کا یا کتنا اونچا ہو؟ اس کی حد اس حدیث سے متعین ہو جاتی ہے کہ وہ کجاوے کی بچھلی لکڑی جتنا ہو۔ یہ تقریباً سوا یا ڈیڑھ فٹ ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے سترہ کم از کم سوا یا ڈیڑھ فٹ اونچا ہونا چاہیے۔ ③ اس میں اشارہ ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے کوئی شخص گزرے تو نمازی کی نماز متاثر ہوگی۔ اس سے بعض علماء نے یہ مراد لیا ہے کہ خشوع و خضوع میں فرق پڑتا ہے جب کہ سترہ ہونے کی صورت میں نمازی کی توجہ محدود جگہ میں رہتی ہے۔ صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے کہ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے کی نماز عورت گدھے اور کالے کتے کے گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (صحیح مسلم 'الصلاة' باب قدر ما يستر المصلي' حدیث: ۵۱۰) سنن ابن ماجہ میں (حدیث: ۹۳۹) المرأة الحائض کے الفاظ ہیں جس سے مراد بالغ عورت ہے۔ ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ عورت ایام حیض میں ہو تو اس کے گزرنے سے نماز ٹوٹی ہے ورنہ نہیں لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح محسوس ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ④ شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ (سہری) نے سنن ابوداؤد کی حدیث [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] (سنن ابی داؤد: الصلاة' باب من قال لا يقطع الصلاة شيء' حدیث: ۴۱۹) ”نماز کسی چیز کے گزرنے سے نہیں ٹوٹی۔“ کو ان تمام احادیث کا تائید قرار دیا ہے۔ اور مزید کہا ہے کہ (سنن دارقطنی: ۳/۳۶۷، سنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۲۵۸)

۹۴۰- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ستره المصلي والندب إلى الصلاة إلى ستره... الخ، ح: ۴۹۹ من حديث ابی

نمير وغيره به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سترے سے متعلق احکام و مسائل

کی روایت سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أنه لا يقطع الصلاة إلا الكلب والحمار والمرأة، حدیث: ۳۲۸ حاشیہ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ) ⑤ سترے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گزرنا چاہے تو سترے سے پرے گزر جائے، سترے اور نمازی کے درمیان سے نہ گزرے۔

۹۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : ۹۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
أَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ رَجَاءٍ [الْمَكِّيُّ]، عَنْ عُنُقَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : انہوں نے فرمایا: سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برہمی پیش کی جاتی تھی۔ آپ اسے (زمین میں) گاڑ کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔
كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم تَخْرُجُ لَهُ حَرَبَةٌ فِي السَّفَرِ، فَيَصَلِّي فِيهَا .

🕌 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی سترے کا اہتمام فرماتے تھے۔

۹۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۹۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ، عَنْ عُنُقَيْدِ اللَّهِ بْنِ هَمْرٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَصِيرٌ يُسْتَطُ بِالنَّهَارِ وَتَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ، يُصَلِّي إِلَيْهِ .
نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چٹائی تھی جسے دن کے وقت بچھا دیا جاتا تھا اور رات کے وقت آپ اسے آڑینا کر اس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے۔

🕌 فائدہ: اس سے گھر میں سترے کی شروعات ثابت ہوتی ہے۔

۹۴۳- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ : ۹۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی
حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نماز پڑھے تو چہرے کے

۹۴۱- أخرجه البخاري، الصلاة، باب ستر الإمام ستره من خلفه، ح: ۴۹۴، ومسلم، الصلاة، باب ستره لمصلي والندب إلى الصلاة إلى ستره... الخ، ح: ۵۰۱ من حديث عبيد الله بن عمر به مطولاً.

۹۴۲- أخرجه البخاري، الأذان، باب صلاة الليل، ح: ۷۳۰، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل لسان من قيام الليل وغيره... الخ، ح: ۷۸۲ من حديث سعيد المقبري به مطولاً.

۹۴۳- [ضعيف] أخرجه أبو دارود، الصلاة، باب الخط إذا لم يجد عصاً، ح: ۶۸۹، ۶۹۰ من حديث إسماعيل به، صححه ابن خزيمة، وابن حبان، وضعفه سفيان بن عيينة، والطحاوي، والدارقطني، والبخاري، في شرح السنة بغيرهم، وهو الصواب.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ أُمِيَّةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِيَّةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَحْطُ خَطًّا، ثُمَّ لَا يَضُرَّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس روایت سے خط کھینچنے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

باب: ۳۷۔ نمازی کے آگے سے

گزرنے کا گناہ

(المعجم ۳۷) - بَابُ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ

الْمُصَلِّيِ (التحفة ۷۶)

106

۹۴۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَرْسَلُونِي إِلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّيِ، فَأَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَأَنْ يَقُومَ أَرْبَعِينَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

قَالَ سُفْيَانُ: فَلَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً، أَوْ شَهْرًا، أَوْ صَبَاحًا، أَوْ سَاعَةً.

۹۴۴- حضرت ہشام بن عمار (بن عیینہ) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ حدیث میں چالیس سال کا لفظ ہے یا (چالیس) مہینے یا دن یا گھنٹیاں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نمازی کے آگے سے گزرنے کا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بچنے کے لیے طویل مدت تک ٹھہرنا پڑے تو ٹھہرنا چاہیے۔ ② محدثین کرام حدیث کی روایت میں اس قدر احتیاط سے کام لیتے تھے کہ جس لفظ کے بارے میں شک ہو اس کی وضاحت کر دی اس لیے قابل اعتماد سند کے ساتھ روایت ہونے والی حدیث پر عمل کرنا

۹۴۴۔ [صحیح] انظر الحديث الآتي.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها..... نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

واجب ہے البتہ ضعیف حدیث میں چونکہ نبی ﷺ کی طرف نسبت یقینی نہیں ہوتی، اس لیے اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

۹۴۵۔ حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیغام بھیجا (کہ یہ بتائیے) آپ نے نبی ﷺ سے نمازی کے آگے سے کسی کے گزرنے کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ”اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ جب اس کا بھائی نماز پڑھ رہا ہو تو اس (نمازی) کے آگے سے گزرنے کا کیا گناہ ہے تو چالیس..... معلوم نہیں چالیس سال فرمایا یا چالیس ماہ یا چالیس دن..... تک ٹھہرنے کو بہتر سمجھے۔“

۹۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَانٌ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَ إِلَى أَبِي جُهَيْمِ الْأَنْصَارِيِّ يَسْأَلُهُ: مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيِ أَحِبِّهِ وَهُوَ يُصَلِّي، كَانَ لَأَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ». قَالَ: لَا أَذْرِي أَرْبَعِينَ عَامًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ ذَلِكَ».

۹۴۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی کو معلوم ہو کہ اپنے بھائی کے سامنے سے ایک طرف سے دوسری طرف گزرنے پڑے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو کتنا گناہ ہے تو وہ اپنے اٹھائے ہوئے ایک قدم کی نسبت سو سال تک ٹھہرنے کو بہتر سمجھے۔“

۹۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيِ أَحِبِّهِ، مُعْتَرِضًا فِي الصَّلَاةِ، كَانَ لَأَنْ يَقِفَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْخَطْوَةِ الَّتِي خَطَاَهَا».

باب: ۳۸۔ کس چیز کے گزرنے سے نماز ٹوٹی ہے؟

(المعجم ۳۸) - بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۷۷)

۹۴۵۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ح: ۵۱۰، ومسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۷، من حديث أبي النضر به .
۹۴۶۔ [إسناده ضعيف] * عبدا لله ليس بالقوي (تقريب)، وعمه مسنور، قال الإمام الشافعي: لا نعرفه (تهذيب).

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۹۴۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ، فَجِئْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ عَلِيُّ أَتَانِ، فَمَرَرْنَا عَلَى بَعْضِ الصَّفِّ، فَزَلْنَا عَنْهَا وَتَرَكْنَاهَا، ثُمَّ دَخَلْنَا فِي الصَّفِّ .

۹۳۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ میدان عرفات میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں اور فضل رضی اللہ عنہما ایک گدھی پر سوار ہو کر آئے، اور ہم صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزرے پھر ہم اس سے اترے اور اسے چھوڑ دیا، پھر ہم صف میں شامل ہو گئے۔

🌞 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے آگے سے گدھا گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹی جب کہ حدیث: ۹۵۰ تا ۹۵۳ میں آ رہا ہے کہ گدھے کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن نماز نہ ٹوٹنے پر اس حدیث سے استدلال توئی نہیں کیونکہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے امام نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے نہیں گزرے تھے۔

۹۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، هُوَ قَاصُّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ [أُمِّهِ]، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي حُجْرَةٍ أُمَّ سَلَمَةَ، فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ، أَوْ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ بِيَدِهِ . فَرَجَعَ . فَمَرَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا، فَصَضَتْ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «هُنَّ أَعْلَبُ» .

۹۳۸- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے بیان فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے سامنے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یا عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما گزرنے لگے تو نبی ﷺ نے ہاتھ (کے اشارے) سے روکا وہ واپس پلٹ گئے، پھر حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا گزرنے لگیں تو آپ ﷺ نے ہاتھ سے اسی طرح منع کیا لیکن وہ گزر گئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”عورتیں غالب آ جاتی ہیں۔“

🌞 فائدہ: حضرت عبداللہ عمر اور زینب رضی اللہ عنہما حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے

۹۴۷- أخرجه البخاري، العلم، باب منى يصح سماع الصغير، ح: ۷۶، ۴۹۳، ۸۶۱، ۱۸۵۷، ۴۴۱۲، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والتدب إلى الصلاة إلى السترة... الخ، ح: ۵۰۴ من حديث الزهري به مختصراً ومطولاً.

۹۴۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۹۴ عن وكيع به، وقال: 'عن أمه' * قيس المدني مجهول (تقريب)، وفي بعض الأسانيد: عن أمه، وهي مجهولة الحال أيضاً، راجع التهذيب وغيره، وقال البوصيري: 'هَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ... الخ' .



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل
 بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور ان بچوں نے رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ پرورش پائی
 اس لیے یہ حضرات صفار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ انہیں بچپن میں آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔
 تاہم بیان کردہ واقعہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث ضعیف ہے۔

۹۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
 الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
 شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ
 ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ
 الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ، وَالْمَرْأَةُ الْحَائِضُ».

۹۵۰- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ أَبُو طَالِبٍ:
 حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ
 قَتَادَةَ، عَنْ [زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى]، عَنْ سَعْدِ بْنِ
 هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
 «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ».

۹۵۱- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ:
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ
 قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعَقَّلٍ
 عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ
 وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ».

۹۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۹۴۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ما يقطع الصلاة، ح: ۷۰۳ من حديث يحيى بن، وصححه
 ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، ولا يضره إيقاف من أوقفه.

۹۵۰- [صحيح] أخرجه أحمد: ۲/۲۹۹ عن معاذ بن، قتادة عن، وتقدم، ح: ۱۷۵، ولحديثه شواهد، انظر،
 ح: ۹۵۲ وغيره، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح".

۹۵۱- [صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۸۶، ۵/۵۷ من حديث سعيد بن أبي عروبة بن * الحسن تقدم، ح: ۷۱، وقناة
 تقدم، ح: ۱۷۵، وسعيد، تقدم، ح: ۴۲۹، وعمنوا، والحديث الآتي شاهد له.

۹۵۲- أخرجه مسلم، الصلاة، باب قدر ما يستر المصلي، ح: ۵۱۰ عن محمد بن بشار وغيره به.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْ الرَّجُلِ مِثْلُ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ، الْمَرْأَةِ وَالْحِمَارِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ».

نے فرمایا: ”جب آدمی کے سامنے کجاوے کی کچھیلی لکڑی جیسی کوئی چیز (سترہ کے طور پر) موجود نہ ہو تو عورت گدھا اور کالا کتا نماز توڑ دیتے ہیں۔“

قَالَ: قُلْتُ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَقَالَ: «الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ».

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: سیاہ اور سرخ میں فرق کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے اسی طرح میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔“



فوائد و مسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کالے کتے کو نمازی کے سامنے لاتا ہے یا خود شیطان کتے کی صورت بن کر آجاتا ہے تاکہ نمازی کی توجہ اس کی طرف ہو جائے۔ ویسے بھی بعض جانوروں میں شیطان سے مناسبت پائی جاتی ہے اور ان میں شرارت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ ② ان کے گزرنے سے واقعی نماز ٹوٹ جاتی ہے اس کی بابت اختلاف ہے۔ علماء کا ایک گروہ نماز ٹوٹ جانے کا قائل ہے جیسا کہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ نماز ٹوٹنے سے مراد خشوع و خضوع میں کمی ہے۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ حدیث ہے [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] [سنن ابی داؤد، الصلاة، باب من قال لا یقطع.....، حدیث: ۱۹] ”نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی“ لیکن پہلا موقف راجح ہے کیونکہ اس کی تائید ایک اور صحیح حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے: [تُعَادُ الصَّلَاةَ مِنْ مَمَرِ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ] [الصحيحہ: ۹۵۹/۷، حدیث: ۳۲۳۳] ”گدھے، عورت اور سیاہ کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔“ اور جنھوں نے [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] سے استدلال کیا ہے ان کے نزدیک تو اس عموم سے وہ تین چیزیں خارج ہوں گی جن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وہ ہیں: عورت، گدھا اور کالا کتا۔ اس حدیث کے عموم سے مذکورہ تینوں چیزیں مستثنیٰ ہوں گی، یعنی ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کا اعادہ ضروری ہوگا البتہ ان کے علاوہ کسی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ واللہ اعلم.

باب ۳۹۔ آگے سے گزرنے والے (المعجم ۳۹) - بَابُ إِذْرَأَ مَا اسْتَطَعَتْ

کو ممکن حد تک روکنا

(التحفة ۷۸)

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

۹۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنبَأَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَبُو الْمَعْلَى، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَيْبِيِّ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، فَذَكَرُوا الْكَلْبَ وَالْحِمَارَ وَالْمَرْأَةَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي الْجَنْدِيِّ؟ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي يَوْمًا، فَذَهَبَ جَدِّي يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَبَادَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقِبْلَةَ.

۹۵۳- حضرت حسن عربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں نماز توڑنے والی چیزوں کی بات چلی تو حاضرین نے کہتے، گدھے اور عورت کا ذکر کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ لوگوں کا کہنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک مینا آپ کے سامنے سے گزرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ جلدی سے قبلہ کی طرف آگے بڑھ گئے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① نمازی کو چاہے کہ سامنے سے کسی بھی چیز کو نہ گزرنے دے۔ ② رسول اللہ ﷺ اس لیے آگے بڑھ گئے کہ آگے سے گزرنے کا راستہ کم ہو جائے اور مینا پیچھے سے گزر جائے۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

۹۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سِتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا. وَلَا يَدْعُ [أَحَدًا] يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يَمُرُّ، فَلْيُفَاتِلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

۹۵۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ سترہ (سامنے رکھ کر اس) کی طرف نماز پڑھے اور اس سے قریب ہو کر کھڑا ہو اور کسی کو سامنے سے گزرنے نہ دے۔ اگر کوئی گزرنے لگے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① اگر نمازی ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں اسے خیال ہو کہ کوئی آگے سے گزر سکتا ہے تو اسے سترہ ضرور رکھ لینا چاہیے۔ ② دیوار یا ستون بھی سترہ بن سکتا ہے۔ ③ نمازی اور سترے کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے ورنہ سترے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ④ اگر کوئی شخص نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرتا ہے تو اسے اشارے سے روکنا چاہیے، نہ رکے تو سختی سے روکنا چاہیے۔ اگر وہ کھانا دینا پڑے تو اس طرح ہی روک

۹۵۴- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ، إِلَّا أَنَّهُ مُقْتَطِعٌ، قَالَ أَحْمَدُ وَابْنُ مَعِينٍ:

لَمْ يَسْمَعْ الْحَسَنَ (العربي) من ابن عباس .

۹۵۴- أخرجه مسلم، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۵ من حديث زيد به .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

دے۔ ”لڑنے“ سے یہی مراد ہے۔ ⑤ گزرنے والے کو شیطان کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شیطان کے بھانے کی وجہ سے یہ کام کر رہا ہے یا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ شیطان ہے جو اسے گزرنے پر مجبور کر رہا ہے جیسے کہ اگلی روایت میں ہے۔

۹۵۵۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُتَكِدِرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلَا يَدْعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِنَّ أَبِي فَلْيَقَاتِلُهُ، فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ».

۹۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے۔ اگر وہ (گزرنے والا پیچھے ہٹے سے) انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ اس کے ساتھ ایک ساتھی (شیطان) ہے۔“

وَقَالَ الْمُتَكِدِرِيُّ: فَإِنَّ مَعَهُ الْعَرَّيَّ.

متکدیری نے کہا: اس کے ساتھ عزی ہے۔

باب: ۲۰۔ اگر نمازی کے سامنے کوئی چیز ہو (المعجم ۴۰) - بَابُ مَنْ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ (التحفة ۷۹)

۹۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، كَاغْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ.

۹۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو نماز (تہجد) ادا کرتے تھے اور میں آپ کے سامنے قبلے کی طرف اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی تھی جس طرح جنازہ پڑا ہوتا ہے۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① جنازے کی طرح لینے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح جنازہ نمازیوں کے سامنے رکھا ہوتا ہے کہ ایک طرف مراد ایک طرف پاؤں ہوتے ہیں میں بھی اسی طرح لیٹی ہوتی تھی کہ ایک طرف مرہوتا تھا اور پاؤں اس جگہ ہوتے تھے جہاں نبی ﷺ نے سجدہ کرنا ہوتا تھا۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرنا چاہتے تو ام المومنین رضی اللہ عنہا پاؤں سمیٹ لیتی تھیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الصلاة، باب التطوع خلف المرأة، حدیث: ۵۱۳) ② اگر نمازی کے سامنے کوئی لیٹا ہوا ہو تو اس کا وہ حکم نہیں جو آگے سے گزرنے والے کا ہے۔

۹۵۵۔ أخرجه مسلم، الصلاة، الباب السابق، ح: ۵۰۶ عن هارون بن عبدالله وغيره به.

۹۵۶۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۲ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نمازی کے آگے سے گزرنے سے متعلق احکام و مسائل

۹۵۷- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، وَ سُؤَيْدُ ابْنِ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: وَالِدُهُ (ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہوئے حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ: كَانَ فِرَاشَهَا بِحَيَالِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۹۵۷- حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ (ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) کا بستر رسول اللہ ﷺ کے سجدہ کے مقام کے برابر ہوتا تھا۔

🌟 فائدہ: نماز پڑھتے وقت اگر نمازی کی بیوی قریب لٹنی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اس صورت میں یہ شہ نہیں کرنا چاہیے کہ نماز کے دوران میں اس کی طرف توجہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر واقعی اس قسم کی صورت حال پیش آ جائے کہ نماز کی طرف مکا حق توجہ نہ رہ سکے تو احتیاط کر سکتا ہے ورنہ جواز میں کوئی شہ نہیں۔

۹۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا بِحَدَائِثِهِ، وَرُبَّمَا أَصَابَنِي نُوبُهُ إِذَا سَجَدَ.

۹۵۸- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت مایمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے برابر (لٹنی) ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو بعض اوقات مجھے آپ کا کپڑا اچھو جاتا۔

🌟 فائدہ: ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ سے بہت قریب آرام فرما رہی ہوتی تھیں حتیٰ کہ سجدہ کرتے وقت آپ ﷺ کی چادر مبارک ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے جسم کو چھوتی تھی۔

۹۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما سے روایت

۹۵۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، اللباس، باب في الفرس، ح: ۴۱۶۸ من حديث يزيد به.

۹۵۸- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: (۳۰)، ح: ۳۷۹، ۳۸۱، ۵۱۷، ۵۱۸، مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۳ عن ابن أبي شيبة وغيره من حديث الشيباني به [والمساجد، باب جواز الجماعة في النافلة... الخ، ح: ۵۱۳].

۹۵۹- [حسن] * أبوالمقدام هشام بن زياد متروك (تقريب)، وله علة أخرى عند مسلم في مقدمة صحيحه (۶: ۹)، وناهم متروك مثله: صالح بن حسان، عند ابن ماجه، ح: ۱۱۸۱ وغيره، ولهما طريق آخر مظلم، ضعيف عند أبي داود، ح: ۶۹۴ وغيره، الراوي عن محمد بن كعب و عبد الملك بن محمد مجهولان، و عبد الله بن يعقوب مجهول الحال، وله طريق حسن عند الطبراني في الأوسط: ۱۱۸/۶، ح: ۵۲۴۲.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امام سے سبقت کرنے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي أَبُو الْقَدَامِ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ خَلْفَ
الْمُتَحَدِّثِ وَالنَّائِمِ.

☀️ فوائد ومسائل: ① گزشتہ حدیثوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ سوئے ہوئے انسان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس حدیث سے اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے اس لیے اس نمی کو تزیین پر محمول کیا جائے گا یعنی اس سے اجتناب بہتر ہے جبکہ اس سے نماز کے خشوع اور توجہ میں فرق آتا ہو۔ ② جب سامنے کچھ لوگ بیٹھے ہوں تب بھی نماز سے توجہ دینی ہے اس لیے اسی جگہ نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

(المعجم ۴۱) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُسَبِّقَ
الإمام بالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ۸۰)

باب: ۴۱- امام سے پہلے رکوع اور سجدہ
کرنا منع ہے

۹۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ،
عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ
النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا أَنْ لَا نُبَادِرَ الْإِمَامَ
بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا. وَإِذَا
سَجَدَ فَاسْجُدُوا.

۹۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں تعلیم دیتے تھے کہ ہم رکوع اور سجدہ میں امام سے جلدی نہ کریں۔ (اور فرماتے تھے کہ) جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر (اللہ اکبر) کہو اور جب وہ سجدہ کرے تب تم سجدہ کرو۔

☀️ فوائد ومسائل: ① نماز شروع کرتے وقت اور ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت امام سے پہلے حرکت کرنا سخت منع ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت رسول اللہ ﷺ سے اس قدر پیچھے رہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاتے تو جب تک آپ ﷺ زمین پر سر مبارک نہ رکھ دیتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قومی میں کھڑے رہتے سجدے کے لیے نہ جھکتے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب متى يسجد من خلف الإمام؟ حدیث: ۶۹۰) و صحیح مسلم، الصلاة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، حدیث: ۴۷۴)



۹۶۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۴۴۰ عن محمد بن عبيد به، وأخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن مبادرة الإمام بالتكبير وغيره، ح: ۴۱۵ عن حديث عيسى بن يونس عن الأعمش به.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امام سے سبقت کرنے کی ممانعت کا بیان

۹۶۱- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ،
وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ
زَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا يَخْشَى الَّذِي
يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ
وَأَمِّنَ حِمَارًا؟»

🌟 فوائد و مسائل: ① اس قدر سخت وعید سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام سے پہلے رکوع اور سجدے سے سر اٹھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② عام طور پر اللہ تعالیٰ گناہوں کی اس قسم کی سزا دنیا میں نہیں دیتا لیکن ایسا ممکن ہے کہ کسی شخص کو دنیا ہی میں سزا مل جائے بالخصوص جب وہ عناد یا تکبر کی بنا پر گناہ کا ارتکاب کرے۔ ③ امام سے پہلے سر اٹھانے سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس جلد بازی کے ذریعے سے وہ امام سے پہلے نماز سے فارغ تو نہیں ہو سکتا پھر ایسی بے فائدہ حرکت حماقت ہی تو ہے۔

۹۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نُعْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرِ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ،
عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ
فَارِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ،
عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«إِنِّي قَدْ بَدَنْتُ، فَإِذَا رَكَعْتَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا
رَفَعْتَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا سَجَدْتَ فَاسْجُدُوا،
وَلَا أَلْفَيْنَ رَجُلًا يَسْقُفْنِي إِلَى الرُّكُوعِ، وَلَا
إِلَى السُّجُودِ».

۹۶۲- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا بدن بھاری ہو گیا ہے تو جب میں رکوع کروں تب رکوع کیا کرو جب میں سر اٹھاؤں تب تم سر اٹھاؤ اور جب میں سجدہ کروں تب تم سجدہ کرو۔ میں کسی آدمی کو ہرگز ایسا کرتے نہ دیکھوں کہ وہ مجھ سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جائے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں سختی سے تنبیہ کی گئی ہے کہ امام سے پہلے نہ رکوع کیا جائے اور نہ

۹۶۱- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح: ۴۲۷، من حديث حماد بن زيد.

۹۶۲- [صحيح] * أبو إسحاق تقدم، ح: ۴۶، ودارم مجهول (تقريب)، فالسند ضعيف، له شواهد، منها الحديث الأخر.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں مکروہ اعمال کا بیان

سجدہ ۵۔ رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک عمر کے تقاضے کی وجہ سے قدرے بھاری ہو گیا تھا، ممکن ہے کسی نوجوان چست آدمی کو یہ خیال آجائے کہ نبی ﷺ تو جسمانی کیفیت کی وجہ سے نماز آہستہ رفتار سے پڑھتے ہیں، ہم لوگ جو جلدی کر سکتے ہیں تو ہمیں جلدی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی ﷺ نے واضح فرمادیا کہ مقتدیوں کو بہر حال امام سے پیچھے رہنا چاہیے۔

۹۶۳۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے پہلے رکوع یا سجدہ نہ کرو۔ میں رکوع کرتے وقت تم سے جس قدر بھی آگے ہوں گا، جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں گا تو تم مجھ سے مل جاؤ گے۔ اور سجدہ کرتے وقت میں تم سے جتنا بھی آگے ہوں گا، جب میں (سجدہ سے) سر اٹھاؤں گا تو تم مجھ سے مل جاؤ گے۔ میرا بدن بھاری ہو گیا ہے۔“

۹۶۳۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَبْدُرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ، فَمَهْمَا أَسْبَقْتُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ، تَدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، وَمَهْمَا أَسْبَقْتُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ، تَدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَأْتُ.»



🌞 نوائد و مسائل: ① جب مقتدی امام کے بعد رکوع میں جائے گا تو سر اٹھاتے وقت بھی وہ امام سے اتنا ہی پیچھے ہوگا، اسی طرح مقتدی کا رکوع بھی اتنا ہی طویل ہو جائے گا جتنا طویل امام کا رکوع ہے۔ یہی کیفیت تو ہے سجدہ اور جلسے کی ہے۔ ② رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ چونکہ ایسے ارکان ہیں جن میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور دعائیں اور تسبیحات پڑھی جاتی ہیں اس لیے امام کے بعد سر اٹھانے والے کو سنت کے مطابق نماز پڑھانے والے امام سے یہ خطرہ نہیں کہ امام میرے اٹھنے تک قوے سے فارغ نہ ہو جائے۔ تعدیل ارکان کے ساتھ نماز پڑھنے والے امام کا مقتدی امام سے پیچھے رہنے کے باوجود اس کے ساتھ ارکان میں شامل ہو جاتا ہے۔ حدیث کا یہی مطلب ہے کہ بعد میں رکوع اور سجدہ کرنے کے باوجود تم تمام ارکان میں میرے ساتھ شامل رہو گے لہذا جلدی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

(المعجم ۴۲) - بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ باب ۳۲۔ جو اعمال نماز میں مکروہ ہیں

(التحفة ۸۱)

۹۶۳۔ [صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ما يؤمر به المأموم من اتباع الإمام، ح: ۶۱۹ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والבוصري.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۹۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا هَارُونَ بْنُ هَارُونَ [بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَدَيْرِ التَّمِيمِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ يُكْبِرَ الرَّجُلُ مَسَّحَ جَبْهَتِهِ، قَبْلَ الْفَرَاعِ مِنْ صَلَاتِهِ».

🌞 فائدہ: یہ حدیث ہارون تمیمی کی وجہ سے ضعیف ہے تاہم بلا ضرورت بار بار کی حرکات سے اجتناب کا حکم صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، باب کراهة مسح الحصى و تسوية التراب في الصلاة، حدیث: ۵۳۶)

۹۶۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، وَإِسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَاسِدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُفَقِّعْ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ».

۹۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ سَفْيَانُ بْنُ زِيَادٍ الْمَوْدُبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُعْطِيَ الرَّجُلُ فَاةً فِي الصَّلَاةِ.

۹۶۴- [إسناده ضعيف] وقال البرصيري: 'هذا إسناده ضعيف، فيه هارون بن هارون، وقد اتفقوا على تضعيفه'.

۹۶۵- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۹۵ لعلته و أبو إسحاق عنمن، و تقدم، ح: ۴۶.

۹۶۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب السدل في الصلاة، ح: ۶۴۳ من حديث الحسن بن ذكوان عن سليمان الأحول عن عطاء به * الحسن هذا كان يدلس عن عمرو بن خالد الواسطي وغيره (وهو كذاب كما في التهذيب وغيره)، فتدليس شر التلخيص، وعنمن.

نماز میں مکروہ اعمال کا بیان

۹۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جہالت کی بات ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے بار بار پیشانی پر ہاتھ پھیرتا ہے۔“

فائدہ: یہ حدیث ہارون تمیمی کی وجہ سے ضعیف ہے تاہم بلا ضرورت بار بار کی حرکات سے اجتناب کا حکم صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، باب کراهة مسح الحصى و تسوية التراب في الصلاة، حدیث: ۵۳۶)

۹۶۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں انگلیاں مت ہلکاؤ۔“

۹۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز کے دوران میں منہ ڈھانک لے۔

۹۶۴- [إسناده ضعيف] وقال البرصيري: 'هذا إسناده ضعيف، فيه هارون بن هارون، وقد اتفقوا على تضعيفه'.

۹۶۵- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۹۵ لعلته و أبو إسحاق عنمن، و تقدم، ح: ۴۶.

۹۶۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب السدل في الصلاة، ح: ۶۴۳ من حديث الحسن بن ذكوان عن سليمان الأحول عن عطاء به * الحسن هذا كان يدلس عن عمرو بن خالد الواسطي وغيره (وهو كذاب كما في التهذيب وغيره)، فتدليس شر التلخيص، وعنمن.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ باہر میں اسے حسن ماننے کی صورت میں نماز کے دوران میں منہ پر کپڑا ڈالنا یا کپڑے سے منہ چھپانا ممنوع ہوگا اس عمل کو اہل عرب سدل سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں لفظ سدل کا بھی ذکر آیا ہے۔
 دیکھیے: (مسند احمد: ۲/۳۲۱۲۹۵، سنن أبی داود: الصلاة، حدیث: ۶۴۳، ۶۴۴)

۹۶۷- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو
 الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ
 مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدِ [الْمَقْبَرِيِّ]،
 عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى
 رَجُلًا قَدْ شَبَّكَ أَصَابِعَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَقَرَّجَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

۹۶۷- حضرت کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کے دوران میں
 انگلیوں میں انگلیاں ڈالے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے
 اس (کے دونوں ہاتھوں) کی انگلیوں کو الگ الگ کر دیا۔

۹۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:
 أَبَانًا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَنَاءَبَ أَحَدُكُمْ
 فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ، وَلَا يَعْوِي، فَإِنَّ
 الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْهُ».

۹۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
 ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیے
 کہ منہ پر ہاتھ رکھ لے اور آواز نہ نکالے کیونکہ شیطان
 اس سے ہنستا ہے۔“

☀️ نواد و مسائل: ① [لَا يَعْوِي] کا مطلب ہے کہ جانور (کتے یا بھڑیے وغیرہ) کی طرح آواز نہ نکالے۔ یہ لفظ صحیح سند سے مروی نہیں لیکن یہ حیثیت مجموعی حدیث کا مفہوم صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ② جمائی کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ نامناسب آواز نہ نکلے۔ ارشاد نبوی ہے: ”جمائی شیطان کی طرف سے ہے اسے جہاں تک ہو سکے روک دے کیونکہ جب وہ (جمائی لینے والا) ”ہا“ کہتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔“ (صحیح البخاری)

۹۶۷- [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۴۴۴ وغيره من طرق عن ابن عجلان به، وصرح بالسماع في رواية الثوري عند الطبراني في الكبير: ۱۹/۱۵۳، ح: ۳۳۴ * وسعيد المقبري سمعه من رجل عن كعب به، رواه الترمذي، ح: ۲۸۶ وغيره، والرجل لعله أبو ثمامة الحنات، ومن طريقه أخرجه أبو داود، ح: ۵۶۲ وغيره، وصرحه ابن خزيمة، ح: ۴۴۱، وابن جبان (الإحسان)، ح: ۲۰۳۶، وإسناده حسن، ولبعض الحديث شواهد عند ابن خزيمة، والحاكم وغيرهما.

۹۶۸- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۲۶۰ لعلته، وحديث البخاري، ح: ۶۲۲۳ بغني عنه.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

الأدب» باب اذا تراءب فليضع يده على فيه ' حدیث: (۲۳۲۶) ﴿شیطان کے ہنسنے کی وجہ یا تو انسان کا مذاق اڑانا ہے یا وہ خوشی سے ہنستا ہے کیونکہ جہاں کستی اور کاہلی کی علامت ہے جو شیطان کو پسند ہے اس لیے کہ کاہلی کی وجہ سے انسان بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔

۹۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: عَنْ عَبْدِ الْفَضْلِ بْنِ دُكَيْنٍ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي الْيُقْطَانَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْبُرْأَقُ وَالْمُخَاطُ وَالْحَيْضُ وَالْتَعَاسُ فِي الصَّلَاةِ، مِنَ الشَّيْطَانِ».

۹۶۹- حضرت عدی بن ثابت انصاری اپنے والد سے اور وہ عدی کے نانا (حضرت عبداللہ بن یزید بن زید عطشی انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں تھوکنے، ناک صاف کرنا، حیض آجانا اور اونگھ آنا شیطان کی طرف سے ہے۔“

المعجم (۴۳) - بَابُ مَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ (التحفة ۸۲)

باب: ۴۳- جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت سے ناخوش ہوں

۹۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلَاةٌ: الرَّجُلُ يَوْمُ الْقَوْمِ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَالرَّجُلُ لَا يَأْتِي الصَّلَاةَ إِلَّا دِبَارًا - يَعْنِي: بَعْدَمَا يَقُوتُهُ الْوَقْتُ - . وَمَنْ اغْتَبَدَ مُحَرَّرًا».

۹۷۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی: ایک وہ شخص جو لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں اور وہ شخص جو وقت گزر جانے کے بعد ہی نماز کے لیے آتا ہے اور وہ شخص جو کسی آزاد کو غلام بنا لے۔“

🌟 نوادہ و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ الہامی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے پہلے حصے یعنی اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ کو صحیح قرار دیا ہے۔ حدیث کا یہ جملہ اگلی حدیث میں بھی آ رہا ہے جسے ہمارے محقق نے حسن قرار دیا ہے بنا بریں یہ جملہ

۹۶۹- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء أن العطاس في الصلاة من الشيطان، ح: ۲۷۴۸ من حديث شريك به، وانظر، ح: ۱۵۶، لعلته، وفيه علة أخرى.

۹۷۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الرجل يوم القوم وهم له كارهون، ح: ۵۹۳ من حديث عبدالرحمن الإفريقي به * الإفريقي تقدم، ح: ۵۴، وشيخه عمران المعافري ضعيف (تقريب).



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح الترغیب للآلبانی، رقم: ۲۸۳۱، ۲۸۳۲) وضعیف سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۰۵) امام کے لیے یہ وعید اس وقت ہے جب نمازیوں کی اس سے ناراضی کی شرعاً معقول وجہ ہو مثلاً: وہ کسی اور اہمیت رکھنے والے آدمی کو امام مقرر کرنا چاہتے ہوں یا اس کے فسق و فجور کی وجہ سے اسے امام بنانا پسند نہ کرتے ہوں لیکن اگر وہ اس لیے ناراض ہوں کہ امام انھیں شرک و بدعت سے یا غلط کاریوں سے منع کرتا ہے یا سنت کے مطابق اطمینان سے اور اول وقت نماز پڑھاتا ہے یا اس قسم کی کوئی اور وجہ ہو تو امام گناہ گار نہیں، مقتدیوں کی غلطی ہے، انھیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ (آخری وقت میں نماز ادا کرنے اور کسی آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنالینے کا گناہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تاہم نماز کے قبول نہ ہونے کی روایت صحیح نہیں۔ جیسے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے۔ (۵) بلا عذر نماز آخروقت میں پڑھنے پر وعید آئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ منافق کی نماز ہے۔ وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ (غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے اور) شیطان کے سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو یہ اٹھ کر چار ٹھونکیں مار لیتا ہے جن میں اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التکییر بالعصر، حدیث: ۶۲۲) (۵) آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنالینا بھی بہت بڑا جرم ہے جس کی شاعت احادیث میں وارد ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تین آدمیوں کے خلاف قیامت کے دن میں خود مدعی ہوں گا..... اور ایک وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو (غلام بنا کر) بیچ دیا اور اس کی قیمت کھالی۔“ (صحیح البخاری، البیوع، باب اثم من باع حراً، حدیث: ۲۲۲۵)



۹۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيْتَاجٍ :
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَرَجِيِّ :
 حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ
 الْوَلِيدِ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ
 ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا تَرْفَعُ صَلَاتَهُمْ فَوْقَ
 رُؤُوسِهِمْ شَيْراً: رَجُلٌ أَمَّ قَوْماً وَهُمْ لَهُ
 كَارِهُونَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَرَوَّجَهَا عَلَيْهَا
 سَاحِطٌ وَأَخْوَانٌ مُتَّصِرِمَانِ» .

۹۷۱ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی: وہ آدمی جو لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ وہ عورت جس کی رات اس حال میں گزرے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور وہ دو بھائی جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔“

۹۷۱ - [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير (۱۱/ ۴۴۹، ح: ۱۲۲۷۵ من حديث يحيى الأرحبي به، و صححه ابن حبان (موارد)، ح: ۳۷۷، والبوصيري، وحسنه النووي، والعراقي * عبدة بن الأسود 'صدوق ربما دلس' (تقریب)، وعنن، ولحدیثه شاهد حسن عند الترمذی، ح: ۳۶۰، وقال: 'حسن غریب' .

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل: ① نماز کا آسمان کی طرف بلند ہونا قبولیت کی علامت ہے اور بلند نہ ہونا عدم قبولیت کو ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ② بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے بعض خاص نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں، جیسے اس حدیث میں مذکورہ گناہ نماز کے ضائع ہونے کا باعث ہیں۔ ③ عورت کے لیے ضروری ہے کہ خاندان کو خوش رکھے میں کوتاہی نہ کرے، خصوصاً صنفی تعلقات کا فرض ادا کرنے سے انکار نہ کرے، الایہ کہ معقول شرعی عذر ہو اس صورت میں خاندان کو خود اس کی مجبوری کا احساس کرنا چاہیے۔ ④ جس طرح عورت کے لیے ضروری ہے کہ مرد کی صنفی خواہش پوری کرے اسی طرح مرد کا بھی فرض ہے کہ عورت کی خواہش کا لحاظ رکھے اور اس کا صنفی حق ادا کرے۔ حدیث میں صرف عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر تکلف یا انکار کا اظہار عورت کی طرف سے ہوتا ہے مرد کی طرف سے نہیں۔

(المعجم ۴۴) - **بَابُ الْأَثْنَانِ جَمَاعَةً**
(الصفحة ۸۳)

باب: ۴۴- دو آدمی جماعت ہیں

۹۷۲- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو یا دو سے زیادہ افراد جماعت ہیں۔“

۹۷۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَمْرٍو ابْنِ جَرَّادٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَثْنَانٍ، فَمَا فَوْقَهُمَا، جَمَاعَةٌ».

۹۷۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک رات اپنی خالہ (ام المؤمنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا۔ رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز (تہجد) ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں آپ کی بائیں طرف جا کھڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

۹۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَّازِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَثُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقَمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ يَدِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

فوائد و مسائل: ① دو افراد نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔ ② نفل نماز خصوصاً نماز تہجد باجماعت ادا کرنا درست

۹۷۲- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه البيهقي: ۶۹/۳ من حديث الربيع بن بدر به، وانظر، ح: ۲۶۹ لعلته، وفيه علال أخرى، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف... الخ".

۹۷۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب ميمنة المسجد والإمام، ح: ۷۲۸ من حديث عاصم به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

امت سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ ⑩ امام کے ساتھ اگر صرف ایک مقتدی ہو تو مقتدی کو دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے اگرچہ وہ نابالغ ہی ہو۔
 ⑪ اگر کوئی شخص اکیلا نماز شروع کرے اور بعد میں دوسرا آدمی ساتھ مل جائے تو وہ امامت کی نیت کر سکتا ہے۔ ⑫ نماز کی ضرورت کے لیے آگے پیچھے یا دائیں بائیں حرکت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ⑬ اگر مقتدی غلطی سے بائیں طرف کھڑا ہو جائے تو نماز کے دوران ہی میں اسے دائیں طرف آنے کا اشارہ کر دینا چاہیے۔ اسی طرح اگر دو آدمی باجماعت نماز ادا کر رہے ہوں اور تیسرا آدمی آجائے تو پہلے مقتدی کو پچھلی صف میں چلے جانا چاہیے یا امام آگے بڑھ جائے۔

۹۷۴- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفِ بْنِ أَبِي بَشِيرٍ :
 حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَتَمِيُّ : حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ
 عُثْمَانَ : حَدَّثَنَا شَرَحْبِيلُ قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ
 ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي
 الْمَغْرِبَ ، فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ ،
 فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ .

۹۷۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آ کر آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت سندا ضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے علاوہ ازیں اس حدیث کے بعض حصوں کے شواہد صحیح ابن خزیمہ میں ہیں بنا بریں یہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے تحقیق و تخریج حدیث ہذا۔

۹۷۵- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا
 أَبِي : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُحْتَارِ ،
 عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَنَسِ قَالَ : [صَلَّى]
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ ، وَبِي ،
 فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَصَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَلْفَنَا .

۹۷۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں میں سے ایک خاتون کو اور مجھے نماز پڑھانی تو مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور خاتون نے ہمارے پیچھے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① پہلے بیان ہوا ہے کہ اگر مقتدی دو ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں مرد ہوں۔ جب ایک مرد اور ایک عورت مقتدی ہوں تو مرد کو امام کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے عورت کے

۹۷۴- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۹۲ لعلته، وصححه ابن خزيمة، ولبعض الحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ۱۵۳۶، ۱۶۷۴ وغيره، وحديث مسلم، ح: ۳۰۱۰ يفتني عنه.

۹۷۵- أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة والصلاة على حصى... الخ، ح: ۶۶۰ من حديث شعبة به.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

ساتھ نہیں اگرچہ وہ نابالغ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اگر دو مرد اور ایک عورت مقتدی ہوں تو دونوں مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے اکیلی کھڑی ہو۔ ① مرد کا صف کے پیچھے اکیلے کھڑا ہونا درست نہیں جب کہ عورت اکیلی کھڑی ہو سکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور عورت کھڑی ہونے والی نہ ہو۔ ② عورت محرم ہو یا غیر محرم ایک ہی حکم ہے اسے مرد کے ساتھ کھڑے نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ۴۵) - بَابٌ مَنْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلِيَهُ
الإمام (التحفة ۸۴)
باب: ۳۵- امام کے قریب کس کا کھڑا
ہونا مستحب ہے؟

۹۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : أَنَّ بَنَّا
مُفِيَّانَ بْنَ عَيْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ عَمَارَةَ
ابْنِ عَمِيرٍ، عَنِ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ أَبِي مَسْعُودٍ
الْأَنْصَارِيِّ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسُحُ
مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَتَوَلَّى : «لَا تَخْتَلِفُوا،
فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أَوْلُو
الْأَخْلَامِ وَالنَّهْيِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ
الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

۹۷۶- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز کے وقت ہمارے کندھوں کو ہاتھ لگا کر فرماتے تھے: ”آگے پیچھے مت ہونا ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔ میرے قریب تمہارے عقل مند اور سمجھ دار افراد کھڑے ہوں، پھر جوان (سے) (عمر کے لحاظ سے) قریب تر ہوں پھر جوان سے قریب تر ہوں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز باجماعت ادا کرتے وقت نمازیوں کی صف بالکل سیدھی ہونی چاہیے۔ نمازیوں کو ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہیں ہونا چاہیے۔ ② امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کی صفوں کا خیال رکھے اور انھیں صف میں سیدھی رکھنے کی تاکید کرے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خوب مل کر کھڑے ہوتے تھے حتیٰ کہ کندھے سے کندھا، قدم سے قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا لیتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري) 'الأذان' باب إلقاء المنكب بالمنكب' والقدم بالقدم في الصف' حديث: ۲۵ و سنن أبي داود 'الصلاة' باب تسوية الصفوف' حديث: ۶۲۴ ④ صفوں کا ٹیڑھا ہونا اور نمازیوں کا ایک دوسرے سے ہٹ کر کھڑا ہونا 'اختلافات اور جھگڑے پیدا ہونے کا باعث ہے۔ اس طرح باہم مل کر کھڑے ہونے سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور اختلافات ختم ہوتے ہیں اس لیے اس سنت پر توجہ اور اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔ ⑤ اگلی صفوں میں معمر افراد اور صاحب علم حضرات کو کھڑا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد نوجوان اور نسبتاً

۹۷۶- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها... الخ، ح: ۴۲۲ من حديث سفيان بن عيينة وغيره

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مقام اور ان کی عظمت کا لحاظ رکھیں۔
 کم علم والے کھڑے ہوں پھر بیچے اور آخر میں عورتوں کی صف ہونی چاہیے۔ ① جوانوں کو چاہیے کہ بزرگوں کے

۹۷۷۔ حَدَّثَنَا نَضْرَبُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ مہاجر اور انصار آپ کے قریب (اگلی صفوں میں) کھڑے ہوں۔ تاکہ آپ سے (نماز کے مسائل عملی طور پر) سیکھ سکیں۔

فائدہ: مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زیادہ اہمیت دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ عقل اور حافظہ کے لحاظ سے عام لوگوں سے برتر تھے چنانچہ ایسے حضرات اگر نبی ﷺ کے قریب کھڑے ہوں گے تو وہ مسائل کو اچھی طرح سمجھ کر یاد رکھ سکیں گے اور دوسروں کو بھی سمجھا سکیں گے۔ جب کہ آبادی سے دور رہنے والے اور کبھی کبھار حاضر خدمت ہونے والے ان صلاحیتوں میں اس مقام پر فائز نہیں تھے وہ لوگ ضرورت پڑنے پر نبی ﷺ سے یا کبار صحابہ سے مسائل پوچھ سکتے تھے۔

۹۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ، عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخَّرًا ، فَقَالَ : «تَقَدَّمُوا فَأَتَمُّوا بِي ، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ» . حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (بعض) صحابہ کو پیچھے رہتے دیکھا تو فرمایا: ”آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو تمہارے بعد والے تمہاری اقتدا کریں۔ کچھ لوگ پیچھے رہنے کے عادی ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ انہیں پیچھے رہنے دیتا ہے۔“



نوائد و مسائل: ① اگلی صف میں جگہ موجود ہو تو آگے بڑھ کر وہاں کھڑا ہونا چاہیے۔ اس خیال سے پیچھے کھڑے رہنا درست نہیں کہ کوئی اور آگے آگے گلی صف مکمل کر دے گا البتہ اگر علم یا عمر میں برتر شخص موجود ہو تو اسے آگے بڑھنے کا موقع دینا چاہیے۔ ② پہلی صف والے نمازی امام کو دیکھ کر رکوع و سجدہ کرتے ہیں۔ پچھلی صفوں والے اپنے سے اگلی صفوں کے نمازیوں کو دیکھ کر رکوع و سجدہ کر لیتے ہیں اگرچہ امام کی آواز اچھی طرح سنائی نہ دے رہی ہو۔ یہ بھی امام کی اقتدا ہی ہے۔ ③ نیکی کے کاموں میں کوتاہی آخرت میں محرومی کا باعث ہے۔ ④ ”اللہ انہیں پیچھے رہنے دیتا ہے۔“

۹۷۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو يعلى، ح: ۳۸۱۶ عن عبد الوهاب الثقفي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۸۷، والحاكم: ۲۱۸/۱، والذهبي * حميد الطويل صرح بالسماع عند البيهقي: ۹۷/۳، وللحديث شواهد كثيرة.

۹۷۸۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها... الخ، ح: ۴۳۸ من حديث أبي الأشهب به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا میں علم و فضل کے لحاظ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آخرت میں وہ جنت کے اعلیٰ درجات سے محروم رہ جائیں گے یا جہنم سے نکلنے میں دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے۔ ① کی دعوت دینے وقت اس کے دنیوی اور اخروی فوائد ذکر کرنا اور کونسا ہی کی صورت میں حاصل ہونے والے دنیوی اور اخروی نقصانات کو واضح کرنا تربیت کی ایک مفید صورت ہے۔

(المعجم ۴۶) - بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ؟ باب: امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

(التحفة ۸۵)

۹۷۹- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أُنِيتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا الْإِنصِرَافَ قَالَ لَنَا: «إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأُذِّنَا وَأَقِيمَا، وَلْيُؤَمِّمَكُمَا أَكْبَرُكُمَا» .
۹۷۹- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں اور میرا ایک ساتھی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم نے واپس (وطن) جانے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم لوگ اذان اور اقامت کہنا اور تمہارا امام وہ بنے جو تم دونوں میں سے زیادہ بڑا ہے۔“

🕌 فوائد و مسائل: ① سفر میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ② وادی بھی جماعت سے فرض نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ③ اذان یا اقامت کوئی بھی آدی کہہ سکتا ہے خواہ بڑی عمر والا ہو یا کم عمر۔ ④ امامت کا زیادہ مستحق قرآن زیادہ جاننے والا ہے لیکن چونکہ یہ دونوں صحابی اکٹھے ہی آئے تھے لہذا قرآن کے علم میں دونوں برابر تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے عمر کا لحاظ فرمایا۔

۹۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعْدٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرُوهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً، فَلْيُؤَمِّمَهُمْ» .
۹۸۰- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو وہ آدی نماز پڑھائے جو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو پھر وہ شخص امام بنے جس نے ہجرت (دوسروں سے) پہلے کی ہو۔ اگر ہجرت بھی اکٹھے کی ہو تو وہ شخص نماز پڑھائے جو ان میں سے عمر میں بڑا

۹۷۹- أخرجه البخاري، الأذان، باب اثنان فما فوقهما جماعة، ح: ۶۵۸ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ۶۷۴ من حديث خالد الحذاء، به، وله طرق عندهما .

۹۸۰- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ۶۷۳ عن محمد بن بشار وغيره به .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

أَقْدَمَهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانَتْ الْهَيْجْرَةُ سَوَاءً، هُوَ اور کوئی شخص کسی کے گھر میں یا اس کے دائرۃ اقدار
فَلْيَوْمُ مَهُمْ أَكْبَرُ مَهُمْ سِنًا، وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي میں امامت نہ کروائے اور اس کے گھر میں اس کی اجازت
أَهْلِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يُجْلَسُنْ عَلَى کے بغیر اس کی مخصوص نشست گاہ پر نہ بیٹھے۔
تَكَرَّمَتْهُ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا بِإِذْنِهِ، أَوْ بِإِذْنِهِ.

🌞 نوآمد و مسائل: ① امامت کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو دوسروں سے افضل ہو اور افضلیت کا معیار نہ مال و دولت ہے نہ خاندان اور قبیلہ بلکہ دین کا علم افضلیت کا معیار ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے مفہوم اور مسائل سے بھی آگاہی حاصل کرتے تھے اس لیے جسے قرآن زیادہ یاد ہوتا تھا وہ علم میں بھی برتر ہوتا تھا۔ ③ دینی علوم میں سب سے اہم قرآن مجید کا علم ہے۔ اس کے بعد سنت نبوی اور حدیث شریف کا مرتبہ ہے جو قرآن مجید کی تشریح ہے۔ ④ قرآن کا عالم اگر عمر میں چھوٹا ہو تب بھی بڑی عمر والوں کی نسبت امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ حضرت عمرو بن سلمہ جری رضی اللہ عنہما اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ (سنن النسائي، الإمامة، باب إمامة الغلام قبل كونه نضجاً، قرآن زیادہ یاد تھا اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔) (سنن النسائي، الإمامة، باب إمامة الغلام قبل أن يحتلم، حدیث: ۷۹۰، وسنن أبي داود، الصلاة، باب من أحق بالإمامة؟ حدیث: ۵۸۵) ⑤ جو شخص امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے اس کی اجازت یا فرمائش پر دوسرا آدمی امام بن سکتا ہے۔ ⑥ مخصوص نشست سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کوئی شخص اپنے منصب و مرتبے کے مطابق بیٹھے کا حق رکھتا ہے یا گھر میں جہاں وہ عام طور پر بیٹھا کرتا ہے، مثلاً: کسی سرکاری ملازم اور عہدے دار کے دفتر میں اس کی خاص کرسی یا گھر میں کسی بزرگ کے بیٹھے کی خاص جگہ وہاں دوسرے آدمی کو بلا اجازت نہیں بیٹھنا چاہیے کیونکہ یہ بڑوں کے احترام کے منافی ہے، البتہ اگر صاحب حق اجازت دے تو وہاں بیٹھے میں کوئی حرج نہیں۔

باب: ۴۷۔ امام کے فرائض

(المعجم ۴۷) - بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ

(التحفة ۸۶)

۹۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۹۸۱۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلِيمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ نے فرمایا: حضرت سہیل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے
ابْنُ سَلِيمَانَ أَخُو فَلَيْحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ کے نوجوانوں کو آگے بڑھاتے تھے کہ لوگوں کو نماز
قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ يُقَدِّمُ فِتْيَانًا پڑھائیں۔ ان سے عرض کیا گیا، آپ ایسا کیوں کرتے
قَوْمِهِ، يُصَلُّونَ بِهِمْ، فَيَقْبَلُ لَهُ، فَتَقَعَلُ، وَلَكَ ہیں حالانکہ آپ کو قدیم الاسلام صحابی ہونے کا شرف

۹۸۱۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، عبد الحميد (ابن سليمان) اتفقوا على تضعيفه"،
ولبعض الحديث شواهد.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

مِنْ الْقَدَمِ مَا لَكَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْإِمَامُ ضَامِنٌ، فَإِنْ أَحْسَنَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَإِنْ أَسَاءَ، يَعْنِي، فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ».

حاصل ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ”امام ذمہ دار ہے۔ اگر اچھے طریقے سے نماز پڑھائے تو اسے بھی ثواب ہوگا اور مقتدیوں کو بھی ثواب ہوگا اور اگر اس نے غلطی کی تو وہ گناہ گار ہوگا مقتدی گناہ گار نہیں ہوں گے۔“

🌞 نوآمد و مسائل: ① امامت ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ امام کو اس کا احساس کرنا چاہیے۔ ② تربیت کے لیے نوجوانوں کو امام بنایا جاسکتا ہے۔ ③ افضل فرد کی موجودگی میں غیر افضل کی اقتدا میں نماز درست ہے۔ ④ اگر ایک شخص ذمہ داری کا اہل ہونے کے باوجود تواضعاً وہ ذمہ داری نہ اٹھائے جب کہ اس کام کے اہل دوسرے افراد موجود ہوں تو جائز ہے۔ ⑤ امام کی غلطی کی ذمہ داری مقتدیوں پر نہیں تاہم اگر وہ اہلیت رکھنے والے کو چھوڑ کر ایسے شخص کو امام بنا لیں گے جو اس منصب کا اہل نہیں تو نااہل امام کے تئیں کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ ⑥ مذکورہ روایت سناضعیف ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے لکھا ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر متنازعاً صحیح ہے غالباً اسی بنا پر شیخ البانی رحمہ اللہ اور کئی دیگر علماء نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيححة رقم: ۶۷۷۷ و سنن ابن ماجہ بتحقيق دكتور بشار عواد رقم: ۹۸۱)

۹۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت خرشہ رضی اللہ عنہما کی ہمیشہ حضرت سلامہ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ أَمِّ غُرَابٍ، عَنِ امْرِأَةٍ يُقَالُ لَهَا عَقِيلَةُ، عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أَحْبَبَ خَرَشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: زمانہ بھی آئے گا کہ وہ ایک گھڑی کھڑے ہوئے (ایک دوسرے کو امامت کے لیے دھکیلیں گے) انھیں کوئی امام مَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ“ . نہیں ملے گا جو نماز پڑھا سکے۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت سناضعیف ہے تاہم معنوی طور پر صحیح ہے اس لیے کہ قرب قیامت شرعی علم کی ناقدری ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک دوسرے سے کہے گا کہ تم امامت کراؤ! میں اس کا اہل نہیں ہوں کیونکہ وہ سب علم شریعت سے بے بہرہ ہوں گے اس لیے جو صاحب صلاحیت ہو یعنی علم و فضل سے بہرہ ور ہو تو بلا وجہ اس پر عمل نہ کرے۔

۹۸۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في كراهية التذاع عن الإمامة، ح: ۵۸۱ من حديث أم غراب به ⑥ أم غراب وعقيلة لا يعرف حالهما .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۹۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَرَّرُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَزْمَلَةَ ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ خَرَجَ فِي سَفِينَةٍ ، فِيهَا عَقِبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ ، فَحَانَتْ صَلَاةٌ مِنَ الصَّلَوَاتِ ، فَأَمَرَنَا أَنْ نُؤْمِنًا ، وَقُلْنَا لَهُ : إِنَّكَ أَحَقُّنَا بِذَلِكَ ، أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَبَى ، فَقَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ ، فَالصَّلَاةُ لَهُ وَلَهُمْ ، وَمَنْ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ [شَيْئًا] ، فَعَلَيْهِ ، وَلَا عَلَيْهِمْ» .



128

🌞 **فائدہ:** اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احتیاط اور ان کے ورع و تقویٰ کا بیان ہے کہ وہ کوتاہی کے ڈر سے دینی فرائض کی ذمہ داری لینے میں تامل کرتے تھے۔

(المعجم ۴۸) - **بَابُ مَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ**
(التحفة ۸۷)

باب: ۴۸۔ امام کو چاہیے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے

۹۸۳۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میں تو فلاں صاحب کی وجہ سے فجر کی نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ

۹۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، عَنْ قَيْسِ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ : أَمَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلٌ : فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ فِي صَلَاةِ الْعَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فَلَانٍ ، لِمَا يُطِيلُ بِنَا

۹۸۳۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب جُمَاع الإمامة وفضلها، ح: ۵۸۰ من حديث عبدالرحمن ابن حرملة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طرق عند البخاري وغيره۔
۹۸۴۔ أخرجه البخاري، المعلم، باب الغضب في الموعظة والتعليم إذا رأى ما يكره، ح: ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۱۱، ۷۱۵۹، مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ۴۶۶ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، أخرجه مسلم عن ابن نمير عن أبيه به۔

امامت سے متعلق احکام و مسائل

۹۸۳۔ حضرت ابوعلی ہمدانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک کشتی میں سفر پر روانہ ہوئے۔ کشتی میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ (سفر کے دوران میں) نماز کا وقت ہو گیا، ہم نے ان سے درخواست کی کہ نماز پڑھا دیں اور ہم نے ان سے عرض کیا: آپ اس (امامت) کا زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں انھوں نے انکار کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”جو شخص لوگوں کا امام بنے اور صحیح طریقے سے نماز پڑھائے تو اسے بھی نماز کا ثواب ملے گا اور ان کو بھی۔ اور اگر اس نے نماز میں کوئی کوتاہی (اور غلطی) کی تو اسے گناہ ہوگا انھیں نہیں۔“

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فِيهَا، قَالَ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطُّ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ مُتَفَرِّقِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُحْوَزْ. فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ».

ﷺ جس قدر اس دن غضب ناک ہوئے میں نے کسی وعظ کے دوران میں آپ ﷺ کو اس قدر جلال کی کیفیت میں نہیں دیکھا۔ (آپ نے اس وعظ کے دوران میں) فرمایا: ”اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ (مقتدیوں کو) متنفر کر دیتے ہیں۔ جو شخص لوگوں کو نماز پڑھانے سے چاہے کہ اختصار سے کام لے کیونکہ ان میں کمزور بھی ہوتے ہیں بوڑھے بھی اور ضرورت مند بھی۔“

فوائد ومسائل: ① کسی ذمہ دار یا افسر کی شکایت اس سے بالاتر شخصیت کے سامنے پیش کرنا غیبت میں شامل نہیں۔ ② نماز باجماعت سے جان بوجھ کر پیچھے رہنا جائز نہیں لیکن امام کے طویل نماز پڑھانے کی وجہ سے اس شخص کے جان بوجھ کر پیچھے رہنے پر نبی ﷺ ناراض نہیں ہوئے بلکہ اسے ایک معقول عذر قرار دیا۔ ③ نماز میں تخفیف مناسب ہے لیکن تخفیف کا مطلب بہت زیادہ مختصر کر دینا نہیں بلکہ تقریباً اتنی مقدار میں تلاوت کریں جتنی رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ آپ ﷺ نماز فجر میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت کرتے تھے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ) إقامة الصلوات، باب القراءة في صلاة الفجر، حدیث: (۸۱۸) ④ ضرورت مند کا مطلب یہ ہے کہ نماز باجماعت میں ایسے مسلمان بھی شریک ہوتے ہیں جنہیں نماز کے بعد کوئی ضروری کام کرنا ہوتا ہے اور طویل قراءت سے انہیں پریشانی ہوتی ہے۔

۹۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَحَمِيدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّ أَبَانَ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ صَهْبِيبٍ، عَنْ لَيْسَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرْجِزُ وَيُؤَمُّ الصَّلَاةَ.

۹۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مختصر اور کامل نماز پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس سے نماز کی تخفیف کا مطلب واضح ہو گیا کہ ارکان کی ادائیگی پورے خشوع اور اطمینان سے کی جائے لیکن تلاوت اور تسبیحات کی مقدار اتنی زیادہ نہ ہو کہ مقتدی پریشان ہوں۔

۹۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَمْحٍ: أَنَّ أَبَانَ

۹۸۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت

۹۸۵- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ۴۶۹ عن حديث حماد بن زيد به.

۹۸۶- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ۴۶۵ عن محمد بن رمح وغيره به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

امامت سے متعلق احکام و مسائل

معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں (مصدقہ یوں) کو عشاء کی نماز پڑھائی تو بہت طویل کر دی۔ ہمارے قبیلے کے ایک آدمی نے جماعت سے الگ ہو کر (اکیلے) نماز پڑھ لی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو انھوں نے فرمایا: وہ منافق ہے۔ (کیونکہ اس نے جان بوجھ کر نماز باجماعت ترک کی ہے۔) اس آدمی کو یہ خبر ملی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو بات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کی۔ (بعد میں جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”معاذ! تم لوگوں کو آزماتس میں ڈالنا چاہتے ہو؟ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو (ایسی سورتیں) پڑھا کرو: ﴿وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَقُرْأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾“

اللَّيْلِ بُنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيُّ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَأَنْصَرَفَ رَجُلٌ مِّنَّا، فَصَلَّى، فَأَخْبَرَ مُعَاذٌ عَنْهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلُ، دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ لَهُ مُعَاذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ قَاتِنًا يَا مُعَاذُ؟ إِذَا صَلَّيْتَ بِالنَّاسِ فَأَقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَقُرْأْ بِاسْمِ رَبِّكَ».

130

سورۃ و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت بہت زیادہ تھی اس لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس قدر شدید رد عمل کا اظہار فرمایا۔ ② جس کی شکایت کی گئی ہو اس کا موقف بھی معلوم کرنا چاہیے تاکہ فریقین کی بات سن کر صحیح نتیجے تک پہنچا جاسکے۔ ③ عشاء کی نماز میں قراءت مختصر ہونی چاہیے۔

۹۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۹۸۷- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نصیحت اس وقت کی جب مجھے طائف کا امیر (گورنر) مقرر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”عثمان! نماز مختصر پڑھا کرنا اور کمزور افراد کی مناسبت سے لوگوں (کی قوت برداشت) کا اندازہ کرنا کیونکہ ان میں بوڑھے بچے، بیا

۹۸۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب أخذ الأجر على التأذين، ح: ۵۳۱ من حديث مطرف به، وصحة الأحكام على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها امامت سے متعلق احکام و مسائل

لِي: يَا غُثْمَانُ! تَجَاوَزْ فِي الصَّلَاةِ وَأَقْدِرِ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ وَالسَّقِيمَ وَالْبَعِيدَ وَذَا الْحَاجَةِ» .

دور سے آنے والے اور ضرورت مند (سب طرح کے لوگ) ہوتے ہیں۔“

۹۸۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا يَحْيَى : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ : حَدَّثَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ أَنْ آخِرَ مَا قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا فَأَخِفْ بِهِمْ» .

۹۸۸- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے آخری بات یہ فرمائی: ”جب تو لوگوں کا امام بنے تو ان پر تخفیف کرنا (نماز ہلکی پڑھانا۔“)

باب :۳۹- کوئی خاص وجہ پیش آنے پر امام نماز کو مختصر کر سکتا ہے

(المعجم ۴۹) - بَابُ الْإِمَامِ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ إِذَا حَدَّثَ أَمْرٌ (التحفة ۸۸)

۹۸۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَفْضِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ ثَمَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ، وَإِنِّي أُرِيدُ إِطَالَتَهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي وَمَا أَعْلَمُ لَوْ جِدُّ أُمِّهِ بِبُكَائِهِ» .

۹۸۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ طویل نماز پڑھانے کا ہوتا ہے پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس کے رونے سے اس کی ماں پریشان ہوگی۔“

فوائد و مسائل: ① نماز کے طویل یا مختصر کرنے سے قراءت کو طویل یا مختصر کرنا مراد ہے دوسرے ارکان کے اذکار میں بھی کسی حد تک اختصار ممکن ہے۔ ② امام کو مقتدیوں کے حالات کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ③ عورتیں مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں اور اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو بھی لاسکتی ہیں۔

۹۹۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت

۹۸۸- أخرجه مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ۴۶۸ من حديث شعبة به .

۹۸۹- أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ح: ۷۰۹، ۷۱۰، ومسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ۴۷۰ من حديث سعيد بن أبي عروبة به .

۹۹۰- [صحيح] * الحسن تقدم، ح: ۷۱، وتلميذه عننا، وقد تقدم، ح: ۷۱ والحديث السابق شاهد له .

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے سچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں نماز میں اختصار کرو دیتا ہوں۔“

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلَاءَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لِأَسْمَعُ بَكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي الصَّلَاةِ».

۹۹۱- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اسے طویل کرنے کا ہوتا ہے، پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز آ جاتی ہے تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ بچے کی ماں کو پریشانی ہو۔“

۹۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، وَيَشْرُ بْنُ بَكْرِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لِأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَطْوَلَ فِيهَا، فَاسْمَعُ بَكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ، كَرَاهِيَةً أَنْ يَشُقَّ عَلَيَّ أُمُّهُ».

باب ۵۰: صفیں سیدھی کرنا

(المعجم ۵۰) - بَابُ إِقَامَةِ الصُّفُوفِ

(التحفة ۸۹)

۹۹۲- حضرت جابر بن سرہ سوانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: ”تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں؟“ راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا: فرشتے اپنے رب کے حضور کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“

۹۹۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السُّوَائِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا تَصْفُونَ كَمَا تَصَفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟» قَالَ: قُلْنَا: وَكَيْفَ تَصَفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: يُيْمِنُونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَيَتَرَاصُونَ فِي الصَّفِّ».

۹۹۱- أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ح: ۸۶۸، ۷۰۷ من حديث بشر به.

۹۹۲- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة... الخ، ح: ۴۳۰ من حديث وكيع وغيره عن الأعمش به مطولاً.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

نواکد و مسائل: ① شریعت اسلامیہ میں عبادت کے طریقے فرشتوں کی عبادت کے طریقوں سے مشابہ ہیں اور یہ بہت بڑا شرف ہے۔ ② فرشتے اللہ کی عبادت کے لیے صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ③ جب تک پہلی صف مکمل نہ ہو جائے دوسری صف شروع نہیں کرنی چاہیے اسی طرح دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی صف بنائی جائے۔ ④ صف میں کھڑے ہوتے وقت ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہونا چاہئے دو آدمیوں کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب إلقاء المنكب بالمنكب، والقدم بالقدم في الصف، حدیث: ۷۲۵)

۹۹۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی صفیں درست کرو کیونکہ صفیں درست کرنا نماز کی تکمیل میں شامل ہے۔“

۹۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، ح. وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي، وَبِشْرُ بْنُ عَمْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اسُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ.

نواکد و مسائل: ① صفیں درست کرنے سے مراد انہیں سیدھا کرنا ہے یعنی سب لوگ برابر کھڑے ہوں ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ ہوں۔ ② صفیں ٹیڑھی رکھنے اور باہم مل کر کھڑے نہ ہونے سے نماز ناقص ہوتی ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔

۹۹۴- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صف کو (انتہائی اہتمام سے) سیدھا کرتے تھے حتیٰ کہ نیزے یا تیر کی طرح (سیدھی) کر دیتے۔ (ایک بار) آپ ﷺ نے ایک آدمی کا سینہ (صف سے) آگے بڑھا ہوا دیکھا تو رسول اللہ

۹۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا يَمَّالُ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ التَّمِيمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَوِّي الصَّفَّ حَتَّى يَجْعَلَهُ مِثْلَ الرَّمْحِ أَوْ الْقِدْحِ، قَالَ:

۹۹۴- أخرجه البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، ح: ۷۲۳، ومسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها... الخ، ح: ۴۳۳ من حديث شعبة به.

۹۹۴- أخرجه مسلم، الصلاة، الباب السابق، ح: ۴۳۶ من حديث سماعة به باختلاف يسير.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

فَرَأَى صَدْرَ رَجُلٍ [فَاتِيئًا]، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، أَوْ لِيَخَالِقَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا۔“

فائدہ: قوم میں اختلاف و اتفاق کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں اور کچھ روحانی اسباب بھی ہوتے ہیں جن کا احساس عام لوگوں کو نہیں ہوتا۔ اختلاف کے انہی اسباب میں سے ایک سبب نماز کے دوران میں صف کا سیدھانہ ہونا بھی ہے جب کہ صف سیدھی کرنے سے دلوں میں اتفاق اور محبت پیدا ہوتی ہے اس لیے اماموں کو اس چیز کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے اور متقدمیوں کو بھی چاہیے کہ صفیں سیدھی رکھنے اور مل کر کھڑے ہونے پر خاص طور پر توجہ دیں۔

۹۹۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَزْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يُصَلُّونَ الصُّفُوفَ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةَ اللَّهِ بِهَا دَرَجَةً».

۹۹۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں جن کی صفوں کو ملاتے ہیں اور جو شخص صف کا شکاف پر کرے گا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دے گا۔“



نوائد و مسائل: ① صف کا شکاف پر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر صف میں دو آدمی ایک دوسرے سے اتنے دور کھڑے ہیں کہ درمیان میں ایک آدمی کی جگہ ہے تو بعد میں آنے والا اس جگہ کھڑا ہو جائے ورنہ انھیں کہے کہ آپس میں مل جاؤ تاکہ درمیان میں خالی جگہ باقی نہ رہے۔ ② اگر پہلی صف کے کنارے پر آدمی کی جگہ باقی ہو اور لوگ کھینچلی صف میں کھڑے ہو گئے ہوں تو بعد میں آنے والا اگلی صف کے کنارے پر خالی جگہ میں کھڑا ہو جائے یہ بھی صف ملانے میں شامل ہے۔ ③ صف میں جس مقام پر خالی جگہ ہو اس مقام کے نمازیوں کو چاہیے کہ ہر شخص امام کی طرف متا چلا جائے۔ امام سے دائیں طرف والا ہر شخص اپنے بائیں ساتھی سے ملے اور امام سے بائیں طرف والا ہر شخص اپنے دائیں ساتھی سے ملے۔ اس طرح شکاف پر ہو جائے گا۔ اگر اس کے برعکس ملیں گے تو شکاف پر نہیں ہوگا یا لوگوں کو امام سے دور ہٹنا پڑے گا جو مناسب نہیں۔

(المعجم ۵۱) - بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ

باب: ۵۱- اگلی صف کی فضیلت

(التحفة ۹۰)

۹۹۵- [حسن] * هشام حجازی، وانظر، ح: ۵۹۵ لعلہ هذا السند، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ۲۹۴ وصاحب الترغیب والترہیب: ۱/۳۲۲ وغیرہما.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۹۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۹۹۶- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگلی صف والوں کے لیے تین بار دعائے مغفرت فرماتے تھے اور دوسری صف کے لیے ایک بار۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عِرْضَانَ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا، وَلِلثَّانِي مَرَّةً.

نوائد ومسائل: ① نیکی کے کام میں مسابقت ایک اچھا کام اور شرعاً مطلوب ہے۔ ② اچھے کام کی ترغیب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کام کے کرنے والے کو دعا دی جائے۔ ③ جس طرح پہلی صف دوسری سے افضل ہے اسی طرح دوسری صف بھی تیسری سے افضل ہے کیونکہ دوسری صف کے لیے دعا کی گئی اور تیسری صف والوں کے لیے نہیں کی گئی۔



۹۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ ابْنَ مِصْرَبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَوْسَجَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ».

۹۹۷- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پہلی صف پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔"

۹۹۶- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۲۷، ۱۲۶/۴ من حديث هشام الدستوائي به، وصححه الحاكم: ۱/۲۱۴، والذهبي، وأخرجه الطبراني في الكبير: ۲۵۶/۱۸، ح: ۶۳۹ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة نحوه، ورواه شيبان التيمي عن يحيى بن أبي كثير عن محمد بن إبراهيم عن خالد بن معدان أن جبير بن نفير حدثه أنه سمع عرباض بن سارية... الخ، وأخرجه الطبراني وغيره * ومحمد بن إبراهيم تابعه بحري بن سعد عند أحمد: ۴/۱۲۸، والسنائي: ۲/۹۲، ۹۳، ح: ۸۱۸، وبه صح الحديث.

۹۹۷- [حسن] أخرجه أحمد: ۴/۳۰۴ عن يحيى القطان ومحمد بن جعفر به، وقال البوصيري: "إسناد حديث البراء صحيح، ورجاله ثقات"، وله شاهد عند أبي داود، ح: ۵۴۳ وغيره، وانظر، ح: ۹۹۹.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: نیکی کا ہر کام رحمت باری تعالیٰ کا باعث ہے لیکن جن نیکیوں کے بارے میں خوشخبری دی گئی ہے ان کا مقام زیادہ بلند اور ان کی اہمیت زیادہ ہے۔

۹۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُؤَيْرٍ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لَكَانَتْ قُرْعَةً».

۹۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ پہلی صف میں کیا کچھ (اجر و ثواب اور رحمت و برکت) ہے تو قرعہ اندازی ہوتی۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ② جب احتیاق میں سب برابر ہوں تو پھر قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا درست ہے۔

۹۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمَاصِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عُلْقَمَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ».

۹۹۹- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ پہلی صف پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔“

باب: ۵۲- عورتوں کی صفیں

(المعجم ۵۲) - بَابُ صُفُوفِ النِّسَاءِ

(التحفة ۹۱)

۱۰۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ

۱۰۰۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورتوں کی بہترین صفیں آخری ہیں

۹۹۸- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها... الخ، ح: ۴۳۹، من حديث أبي قطن به.

۹۹۹- [صحيح] * محمد بن المصنف صرح بالسماع، وله شاهد تقدم، ح: ۹۹۷، وقال البوصيري: "لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۱۰۰۰- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها... الخ، ح: ۴۴۰، من حديث عبدالعزیز الدروردي عن سهيل عن أبيه به... وهو في جزءه (۲۵).



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ سَهْبِيلٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«خَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَسَرُّهَا
أَوَّلُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا،
وَسَرُّهَا آخِرُهَا».

🌟 فوائد و مسائل: ① بہترین صف سے مراد وہ صف ہے جس میں ثواب سب سے زیادہ ہے اور سب سے نگی صف سے مراد وہ صف ہے جس میں ثواب سب سے کم ہے تاہم ثواب اس میں بھی موجود ہے۔ ② عورتوں کی پچھلی صفوں کے افضل ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ مردوں کے اختلاط سے دور ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

۱۰۰۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ
ابْنِ عَيْلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ
أَوَّلُهَا، وَسَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ
النِّسَاءِ مُؤَخَّرُهَا، وَسَرُّهَا مُقَدَّمُهَا».

۱۰۰۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی بہترین صفیں
آگے والی ہیں اور (ان کی) سب سے نگی صفیں پیچھے والی
ہیں۔ اور عورتوں کی بہترین صفیں پیچھے والی ہیں اور
(ان کی) سب سے نگی (اور کم ثواب والی) صفیں آگے
والی ہیں۔“

باب ۵۳- ستونوں کے درمیان صف
في الصفِّ (التحفة ۹۲)

۱۰۰۲ - حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمٍ،
أَبُو طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، وَ أَبُو قُتَيْبَةَ،

۱۰۰۲- حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد (حضرت
قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انھوں

۱۰۰۱- [حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۳۱ من حديث سفیان الثوري به، وتابعه زائدة عنده: ۳/ ۲۹۳، ۲۸۷ * وابن
مفل ضعيف، تقدم، ح: ۳۹۰، وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن"، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۴۴۰
وهو.

۱۰۰۲- [حسن] * هارون مستور (تقريب)، وقناة تقدم، ح: ۱۷۵، وأخرج أبو داود، ح: ۶۷۳ وغيره عن أنس
قال: "كنا نتقي هذا على عهد رسول الله ﷺ"، وفيه قصة، وحسن الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي، وإسناده
صحيح.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

صفوں اور ان کی درستی سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور اس سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔

قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ فَتَاةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُنْهَى أَنْ نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْدًا.

☀️ فائدہ: نماز باجماعت کے دوران میں اگر صف کے درمیان ستون حائل ہو تو صف ٹوٹ جاتی ہے اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر جماعت نہ ہو تو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت نمازیوں کا دہاں کھڑا ہونا صاف نہیں کہلائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے اندر دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کی تھی۔ رکھیے: (صحیح البخاری، الصلاة، باب الأبواب و العلق للکعبة والمساجد، حدیث: ۳۶۸)

(المعجم ۵۴) - بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ خَلْفَ
الْصَّفِّ وَحَدَّةُ (التحفة ۹۳)

باب: ۵۴۔ صف کے پیچھے اکیلے کھڑے
ہو کر نماز پڑھنے کا بیان

۱۰۰۳۔ حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہما جو ایک وفد میں شامل ہو کر تشریف لائے تھے ان سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ہم (اپنے علاقے سے) روانہ ہوئے (اور مدینہ منورہ تک سفر کیا) حتیٰ کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی۔ ہم نے آپ ﷺ کی اقد میں نماز ادا کی پھر آپ کے پیچھے ایک اور نماز پڑھی۔ آپ نے نماز مکمل کی تو دیکھا کہ ایک آدمی صف کے پیچھے اکیلا کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ (جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو) اللہ کے نبی ﷺ اس کے پاس گئے اور فرمایا: ”شروع سے نماز پڑھو۔ صف کے پیچھے (اکیلا) کھڑے ہونے والے کی کوئی نماز نہیں۔“

۱۰۰۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مَلَاذِمُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ، قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَبَايَعْتَاهُ، وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، قَالَ: ثُمَّ صَلَّيْنَا وَرَاءَهُ صَلَاةَ أُخْرَى، فَقَضَى الصَّلَاةَ، فَرَأَى رَجُلًا فَرَدًّا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ، قَالَ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ حِينَ انْصَرَفَ قَالَ: «اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، لَا صَلَاةَ لِلَّذِي خَلْفَ الصَّفِّ».



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها صفوں اور ان کی درست سے متعلق احکام و مسائل

🕌 **فوائد و مسائل:** ① صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا منع ہے اور نماز نہیں ہوتی۔ یہ تب ہے جب صف میں کھڑے ہونے کی جگہ باوردہ اس کے باوجود پچھلی صف میں اکیلا ہی کھڑا ہو جائے۔ اگر اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو پچھریں اس کی مجبوری ہے امید ہے اسے معذور سمجھا جائے گا۔ باقی رہی بات اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر ساتھ ملانے کی تو وہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔ ② اگر عورت کے ساتھ کھڑے ہونے کے لیے دوسری عورت موجود نہ ہو تو عورت مردوں کی صف میں کھڑی نہیں ہو سکتی اسے اکیلے ہی کھڑا ہونا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری 'الأذان' باب المرأة وحدها تكون صفاً حدیث: ۷۲۷)

۱۰۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ حُصَيْنٍ ،
عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ : أَخَذَ بِيَدِي زَيْتَادُ
ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، فَأَوْقَفَنِي عَلَى شَيْخٍ
بِالرُّقَّةِ ، يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبِدٍ ، فَقَالَ :
صَلَّى رَجُلٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ ، فَأَمَرَهُ
النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ .

۱۰۰۳ - حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا۔

🕌 **فائدہ:** بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود پچھلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہوگی اس لیے نبی ﷺ نے اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا۔

(المعجم ۵۵) - **بَابُ فَضْلِ مِثْمَنَةِ الصَّفِّ**
(النخفة ۹۴)

باب ۵۵ - صف کی دائیں جانب کی فضیلت

۱۰۰۵ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ ، عَنْ
أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ

۱۰۰۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کی دائیں جانب پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور فرشتے اس کے لیے

۱۰۰۴ - [صحیح] أخرجه الحميدي ، وأحمد: ۲۲۸/۴ وغيرهما من طرق عن حصين بن عبد الرحمن به ، وقال الترمذي 'حسن' ، ح: ۲۳۰ ، وله طريق آخر عند أبي داود ، ح: ۶۸۲ وغيره ، وصححه ابن حبان ، وأحمد ، وإسحاق وغيرهم .

۱۰۰۵ - [حسن] أخرجه أبو داود ، الصلاة ، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف وكرهية التأخر ، ح: ۶۷۶ عن عثمان بن أبي شيبة به ، وله لفظ صححه ابن خزيمة ، وابن حبان ، والمحاكم ، والذهبي .

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَبَايِنِ الصُّفُوفِ».

☀️ فائدہ: رسول اللہ ﷺ ہر اس کام میں دائیں طرف کو ترجیح دیتے تھے جو طبعاً یا شرعاً مستحسن ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: ”رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں (جیسے) وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔“ (صحیح البخاری، الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والفسل، حدیث: ۱۶۸، و صحیح مسلم، الطہارۃ، باب التیمن فی الطہور وغیرہ، حدیث: ۳۶۸) اس حدیث کی روشنی میں نماز میں کھڑے ہوتے وقت بھی ممکن حد تک دائیں طرف کھڑے ہونے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح ابن خزیمہ، مسند احمد اور سنن بیہقی وغیرہ میں یہاں الفاظ مروی ہے: [إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصَلُّونَ الصُّفُوفَ] ”اللہ تعالیٰ صفوں کے ملانے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔“ اور امام بیہقی، شیخ البانی اور مسند احمد کے محققین کے نزدیک یہ روایت انہی الفاظ کے ساتھ محفوظ اور صحیح ہے۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث میں [مَبَايِنِ الصُّفُوفِ] کی بجائے [يَصَلُّونَ الصُّفُوفِ] ہی کے الفاظ ہیں۔ ملاحظہ ہو: (تمام السنۃ، ص: ۳۸۸، وضعیف سنن أبي داود، رقم: ۶۷۶، الموسوعة الحدیثیة (مسند أحمد) ج: ۳۳۳/۳۰، رقم الحدیث: ۲۳۳۸۱) اس اعتبار سے اس حدیث سے صفوں کے ملانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت کا جس کا مطلب یہ ہے کہ امام کے دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا یکساں ہے۔ اصل فضیلت صف بندی کا صحیح طریقہ سے اہتمام کرنے میں ہے تاہم ہر معاملے میں دائیں جانب کی جو عمومی فضیلت ہے اس کے تحت امام کی دائیں جانب باعث فضیلت ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم.



۱۰۰۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. - قَالَ مِسْعَرٌ: - مِمَّا نَحِبُّ أَوْ مِمَّا أُجِبُّ أَنْ نَقُومَ عَنْ يَمِينِهِ.

۱۰۰۶ - حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہمیں..... یا فرمایا: مجھے..... یہ بات پسند تھی کہ ہم دائیں طرف کھڑے ہوں۔

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۰۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: مسجد کبائیں جانب تو بالکل خالی ہوگئی۔ (لوگ ثواب کی نیت سے دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے مسجد کبائیں جانب کو آباد کیا اسے دگنا ثواب ملے گا۔“

۱۰۰۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ أَبُو جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْكِلَابِيُّ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو الرِّقِيُّ ، عَنْ نَيْثِ بْنِ أَبِي سَلِيمٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : إِنَّ مَيْسِرَةَ الْمَسْجِدِ تَعَطَّلَتْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «مَنْ عَمَّرَ مَيْسِرَةَ الْمَسْجِدِ ، كُتِبَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ» .

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے اس میں بیان کردہ فضیلت کا اثبات نہیں ہوتا تاہم پہلی صف ہاگل چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑا ہونا درست نہیں۔ ویسے بھی پہلی صف دوسری سے افضل ہے تو پہلی صف کا باباں حصہ بھی دوسری صف کے دائیں حصے سے افضل ہوگا۔

باب: ۵۶- قبلے کا بیان

(المعجم ۵۶) - بَابُ الْقِبْلَةِ (التحفة ۹۵)

۱۰۰۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کعبہ سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مقام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ”تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کر لو۔“

۱۰۰۸ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ : لَمَّا قَرَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ طَوَافِ النَّبِيِّ ، أَتَى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ ، فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! هَذَا مَقَامُ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيمَ ، الَّذِي قَالَ اللَّهُ : ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ . [البقرة: ۱۲۵]

ولید بن مسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا انھوں نے یہ لفظ اسی طرح

قال الوليد: فَقُلْتُ لِمَالِكٍ : أَهَكَذَا قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا﴾ قَالَ نَعَمْ .

۱۰۰۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الطرسوسي في مسند ابن عمر، ح: ۹۵ من حديث عمرو بن عثمان به، وانظر، ح: ۲۰۸ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف ليث بن أبي سليم".

۱۰۰۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب (۱)، ح: ۳۹۶۹ من حديث جعفر به مختصراً، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۱۲۱۸.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قبلہ کا بیان

پڑھا تھا۔ وَأَتَّخِذُوا (خاک کے کسرہ کے ساتھ)؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

۱۰۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ أَنَا أَخَذْتُ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّيًّا؟ فَتَرَلْتُ؟ ﴿وَأَتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّيًّا﴾. [البقرة: ۱۲۵]

۱۰۰۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش! آپ مقام ابراہیم کے قریب نماز پڑھیں تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَأَتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّيًّا﴾ "تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کر لو۔"

🌞 نوادہ مسائل: ① مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ اس پتھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ ② طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "نبی اکرم ﷺ تشریف لائے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگا کر طواف کیا مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور صفا مروہ کے درمیان چکر لگائے (سنی کی۔)" (صحیح البخاری، الصلاة، باب قوله تعالى: واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى، حدیث: ۳۹۵) ③ مقام ابراہیم کے قریب نماز ادا کرتے وقت منہ کعبہ کی طرف ہی کرنا چاہیے، بعض ناواقف لوگ مقام ابراہیم کی طرف منہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ کعبہ کی طرف چہرہ نہ رہے۔ یہ درست نہیں کیونکہ قبلہ تو کعبہ شریف کی عمارت ہی ہے۔ ④ اگر مقام ابراہیم کے قریب جگہ نہ ملے تو مسجد حرام میں کہیں بھی دو رکعت نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ ⑤ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ ان کے دل میں وہی خواہش پیدا ہوئی جس کا حکم اللہ تعالیٰ نازل فرمانے والا تھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں ایسی ہیں کہ احکام نازل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی اور آسمان سے اسی کے مطابق احکام نازل ہو گئے۔ (صحیح البخاری، الصلاة، باب ماجاء في القبلة..... الخ، حدیث: ۳۰۲)

۱۰۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے
الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ

۱۰۱۰۔ ہم نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کیں پھر آپ

۱۰۰۹۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة... الخ، ح: ۴۰۲ من حديث هشيم به.

۱۰۱۰۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۴۶، وح: ۸۵۵ لعله، وأصل الحديث متفق عليه، وقال البصري: لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات.



ہ۔ ابواب اقامۃ الصلوات والسنة فيها

قبلے کا بیان

ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے دو ماہ بعد کعبہ کو قبلہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے تو اکثر آسمان کی طرف چہرہ مبارک اٹھاتے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کے دل کی کیفیت معلوم تھی کہ وہ کعبہ شریف (کو قبلہ بنانے) کی خواہش رکھتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام (آسمان کی طرف) بلند ہوئے تو جب وہ آسمان اور زمین کے درمیان بلند ہوتے جا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ یہ معلوم کرنے کی خواہش رکھتے تھے کہ جبریل علیہ السلام کیا وجہ لے کر نازل ہوں گے۔ (آخر کار) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ..... الْآيَةَ﴾ ”ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں.....“ ہمارے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا: قبلہ (بیت المقدس سے) کعبہ کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ ہم نے دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں (اور ابھی نماز مکمل نہیں ہوئی تھی) ہم رکوع میں تھے (جب یہ خبر ملی) ہم نے (فوراً) رخ پھیر لیا اور جو نماز پڑھی جا چکی تھی اس پر باقی نماز کی بنا کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے جبریل! ہماری بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حال ہوگا؟“ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ﴾ ”اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (تمہاری نمازیں) ضائع نہیں کرے گا۔“

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثَمَانِيَةَ عَشْرَ شَهْرًا، وَصُرِفَتْ الْقِبْلَةُ إِلَى الْكُعْبَةِ بَعْدَ دُخُولِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ بِشَهْرَيْنِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَكْثَرَ تَقَلُّبَ وَجْهِهِ فِي السَّمَاءِ، وَعَلِمَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِ نَبِيِّهِ ﷺ أَنَّهُ يَهْوَى الْكُعْبَةَ، فَصَعِدَ جِبْرِيْلُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُبْعَثُهُ بَصَرَهُ وَهُوَ يَضَعُدُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، يَنْظُرُ مَا يَأْتِيهِ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿قَدْ رَأَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ [البقرة: 144] فَأَتَانَا آيَةٌ، فَقَالَ: إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ صُرِفَتْ إِلَى الْكُعْبَةِ، وَقَدْ صَلَّيْنَا رُكْعَتَيْنِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَنَحْنُ رُكُوعٌ نَسْجُدُنَا، فَبَيَّنَّا عَلَى مَا مَضَى مِنْ صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا جِبْرِيْلُ! كَيْفَ حَالُنَا فِي صَلَاتِنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟» فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ﴾ [البقرة: 143].

❦ فوائد و مسائل: ① یہ روایت سخت ضعیف (بلکہ منکر) ہے۔ خود اس حدیث کے الفاظ میں بھی تعارض ہے۔ پہلے

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیلے کا بیان

جیلے میں اٹھارہ مہینے اور دوسرے جیلے میں دو مہینے کی مدت بیان کی گئی ہے۔ ① یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی مروی ہے لیکن اس میں اٹھارہ مہینے کے بجائے سولہ یا سترہ مہینے ذکر کیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الإیمان، باب الصلاة من الإیمان، حدیث: ۳۰) اور بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے گھر سے ۲۷ صفر کو اور عارفور سے یکم ربیع الاول کو روانہ ہوئے تھے اور ۸ ربیع الاول کو قباء میں تشریف فرما ہوئے۔ جب کہ تحویل قبلہ کا حکم دوسرے سال رجب کے وسط میں نازل ہوا۔ اس طرح یہ درمیانی مدت سولہ ماہ اور کچھ دن بنتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ② قبیلے کی تبدیلی کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے جو نماز سب سے پہلے ادا کی وہ نماز عمرتھی۔ (حوالہ مذکور بالا) ③ انصار کا نماز کے دوران میں حکم معلوم ہونے پر فوراً کعبہ کی طرف رخ کر لینے کا ذکر بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (حوالہ مذکور بالا) ④ ایک قابل اعتماد آدمی کی بیان کردہ خبر یا حدیث پر اعتماد کر کے عمل کر لینا چاہیے۔ ⑤ اگر کوئی شخص اپنے یقین کے مطابق قبیلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہو پھر اسے نماز کے دوران میں معلوم ہو جائے کہ قبلہ کا رخ دوسری طرف ہے تو نماز کے دوران میں ہی ادھر منہ کر لینا چاہیے۔ اس کی پہلی نماز درست ہے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

۱۰۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ

۱۰۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَحِيحِي

ﷺ نے فرمایا: ”شرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔“

الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ. ح:

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَحِيحِي النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ:

حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالًا: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا

بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ».

☀️ فَوَافِدُ مَسَائِلِ: ① مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عین جنوب میں واقع ہے اس لیے اہل مدینہ کے لیے سمت قبلہ کا تعین

مشکل نہیں۔ دوسرے شہروں کے مسلمان اپنے اپنے شہر کی مناسبت سے نماز ادا کرتے ہیں کیونکہ مختلف شہروں سے

کعبہ شریف کی سمت مختلف ہے۔ ② جو شخص مسجد حرام میں نماز ادا کر رہا ہو وہ کعبہ شریف کی عمارت کو دیکھ کر عین اس کی

طرف منہ کر سکتا ہے لیکن دور کے لوگ اس بات کے مکلف نہیں کہ عین عمارت کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔

ان کے لیے اندازے سے سمت قبلہ کا تعین کر لینا ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يَكْتَلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا

وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) ”اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا پابند نہیں کرتا۔“

۱۰۱۱- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن ما بين المشرق والمغرب قبة، ح: ۳۴۲، ۳۴۳ من

حدیث أبي معشر به، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ۳۴۴، وقال: "حسن صحيح".



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تحیہ المسجد سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۵۷) - بَابٌ مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ

باب: ۵۷۔ مسجد میں داخل ہونے والا نماز

فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَرْكَعَ (التحفة ۹۶)

پڑھے بغیر نہ بیٹھے

۱۰۱۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

۱۰۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

الْحِزَامِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حَمِيدٍ بْنِ كَاسِبٍ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ

رکعت نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔“

زَيْدٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ

الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَرْكَعَ رَكَعَتَيْنِ».

۱۰۱۳- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ:

۱۰۱۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا الزُّيَيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ

نے فرمایا: ”جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے

أَسْرِ، عَنْ غَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ،

چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔“

عَنْ عَمْرٍو بْنِ سُلَيْمِ بْنِ الرَّزْقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ

الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① اس نماز کو تحیہ المسجد کہا جاتا ہے۔ ② مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے اگر کوئی اور نماز مثلاً: سنت یا فرض پڑھے لیں تو تحیہ المسجد بھی ادا ہو جاتی ہے۔ الگ سے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ③ بعض علماء مکروہ اوقات میں بھی تحیہ المسجد پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل حدیث کا عموم ہے کہ ”جب بھی کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت پڑھے۔“ اس عموم میں کراہت کے اوقات بھی داخل ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت کا استثناء نہیں کیا۔ جب کہ دوسرے علماء اس عموم میں کراہت کے اوقات کو داخل نہیں کرتے اس لیے ان کے نزدیک اوقات کراہت میں دیگر نقلی نمازوں کے علاوہ تحیہ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا بھی جائز نہیں۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ پڑھنے کا جواز ہے لیکن بچنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۱۲- [صحیح] قال البوصيري: "هذا إسناد رجاله ثقات إلا أنه منقطع، قال أبو حاتم: "المطلب بن عبد الله عن

أبي هريرة مرسل"، والحديث الآتي شاهد له.

۱۰۱۳- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، ح: ۴۴۴، ومسلم، صلاة

المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين... الخ، ح: ۷۱۴ من حديث مالك به.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت کا بیان

باب: ۵۸- لہسن کھا کر مسجد میں آنا منع ہے

(المعجم ۵۸) - **بَابُ مَنْ أَكَلَ الثُّومَ**

فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ (التحفة ۹۷)

۱۰۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۰۱۴- حضرت معمر بن ابی بکرؓ سے

روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ جمعہ کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ یا فرمایا کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: لوگو! تم دو پودے کھاتے ہو جنہیں میں برا ہی سمجھتا ہوں، یعنی یہ لہسن اور یہ پیاز۔ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھا کرتا تھا کہ اگر کسی (کے منہ) سے اس (لہسن یا پیاز) کی بو محسوس کی جاتی تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر (مسجد سے باہر) بیچ کی طرف نکال دیا جاتا اس لیے جو شخص انہیں کھانا چاہے اسے چاہیے کہ پکا کر ان کی بو ختم کر لے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْعَطْفَانِيِّ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ النُّعْمَرِيِّ أَنَّ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيبًا، أَوْ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ، هَذَا الثُّومُ وَهَذَا الْبَصَلُ. وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْهُ، فَيُؤْخَذُ بِيَدِهِ حَتَّى يُخْرَجَ إِلَى الْبَيْعِ، فَمَنْ كَانَ أَكَلَهَا لَا بُدَّ، فَلْيُمِئْتَهَا طَبَخًا.



🌞 **فوائد ومسائل:** ① لہسن اور پیاز کا استعمال حرام نہیں ورنہ انہیں پکانے کا حکم نہ دیا جاتا۔ ② بدبودار چیز کھانی کر مسجد میں آنا منع ہے۔ ③ تمباکو نوشی سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ تمباکو حقہ اور سگریٹ وغیرہ کی بو لہسن اور پیاز کی بو سے زیادہ سخت اور زیادہ ناگوار ہوتی ہے۔ ④ بعض روایات میں [سُخْرَاتُ] (گیندنا) کا بھی ذکر ہے۔ یہ بھی پیاز سے مشابہ ایک پودا ہے۔ اس کے علاوہ بعض علماء نے مولیٰ کو بھی مذکورہ بالا اشیاء کے حکم میں رکھا ہے کیونکہ اس میں بھی ایک حد تک ناگوار بو پائی جاتی ہے۔

۱۰۱۵- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ

۱۰۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ:

ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے یہ پودا، یعنی لہسن کھایا ہو تو

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

۱۰۱۴- أخرجه مسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً أو نحوها... الخ، ح: ۵۶۷ عن ابن أبي شيبة وغيره به، وانظر، ح: ۳۳۶۳.

۱۰۱۵- أخرجه مسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ۵۶۳ من حديث معمر عن الزهري به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها _____ لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت کا بیان
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ
هَذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّومِ، فَلَا يُؤْذِنَا بِهَا فِي
مَسْجِدِنَا هَذَا».

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانَ أَبِي يَزِيدُ فِيهِ،
الْكُرَاتِ وَالْبَصَلِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. يَغْنِي أَنَّهُ
يَزِيدُ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الثُّومِ.
(امام زہری کے شاگرد) ابراہیم بن سعد نے فرمایا:
میرے والد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں
رسول اللہ ﷺ سے ”گیندنا اور پیاز“ کے الفاظ کا اضافہ
فرماتے تھے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ کے والد سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں، یعنی سعد بن
ابراہیم رضی اللہ عنہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے لیکن اس میں صرف لہسن نہیں
بلکہ لہسن پیاز اور گیندنا تینوں کا ذکر کیا ہے۔ ② اس حدیث میں صراحت ہے کہ مسجد میں آنے سے پہلے ان چیزوں
کے کھانے سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس کی بو سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حکمت
کی بنا پر جمعہ کی نماز کے لیے آنے والوں کو نہا کر صاف کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیا تھا۔

۱۰۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءِ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ
الشَّجَرَةِ شَيْئًا فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسْجِدَ».

۱۰۱۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اس پودے میں
سے کچھ کھایا ہو وہ مسجد میں ہرگز نہ آئے۔“

🌟 فائدہ: مسلمان مرد کو بلا عذر نماز باجماعت سے پیچھے رہنا منع ہے اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ بدبودار چیز کا
کھانا جماعت سے پیچھے رہ جانے کے لیے ایک معقول عذر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز کا وقت قریب ہو تو ان
چیزوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ اسی طرح خواتین گھر میں نماز پڑھتے وقت احتیاط رکھیں کہ نماز سے پہلے کچا
لہسن یا پیاز استعمال نہ کریں۔

۱۰۱۶۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ۸۵۳، وغيره، ومسلم،
الساجد، باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً أو نحوها . . . الخ، ح: ۵۶۱۱ من حديث عبيد الله به .

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

(المعجم ۵۹) - بَابُ الْمُصَلِّي يُسَلِّمُ عَلَيْهِ

كَيْفَ يَرُدُّ (التحفة ۹۸)

کس طرح دے

۱۰۱۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ
الطَّنَافِيسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ،
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
قَالَ: أُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَسْجِدَ قُبَاءٍ
يُصَلِّي فِيهِ، فَجَاءَتْ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ
يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ، فَسَأَلْتُ صَهْبِيًّا، وَكَانَ
مَعَهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرُدُّ
عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ.

۱۰۱۷- حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ متعدد انصاری حضرات حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے لگے۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ (اس موقع پر) سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مسجد قباء کی زیارت اور وہاں نماز ادا کرنے کے لیے اہتمام سے جانا مسنون ہے البتہ دوسرے شہر سے سفر کر کے مدینہ جاتے وقت زیارت مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہیے۔ اس کے بعد مدینہ کی دوسری مساجد اور مسجد قباء کی زیارت کے لیے جا سکتا ہے۔ ② جب کوئی عالم یا بزرگ محلے میں تشریف لائے تو عام کو چاہیے کہ اس سے ملنے اور علمی استفادہ کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ ③ نمازی کو دوسرا آدمی سلام کہہ سکتا ہے۔ ④ اگر نمازی کو سلام کہا جائے تو وہ نماز کے دوران میں اشارے سے جواب دے زبان سے جواب نہ دے۔ ⑤ نماز کے دوران میں کسی قسم کا ضروری اشارہ کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔



۱۰۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ
الْبَيْضَرِيُّ: أَنَّ بَنَاتَا اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ
أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ
لِحَاجَةٍ. ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ، فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي،

۱۰۱۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے نبی ﷺ نے کسی کام سے بھیجا۔ جب میں (واپس) خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے اشارہ کیا (اور اشارے سے جواب دیا) جب نبی ﷺ (نماز سے)

۱۰۱۷- [صحیح] أخرجه النسائي: ۳/ ۶۰۵، السهو، باب رد السلام بالإشارة في الصلاة، ح: ۱۱۸۸ من حديث سفیان به * زيد بن أسلم صرح بالسمع عند ابن خزيمة: ۲/ ۴۹، ح: ۸۸۸، وصرحه ابن خزيمة، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۵۸، والحاكم: ۳/ ۱۲، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

۱۰۱۸- أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۴۰ عن محمد بن رُمح وغيره به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها لاعلیٰ کی وجہ سے قبلے کے سوا دوسرے رخ پر نماز ادا کرنے کا بیان
فَقَالَ: «إِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ إِنْفَاً وَأَنَا أَصْلِي». فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا: ”ابھی ابھی تم نے مجھے
سلام کیا تھا اور میں نماز پڑھ رہا تھا۔ (اس لیے زبان سے
جواب نہیں دے سکا۔“)

۱۰۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ
الذَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا
يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا
نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ، فَقِيلَ لَنَا: إِنَّ فِي
الصَّلَاةِ لَشُغْلًا.

۱۰۱۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: ہم نماز میں (ایک دوسرے کو)
سلام کر لیا کرتے تھے۔ پھر ہمیں فرمایا گیا: نماز میں
مصروفیت ہوتی ہے۔

🕌 فائدہ: جب نماز میں بات چیت کرنے کی اجازت تھی تو سلام بھی کیا جاتا تھا؟ بعد میں یہ حکم دے دیا گیا کہ کوئی
نمازی نماز کے دوران میں دوسرے آدمی کو سلام نہ کرے اس کے لیے نماز کی مصروفیت کافی ہے۔ پوری توجہ سے
اوعید اور اذکار میں مصروف رہے۔ لیکن گزشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی خود تو کسی کو سلام نہیں کر سکتا، تاہم اسے
سلام کیا جا سکتا ہے۔ وہ زبان سے تو سلام کا جواب نہیں دے سکتا البتہ اشارے سے جواب دے سکتا ہے۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ مَنْ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ
وَهُوَ لَا يَعْلَمُ (التحفة ۹۹)

باب: ۶۰- لاعلیٰ کی وجہ سے قبلے کے سوا
دوسرے رخ پر نماز ادا کرنا

۱۰۲۰- حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ حَكِيمٍ:
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ،
أَبُو الرَّبِيعِ السَّمَّانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ
هُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ رَبِيعَةَ،
عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي

۱۰۲۰- حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں
نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے
کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور قبلے کی سمت معلوم نہ
ہو سکی۔ ہم نے (اندازے سے) نماز پڑھی اور (زمین
پر) نشان لگا لیے۔ جب سورج طلوع ہوا تو معلوم ہوا کہ

۱۰۱۹- [صحیح مرفوع] * أبو إسحاق عن، وتقدم، ح: ٤٦، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجالہ
قائم، وأخرج البخاري، ح: ١١٩٩، ١٢١٦، ٣٨٧٥، ومسلم، ح: ٥٢٨ من حديث الأعمش عن إبراهيم عن
طفمة عن ابن مسعود به مرفوعاً، أطول منه.

۱۰۲۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الرجل يصلي لغير القبلة في الغيم، ح: ٣٤٥
من حديث أشعث بن سعيد السمان به، وقال: "هذا حديث ليس إسناده بذلك... * وأشعث تابعه عمرو بن قيس
عند الطائسي، ح: ١١٤٥، وعاصم ضعيف كما تقدم، ح: ٩٠٧، وله شاهد ضعيف عند البيهقي وغيره.



۵- **أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها** ————— نماز کے دوران میں بلغم وغیرہ تھوکنے سے متعلق احکام ومسائل

سَفَرٍ، فَتَعَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَأَشْكَلَتْ عَلَيْنَا الْقِبْلَةَ، فَصَلَّيْنَا، وَأَعْلَمْنَا، فَلَمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِذَا نَحْنُ قَدْ صَلَّيْنَا لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿فَأَيُّنَا تَوَلَّوْا فَمَّ وَجْهَ اللَّهِ﴾. [البقرة: الآية: ۱۱۵]

ہم نے قبلے کے سوا (کسی اور طرف) نماز پڑھی ہے۔ ہم نے نبی ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی: ﴿فَأَيُّنَا تَوَلَّوْا فَمَّ وَجْهَ اللَّهِ﴾ ”تم جہر بھی رخ کر ڈاؤ اور ہی اللہ کا چہرہ ہے۔“

🌞 **فوائد ومسائل:** ① اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے قبلے کا رخ معلوم نہ ہو سکے تو اندازے سے رخ متعین کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس اندازے میں اگر غلطی ہو جائے تو معاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) ”اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا تکلف نہیں فرماتا۔“ ② اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ غلطی سے قبلے کے سوا دوسری طرف پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اکثر علماء نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ”اگر کوئی شخص بادل کی وجہ سے قبلے کے سوا دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے، پھر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس نے قبلے رخ نماز ادا نہیں کی تو اس کی وہ نماز درست ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم علیہم کا یہی موقف ہے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في الرجل يصلي لغير القبلة في الغيم، حديث: ۳۳۵) ③ اگر نماز کے دوران میں پتہ چل جائے تو نمازی کو چاہیے کہ نماز کے دوران میں ہی قبلے رخ ہو جائے اور باقی نماز صحیح رخ پر مکمل کر لے۔ جیسے کہ اہل تہاء نے تمہیل قبلہ کی خبر سن کر نماز کے دوران میں ہی رخ تبدیل کر لیا تھا۔ ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (الإرواء، رقم: ۲۹۱)

(المعجم ۶۱) - **بَابُ الْمَصْلِيِّ يَتَنَحَّمُ** (التحفة ۱۰۰)

۱۰۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت طارق بن عبد اللہ محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے سرگڑ نہ تھوکتا نہ دائیں طرف تھوکتا، البتہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو۔“

رَبِيعِي بْنُ جِرَاشٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتَ

۱۰۲۱- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد، ح: ۴۷۸ من حديث منصور بن، والترمذي، ح: ۵۷۱، وقال: "حديث حسن صحيح".



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کے دوران میں بلغم و غیرہ تھوکنے سے متعلق احکام و مسائل

فَلَا تَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلَا عَنْ يَمِينِكَ،
وَلَكِنْ ابْزُقِي عَنْ يَسَارِكَ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کے دوران میں سامنے کی طرف تھوکنے کو اب کے منافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، المساجد والجماعات، باب كراهية النخامة في المسجد، حدیث: ۷۶۳۷-۷۶۳۸) ② دائیں طرف بھی احترام والی سمت ہے اس لیے اس طرف بھی نہیں تھوکنے چاہیے۔ بائیں طرف اگر دوسرا نمازی کھڑا ہو تو اس طرف بھی تھوکنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر ادھر کوئی نہ ہو تو تھوکنے جائز ہے۔ ③ مسجد میں بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوکنے اس صورت میں جائز ہے جب مسجد کی زمین اس قسم کی ہو جو رطوبت کو جذب کر سکتی ہو ورنہ مسجد کو آلودہ کرنا جائز نہیں۔ خصوصاً جب کہ چٹائی یا قالین پر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے آلودہ کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ اس صورت میں رومال استعمال کرنا چاہیے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔

۱۰۲۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کو مسجد کی قبیلے والی دیوار پر بلغم لگا ہوا نظر آیا۔ آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تھمیں کیا ہو گیا ہے کہ ایک آدمی رب کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہوتا ہے پھر اپنے سامنے بلغم تھوک دیتا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے سامنے آ کر اس کے چہرے پر تھوک دیا جائے؟ جب کسی کو تھوکنے ہو تو اپنی بائیں طرف تھوک لے یا اپنے کپڑے میں اس طرح کر لے۔“

۱۰۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نُحَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «مَا بَأْسُ أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَهُ (يَعْنِي رِيَّةً) فَيَسْتَنْحِعُ أَمَامَهُ؟ أَيْحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيَسْتَنْحِعَ فِي وَجْهِهِ؟ إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ لِيُقْلَ هَكَذَا فِي نَوْبِهِ».

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ نے فرمایا:) امام اسماعیل ابن علیہ رحمہ اللہ نے (اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے مجھے یوں کر دکھایا کہ) کپڑے میں تھوکا پھر کپڑے کو مل دیا۔

ثُمَّ أَرَانِي إِسْمَاعِيلُ يَبْزُقُ فِي نَوْبِهِ ثُمَّ يَلُكُّهُ.

۱۰۲۲- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها... الخ، ح: ۵۵۰ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

دوران نماز میں نکلریوں پر ہاتھ پھیرنے کا بیان

۱۰۲۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت حَبِث بن ربیع رضی اللہ عنہ کو سامنے کی طرف تھوکتے دیکھ کر فرمایا: اے حبیب! اپنے سامنے مت تھوکا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ مبارک اس کی طرف متوجہ فرمادیتا ہے حتیٰ کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے یا کوئی برا کام کرے۔“

۱۰۲۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَّارَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَايِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى شَيْبَةَ ابْنَ رَبِيعٍ بَرَقَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا شَيْبَةُ! لَا تَبْرُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ ذَلِكَ، وَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ يُصَلِّيَ أَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، حَتَّى يَنْقَلِبَ أَوْ يُحَدِّثَ حَدَثَ شَوْءٍ».

🌞 فائدہ: ”براکام“ کرنے سے مراد ایسا کام ہے جو نماز کے ادب کے خلاف ہو مثلاً: سامنے تھوکتا، گوز مارنا، کپڑوں یا نکلریوں سے کھیلنا۔ مزید فوائد کے لیے ملاحظہ کیجئے حدیث: ۷۶۳۔



۱۰۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں کپڑے میں تھوکا پھر اسے مل دیا۔

۱۰۲۴- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ، وَعَبْدَةُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَرَقَ فِي ثَوْبِهِ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، ثُمَّ دَلَّكَهُ.

باب: ۶۲- نماز کے دوران میں نکلریوں پر ہاتھ پھیرنا

(المعجم ۶۲) - بَابُ مَسْحِ النُّحْصِيِّ فِي الصَّلَاةِ (النحفة ۱۰۱)

۱۰۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نکلریوں کو ہاتھ لگایا اس نے

۱۰۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ

۱۰۲۳- [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۹۲۴ من طريق آخر عن عاصم به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ۸۵۵. لعلنه.

۱۰۲۴- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۱۰۲۵- أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، ح: ۸۵۷ عن ابن أبي شيبة وغيره به مطولاً، وانظر، ح: ۱۰۹۰.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
 أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ فَضُولُ كَامِ كِيَا: "رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَعَا»."
 دوران نماز میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کا بیان

نوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں مسجدوں کے فرش پختہ نہیں ہوتے تھے اس لیے وہاں کنکریاں بچھادی جاتی تھیں تاکہ کپڑوں کو مٹی نہ لگے۔ ② کنکریوں کو چھونے سے مراد بلا ضرورت چھونا ہے جو ادب کے منافی ہے۔ اسی طرح پٹائی کے ٹکوں سے کھیلنا یا بچے بچھائی ہوئی کسی بھی چیز کی طرف اس طرح متوجہ ہونا کہ نماز سے توجہ ہٹ جائے نامناسب ہے۔

۱۰۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِتْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَقِّبٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فِي مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ: «إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً».
 حضرت معقیب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں فرمایا: "اگر تم نے ضرور یہ کام کرنا ہو تو ایک بار کر لو۔"

نوائد و مسائل: ① نماز کے دوران میں اگر محسوس کیا جائے کہ کنکریاں زیادہ اونچی نیچی ہیں جو چہرے میں چھ کر نماز سے توجہ ہٹانے کا باعث بن رہی ہیں تو ایک بار ہاتھ پھیر کر معمولی سی برابر کر لی جائیں۔ زیادہ تکلف کرنا مناسب نہیں۔ ② نماز میں خشوع کے منافی حرکت کرنے سے نماز نہیں ٹوٹی لیکن ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے اس لیے زیادہ حرکات سے ثواب بہت زیادہ کم ہو سکتا ہے جو مومن کے لیے انتہائی خسارے کا باعث ہے۔

۱۰۲۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا شَفِيَانُ بْنُ سَهِبَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً»."
 حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اس لیے اسے چاہیے کہ (دوران نماز میں) کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے۔"

۱۰۲۶- أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ۱۲۰۷، ومسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب في الصلاة، ح: ۵۴۶ من حديث يحيى به.

۱۰۲۷- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ۹۴۵ من حديث شفيان به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ۲۳۸، ۲۳۹ باب الحث على الخشوع في الصلاة.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها چھوٹی چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل
 ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّ
 الرَّخْمَةَ تَوَاجَهُهُ، فَلَا يَمْسَحُ الْحَصَى».

(المعجم ۶۳) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ
 (التحفة ۱۰۲)

۱۰۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
 ۱۰۲۸- ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چھوٹی چٹائی پر نماز
 ادا فرماتے تھے۔
 عَبْدُ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ
 النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① [خُمْرَة] اس چھوٹی سی چٹائی کو کہتے ہیں جس پر نمازی سجدہ کرتے وقت چہرہ رکھ لے۔ یہ
 کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی بھی ہو سکتی ہے اور بورے کا ٹکڑا بھی۔ بڑی چٹائی کو عربی زبان میں [خُمْرَة] نہیں کہا جاتا۔
 ② زمین پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے اگرچہ زمین پر کوئی چیز نہ بچھائی گئی ہو۔ اس طرح اگر چٹائی اتنی چھوٹی
 ہو کہ سجدہ کے بعض اعضاء اس پر آتے ہوں اور بعض نہ آتے ہوں تو بھی درست ہے۔

۱۰۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا
 ۱۰۲۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں
 نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے چٹائی پر نماز ادا فرمائی۔“
 أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ أَبِي سُفْيَانَ،
 عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: صَلَّى
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ.

☀️ فائدہ: [حَصِير] بڑی چٹائی ہوتی ہے جس پر کھڑے ہو کر نماز ادا کی جا سکے یا ایک سے زیادہ افراد اس پر نماز ادا
 کر سکیں۔

۱۰۳۰- حَدَّثَنَا حَزْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا
 ۱۰۳۰- حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۰۲۸- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة على التخمرة، ح: ۳۸۱ من حديث سليمان الشيباني به.

۱۰۲۹- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۹ من حديث أبي معاوية وغيره به.

۱۰۳۰- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۲۶ لعلته، وقال البوصيري: "لهذا إسناد ضعيف . . ."، وحديث البخاري، ح: ۶۲۰۳، ومسلم، ح: ۲۱۵۰، يعني عنه.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ————— زمین کی بجائے کپڑے پر سجدہ کرنے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ سَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: صَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ، وَهُوَ بِالْبَصْرَةِ عَلَى بَسَاطِهِ، ثُمَّ حَدَّثَ أَصْحَابَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَى بَسَاطِهِ.

انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں اپنے بچھونے پر نماز پڑھی پھر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے بچھونے پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سداضعیف قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ روایت سداضعیف ہے لیکن بخاری و مسلم کی روایات اس سے کفایت کرتی ہیں غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابوداؤد، رقم: ۶۶۵) ② [بساط] ہر اس چیز کو کہا جاسکتا ہے جو زمین پر بچھائی جاتی ہے خواہ وہ چٹائی ہو یا قالین یا کوئی کپڑا وغیرہ۔ نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں اہل عرب چارپائی پر سونے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ اکثر اوقات زمین پر بستر بچھا کر سوجاتے تھے۔ ایسے بستر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۶۴) - بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ فِي الْحَرِّ وَالْبُرْدِ (التحفة ۱۰۳)

باب ۶۴۔ گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا

۱۰۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَّازِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: جَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ، فَصَلَّى بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَأَوَّاهُ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى تَوْبِهِ إِذَا سَجَدَ.

۱۰۳۱۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور بنو عبدالاشہل کی مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے آپ ﷺ کو سجدہ کے دوران میں دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے ہوئے دیکھا۔

۱۰۳۲- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَشْهَلِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

۱۰۳۲۔ حضرت ثابت بن حسان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو عبدالاشہل کے محلے (کی مسجد) میں نماز ادا فرمائی اور آپ نے ایک چادر

۱۰۳۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۳۵، ۳۳۴ عن أبي بكر بن أبي شيبة به * إسماعيل بن أبي حبيبة "فيه ضعف" (تقريب).

۱۰۳۲- [إسناده ضعيف] * إبراهيم بن إسماعيل الأشهلي، وتلميذه إسماعيل اعترف بأمر عظيم، ولا يحتج به إلا ما رواه البخاري ومسلم عنه (راجع التهذيب وهدي الساري وغيرهما).


۵- **أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها** ————— نماز میں امام کو غلطی پر تنبیہ کرنے کے طریقے کا بیان

اوڑھ رکھی تھی۔ کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے (سجدہ کرتے وقت) اس پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔

ابن عبد الرحمن بن ثابت بن الصّاميت، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِي بَيْتِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَعَلَيْهِ كِسَاءٌ مُتَلَفَّفٌ بِهِ، يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيْهِ، يَقِيهِ بَرْدَ الْحَصَى.

۱۰۳۳- حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ سخت گرمی میں نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ جب کوئی زمین پر اپنی پیشانی نہ رکھ سکتا تو اپنا کپڑا اچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔

۱۰۳۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَقْدِرْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ، بَسَطَ تَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ.


 **فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے کہ زمین کی گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا درست ہے۔ ② زمین پر پیشانی نہ رکھ سکنے کا مطلب یہ ہے کہ زمین بہت گرم ہوتی تھی اس لیے جب چہرہ زمین کو چھوتا تھا تو تکلیف محسوس ہوتی تھی۔

(المعجم ۶۵) - **بَابُ التَّسْبِيحِ لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّصْفِيْقِ لِلنِّسَاءِ** (التحفة ۱۰۴)

باب: ۶۵- نماز میں مرد (امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہیں اور عمورتیں تالی بجائیں

۱۰۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ».

۱۰۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی، سبحان عمورتوں کے لیے ہے۔“

 **فوائد ومسائل:** ① نماز کے دوران میں اگر امام کو غلطی لگ جائے تو اسے متنبہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہنا

۱۰۳۳- أخرجه البخاري، الصلاة، باب السجود على الثوب في شدة الحر، ح: ۳۸۵، وح: ۱۲۰۸، ومسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر... الخ، ح: ۶۲۰ من حديث بشر به.

۱۰۳۴- أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، ح: ۱۲۰۳، ومسلم، الصلاة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة... الخ، ح: ۴۲۲ من حديث سفيان به.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں جو تہ پہن کر نماز پڑھنے کا بیان

چاہے۔ ① اگر کوئی مرد امام کو غلطی کا اشارہ نہ دے تو عورتیں بھی امام کو غلطی پر متنبہ کر سکتی ہیں۔ ② لیکن عورتوں کو سبحان اللہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا چاہیے۔ ③ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عورت کو چاہیے کہ بلا ضرورت مردوں کو آواز نہ سنائے۔ ④ نماز کے بعض مسائل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق ہے۔ یہ مسئلہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

۱۰۳۵۔ حضرت کھل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ کہنا مردوں کا کام ہے اور تالی بجانا عورتوں کا کام ہے۔“

۱۰۳۵ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ الْمَاعِذِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ».

۱۰۳۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو تالی بجانے کی اجازت دی ہے اور مردوں کو سبحان اللہ کہنے کی۔

۱۰۳۶ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَعُيَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ فِي التَّصْفِيحِ، وَلِلرِّجَالِ فِي التَّسْبِيحِ.

باب ۶۶۔ جو تہ پہن کر نماز پڑھنا

(المعجم ۶۶) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي النَّعَالِ

(الحففة ۱۰۵)

۱۰۳۷۔ حضرت ابن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے دادا حضرت اوس رضی اللہ عنہ بعض

۱۰۳۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُثْمَرُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ

۱۰۳۵۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول فتأخر الأول... الخ، ح: ۶۸۴، ۱۲۰۱، ۱۲۰۴، ۱۲۱۸، ۱۲۳۴، ۲۶۹۰، ۲۶۹۳، ۱۷۹۰، ومسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من هبط بهم... الخ، ح: ۴۲۱ من طرق عن أبي حازم به مطولاً بالفاظ متقاربة المعنى.

۱۰۳۶۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن" * سويد بن سعيد ضعفه الأئمة من أجل اختلاطه، ولا يحتج به إلا ما يروي عنه مسلم في صحيحه، وقال ابن معين فيه: "حلال الدم" وقال: "لو كان لي فرس ورمح لغزوت سويداً" (راجع الميزان وغيره)، والحديث السابق يعني عنه.

۱۰۳۷۔ [صحيح] أخرجه أحمد: ۱۰/۴ عن محمد بن جعفر غندر به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح"، وللحديث شواهد.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سینے کا بیان

سَالِمٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْسٍ قَالَ: كَانَ جَدِّي
أَوْسٌ، أَحْيَانًا يُصَلِّي، فَيَسِيرُ إِلَيَّ وَهُوَ فِي
الصَّلَاةِ، فَأَعْطِيهِ نَعْلَيْهِ، وَيَقُولُ: رَأَيْتَ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ.

اوقات نماز پڑھ رہے ہوتے تو نماز کے دوران ہی میں
مجھے اشارہ کرتے تو میں انھیں جوتے دے دیتا۔ وہ فرمایا
کرتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے پہن کر
نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز میں اشارہ کرنا جائز ہے۔ ② نماز کے دوران میں جوتے پہن لینا یا اتار دینا جائز
ہے۔ ③ جوتے پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور اتار کر بھی البتہ اگر جوتوں میں نجاست لگی ہوئی نظر آ رہی ہو تو
ایسے جوتے پہن کر نماز درست نہیں جب تک کہ انھیں صاف نہ کر لیا جائے۔ مٹی وغیرہ لگی ہو تو خشک نہیں کرنا چاہیے۔

۱۰۳۸- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ
عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا.

۱۰۳۸- حضرت عمرو بن شعيب رضی اللہ عنہما اپنے والد سے
اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت
کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو
جوتے اتار کر نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جوتے پہن کر بھی۔

۱۰۳۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ
أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاقِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي
التَّعْلَيْنِ وَالْحَقَيْنِ.

۱۰۳۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے اور
موزے پہن کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت معنا صحیح ہے۔ علاوہ ازیں
دوسرے محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام
أحمد بن حنبل: ۵/۴۰۶۳۵)

(المعجم ۶۷) - بَابُ كَفِّ الشَّعْرِ وَالتَّوْبِ

باب ۶۷- نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سینے

فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۰۶)

۱۰۴۰- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ الرَّسَّاسِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا.

۱۰۴۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۰۳۸- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح: ۶۵۳ من حديث حسين المعلم به.

۱۰۳۹- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۴۶ لعله، وقال البوصيري: "فيه أبو إسحاق السبيعي، اختلط بآخره".

۱۰۴۰- [صحيح] تقدم، ح: ۸۸۳.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سینے کا بیان

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَأَبُو عَوَّانَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں بال یا کپڑے نہ سینوں۔“
 قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ لَا أَكْفَأَ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا».

فوائد ومسائل: ① بال سینے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اکٹھا کر کے اس طرح جوڑا بنا لیا جائے جس طرح عورتیں جوڑا بنا لیتی ہیں نماز میں اس طرح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر پہلے سے جوڑا بنا لیا ہوا ہو تو کھول کر نماز پڑھیں۔ ② کپڑے سینے کا مفہوم یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت کپڑوں کو مٹی سے چمانے کے لیے سینے کی کوشش کرنا مناسب نہیں۔ ③ حدیث کے ظاہر الفاظ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی حالت میں یہ کام ممنوع ہیں لیکن سلف نے کہا ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے بھی بال اکٹھے ہوں یا کپڑے سنے ہوئے ہوں تو انھیں کھول دیا جائے اور پھر نماز شروع کی جائے۔ (المرعاة و إنجاز الحاجة)

۱۰۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أُمِرْنَا أَلَّا [نَكْفَأَ] شَعْرًا [وَلَا ثَوْبًا]، وَلَا نَوَضَّأَ مِنْ مَوَاطِئِ.
 ۱۰۴۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم (نماز میں) بال یا کپڑے نہ سینیں اور (ناپاک جگہ پر) پاؤں پڑ جانے کی وجہ سے وضو نہ کریں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ معنی صحیح ہے کیونکہ اس روایت میں بیان کردہ باتیں دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہیں غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ۱/۱۹۸، حدیث: ۱۸۳) ② اگر پاؤں ناپاک ہو جائیں تو صرف پاؤں دھو لیے جائیں پورا وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر نجاست ظاہر نہ ہو تو محض جگہ کے ناپاک ہونے کے شک کی بنیاد پر پاؤں دھونے کا تکلف نہیں کرنا چاہیے۔

۱۰۴۲۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا ۱۰۴۲۔ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت

۱۰۴۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الرجل يظأ الأذى برجله، ح: ۲۰۴ من حديث ابن إدريس وغيره به، وضححه الحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * الأعمش عنمن، وانظر، ح: ۱۷۸ لعلته.

۱۰۴۲۔ [حسن] أخرجه أحمد (أطراف المسند: ۶/۲۲۱) عن محمد بن جعفر به * أبو سعد المدني، لم أجد من وثقه وقيل أنه شرحبيل بن سعد، ح: ۵۹۲، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ۶۴۶.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَالٍ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ، رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، رَأَى الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ عَقَصَ شَعْرَهُ، فَأَطْلَقَهُ، أَوْ نَهَى عَنْهُ، وَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصُ شَعْرَهُ.

(المعجم ۶۸) - بَابُ الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ

(التحفة ۱۰۷)

۱۰۴۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَرْفَعُوا أَبْصَارَكُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ تَلْتَمِعَ»، يَعْنِي: فِي الصَّلَاةِ.



160

نماز میں خشوع خضوع سے متعلق احکام و مسائل

ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے بال کھول دیے یا اس طرح کرنے سے منع فرمایا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے۔

باب: ۶۸- نماز میں خشوع کا ہونا

۱۰۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آسمان کی طرف نظریں نہ اٹھاؤ“ مبادا اچک لی جائیں۔ یعنی نماز میں اوپر نظر نہ اٹھاؤ۔

☀️ نواد و مسائل: ① خشوع میں یہ بات بھی شامل ہے کہ نظریں جھکا کر کھڑے ہوں۔ کسی وجہ سے قبلے کی طرف

نظر اٹھ جائے تو جائز ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاة، حدیث: ۷۲۸۱)، ② نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا بھی اسی طرح منع ہے جس طرح وائیں بائیں دیکھنا منع ہے۔ ③ بعض اوقات گناہوں کی سزا دنیا میں بھی مل سکتی ہے۔

۱۰۴۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۱۰۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۰۴۳- [صحیح] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح: ۵۵۰۹ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۸۱، والبوصيري * الزهري عن عن، وتقدم، ح: ۷۰۷، وأخرج أحمد: ۲۹۵/۵، واللفظ له، والنسائي عن الزهري حدثنى عبدة بن عبد الله بن عبد الله بن عتبة بن معوذ أن رجلاً من أصحاب النبي ﷺ حدثه، الخ نحوه، وإسناده صحيح.

۱۰۴۴- أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ۷۵۰ من حديث قتادة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں خشوع خضوع سے متعلق احکام و مسائل

ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو چہرہ مبارک نمازیوں کی طرف کیا اور فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں؟“ پھر نبی ﷺ نے اس بارے میں سخت الفاظ فرمائے: ”انھیں اس حرکت سے باز آ جانا چاہیے ورنہ اللہ ضرور ان کی بینائی سلب فرمائے گا۔“

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بِأَصْحَابِهِ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ يَوَجِّهُهُ فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ. حَتَّى اشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ: «لَيَبْتَهِنَّ» عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَيُخَطَفَنَّ اللَّهُ أَبْصَارَهُمْ».

۱۰۴۵۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ (نماز میں) آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں انھیں ضرور باز آ جانا چاہیے ورنہ ان کی نظریں واپس (زمین کی طرف) نہیں لوٹیں گی (بلکہ پھین لی جائیں گی۔)“

۱۰۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيْبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيَبْتَهِنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ، أَوْ لَا تَرْجِعُ أَبْصَارُهُمْ».

۱۰۴۶۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک انتہائی خوش شکل خاتون نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ کچھ حضرات اس لیے اگلی صف میں کھڑے ہونے کا اہتمام کرتے کہ اس خاتون پر نظر نہ پڑے جبکہ بعض افراد (جان بوجھ کر) پیچھے رہ جاتے تاکہ کچھلی صف میں کھڑے ہوں۔ ان میں سے جب کوئی رکوع کرتا تو اپنی بظلموں کے نیچے سے اس

۱۰۴۶۔ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ، حَسَنَاءٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْتَقْدِمُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا، وَيَسْتَأْخِرُ

۱۰۴۵۔ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ۴۲۸ من حديث الأعمش

۱۰۴۶ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن [باب] ومن سورة الحجر، ح: ۳۱۲۲ من حديث نوح به * عمرو بن مالك البكري ضعيف عند البخاري (تهذيب التهذيب ۱/ ۳۳۶)، ووثقه ابن حبان وحده مع قوله: "يخطئ" وغرب، وقال ابن عدي في أبي الجوزاء: "حدث عنه عمرو بن مالك قدر عشرة أحاديث غير محفوظة".

۵۔ ابواب اقامۃ الصلوات والسنة فيها ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُوَّخَّرِ،
فَإِذَا رَكَعَ قَالَ هَكَذَا، يَنْظُرُ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ،
فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَقِيمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ
عَلَّمْنَا الْمَسْتَضِيرِينَ﴾ [الحجر: ۲۴] فِي شَأْنِهَا .
طرح دیکھتا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ
آیات نازل فرمائیں: ﴿وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُسْتَقِيمِينَ
مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلَّمْنَا الْمَسْتَضِيرِينَ﴾ ”تم میں سے
جو لوگ آگے بڑھنے والے ہیں، ہم انہیں بھی جانتے ہیں
اور جو پیچھے رہنے والے ہیں وہ بھی ہمیں معلوم ہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے اسی لیے یہ سارا واقعہ ہی بے بنیاد ہے۔ ② ہر عمل میں نیت کا صحیح ہونا
بہت ضروری ہے۔ ③ عورتوں کا فرض نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد آنا جائز ہے۔ ④ اس آیت کو اقبل
اور مابعد سے ملا کر پڑھا جائے تو آیات کا مفہوم یوں بنتا ہے: ”اور بلاشبہ ہم ہی زندگی اور موت دیتے ہیں اور بے شک
ہم ہی (بالآخر ہر چیز کے اور ہر شخص کے) وارث ہیں۔ اور یقیناً تم میں سے آگے بڑھنے والے بھی ہمارے علم میں
ہیں اور پیچھے ہٹنے والے بھی۔ آپ کا رب ان (سب) کو جمع کرے گا وہ یقیناً بڑی حکمتوں والا اور بڑے علم والا ہے۔“
(الحجر: ۲۳-۲۵) اس سیاق کی روشنی میں ”آگے بڑھنے والوں“ اور ”پیچھے ہٹنے (یا پیچھے رہ جانے) والوں“ کا
مطلب پہلے فوت ہو جانے والے اور ان کے پس ماندگان بھی ہو سکتا ہے اور نیک کاموں میں سبقت لے جانے
والے اور کوتاہی اور سستی سے کام لینے والے بھی۔

(المعجم ۶۹) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثُّوبِ

الْوَاحِدِ (التحفة ۱۰۸)

۱۰۴۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ
عَيْسَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُنِّي رَجُلٌ
النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَحَدُنَا
يُصَلِّي فِي الثُّوبِ الْوَاحِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ
ﷺ: «أَوْ كَلَّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ؟»

☀️ فوائد و مسائل: ① مرد ایک کپڑا اوڑھ کر نماز ادا کر سکتا ہے۔ عریوں میں ایک کپڑا اوڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ کمر پر

۱۰۴۷۔ أخرجه البخاري، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفاً به، ح: ۳۵۸، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة في
ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۵ من حديث الزهري به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

کپڑا تہہ بندی کی طرح رکھ کر آگے کی طرف لاکر اس کا دایاں سر پایاں کاندھے پر ڈال لیا جائے اور بائیں پلو دوائیں کاندھے پر ڈال لیا جائے۔ اس طرح ایک ہی کپڑے سے ستر بھی چھپ جائے گا پیٹ وغیرہ بھی اور کاندھے بھی۔ گویا ایک بڑے کپڑے سے دو کپڑوں کا کام چل جاتا ہے۔ ① اگر کپڑا چھوٹا ہو اور مذکورہ بالا طریقے سے اوڑھنا ممکن نہ ہو تو دوسرا کپڑا بھی استعمال کرنا چاہیے۔ ایک کپڑے کو تہہ بندی کی طرح باندھ لیا جائے اور دوسرے کو چادر کی طرح اوڑھ لیا جائے اگر اوڑھنا نہ جاسکتا ہو تو کاندھوں پر ڈال لیا جائے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کاندھوں پر کچھ نہ ہو۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، حدیث: ۳۵۹) ② حدیث میں [عاتق] کا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ ”کندھا“ کیا گیا ہے۔ کندھے کے لیے دوسرا لفظ ”منکب“ ہے۔ جو اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جو اردو میں ”کندھے“ کا متعارف مفہوم ہے۔ ”عاتق“ کا اصل مطلب منکب اور گردن کے درمیان کی جگہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جسم کے بالائی حصہ پر بھی کوئی لباس یا کپڑا ہونا چاہیے۔ ③ اگر کپڑا ایک ہی ہو اور اسے اوڑھنا نہ جاسکتا ہو تو تہہ بندی کی طرح باندھ کر نماز پڑھ لی جائے۔ ارشاد نبوی ہے: ”اگر کپڑا اکھلا ہو تو اس میں لیٹ جاؤ اور اگر تنگ ہو تو اسے تہہ بند بنا لو۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، باب إذا كان الثوب ضيقاً، حدیث: ۳۶۱) ④ عورت کو نماز میں اپنا تمام جسم ڈھانپنا چاہیے۔

۱۰۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُ
ابْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي شَفِيانَ،
عَنْ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ
فَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فِي
ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مَتَوَشَّحًا بِهِ.

۱۰۴۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ ایک کپڑا توشیح کے انداز سے اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

فاکہہ: [توشیح] سے مراد وہ طریقہ ہے جو گزشتہ حدیث کے فاکہہ نمبر ① میں بیان کیا گیا ہے یا یہ کہ کپڑے کا جو کنارہ دائیں کندھے پر ہے اسے بائیں بغل کے نیچے سے نکالے اور جو بائیں کندھے پر ہے اسے دائیں بغل کے نیچے سے نکالے پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر گرہ دے لے۔

۱۰۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۰۴۸۔ [صحیح] تقدم، ح: ۱۰۲۹.

۱۰۴۹۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتصقاً به، ح: ۳۵۶-۳۵۴، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۷ من حديث هشام به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بحق قرآن سے متعلق احکام و مسائل

انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھتے دیکھا، نبی ﷺ نے اسے توش کے انداز سے اوڑھ رکھا تھا اور اس کے دونوں سرے آپ ﷺ کے کندھوں پر تھے۔

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَوَشِّحًا بِهِ، وَأَضْعَا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ.

۱۰۵۰- حضرت عبدالرحمن بن کیسان رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت کیسان بن جریر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں نے بزرگ علیا کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔

۱۰۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ حَظَلَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَخْرُومِيِّ، عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ مَشْكَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِالْبِئْرِ الْعُلْيَا فِي ثَوْبٍ.

۱۰۵۱- حضرت کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ایک کپڑا سینے پر گھر دے کر ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھتے دیکھا۔

۱۰۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَكَبِّئًا بِهِ.

🌞 **فائدہ:** مذکورہ دونوں روایتوں کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں لیکن ان سے ما قبل حدیث: ۱۱۰۳۹ ان سے کفایت کرتی ہے غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ دونوں روایتوں کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ، حدیث: ۸۶۶۹)۔

(المعجم ۷۰) - **بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ**
(التحفة ۱۰۹)

۱۰۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول

۱۰۵۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۹/۱۹۵، ح: ۴۳۷ من حديث إبراهيم بن محمد به * عبدالرحمن بن كيسان (تقريب)، والحديث السابق بغني عنه.

۱۰۵۱- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ۱/۳۱۲ عن محمد بن بشر به، وحسنه البوصيري، وانظر الحديث السابق لعلته.

۱۰۵۲- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ۸۱ عن ابن أبي شيبة وغيره.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها جو درآن سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اغْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَنْكِبِي، يَقُولُ: يَا وَيْلَةَ! أَمْرَ ابْنِ آدَمَ بِالسُّجُودِ، فَسَجَدَ، فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأَمْرَتْ بِالسُّجُودِ، فَأَبَيْتُ، فَلِيَ النَّارُ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدم علیہ السلام کا بیٹا سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر رونے لگتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ہائے افسوس! آدم علیہ السلام کے بیٹے کو سجدے کا حکم ہوا، اس نے سجدہ کر لیا تو اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم ہوا تھا، میں نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا تو میرے لیے جہنم ہے۔“

🕌 نوادہ و مسائل: ① سجدہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ایک عظیم عمل ہے۔ جس کا بہت زیادہ ثواب ہے خواہ وہ فرض سجدہ ہو جیسے فرض اور نفل نمازوں کے سجدے یا نفل سجدہ ہو جیسے سجدہ شکر اور سجدہ تلاوت۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”اللہ کو سجدے زیادہ کیا کر کیونکہ تو اللہ کے لیے جو سجدہ بھی کرے گا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تیرا اجر بلند کر دے گا اور تیرا گناہ معاف کر دے گا۔“ (صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، حدیث: ۳۸۸) ② سابقہ شریعتوں میں احترام کے طور پر کسی کو سجدہ کرنا ناجائز تھا۔ شریعت محمدیہ میں سجدہ بتعلیمی حرام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا یا حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین اور بھائیوں کا سجدہ کرنا ہمارے لیے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ جس طرح شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شراب نوشی سے اب شراب کے جواز کا ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا۔ ③ اس حدیث سے سجدہ تلاوت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے تاہم دوسرے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں البتہ مستحب اور ثواب کا باعث یقیناً ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء من لم یسجد فیہ، حدیث: ۵۷۶) محض سستی کی وجہ سے ثواب حاصل کرنے کا یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

۱۰۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ النَّبَاهِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ حُنَيْسٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ: يَا حَسَنُ! أَخْبَرَنِي جَدُّكَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

۱۰۵۳ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور عرض کیا: میں نے رات کو خواب دیکھا گویا میں ایک درخت کی طرف (منہ کر کے) اسے سترہ بنا کر (نماز پڑھ رہا ہوں۔ میں نے نماز

۱۰۵۳ - [سنادہ حسن] أخرجه الترمذی، الجمعة، باب ماجاء ما يقول في سجود القرآن، ح: ۵۷۹ من حديث محمد بن يزيد، وقال: 'حسن غريب'، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم: ۱/۲۱۹، ۲۲۰، والذهبي المرمم.

۱۰۵۴ - أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سجدہ قرآن سے متعلق احکام و مسائل

میں) سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا۔ مجھے سجدہ کرتے دیکھ کر درخت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اس (درخت) کو (سجدہ میں) یوں کہتے سنا: اَللّٰهُمَّ اَحْطُطْ عَنِّيْ بِهَا وَزُرّاً وَاَكْتُبْ لِيْ بِهَا اَجْرًا وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا [اے اللہ! اس سجدہ کی وجہ سے میرے گناہوں کا بوجھ اتار دے اور میرے لیے اس کا ثواب لکھ دے اور اسے اپنے پاس میرے لیے ذخیرہ بنا دے۔“

قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنِّي أَصْلِي إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ، فَقَرَأْتُ السُّجْدَةَ فَسَجَدْتُ فَسَجَدْتُ فَسَجَدْتُ فَسَجَدْتُ فَسَجَدْتُ فَسَجَدْتُ، فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اَحْطُطْ عَنِّيْ بِهَا وَزُرّاً، وَاَكْتُبْ لِيْ بِهَا اَجْرًا، وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے (اس کے بعد) دیکھا کہ نبی ﷺ نے سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا۔ میں نے آپ کو سجدہ میں وہی دعا پڑھتے سنا جو ان صاحب نے (خواب میں) درخت کی کہی ہوئی بیان کی تھی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ السُّجْدَةَ فَسَجَدَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.



سُؤَالَ وَمَسْأَلٍ: ① یہ شخص حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے جیسا کہ دوسری روایت میں تصریح ہے۔ دیکھیے:

(تحفة الأحوذی: ۱۶۰/۳ حدیث: ۵۷۹) ② سجدہ تلاوت میں مذکورہ بالا دعا پڑھنا مستون ہے۔ ③ شرعی مسائل خواب سے ثابت نہیں ہوتے۔ یہ دعا اس لیے سنت نہیں کہ صحابی نے خواب میں سنی تھی بلکہ اس لیے سنت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر اسے پڑھا ہے۔ ④ شجر و حجر اللہ کی عبادت کرتے ہیں لیکن ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ خواب میں اللہ تعالیٰ نے صحابی کو ایک حقیقت کی اطلاع دی جس کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَابُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَ كَثِيْرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ (الحج: ۱۸) ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ اور سورج چاند ستارے پہاڑ درخت چوپائے اور بہت سے لوگ بھی (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے لوگوں پر عذاب ثابت ہو چکا ہے (کیونکہ وہ اللہ کو سجدہ نہیں کرتے۔“)

۱۰۵۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو ۱۰۵۳ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

۱۰۵۴ - أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۷۱ من طريق آخر عن الأخرج به مطولاً، في الأصل: "عن أبي رافع"، وصححه من تحفة الأشراف وغيره * وابن جرير صرح بالسماع عند

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تجوید قرآن سے متعلق احکام و مسائل

جب سجدہ کرتے تھے تو کہتے تھے: **اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَ بِكَ آمَنْتُ، وَ لَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَ جِهِي لِلَّذِي شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ** [اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیری اطاعت قبول کی، تو میرا مالک ہے، میرے چہرے نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کے کان اور اس کی آنکھیں بنائیں۔ اللہ بہت برکتوں والا ہے۔ بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“

الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَمَوِيُّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ [عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ] أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَ بِكَ آمَنْتُ، وَ لَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَ جِهِي لِلَّذِي شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ».

🌟 **فائدہ:** حدیث میں مذکور دعا عام سجدے کی دعا ہے۔ سجدہ تلاوت کی دعا اس سے قبل حدیث (۱۰۵۳) میں گزر چکی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سجدہ تلاوت کی جو دعائیں الفاظ سے مروی ہے: **سَجَدَ وَ جِهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَ قُوَّتِهِ** [جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء مايقول في سجود القرآن، حدیث: ۵۸۰] ”میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی قدرت و طاقت سے اس کے کان بنائے اور آنکھیں بنائیں۔“ متدرک حاکم میں ان الفاظ کے بعد یہ بھی ہے: **تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ** [المستدرک للحاکم: ۲۲۰/۱] ”پس اللہ بہت برکتوں والا ہے، بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“ یہ دراصل عام سجدے میں پڑھی جانے والی دعا ہے جیسا کہ صحیح مسلم (حدیث: ۱۷۷۷) کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے اور سجدہ تلاوت کی دعا وہ ہے جو حدیث: ۱۰۵۳ میں گزری۔ سجدہ تلاوت کی دعا کی تحقیق کی بابت دیکھیے: (سنن ابوداؤد (أردو) مطبوعہ دارالسلام، حدیث: ۱۲۱۳ کا فائدہ)

(المعجم ۷۱) - [بَابُ] عَدَدِ سُجُودِ

باب: ۱-۷- قرآن مجید کے سجدوں کی تعداد

الْقُرْآنِ (التحفة ۱۱۰)

۱۰۵۵- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں سے ایک سورہ غنم میں ہے۔

۱۰۵۵- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ

أحمد: ۱۱۹/۱.

۱۰۵۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في سجود القرآن، ح: ۵۶۸ من حدیث ابن وهب • عمر بن حیان الدمشقی مجهول (تقریب)، بینہ و بین أم الدرداء رجل مجهول، راجع سنن الترمذی، ح: ۵۶۹ وغیره.

موجود قرآن سے متعلق احکام و مسائل

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عُمَرَ الدَّمَشَقِيِّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ:
حَدَّثَنِي أَبُو الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ سَجَدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ
إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً، مِنْهُنَّ النَّجْمُ.

۱۰۵۶- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں مفصل سورتوں میں کوئی سجدہ نہیں۔ (یہ سجدے ان سورتوں میں ہیں) سورۃ اعراف، سورۃ رعد، سورۃ نمل، سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ مریم، سورۃ حج، اور سورۃ فرقان، سجدہ اور سورۃ نمل کا حضرت سلیمان کے واقعہ والا سجدہ۔ سورۃ سجدہ، سورۃ ص اور تم والی سورت کا سجدہ (سورۃ سجۃ)

۱۰۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَائِدٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ، عَنِ الْمَهْدِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثَيْبَةَ بْنِ خَاطِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمَّتِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً، لَيْسَ فِيهَا مِنَ الْمُفْصَلِ شَيْءٌ: الْأَعْرَافُ، وَالرَّعْدُ، وَالنَّحْلُ، وَبَنِي إِسْرَائِيلَ، وَمَرْيَمُ، وَالْحَجُّ، وَسَجْدَةُ الْفُرْقَانِ، وَسُلَيْمَانَ سُورَةِ النَّمْلِ، وَالسَّجْدَةَ، وَفِي ص، وَسَجْدَةَ الْحَوَائِمِ.



☀️ فوائد و مسائل: ① سنن ابن ماجہ کے اکثر نسخوں میں سورۃ نمل کے بجائے ”سلیمان سورۃ النمل“ کے الفاظ ہیں۔

راویوں نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا ذکر غالباً اس لیے کیا کہ اسے سورۃ نمل (میم سے) پڑھا جائے کیونکہ اسی سورت میں حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ غلطی سے سورۃ نمل (حاء سے) نہ پڑھا جائے۔ اس کے باوجود مطبوعہ نسخوں میں ح سے نمل ہی لکھا گیا۔ حالانکہ سورۃ نمل کا ذکر اس حدیث میں سورۃ رعد کے بعد موجود ہے۔ ② یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ صحیح احادیث سے پندرہ سجدے ثابت ہیں۔

۱۰۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

۱۰۵۶- [إسناده ضعيف] * المهدي بن عبد الرحمن مجهول (تقريب)، وقال البوصيري: "لهذا إسناده ضعيف لضعف عثمان بن فائد".

۱۰۵۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، سجود القرآن، باب تفریع أبواب السجود وكم سجدة في القرآن ح: ۱۴۰۱ من حديث ابن أبي مریم به، وحسنه المنذري، والنووي، وضعفه عبدالحق، وابن القطان الفاسي * ❁

۱۰- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها مجوز قرآن سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْزِيمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ يَزِيدَ :
 حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سَعِيدٍ الْعُتَيْبِيُّ، عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُنَيْنٍ - مِنْ بَنِي عَبْدِ كِلَابٍ - عَنْ
 عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْرَأَهُ
 خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا
 ثَلَاثٌ فِي الْمَفْصَلِ، وَفِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ .

www.KitaboSunnat.com

🌟 فائدہ: مذکورہ روایت سناضعیف ہے، تاہم صحیح احادیث سے قرآن مجید میں ۱۵ سجدوں کا ذکر ملتا ہے۔ جبکہ احناف اور شوافع ۱۴ سجدوں کے قائل ہیں۔ احناف سورہ حج میں ایک سجدے کے قائل ہیں جبکہ سورہ حج میں دو سجدوں کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے، یہاں احادیث اگرچہ سناضعیف ہیں لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے کچھ شواہد بھی ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورة الأنبياء، آیت: ۱۸) نیز محقق عصر حجج البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تعلیقات المشكاة، الصلاة، حدیث: ۱۰۳۰) نیز ابوداؤد کی حدیث کو جس میں سورہ حج کے دو سجدوں کا ذکر ہے ہمارے محقق نے حسن قرار دیا ہے۔ (مشن ابوداؤد حدیث ۱۴۰۲ کی تحقیق و ترجمہ) شوافع سورہ عم کے سجدے کے قائل نہیں ہیں جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "میں نے نبی کریم ﷺ کو سورہ عم کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔" (صحیح البخاری، سجود القرآن، حدیث: ۱۰۶۹) الحاصل احادیث سے قرآن پاک میں ۱۵ سجدوں کا ذکر ملتا ہے لہذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ۱۵ مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔

۱۰۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ
 مُوسَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ﴿إِذَا
 الْكَلْبُ أَنْشَقَّتْ﴾ وَ﴿أَقْرَأْ بِأَسْمِ رَبِّكَ﴾ .

۱۰۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

الحارث بن سعید مجهول الحال .

۱۰۵۸- أخرجه مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ۵۷۸ عن ابن أبي شيبة وغيره به .

۱۰۵۹- [صحیح] أخرجه الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في السجدة في "إذا السماء انشقت" . الخ: ۵۷۴ من ۴۴

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کی کامل ادائیگی کا بیان

مجھے (نماز پڑھنے کا طریقہ) سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نماز کے لیے جانے لگے تو (پہلے) سنوار کر کامل وضو کر، پھر قبیلے کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہہ پھر قرآن میں سے جو تیرے لیے آسان ہو پڑھ پھر رکوع کر حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کر لے پھر سر اٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کر لے پھر سر اٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جائے پھر ساری نماز اسی طریقے سے ادا کر۔“

التَّالِيَةِ: فَعَلَّمَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِغِ الوُضُوءَ. ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْزُقْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْزُقْ رَأْسَكَ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا.»

فوائد ومسائل: ① نماز کی صحت کے لیے وضو شرط ہے اس لیے وضو توجہ اور احتیاط سے کرنا چاہیے تاکہ اس میں

کوئی نقص نہ رہ جائے۔ ② نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا شرط ہے البتہ نقلی نماز سواری پر ادا کرتے وقت سواری کا رخ

جدھر بھی ہو نماز جاری رکھی جائے۔ (صحیح البخاری، التقصیر، باب صلاة التطوع على الدواب، وحيثما

توجهت، حدیث: ۱۰۹۳، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في

السفر حيث توجهت، حدیث: ۴۰۰۰) البتہ یہ ضروری ہے کہ نماز شروع کرتے وقت سواری کا رخ قبیلے کی طرف

ہو۔ جیسا کہ سنن ابوداؤد کی روایت میں صراحت ہے۔ (سنن أبي داود، صلاة السفر، باب التطوع على

الراحلة والوتر، حدیث: ۱۷۲۰) ③ نماز کی ابتدا تکبیر سے ہوتی ہے۔ جیسے کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث: ۲۷۵ میں ذکر

ہوا۔ ارشاد نبوی ہے ”نماز میں پابندیاں لگانے والی چیز تکبیر ہے اور پابندیاں ختم کرنے والی چیز سلام ہے۔“

④ ”قرآن میں سے جو آسان ہو۔“ اس سے مراد سورۃ فاتحہ ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یا اس سے مراد سورۃ

فاتحہ کے بعد کی تلاوت ہے کہ اس میں کم زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں۔ سورۃ فاتحہ کا وجوب دوسرے دلائل سے ثابت

ہے۔ ارشاد نبوی ہے: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» (صحیح البخاری، الأذان، باب وجوب

القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها.....) و حدیث: ۷۵۶، و صحیح مسلم، الصلاة، باب

وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة.....) حدیث: ۳۹۳) ”جس شخص نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز

نہیں۔“ علاوہ ازیں ارشاد نبوی ہے: ”جب میں بلند آواز سے قراءت کروں تو سورۃ فاتحہ کے سوا قرآن میں

سے کچھ نہ پڑھو۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب، حدیث:

۸۲۳) ⑤ رکوع اور سجدہ کے دیگر مسائل گزشتہ ابواب میں بیان ہو چکے ہیں۔ ⑥ اس حدیث میں سب سے اہم

مسئلہ جسے پوری تاکید سے واضح کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ نماز کے ارکان پورے اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہیں۔

جلدی جلدی پڑھی ہوئی نماز اللہ کے ہاں قبول نہیں کیونکہ نماز کا اصل مقصد ہی اللہ کا ذکر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (ظنہ: ۱۳) ”میری یاد کے لیے نماز قائم کیجیے۔“

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کی کامل ادائیگی کا بیان

۱۰۶۱۔ حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے، انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کی موجودگی میں یہ کہتے سنا۔ ان دس حضرات میں سے ایک حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ دیگر صحابہ نے کہا: ایسے کیوں کر ہو سکتا ہے جب کہ آپ ہم سے زیادہ اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرنے والے نہیں۔ (ہم بھی تو ہر چھوٹے بڑے مسئلے میں نبی ﷺ کی پوری پوری اتباع کرنے کی کوشش کرتے ہیں) نہ تمہیں ہم سے پہلے نبی ﷺ کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔ (اس کے باوجود بات یہی ہے) ان حضرات نے کہا: تب بیان کیجئے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر اٹھالیتے اور (ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تو) آپ ﷺ کا ہر عضو اپنے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا (بلا ضرورت حرکت نہ کرتے) پھر قراءت کرتے، پھر اللہ اکبر کہتے اور اپنے ہاتھ بلند کرتے حتیٰ کہ کندھوں کے برابر اٹھالیتے، پھر رکوع کرتے اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پر مضبوطی سے رکھتے (رکوع کے دوران میں) نہ اپنا سر بہت زیادہ جھکا دیتے اور نہ بلند رکھتے (بلکہ) اعتدال سے رکوع کرتے۔ پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ:

۱۰۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمِيدَ السَّاعِدِيِّ فِي عَشْرَةِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ، فَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالُوا: لِمَ؟ فَوَاللَّهِ مَا كُنْتُ بِأَكْثَرِنَا لَهُ بَعَثَةً، وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً، قَالَ: بَلَى. قَالُوا: فَأَعْرِضْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِيَهُمَا مَنْكِبَيْهِ، وَيَرَفُّ كُلَّ عَضْوٍ مِنْهُ فِي مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَفْرَأُ، ثُمَّ يَكْبُرُ، وَيَرَفُّ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِيَهُمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ مُعْتَمِدًا، لَا يَضْبُ رَأْسَهُ وَلَا يُثْبَعُ، مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقُولُ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» وَيَرَفُّ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِيَهُمَا مَنْكِبَيْهِ، حَتَّى يَفْرُقَ كُلَّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ وَيُجَافِي بَيْنَ يَدَيْهِ عَن جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرَفُّ رَأْسَهُ وَيُنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَسْجُدُ، ثُمَّ يَكْبُرُ وَيَجْلِسُ عَلَى رِجْلِهِ



۱۰۶۱۔ [صحیح] تقدم، ح: ۸۰۳ مختصراً، وأخرجه أبو داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ح: ۹۷۳، ۹۷۴

وغیره من حدیث ابي عاصم به، وصححه الترمذی، وابن خزيمة، وابن حبان، والبخاری، وابن نيمية، وابن القیة وغیرهم * عبدالحمید بن جعفر وثقه أكثر العلماء كما قال الزیلعی فی نصب الرایة: ۳۴۴/۱.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کی کامل ادائیگی کا بیان

کہتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انھیں کندھوں کے برابر بلند کر لیتے۔ (اور سیدھے کھڑے ہو جاتے) حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ ٹھہر جاتی، پھر زمین کی طرف جھکتے اور (عجدے کے دوران میں) اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے، پھر سر اٹھاتے اور اپنے ہاتھیں پاؤں کو موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے۔ جب عجدہ کرتے تو پاؤں کی انگلیوں کو زمین پر لگاتے، پھر عجدہ کرتے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے ہاتھیں پاؤں پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی، پھر کھڑے ہوتے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح (تمام ارکان ادا) کرتے، پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اتار کر بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر کر دیتے، جس طرح نماز شروع کرتے وقت (رفع یدین) کیا تھا۔ پھر باقی نماز بھی اسی طرح ادا کرتے حتیٰ کہ جب وہ رکعت ہوتی جس میں سلام پھیرنا ہوتا تو (تشہد میں بیٹھتے وقت) ایک پاؤں کو (بائیں پاؤں کو) ایک طرف نکال دیتے اور تورک کے طریقے سے جسم کا بائیں حصہ زمین پر رکھ کر بیٹھتے۔ حاضرین نے کہا: آپ نے سچ کہا، اللہ کے رسول ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔

الْيُسْرَى حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَصْنَعُ فِي الرُّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يُصَلِّي بِبَقِيَّةِ صَلَاتِهِ هَكَذَا، حَتَّى إِذَا كَانَتْ السُّجْدَةُ الَّتِي يَنْقُضِي فِيهَا التَّنْسِلِيمَ أَخَّرَ إِحْدَى رِجْلَيْهِ وَجَلَسَ عَلَى نِصْفِهِ الْأَيْسَرِ، مُتَوَرِّكًا، قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

❦ فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے دین کے مسائل سیکھ کر زبانی بھی یاد رکھے اور عملی طور پر بھی۔ اسی طرح ان کے شاگردوں نے بھی حتیٰ کہ وہ مسائل کسی کی پیشی کے بغیر ہم تک پہنچ گئے۔ ② علمی مذاکرہ مسائل کو سمجھنے اور یاد رکھنے کے لیے ایک بہترین طریقہ ہے۔ ③ آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ عجدوں کے درمیان بیٹھنے کے طریقے سے مختلف ہے اور وہ ہے تورک کا طریقہ جس کی وضاحت اس حدیث میں ہے۔ تین اور چار رکعت والی نماز میں پہلے تشہد میں اسی طرح بیٹھا جاتا ہے جس طرح سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ اگر دو رکعت نماز ہو تو اس کا پہلا تشہد ہی آخری تشہد ہے، لہذا اس میں تورک کے طریقے سے بیٹھنا چاہیے۔ ④ حدیث میں مذکور دیگر مسائل کی وضاحت گذشتہ ابواب میں اپنے اپنے مقام پر ہو چکی ہے۔

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۰۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرَّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ سَمَّى اللَّهَ ، وَتُسَبِّحُ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ، فَيَكْبِرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ جِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ ، ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ، وَيُجَافِي بَعْضَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقِيمُ ضَلْبَهُ ، وَيَقُومُ قِيَامًا هُوَ أَطْوَلُ مِنْ قِيَامِكُمْ قَلِيلًا ، ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ رُجَاةَ الْقِبْلَةِ ، وَيُجَافِي بَعْضَ يَدَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ فِيمَا رَأَيْتُمْ ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَجْلِسُ عَلَى قَدَمِهِ الْيُسْرَى ، وَيَنْصِبُ الْيُمْنَى ، وَيَكْرَهُ أَنْ يَسْقَطَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ .



(المعجم ۷۳) - بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي

السَّفَرِ (التحفة ۱۱۲)

۱۰۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ زُبَيْدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ عَمْرِو قَالَ : صَلَاةُ السَّفَرِ رَكَعَتَانِ ، وَالْجُمُعَةُ رَكَعَتَانِ ، وَالْعِيدُ

۱۰۶۲- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۵۶ لعلته.

سفر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۶۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: رسول اللہ ﷺ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب وضو کرتے وقت برتن میں ہاتھ ڈالتے تو اللہ نام لیتے (بسم اللہ پڑھتے) اور اچھی طرح کمال دہ کرتے پھر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ پھر تکبیر (تحریم) کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے پھر رکوع کرتے تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اور بازوؤں (پہلوؤں سے) الگ رکھتے پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنی کہ مبارک سیدھی کر لیتے اور قوسے میں کھڑے رہتے؟ تمہارے قوسے سے تھوڑا سا طویل ہوتا تھا پھر سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ قبلے کی طرف رکھتے اور میں نے دیکھا ہے کہ جہاں تک ہو سکتا بازوؤں کو (پہلوؤں سے) دور رکھتے پھر سر اٹھاتے اور بائیں قدم پر بیٹھ جاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور بائیں پہلو پر جھکا پسند نہیں فرماتے تھے۔

باب: ۷۳- سفر میں نماز قصر ادا کرنا

۱۰۶۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سفر کی نماز دو رکعت ہے جمعے کی نماز دو رکعت ہے اور عید کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی زیارت مبارک کی رُو سے یہ مکمل ہیں ناقص نہیں۔

۱۰۶۳- [صحیح] أخرجه النسائي ۱۱۱/۳، الجمعة، باب عدد صلاة الجمعة، ح: ۱۴۲۱ من حديث شريك به. وقال: "عبدالرحمن بن أبي لیلی لم یسمع من عمر"، وانظر الحديث الآتی * شريك تابعه شعبة وغيره، انظر البحر الزخار للبراز، ح: ۳۳۱ وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رُكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرِ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

🌞 نوادہ مسائل: ① ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں چار رکعت فرض ہیں لیکن سفر میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ اب سفر میں چار کے بجائے صرف دو رکعت پڑھ لینا کافی ہے۔ ② نماز قصر ادا کرنے سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی بلکہ چار رکعت ہی کا ثواب ملتا ہے۔ ③ جمعے کی نماز ظہر کے وقت ادا کی جاتی ہے لیکن اس میں چار رکعت کے بجائے دو رکعت ہی فرض ہے۔

۱۰۶۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سفر کی نماز دو رکعت ہے جمعے کی نماز دو رکعت ہے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ مکمل ہیں ناقص نہیں۔

۱۰۶۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَانَ بْنَ يَزِيدَ ابْنَ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ زَيْدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رُكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رُكْعَتَانِ، وَالْفِطْرِ وَالْأَضْحَى رُكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرِ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۱۰۶۵۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے سوال کیا میں نے کہا: (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ كَفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ”تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تمہیں ڈر ہو کہ کانفرنس سنا لیں گے۔“ اب تو لوگوں کو یہ خوف باقی نہیں رہا (تو کیا اب بھی قصر کرنا جائز ہے؟) حضرت عمر

۱۰۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابِيهِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قُلْتُ: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ كَفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [النساء: ۱۰۶] وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ؟ قَالَ: عَجِبْتُ وَمَا عَجِبْتُ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ

۱۰۶۴۔ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۴۹۰ من حديث محمد بن بشر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۲۵، وما قالوا في تعليقه فليس بعلة فادحة.

۱۰۶۵۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۶ عن ابن أبي شيبة، وغيره به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سفر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: «صَدَقَةٌ»
 تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَأَقْبَلُوا صَدَقَتَهُ» .
 ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی اسی طرح حیرت ہوئی تھی جس
 طرح آپ کو ہوئی ہے تو میں نے اس کے متعلق رسول اللہ
 ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تم پر اللہ
 نے ایک صدقہ کیا ہے تو اس کا صدقہ قبول کرو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز قصر اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے اسے قبول کرنا چاہیے۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ سفر
 میں قصر کرنا افضل ہے۔ ③ آیت مبارکہ میں نماز قصر کو خوف کی حالت سے مشروط کیا گیا ہے لیکن حدیث سے وضاحت
 ہوگئی کہ یہ شرط اس وقت کے حالات کے اعتبار سے تھی اب خوف کے علاوہ بھی سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔ ④ دشمن
 کے مقابلے کے وقت نماز خوف میں بھی قصر درست ہے بلکہ اس حالت میں سفر کی نسبت احکام مزید نرم ہو جاتے ہیں
 اور نماز کا طریقہ بھی بدل جاتا ہے جن کی تفصیل آگے حدیث: ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰ میں آئے گی۔ إن شاء الله تعالى.

۱۰۶۶- حضرت امیر بن عبد اللہ بن خالد رضی سے

روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی سے
 کہا: ہمیں قرآن مجید میں حضرت کی نماز (جب سفر کی حالت
 میں نہ ہوں) اور نماز خوف کا ذکر تو ملتا ہے لیکن سفر کی
 نماز کا ذکر نہیں ملتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی نے فرمایا:
 اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف (نبی بنا کر)
 بھیجا جب کہ ہمیں (دین کے کسی مسئلے کا) کوئی علم نہ تھا تو
 ہم نے جس طرح حضرت محمد ﷺ کو کرتے دیکھا ہے ہم
 اسی طرح عمل کریں گے۔

۱۰۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا

الْلَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ
 أُمِّيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 عُمَرَ: إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِّ وَصَلَاةَ
 الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ؟
 فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا
 ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا
 مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① قرآن مجید میں احکام مختصر طور پر بیان کیے گئے ہیں جن کی تشریح احادیث سے ہوتی ہے اس
 لیے دونوں پر ایمان رکھنا اور عمل کرنا ضروری ہے۔ ② صحیح حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو سکتی البتہ یہ ممکن ہے
 کہ قرآن مجید میں ایک حکم مطلق یا عام استعمال ہوا ہو اور حدیث سے معلوم ہو کہ یہ حکم مطلق نہیں بلکہ فلاں شرط سے
 متقید ہے یا یہ حکم عام نہیں بلکہ فلاں فلاں صورت کے ساتھ خاص ہے ایسی حدیث کو قرآن کے خلاف یا قرآن کے حکم

۱۰۶۶- [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ۱۱۷/۳، تقصير الصلاة في السفر، ح: ۱۴۳۵ من حديث الليث بن سعد،
 وأخرجه أيضًا: ۲۲۶/۱، الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة، ح: ۴۵۸ من حديث محمد بن عبد الله الشيباني عن
 عبد الله بن أبي بكر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۴۶، وابن حبان، ح: ۱۰۱، والحاكم: ۱/۴۰۸، ووافقه الذهبي.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها سفر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل
پراضافہ کہہ کر ترک کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ اضافہ نہیں بلکہ قرآن کی وہ تمہین (وضاحت) ہے جو نبی ﷺ کا منصب تھا۔

۱۰۶۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنبَأَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنْ هَذِهِ
الْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهَا.
۱۰۶۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اس مدینہ شریف
سے (سفر پر) روانہ ہوتے تھے تو دو رکعت سے زیادہ نماز
نہیں پڑھتے تھے (پورے سفر میں دو گانہ پڑھتے رہتے)
حتیٰ کہ واپس مدینہ شریف پہنچ جاتے۔

🌟 فائدہ: مذکورہ حدیث میں قصر نماز کی مسافت کی بابت اجمال ہے جبکہ صحیح مسلم کی روایت میں تفصیل ہے کہ رسول اللہ
ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر کرتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔ (صحیح مسلم؛ صلاة المسافرين)
حدیث: (۶۹۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ مسافت قصر کے بارے میں صحیح ترین اور صریح ترین
روایت یہی ہے۔ (فتح الباری: ۲/۵۶۷) تاہم اس مسئلہ کی بابت تمام روایات اور اقوال کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا
ہے کہ نماز قصر کرنے کے لیے مذکورہ حدیث میں جو مسافت بیان ہوئی ہے وہ محض احتیاط کی بنا پر ہے کہ آدی اگر تین
فرسخ یعنی ۲۳'۲۳ کلومیٹر شہر کی حدود سے باہر جائے تو وہ نماز قصر ادا کر سکتا ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ صراحت
نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ سے کم سفر کرتے تو اس میں قصر نہ کرتے اور نہ شریعت ہی میں
مسافت قصر کی کوئی تحدید کی گئی ہے بلکہ عرف میں اگر دو یا تین میل کی مسافت کو بھی سفر کہا جاتا ہو تو شرعاً اس میں
بھی قصر جائز ہوگی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اسی مسافت قصر کی بابت فرماتے ہیں کہ نماز قصر کی ابتدا کے بارے میں صحیح یہ
ہے کہ اس کے لیے کسی مسافت کی قید نہیں بلکہ شہر کی حدود پار کرنے ہی سے قصر شروع ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے
دیکھیے: (فتح الباری: ۲/۵۶۷)

۱۰۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ أَبِي الشَّوَّازِ، وَ جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ،
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ
الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: افْتَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ
۱۰۶۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی
زبان اقدس سے حضور میں چار رکعت نماز فرض کی ہے اور
سفر میں دو رکعت۔

۱۰۶۷- [صحیح] * بشر بن حرب الندی ضعه الجمهور، وقال العجلي: "ضعيف الحديث وهو صدوق"
(تہذیب)، ولہ شواہد عند البخاری، ح: ۱۱۰۲، ومسلم، ح: ۶۸۹، وغیرہ.
۱۰۶۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۷ من حديث أبي عوانة به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ .

باب ۷۴- سفر میں دو نمازیں جمع

کر کے پڑھنا

(المجمع ۷۴) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ

الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۱۱۳)

۱۰۶۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سفر میں مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے حالانکہ آپ کو نہ تو کسی وجہ سے جلدی ہوتی تھی نہ کوئی دشمن آپ کے تعاقب میں ہوتا تھا اور نہ آپ کو کوئی خوف ہوتا تھا۔

۱۰۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، وَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، وَ طَاوُسٍ: أَخْبَرُونِي أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُعْجِلَهُ شَيْءٌ، وَلَا يَطْلُبُهُ عَدُوٌّ، وَلَا يَخَافُ شَيْئًا .

۱۰۷۰- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر سفر میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

۱۰۷۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَفِيَّانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فِي السَّفَرِ .

☀️ فوائد و مسائل: ① سفر میں جس طرح نماز قصر کرنا جائز ہے اسی طرح دو نمازوں کو ملا کر ایک وقت میں پڑھ لینا بھی جائز ہے۔ ② سفر میں نمازیں جمع کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک تو یہ کہ پہلی نماز کو مؤخر کر کے دوسری نماز کے وقت میں ادا کیا جائے یعنی ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے اور مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی جائے۔ ۱- سے جمع تاخیر کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسری نماز کو معروف وقت سے پہلے پہلی نماز کے وقت ہی میں پڑھ لیا

۱۰۶۹- [إسناده ضعيف] * إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع الأنصاري ضعيف كما في التقريب وغيره، وانظر، ح: ۲۳۸۷، ۲۲۵۰ .

۱۰۷۰- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ۷۰۶، من حديث أبي الزبير، به .



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جائے یعنی عمر کو ظہر کے وقت اور عشاء کو مغرب کے وقت پڑھ لیا جائے۔ اسے جمع تقدیم کہتے ہیں۔ دیکھیے: (جامع

الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین، حدیث: ۵۵۳)

(المعجم ۷۵) - بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

باب: ۷۵- سفر کے دوران میں نفل نماز

(التحفة ۱۱۴)

۱۰۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ

الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ عَيْسَى بْنِ

حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ:

حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ،

فَصَلَّى بِنَا، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَهُ وَانْصَرَفَ، قَالَ

فَالْتَمَعْتُ فَرَأَى أَنَسًا يُصَلُّونَ، فَقَالَ: مَا

يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ:

لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتَمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ

أَخِي! إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَزِدْ

عَلَى رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ، حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ. ثُمَّ

صَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ

صَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ

صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ، حَتَّى

قَبَضَهُمُ اللَّهُ، وَاللَّهُ يَقُولُ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي

رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ۲۱].

۱۰۷۱- حضرت حفص بن عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں حضرت عبد اللہ بن

عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم

نماز سے فارغ ہوئے اور وہ بھی فارغ ہوئے۔ انھوں

نے نظر اٹھائی تو کچھ لوگ نماز پڑھتے نظر آئے۔ فرمایا: یہ

لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: نفل (یا سنت وغیرہ)

پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: اگر مجھے نفل نماز پڑھنی

ہوتی تو میں اپنی فرض نماز ہی پوری کر لیتا۔ سچتھے! میں

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفروں میں رہا ہوں وفات تک

آپ نے سفر میں کبھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی

پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا تو (انھیں بھی ایسے

ہی دیکھا کہ) انھوں نے دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں

پڑھی پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا انھوں نے بھی

دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ

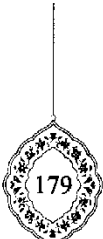
عنہ کے ساتھ رہا تو انھوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز

نہیں پڑھی۔ ان سب کا اپنی اپنی وفات تک یہی عمل رہا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي

رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ”تمہارے لیے اللہ کے

رسول ﷺ میں اچھا نمونہ ہے۔“



۱۰۷۱- أخرجه البخاري، التصدير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة، ح: ۱۱۰۲، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۹ من حديث عيسى بن حفص به مطولاً ومختصراً.

۵۔ آیواب إقامة الصلوات والسنة فيها

🌞 **فوائد ومسائل:** ① نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل یہی ہے کہ سفر کے دوران میں فرض نماز سے پہلے یا بعد سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ ② سفر کے دوران میں دیگر نفل نمازیں ادا کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران میں سواری پر نماز نفل ادا کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ سواری پر نماز پڑھتے تھے خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو۔ (نماز شروع کرنے کے بعد صرف شروع میں ایک مرتبہ قبلہ رخ ہو کر نیت باندھتے) پھر جب فرض ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو (سواری سے) اتر کر قبلہ رو ہو جاتے۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، حدیث: ۳۰۰) ③ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد و عمل معلوم ہونے کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی، تاہم اگر تاکید کے لیے دیگر علماء کا عمل یا فرمان بھی ذکر کر دیا جائے تو جائز ہے جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل بیان کیا۔

۱۰۷۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ :
 حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ : حَدَّثَنَا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ :
 سَأَلْتُ طَاوُسًا عَنِ الشُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ ،
 وَالْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ بْنِ يَتَاقٍ جَالِسٍ عِنْدَهُ ،
 فَقَالَ : حَدَّثَنِي طَاوُسٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ
 يَقُولُ : فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ
 الْحَضَرِ وَصَلَاةَ السَّفَرِ ، فَكُنَّا نُصَلِّي فِي
 الْحَضَرِ قَبْلَهَا وَيَعْدُهَا ، وَكُنَّا نُصَلِّي فِي
 السَّفَرِ قَبْلَهَا وَيَعْدُهَا .

۱۰۷۲ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت کی نماز بھی مقرر فرمائی اور سفر کی نماز بھی۔ (فرض نماز کا تعین واضح فرمایا) ہم لوگ حضر میں فرض سے پہلے بھی (سنت) نماز پڑھتے تھے اور فرض کے بعد بھی اور (اسی طرح) ہم لوگ سفر میں بھی فرض سے پہلے اور فرض کے بعد (سنت) نماز پڑھتے تھے۔

🌞 **فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی سنتیں پڑھی جاسکتی ہیں اگر کوئی پڑھنا چاہے۔

(المعجم ۷۶) - **بَابُ كَمْ يَقْضَرُ الصَّلَاةُ**
المُسَافِرُ إِذَا أَقَامَ بَيْلِدَةً (الحفۃ ۱۱۵)

باب ۷۶۔ جب مسافر کسی شہر میں ٹھہر جائے تو کتنا عرصہ نماز قصر ادا کرے

۱۰۷۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حضرت عبدالرحمن بن حمید زہری رضی اللہ عنہ سے

۱۰۷۲ - [سنادہ حسن] أخرجه أحمد: ۲۳۲ / ۱ عن وكيع به ، وقال البوصيري : " هذا إسناد حسن لقصور أسامة بن زيد عن درجة أهل الحفظ والقبط وباقي رجال الإسناد ثقات * أسامة حسن الحديث كما حققته في نيل المقصود ، ج : ۳۹۴ ، يسهل لنا طبعه .

۱۰۷۳ - أخرجه البخاري ، مناقب الأنصار ، باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه ، ح : ۳۹۳۳ ، ومسلم : ۴۴

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، مَاذَا سَمِعْتُ فِي سُكْنَى مَكَّةَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ثَلَاثًا لِنَمَاهَا جِرْبَعْدُ الصَّدْرِ». روايت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے مکہ میں ٹھہرنے کے بارے میں کون سی حدیث سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”مہاجر کو (مٹی سے) واپسی پر (مکہ میں) تین دن رہنے کی اجازت ہے۔“

🌞 فائدہ: اس سے استنباط کیا گیا ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی مقام پر ٹھہرنا وہاں رہائش کے حکم میں ہے۔ مہاجرین کو دوبارہ مکہ میں رہائش اختیار کرنے کی اجازت نہ تھی تاکہ ان کی ہجرت کا ثواب قائم رہے۔ نبی ﷺ نے انھیں تین دن ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس کا مطلب ہے کہ تین دن ٹھہرنا مقیم ہونے کے حکم میں نہیں چنانچہ کوئی مسافر کسی مقام پر تین دن ٹھہرے تو نماز قصر ادا کرے۔ اور بعض کے نزدیک یہ مدت چار دن ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔

۱۰۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۰۷۴- حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے اور میرے ساتھ چند افراد کو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو مکہ تشریف لائے تھے۔

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَقَرَأَهُ عَلَيْهِ: أَبْنَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي أَنَسِ مَجِي، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ صُبْحَ رَابِعَةِ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ.

🌞 فائدہ: رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کو صبح کے وقت مکہ مکرمہ تشریف فرما ہوئے اور یہاں سے یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس میں یہ ارشاد ہے کہ چار دن ٹھہرنے کی صورت میں بھی دو گناہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ الغرض قصر نماز کے لیے دونوں کی تعیین میں یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ واضح اور فیصلہ کن ہے۔ واللہ اعلم۔ تاہم دونوں ہی موثق صحیح ہیں۔

۱۰۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ۱۰۷۵- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

الحج، باب جواز الإقامة بمكة للمهاجر منها... الخ، ح: ۱۳۵۲ من حديث عبدالرحمن بن عطاء مختلفه مقاربة المعنى.

۱۰۷۴- أخرجه البخاري، الشركة، باب الاشتراك في الهدى والبدن، وإذا أشرك الرجل الرجل رجلاً في هديه بعد ما أهدى، ح: ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ومسلم، الحج، باب في المنفعة بالحج والعمرة، ح: ۱۲۱۶ من حديث ابن جريج به مطولاً.

۱۰۷۵- أخرجه البخاري، التقصير، باب ما جاء في التقصير، وكم يقم حتى يقصر، ح: ۱۰۸۰، ۴۲۹۸، ۴۲۹۹ من حديث عاصم وغيره به مطولاً ومختصراً.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سفر میں نماز سے متعلق احکام و مسائل

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام فرمایا اور دو دو رکعتیں پڑھتے رہے اس لیے ہم بھی انیس دن ٹھہرتے ہیں تو دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں جب اس سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو چار رکعت پڑھتے ہیں۔

ابن ابي الشوارب: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلِيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَتَحْنُ إِذَا أَقَمْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا، نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا.

☀️ فائدہ: یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں انیس دن ٹھہرنے کا ارادہ کر کے نہیں رہے تھے بلکہ اس موقع پر نبی ﷺ ”مسافر مزد“ کی حیثیت سے قیام پذیر تھے اور مزد و مسافر جو روانہ ہونے کی نیت رکھتا ہو لیکن کسی وجہ سے روانہ نہ ہو سکے وہ اگرچہ طویل عرصہ تک رکا رہے، مقیم کے حکم میں نہیں ہوتا اور نماز قصر ادا کر سکتا ہے۔

۱۰۷۶۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرے اور نماز قصر ادا کرتے رہے۔

۱۰۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ بْنُ الصَّيْدَلَانِيِّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقْفِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

۱۰۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تو نبی ﷺ دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے حتیٰ کہ ہم واپس آگئے۔

۱۰۷۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، وَعَبْدُ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ

۱۰۷۶۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، صلاة السفر، باب متى يتم المسافر؟، ح: ۱۲۳۱ من حديث محمد بن سلمة، به، وله شاهد قوي عند النسائي، وبه صح الحديث.

۱۰۷۷۔ أخرجه البخاري، التقصير، باب ما جاء في التقصير وكم يقيم حتى يقصر، ح: ۴۲۹۷، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۳ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به.



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز چھوڑنے والے سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ نُصَلِّي
وَكُتَبَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا .

قُلْتُ: كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: عَشْرًا .
(یحییٰ بن ابوسحاق کہتے ہیں:) میں نے کہا: نبی ﷺ
مکہ میں کتنا عرصہ قیام پذیر رہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے
فرمایا: دس دن۔

🌟 فائدہ: ترویجی صورت میں مدت کا تعین نہیں جتنا عرصہ بھی ٹھہریں نماز قضا کر سکتے ہیں۔

(المعجم ۷۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ تَرَكَ
الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۶)

۱۰۷۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ .
۱۰۷۸ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندے اور کفر کے
درمیان (تعلق قائم کرنے والا عمل) ترک نماز ہے۔“

🌟 نوادہ و مسائل: ① نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے جو ہر نبی کی شریعت میں فرض رہی ہے مثلاً:
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلی وحی کے موقع ہی پر حکم ہوا: ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ
لِذِكْرِي﴾ (طہ: ۱۳) ”یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز
قائم کر“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب گوارے میں کلام کیا تو فرمایا: ﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ الْكَنَبَ وَجَعَلَنِي
نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا مَن مَّا كُنْتُ وَ أَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ (مریم: ۳۱-۳۰)
”عمیٰ نے کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا ہے۔ اور مجھے برکت والا بنایا ہے جہاں بھی
میں ہوں اور مجھے زندگی بھر نماز اور زکوٰۃ پر پابند رہنے کا حکم دیا ہے۔“ ② نماز کو یہ اہمیت اس لیے حاصل ہے کہ اسلام
کی تمام تعلیمات کا محور عقیدہ توحید ہے۔ توحید تمام معبودان باطلہ سے ہٹا کر ایک اللہ کی طرف لے آتی ہے۔ جو فرض
ایک اللہ کی عبادت بھی نہ کرنا چاہے اسے اللہ پر ایمان رکھنے والا کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔ ③ بے نماز کو اکثر علمائے کرام
نے کافر قرار دیا ہے البتہ بعض علمائے کرام سستی کی بنا پر نماز ترک کرنے والے کو کافر قرار نہیں دیتے، تاہم انکار کرنے
والا ان کے نزدیک بھی دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

۱۰۷۸ - [صحیح] أخرجه أبو داود، السنة، باب في رد الإرجاء، ح: ۶۷۸ من حديث وكيع به، وأخرجه مسلم،
الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ۸۲ من طريق آخر عن أبي الزبير به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۰۷۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الْبَلَّاسِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ
شَقِيبَةَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ
الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ».

نماز چھوڑنے والے سے متعلق احکام و مسائل
۱۰۷۹- حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے درمیان اور ان
(کافروں اور مشرکوں) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز
ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔“

۱۰۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ:
حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، عَنْ
يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشَّرْكِ إِلَّا تَرَكَ
الصَّلَاةَ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ».

۱۰۸۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”بندے اور مشرک کے درمیان محض
ترک نماز ہی (رابطہ) ہے۔ جب اس نے نماز چھوڑ دی
تو وہ مشرک ہو گیا۔“



🌞 نو آمد مسائل: ① اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا شرک ہے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس نے اللہ کی عبادت
چھوڑ دی اور شیطان کی عبادت شروع کر دی کیونکہ اللہ کے حکم کے خلاف شیطان کی بات ماننا دراصل شیطان کی
عبادت ہے۔ پھر شیطان کے پجاری کے مشرک ہونے میں کیا شک ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِيمُوا
الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الروم: ۳۱) ”اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔“ یعنی
مومنوں کو دین کی طرف بلاتے ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے آخر میں یہ نصیحت کی کہ مشرکوں سے نہ ہو جاؤ۔ گویا
کہ مشرک نماز نہیں پڑھتے لیکن مومن تو اسے چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ② ترک نماز کے سوا کسی کبیرہ گناہ کے
مرتبب کو کافر یا مشرک قرار نہیں دیا جاسکتا سوائے ان اعمال کے جو واقعاً کفر اور شرک کے اعمال ہیں۔ جہاں ان
اعمال پر ”کفر“ کا لفظ بولا گیا ہے وہاں یہ مطلب ہے کہ یہ اعمال مسلمانوں کو ذریعہ نہیں دیتے، یہ تو کافر ہی کریں تو
کریں مثلاً: ارشاد نبوی ہے: [سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ] (صحیح مسلم) ”ایمان“ باب بیان
قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق و قتاله کفر، حدیث: ۶۳) ”مسلمان سے گالی گلوچ کرنا گناہ ہے اور اس

۱۰۷۹- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة، ح: ۲۶۲۱ من حديث علي بن
الحسين وغيره به، وقال: حسن صحيح غريب*.

۱۰۸۰- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف يزيد بن أبان الرقاشي" وهو "زاهد
ضعيف" (تقریب)، وفيه علة أخري فادحة.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

سے جنگ کرنا کفر ہے۔“ اس کے ساتھ ساتھ آپس میں لڑنے والوں کو مسلمان بھی قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ إِتَّفَقُوا فَأُضِلُّهُمَا بِسَهْوِهِمُ الْغَايِبِ﴾ (الحجرات: ۹) ”اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرادیا کرو۔“ (مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم معنا صحیح ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح الترغیب) للألبانی، رقم: ۵۶۵۷ و ۵۶۵۸ و سنن ابن

ماجہ، الذکور بشار عواد، حدیث: ۱۰۸۰)

باب: ۷۸ - فِي فَرَضِ الْجُمُعَةِ

باب: ۷۸ - جمعے کی فرضیت کا بیان

(التحفة ۱۱۷)

۱۰۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو لَيْدٍ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَطَبْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا، وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْعَلُوا، وَصَلُّوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السَّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تَرْزُقُوا وَتُنصَرُوا وَتُجَبَّرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هَذَا، فِي يَوْمِي هَذَا، فِي شَهْرِي هَذَا، مِنْ عَامِي هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي، وَلَهُ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ، اسْتِخْفَافًا بِهَا، أَوْ جُحُودًا لَهَا،

۱۰۸۱ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا: ”لوگو! مرنے سے پہلے پہلے اللہ کے سامنے توبہ کر لو، مشغول ہوجانے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کر لو، اللہ کا بکثرت ذکر کر کے اور خفیہ و ظاہر صدقات کثرت سے ادا کر کے اپنے رب سے اپنا تعلق استوار کر لو (اس کے نتیجے میں) تمہیں رزق ملے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہارا حال ٹھیک ہوجائے گا۔ جان لو اس سال کے اس مہینہ میں آج کے دن اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تم پر قیامت تک کے لیے جمعہ فرض کر دیا ہے۔ جو شخص عادل یا ظالم حکمران کی موجودگی میں میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد جمعے کی نماز کو غیر اہم سمجھتے ہوئے یا اس (کی فرضیت) کا انکار کرتے ہوئے جمعہ کو ترک کرے گا (میں اسے بددعا دیتا ہوں کہ) اللہ کرے! اس کے کھڑے ہوئے گا نہ تمہیں اور اس

۱۰۸۱ - [سننہ ضعیف جداً] أخرجه البيهقي: ۱۷۱، ۹۰/۲ من حديث الوليد بن بكير به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدهان، تقدم، ح: ۱۱۶، وعبدالله بن محمد العدوي * والعديوي هذا متروك، رماه وكيع بالوضع (تقريب)، والوليد لين الحديث (أيضاً).

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جسے سے متعلق احکام و مسائل

کے کاموں میں برکت نہ ہو۔ سنو! اس شخص کی (ج) بلا عذر جمعہ ترک کرے) کوئی نماز نہیں اس کی کوئی زکا: نہیں اس کا کوئی حج نہیں اس کا کوئی روزہ نہیں (یہ اعمال قبول نہیں ہوں گے) اس کی کوئی نیکی (قبول) نہیں حتیٰ کہ توبہ کر لے جو کوئی توبہ کر لے اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرنے کوئی خانہ بدوش کسی مہاجر کا امام نہ بنے کوئی فاسق کسی (نیک) مومن کا امام نہ بنے سوائے اس کے کہ وہ اسے قوت و غلبہ سے مجبور کر دے اور اسے اس کی تلوار اور کوزے کا خوف ہو۔“

فَلَا جَمَعَ اللَّهُ لَهُ شَمْلَهُ، وَلَا بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ، أَلَا وَلَا صَلَاةَ لَهُ، وَلَا زَكَاةَ لَهُ، وَلَا حَجَّ لَهُ، وَلَا صَوْمَ لَهُ، وَلَا بَرَّةَ حَتَّى يَتُوبَ، فَمَنْ تَابَ، تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ. أَلَا لَا تَوَمَّنْ أَمْرًا رَجُلًا، وَلَا يَوْمَ أَعْرَابِيٍّ مُهَاجِرًا، وَلَا يَوْمَ فَاجِرٍ مُؤْمِنًا، إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ، يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ».

۱۰۸۲- حضرت عبدالرحمن بن كعب بن مالك رضى الله عنه

سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب میرے والد کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تو میں ان کا رہبر ہوا کرتا تھا۔ میں جب بھی آپ کو بیٹھے کے لیے لے جاتا تو آپ (مجھے) کی اذان سن کر حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما کے حق میں دعائے مغفرت اور دعائے خیر فرماتے۔ میں کچھ عرصہ ان کی زبان سے مسلسل یہی بات سنتا رہا۔ آخر میں نے دل میں (اپنے آپ سے) کہا: یہ تو کم عقلی کی بات ہے کہ میں ان سے اس کی وجہ دریافت نہ کروں حالانکہ میں ہر جمعے کو جب بھی وہ جمعے کی اذان سنتے ہیں انھیں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما کے حق میں دعائے مغفرت اور دعائے خیر کرتے سنتا ہوں۔ (آخر کار ایک بار) میں انھیں حسب معمول نماز جمعہ کی ادا سنی کے لیے لے کر

۱۰۸۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ،

أَبُوسَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ قَائِدَ أَبِي حِينَ ذَهَبَ بَصْرُهُ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَسَمِعَ الْأَذَانَ اسْتَغْفَرَ لِأَبِي أُمَامَةَ أَسْعَدَ بْنِ زُرَّارَةَ، وَدَعَا لَهُ، فَكُنْتُ حِينَئِذٍ أَسْمَعُ ذَلِكَ مِنْهُ، ثُمَّ قُلْتُ فِي نَفْسِي: وَاللَّهِ إِنَّ ذَا لَعَجْزٌ، إِنِّي أَسْمَعُهُ كُلَّمَا سَمِعَ أَذَانَ الْجُمُعَةِ يَسْتَغْفِرُ لِأَبِي أُمَامَةَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ، وَلَا أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ لِمَ هُوَ؟ فَخَرَجْتُ بِهِ كَمَا كُنْتُ أَخْرُجُ

۱۰۸۲- [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الجمعة في القري، ح: ۱۰۶۹ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي، والبيهقي وغيرهم.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مجھے سے متعلق احکام و مسائل

یہِ إِلَى الْجُمُعَةِ . فَلَمَّا سَمِعَ الْأَذَانَ اسْتَعْفَرَ
كَمَا كَانَ يَفْعَلُ . فَقُلْتُ لَهُ : يَا أَبَتَاهُ أَرَأَيْتَكَ
صَلَاتَكَ عَلَى أَشْعَدِّ بْنِ زُرَّارَةَ كُلَّمَا
سَمِعْتَ النَّدَاءَ بِالْجُمُعَةِ لِمَ هُوَ؟ قَالَ : أَيْ
بَنِي كَانَ أَوَّلَ مَنْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ
قَبْلَ مَقْدُمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فِي نَقِيعِ
الْخَضَمَاتِ فِي هَزْمٍ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بِيَاضَةَ .
قُلْتُ : كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ : أَرْبَعِينَ
رَجُلًا .

چلا۔ جب انھیں اذان کی آواز سنائی دی تو انھوں نے
اپنے معمول کے مطابق (حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ
رضی اللہ عنہ کے حق میں) دعا کی۔ میں نے عرض کیا: ابا جان!
آپ جب بھی مجھے کی اذان سنتے ہیں حضرت اسعد بن
زرارہ رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں
نے فرمایا: پیارے بیٹے! سب سے پہلے انھوں نے ہمیں
مجھے کی نماز پڑھائی تھی جب کہ رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ
سے (ہجرت کر کے مدینہ) تشریف نہیں لائے تھے۔
انھوں نے یہ نماز حرہ بنی بیاضہ میں نقیع الخضعات کے
میدان میں پڑھائی تھی۔ میں نے کہا: اس دن آپ کتنے
افراد (اس نماز میں شریک) تھے؟ انھوں نے فرمایا:
چالیس آدمی تھے۔

فوائد و مسائل: ① نماز جمعہ مشہور قول کے مطابق ہجرت کے بعد فرض ہوئی۔ اس صورت میں ہجرت سے پہلے
مدینہ منورہ میں حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کا نماز جمعہ پڑھانا محض ایک تبلیغی پروگرام کی حیثیت رکھتا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن نماز
ظہر کے بعد کچھ وعظ و نصیحت کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اس عمل کو پسند فرما کر ہجرت نبوی کے زمانہ میں
اسے فرض کر دیا۔ ② حرہ مدینہ منورہ سے باہر پتھر پلا میدانی علاقہ ہے۔ غالباً شہر کے اندر کوئی مناسب مقام ایسا نہیں
ہوگا جہاں مسلمان مشرکوں کی مداخلت سے محفوظ رہ کر تبلیغی اجتماع منعقد کر سکیں۔ ③ قوم کے ایسے افراد کی خوبیوں کا
اعتراف کرنا چاہیے جن کی وجہ سے مسلمانوں کو دینی یا اجتماعی فائدہ ہوا ہو اور انھیں دعائے خیر سے یاد کرنا چاہیے۔
④ چالیس افراد کے شریک ہونے سے یہ سمجھنا درست نہیں کہ مجھے کی ادا نیکی کے لیے چالیس افراد کی موجودگی ضروری
ہے بلکہ غیر مسلموں کے کسی شہر میں جب تین چار مسلمان بھی موجود ہوں تو انھیں اپنی اجتماعیت قائم رکھنے کے لیے
باجاماعت نماز اور جمعے کا اہتمام کرنا چاہیے اگرچہ جمعے اور جماعت کے لیے مسجد موجود نہ ہو۔

۱۰۸۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا
ابْنُ فُضَيْلٍ : حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ ،
عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ ، عَنْ حَدِيثِهِ ؛ وَعَنْ
۱۰۸۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے
لوگوں کو جمعہ کے پیمانے کی توفیق نہیں دی۔ (چنانچہ)

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها مجھے سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَضَلَّ اللَّهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا. كَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمَ السَّبْتِ. وَالْأَحَدُ لِلنَّصَارَى. فَهُمْ لَنَا نَسَبٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَالْأَوَّلُونَ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ».

یہودیوں کے لیے ہفتے کا دن (مقرر) ہو گیا اور عیسائیوں کے لیے اتوار۔ وہ لوگ (ہفت روزہ عبادت میں) قیامت تک ہم سے پیچھے رہیں گے۔ ہم دنیا والوں میں آخری (امت) ہیں اور قیامت کے دن ہم اول ہوں گے، یعنی سب لوگوں سے پہلے حساب کتاب ہو جائے گا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ہفتے کے سات دنوں میں مجھے کا دن سب سے افضل ہے۔ ② امت محمدیہ دوسری امتوں سے افضل ہے۔ اس کی فضیلت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے امت محمدیہ کا حساب کتاب ہوگا اس طرح اس امت کے نیک لوگ دوسری امتوں کے صالحین سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ ③ اس دن کی فضیلت کا تقاضا ہے کہ اسے اہمیت دی جائے۔ خاص طور پر نماز جمعہ کے لیے پورے اہتمام سے تیاری کر کے بروقت مسجد میں حاضری دی جائے۔ ④ اس دن کی فضیلت کے چند مظاہر کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ۷۹) - بَابُ فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ

(التحفة ۱۱۸)

۱۰۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَرِيدِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ، وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ. وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ النَّظْرِ. فِيهِ حَمْسٌ جَلَالٍ. خَلَقَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ. وَأَهْبَطَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ. وَفِيهِ تَوَفَّى اللَّهُ آدَمَ. وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ اللَّهُ فِيهَا

۱۰۸۳ - حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اللہ کے ہاں اس کی عظمت سب سے زیادہ ہے۔ وہ تو اللہ کے ہاں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ باتیں ہیں (جو اس کی فضیلت کا باعث ہیں): اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فوت کیا، اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے اللہ اسے وہی کچھ دے دیتا ہے جب تک کسی حرام

۱۰۸۴ - [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۰/۳ من حديث زهير به، وقال الصوري: هذا إسناد حسن *

ابن عقیل ضعیف، تقدم، ح: ۳۹۰.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جسے سے متعلق احکام و مسائل

العَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا . چیز کا سوال نہ کرے اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ہر
 وَمَقْرَبُ فَرَشَةِ آسَمَانَ زَيْنٌ تَمَامٌ هُوَ كَيْفَ يُهَارِزُ أَوْرَسَمْدَر
 سَمَاءَ وَلَا أَرْضُ وَلَا رِيَّاحَ وَلَا جِبَالَ وَلَا
 بَحْرًا إِلَّا وَهْنٌ يُشْفِقُونَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ .
 مجمعے کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔“

🌞 نوآئد و مسائل: ① یہ حدیث سداضعیف ہے تاہم مذکورہ روایت کے بعض الفاظ یعنی ”اس میں پانچ باتیں
 ہیں..... سے آخر تک“ کی دیگر صحیح شواہد سے تائید و توثیق ہوتی ہے۔ ② حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق انسانوں پر اللہ کا
 عظیم احسان ہے کیونکہ ہم سب انہی کی اولاد ہیں اور انسان ہونے کی حیثیت سے تمام مخلوقات سے افضل ہیں بشرطیکہ
 ایمان اور عمل صالح کی دولت حاصل ہو۔ ③ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے فرمایا تھا: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ
 فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (البقرة: ۳۰) ”میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔“ حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر نزول
 اس خلافت ارضی کے وعدہ کی تکمیل تھی۔ اس دنیا کی زندگی میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عنایت فرمایا ہے کہ ہم نیک
 اعمال کر کے اللہ کا قرب اور بلند درجات حاصل کر لیں؛ اس لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر اترنا بھی ہم پر اللہ کا
 بہت بڑا احسان ہے۔ ④ مومن کے لیے وفات بھی اللہ کا احسان ہوتی ہے کیونکہ موت کا مرحلہ طے ہونے پر ہی دنیا
 کی آزمائش کی مدت ختم ہوتی ہے اور نیکیوں کے انعامات حاصل ہونے کا وقت آتا ہے۔ جنت میں داخلہ اور اللہ
 عزوجل کی زیارت موت کے بعد ہی ممکن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے مجمعے کا دن اس لیے اہم تھا کہ اس دن وہ
 فوت ہو کر جنت میں پہنچ گئے اور ہمارے لیے اس کی یہ اہمیت ہے کہ ہمارے جد امجد پر اللہ کا یہ احسان مجمعے کے دن
 ہوا۔ ⑤ مجمعے کے دن کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ اس میں دعا کی قبولیت کا ایک خصوصی وقت موجود ہے جس میں دنیا اور
 آخرت کی بھلائی کے لیے مومن جو کچھ چاہے مانگ سکتا ہے اور حاصل کر سکتا ہے۔ ⑥ مجمعے کی اس خاص گھڑی کے
 قہین میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث کے مطابق وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے
 نماز ختم ہونے تک کے عرصہ میں ہے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة،
 حدیث: ۸۵۳) ایک دوسری حدیث کے مطابق وہ عصر اور مغرب کے درمیان دن کی آخری ساعت ہے۔ (سنن
 ابی داؤد، الصلاة، ابواب الجمعة، باب الإجابة آية ساعة هي في يوم الجمعة، حدیث: ۱۰۳۸) یعنی اگر
 پورے دن کے بارہ حصے کیے جائیں تو آخری حصہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ ⑦ قیامت کا دن اللہ کی رحمت کا دن
 ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ مجرموں اور گناہ گاروں کو سزا ملنے کا دن بھی ہے۔ اس دن بہت سے ہولناک
 واقعات پیش آنے والے ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے تمام مخلوق مجمعے کے دن خوف زدہ رہتی ہے کہ شاید یہی جمعہ
 قیامت کا دن ہو۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جسے سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۸۵۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا سب سے افضل دن جسے کا دن ہے۔ اس میں آدم ﷺ کو پیدا کیا گیا ہے اسی دن صور میں پھونک ماری جائے گی، اسی میں بے ہوشی طاری ہوگی لہذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسم مبارک خاک ہو جائے گا تب کس طرح ہمارا درود آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نیوں کے جسموں کو کھائے۔“

۱۰۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فِيهِ خَلِقَ آدَمُ. وَفِيهِ النَّفْخَةُ. وَفِيهِ الصَّعْقَةُ. فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ، يَعْنِي بَلَيْتَ؟ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۲۶/۸۳/۸۲۸۵ و إرواء الغلیل لللالبانی، رقم الحديث: ۳) لہذا راجح یہی ہے کہ مذکورہ حدیث میں بیان کردہ باتیں درست اور قابل عمل ہیں۔ واللہ اعلم۔ ② [نَفْخَةُ] کا مطلب پھونک مارنا ہے۔ اس سے مراد ایک خاص فرشتے (حضرت اسرافیل ﷺ) کا اس خاص چیز میں پھونک مارنا ہے جسے قرآن مجید میں ”الصور“ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے یعنی قرنا یا بگل۔ یہ قیامت کے مراحل کی ابتدا ہے۔ ③ نفخات تین ہیں: ایک نَفْخَةُ سے اس وقت موجود تمام ذی روح مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ (الزمر: ۶۸) ”صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان اور زمین والے سب کے سب بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے۔“ دوسرے نَفْخَةُ سے ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۚ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً﴾ (الحاقة: ۱۳-۱۴) ”چنانچہ جب صور میں ایک پھونک ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر

۱۰۸۵۔ [إسناده ضعيف] فيه علة قاذحة ۞ عبدالرحمن بن يزيد الذي يروي عنه حسين الجعفي، وأبو أسامة هو ابن نعيم الضعيف، غير ابن جابر النقة كما حققه البخاري، وأبو داود، وابن أخي حسين الجعفي وغيرهم، وهو الصواب، ومن طريقه أخرجه أبو داود، ح: ۱۰۴۷ وغيره من مسند أوس بن أوس رضي الله عنه.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

دیے جائیں گے۔“ تیسرے نفع سے تمام مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ ارشاد ہے: ﴿لَنْ نَنْفَعَهُ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ بِنُظْرُونَا﴾ (الزمر: ۶۸) ”پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔“ ⑤ درود شریف ایک افضل عمل ہے اور جمعے کا دن بھی افضل ہے لہذا جمعے سے درود شریف کو ایک مناسب حاصل ہے جس کی بنا پر جمعے کے دن درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے۔ ⑥ درود شریف پیش کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی جاتی ہے تا کہ رسول اللہ ﷺ کو امت کے نیک اعمال سے خوشی حاصل ہو ورنہ تمام اعمال کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ ⑦ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو نبی درود شریف پڑھا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کو فوراً اطلاع دی جاتی ہے۔ ممکن ہے کسی مناسب وقت پر اطلاع دی جاتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ براہ راست کسی کار درو نہیں سنتے نہ قریب سے نہ دور سے بلکہ فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ قریب سے سننے کی روایت سند صحیح نہیں۔ ⑧ اس سے برزخی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ اس زندگی پر ایمان رکھنا ضروری ہے لیکن اسے دنیا کی زندگی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ قبر میں مدفون شخص کا اپنے جسم سے تعلق بھی عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے مسائل میں اپنی رائے سے کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ صرف اتنی بات مان لی جائے جس کی صراحت قرآن مجید یا صحیح حدیث میں موجود ہو۔

۱۰۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلْمَةَ الْعَدَنِيُّ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے (کی نماز) سے (گزشتہ)
 عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جمعے تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جب کہ کبیرہ
 قَالَ : «الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔“

فوائد و مسائل: ① صغیرہ گناہ بیکویں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ ② کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ ③ بعض کبیرہ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں نیک اعمال کرنے کے باوجود صغیرہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔

(المعجم ۸۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ باب: ۸۰۔ جمعے کے دن غسل کرنا
 يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۱۹)

۱۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۰۸۶۔ أخرجه مسلم، الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة... الخ، ح: ۲۳۳ من حديث
 العلاء به مطولاً.

۱۰۸۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الغسل للجمعة، ح: ۳۴۵ من حديث ابن المبارك به،

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ :
 حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ : حَدَّثَنِي أَبُو الْأَشْعَثِ
 حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسِ الثَّقَفِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ
 النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : «مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
 وَاغْتَسَلَ، وَبَكَرَ وَانْتَكَرَ، وَمَسَى وَلَمْ
 يَزَكِّبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ، فَاسْتَمَعَ، وَلَمْ
 يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلٌ سَنَةٍ أَجْرُ
 صِيَامِهَا وَفِيَّامِهَا» .

ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد
 سنا: ”جس نے جمعے کے دن غسل کیا اور کرایا اذول وقت
 میں آیا (خطبہ میں) شروع سے حاضر رہا پیدل چل کر
 آیا سوار ہو کر نہ آیا امام سے قریب ہو کر توجہ سے
 (خطبہ) سنا (خطبہ کے دوران میں) فضول حرکت نہ کیا
 اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک
 سال کے روزے اور قیام کا ثواب ملے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [غَسَلَ وَاغْتَسَلَ] کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مردھویا اور نہایا یعنی اہتمام سے غسل
 کیا اور پوری صفائی حاصل کی۔ دوسرا مطلب جس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اپنی بیوی کا صنفی حق ادا کیا
 جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جمعے کو آتے ہوئے راستے میں عورتوں پر ناجائز انداز سے نظر نہیں پڑے گی۔ ② اگر مسجد دور ہو
 تو سوار ہو کر آنا جائز ہے تاہم پیدل چل کر آنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ ③ جس طرح نماز باجماعت میں اگلی صفوں
 کا ثواب زیادہ ہے اسی طرح خطبہ سننے کے لیے امام کے قریب بیٹھنا افضل ہے اس کے لیے جلدی مسجد میں آنا پڑے
 گا جو خود ایک نیکی ہے اور اسکے نتیجے میں اگلی صفوں میں جگہ مل جائے گی۔ ④ جمعے کی نماز کے ساتھ ساتھ خطبے کی بھی
 بہت اہمیت ہے اس لیے خطبہ پوری توجہ سے سنا چاہیے۔ خطبے کے دوران میں بات چیت میں مشغول ہونا یا کسی اور
 چیز کی طرف متوجہ ہونا خطبے کے مقصد کے منافی ہے۔ ⑤ تموزا عمل بھی اگر اخلاص کے ساتھ اور سنت کے مطابق کیا
 جائے تو اس کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ⑥ معمولی سستی کی وجہ سے اتنا عظیم ثواب چھوڑ دینا بہت بڑی محرومی ہے۔

۱۰۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ،
 عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ
 ﷺ يَقُولُ، عَلَى الْمِنْبَرِ : «مَنْ آتَى الْجُمُعَةَ
 فَلْيَغْتَسِلْ» .

۱۰۸۸ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر (کھڑے ہو
 کر) یہ فرماتے سنا: ”جو شخص جمعہ پڑھنے آئے اسے
 چاہیے کہ (پہلے) غسل کرے۔“

۱۰۸۸ - وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط الشيخين، وحسنه البغوي، وله طريق آخر عند الترمذي، وحسنه،
 ح ۴۹۶ .

۱۰۸۸ - [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۴۲ عن عمر بن عبيد الطنافسي به * أبو إسحاق صرح بالسماع عند أحمد:
 ۲/ ۱۴۵، وله شواهد كثيرة جداً .



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۸۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بالغ شخص پر جمعے کے دن غسل کرنا واجب ہے۔“

۱۰۸۹- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُبْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

فوائد و مسائل: ① واجب سے مراد افضل اور بہتر ہے کیونکہ دوسری احادیث سے غسل نہ کرنے کی اجازت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے کہ اگلے باب میں حدیثیں آرہی ہیں۔ ② جمعے کی ادائیگی بالغ مردوں پر فرض ہے بچوں اور عورتوں پر نہیں۔ ③ بچے اور عورتیں اگر جمعے کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں نہ آنا چاہیں تو ان کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں۔

باب: ۸۱- غسل نہ کرنے کی اجازت

(المعجم ۸۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۱۲۰)

۱۰۹۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اچھی طرح سنوار کر وضو کیا، پھر جمعہ پڑھنے آیا تو (امام سے) قریب ہو کر (بیٹھا) اور خاموشی سے توجہ کے ساتھ (خطبہ) سنا اس کے دونوں جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور مزید تین دن کے بھی۔ اور جو نکلے یوں کو ہاتھ لگائے اس نے فضول حرکت کی۔“

۱۰۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَذَنَا وَأَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. وَمَنْ مَسَّ الْأُصْطَى فَقَدْ لَعَا».

فوائد و مسائل: ① آداب کا پوری طرح لحاظ رکھتے ہوئے نماز جمعہ کی ادائیگی سے دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② اس قسم کی احادیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ایک نیکی کر لینے کے بعد اب مزید کسی نیکی کی ضرورت

۱۰۸۹- أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والظهور . . . الخ، ح: ۸۵۸ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال . . . الخ، ح: ۸۴۶ من حديث صفوان به .

۱۰۹۰- [صحيح] تقدم، ح: ۱۰۲۵.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام ومسائل

نہیں نہ گناہوں سے اجتناب کی ضرورت ہے کیونکہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کا نیک عمل کس حد تک قابل قبول ہے لہذا زیادہ سے زیادہ نیکی کے کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۰۹۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ
الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ
إِسْمَاعِيلَ بْنَ مُسْلِمِ الْمَكِّيَّ، عَنْ يَزِيدَ
الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهَا
وَرِعَمَتْ. يُجْزَى عَنْهُ الْفَرِيضَةُ وَمَنْ اغْتَسَلَ
فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ».

۱۰۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جمعے کے دن (جمعے کی نماز)
کے لیے آتے وقت وضو کیا تو کافی ہے اور اچھا ہے۔
اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اور جس نے غسل کیا تو غسل
افضل عمل ہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند اضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ
روایت سے ابوداؤد کی روایت کفایت کرتی ہے غالباً اسی وجہ سے دوسرے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا یہ
روایت محققین کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② غسل کرنا جمعے کی صحت کے لیے شرط نہیں تاہم مستحب
(پسندیدہ) امر ہے۔ ③ اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے غسل نہ کر سکیں اور جمعے کا وقت ہو جائے تو وضو کر کے جمعہ کے
لیے چلے جانا چاہیے کیونکہ خطبہ سننے کی اہمیت غسل سے زیادہ ہے۔

(المعجم ۸۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْجِيرِ
إِلَى الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۱)

باب: ۸۲- جمعہ کے لیے جلدی مسجد میں
پہنچنا چاہیے

۱۰۹۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،
وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۱۰۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو
مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے آجاتے ہیں جو لوگوں کے
نام ان کے درجات کے مطابق ترتیب سے لکھتے رہتے

۱۰۹۱- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۰۸۰ لعلته، وقال البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف...'. وحديث أم
داود، ح: ۳۵۴، يعني عنه، وهو حديث حسن، وحسنه الترمذي، والبخاري، وصححه ابن خزيمة، ولفظه عند أم
داود: "من تَوَضَّأَ فِيهَا وَرِعَمَتْ وَمَنْ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ".

۱۰۹۲- أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة، ح: ۸۵۰ من حديث سفیان به، وقال
البوصيري: 'هذا إسناد صحيح'.



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جسے سے مختلق احکام و مسائل

ہیں۔ پھر جب امام (خطبہ دینے کے لیے) نکلتا ہے تو وہ اپنے صحیفہ لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں تو نماز (جمعہ) کے لیے جلدی آنے والا اونٹ کی قربانی دینے والے کی طرح (ثواب پاتا) ہے پھر جو اس کے بعد آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے گائے (بطور صدق) قربان کرنے والا جو اس کے بعد آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے سینڈھا قربان کرنے والا..... اللہ کے نبی ﷺ نے مرفی اور ائمہ کے کا بھی ذکر فرمایا۔ (حدیث کے راوی) کہل نے اپنی حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ کیا: ”پھر جو اس کے بعد آتا ہے وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لیے نماز پڑھنے آتا ہے۔“

قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ بَيْنَ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ. الْأَوَّلُ فَلَأْوَلٌ. فَلِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَّأُوا الصُّحُفَ، وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ. فَالْمَهْجَرُ إِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً. ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي بَعْرَةً. ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي كَبْشٍ. حَتَّى ذَكَرَ الدَّحَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ. زَادَ سَهْلٌ فِي حَدِيثِهِ: فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِنَّمَا يَجِيءُ بِحَقِّ إِلَى الصَّلَاةِ.»

نوائد و مسائل: ① اللہ کے ہاں نماز جمعہ کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں حاضر ہونے والوں کے نام لکھنے کے لیے خاص طور پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ② پہلے آنے والوں کا درجہ بھی اللہ کے ہاں زیادہ ہے اس لیے ان کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ ③ یہ خاص ثواب ان لوگوں کو ملتا ہے جو خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے ہیں۔ خطبہ شروع ہونے کے بعد آنے والوں کو خطبہ سننے کا ثواب ملے گا اور نماز جمعہ کا ثواب بھی ملے گا لیکن وہ خاص ثواب نہیں ملے گا جو جلدی آنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔ ④ خطبہ سننا بھی ایک عظیم نیکی ہے حتیٰ کہ فرشتے بھی خطبہ توجہ سے سنتے ہیں۔ ⑤ خطبہ سننے کے دوران میں فرشتے نام لکھنا بند کر دیتے ہیں۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خطبے کے دوران میں کوئی غیر متعلق حرکت کرنا درست نہیں۔ ⑥ بعض روایات میں [المُهدِي] کے بجائے [كَانَمًا قَرَّبَ] کے الفاظ ہیں۔ (صحیح البخاری، الجمعة، باب فضل الجمعة، حدیث: ۸۸۱) اس سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر جس طرح اونٹ گائے دہنے اور بکرے وغیرہ کی قربانی دی جاتی ہے مرفی اور ائمہ کی قربانی بھی ہو سکتی ہے۔ یہ رائے درست نہیں کیونکہ عید کی قربانی کے لیے اُضْحِيَّةٌ اور اَضَاحِي کا لفظ خاص ہے۔ جس سے فصل صَحِيحی آتا ہے۔ قَرَّبَ سے مراد اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی چیز پیش کرنا ہے وہ عید الاضحیٰ کے موقع پر جانور قربان کرنا بھی ہو سکتا ہے اور صدقے کے طور پر جانور نقد رقم، خوراک یا کوئی بھی چیز پیش کرنا ہو سکتا ہے جس کا اَضْحِيَّةٌ سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۰۹۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ. حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۰۹۳ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۵۶/۷، ح ۶۸۸۰ من حديث سعيد بن بشير بن ۵ وسعيد هذا

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مجھے سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جمعہ کی اور اس میں جلدی حاضر ہونے کی مثال ایسے بیان فرمائی (کہ یہ عمل کرنے والا ایسے ہے) جیسے اونٹ قربان کرنے والا گائے کی قربانی دینے والا بکری کی قربانی دینے والا حتیٰ کہ آپ نے مرغی کا ذکر بھی کیا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَرَبَ مَثَلُ الْجُمُعَةِ ثُمَّ التَّبَكِيرِ، كَنَاجِرِ الْبُدْنَةِ، كَنَاجِرِ الْبُقْرَةِ، كَنَاجِرِ الشَّاةِ، حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ.

۱۰۹۴- حضرت علقمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے ساتھ مجھے کے لیے گیا انھوں نے دیکھا کہ ان سے پہلے تین افراد (مسجد میں) آچکے ہیں تو انھوں نے فرمایا: چار میں چوتھا ہوں اور چار میں چوتھا (افضلیت سے) دور نہیں۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ”قیامت کے دن لوگ مجھے میں جلدی آنے کی ترتیب سے اللہ کے قریب بیٹھیں گے۔ پہلا پھر دوسرا پھر تیسرا“ پھر فرمایا: چار افراد میں چوتھا اور چار افراد میں چوتھے نمبر پر آنے والا دور نہیں۔

۱۰۹۴ - حَدَّثَنَا كَثِيرٌ بْنُ عُبيدٍ الْجَمِصِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَوَجَدَ ثَلَاثَةَ، وَقَدْ سَبَقُوهُ. فَقَالَ: رَابِعٌ أَرْبَعَةَ. وَمَا رَابِعٌ أَرْبَعَةَ يَبْعِيدُ. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يَجْلِسُونَ مِنْ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى قَدْرِ رَوَاجِهِمْ إِلَى الْجُمُعَاتِ. الْأَوَّلُ وَالثَّانِي وَالثَّلَاثُ». ثُمَّ قَالَ: رَابِعٌ أَرْبَعَةَ. وَمَا رَابِعٌ أَرْبَعَةَ يَبْعِيدُ.



باب: ۸۳- مجھے کے دن اچھا لباس پہننے کا بیان

(المعجم ۸۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّبُونَةِ

يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۲)

۱۰۹۵- حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مجھے کے دن نمبر پر

۱۰۹۵ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ : أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ

۱۰۹۴ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۶۲۰ عن كثير بن عبيد به، وحسنه البوصيري الأعمش عن عن وتقدم، ح: ۱۷۸، وأما عبد المجيد بن أبي رواد فوثقه الجمهور كما قال البوصيري.

۱۰۹۵ [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب اللبس للجمعة، ح: ۱۰۷۸ من حديث ابن وهب به مطولاً.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جھے سے متعلق احکام و مسائل

(خطبے کے دوران میں) پیر فرماتے سنا: ”کیا حرج ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی کاج کے کپڑوں کے علاوہ جھے کے دن (نماز جمعہ کی حاضری) کے لیے دو کپڑے خرید لے۔“

الْحَارِثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ [سَعِيدٍ]، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ، عَلَى الْمُنْبَرِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ لَوْ اشْتَرَى ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبٍ مِهْنَتِهِ».

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن یحییٰ بن حبان کے دوسرے شاگرد عبد الحمید بن جعفر سے عبد اللہ بن سلام کے بیٹے یوسف کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَيْخُنَا، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يَوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ.

🕌 **فوائد و مسائل:** ① جھے کی نماز کے لیے خاص طور پر عمدہ کپڑے پہننے چاہئیں۔ ② جھے کے خطبے میں وہ مسائل بھی بیان کرنے چاہئیں جن کا تعلق عملی معاملات سے ہو۔ ③ جھے کے لیے صفائی کا اہتمام معمول سے زیادہ ہونا چاہیے۔

۱۰۹۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جمعے کے دن عوام سے خطاب فرمایا تو آپ نے دیکھا کہ انھوں نے (روزمرہ استعمال کی) چادریں اوڑھ رکھی ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا حرج ہے کہ تم میں سے کسی آدمی کے پاس گنجائش ہو تو (وہ روزمرہ کے) کاج کے کپڑوں کے علاوہ جھے کے لیے (خاص طور پر) کپڑے تیار کر لے۔“

۱۰۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَرَأَى عَلَيْهِمْ ثِيَابَ النَّمَارِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ، إِنْ وَجَدَ سَعَةً أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، سِوَى ثَوْبَيْنِ مِهْنَتِهِ».

🕌 **فوائد و مسائل:** ① روزمرہ کے کپڑے جن کو پہن کر محنت مزدوری کا کام کیا جاتا ہے وہ ادنیٰ قسم کے ہوتے ہیں

۱۰۹۶- [حسن] و صححه البوصيري، وانظر، ح: ۹۱۹، وقال أحمد في أحاديث عمرو بن أبي سلمة عن زهير: 'بواويل' (تهذيب)، وله شواهد، منها الحديث السابق.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

جب کہ خاص موقعوں کے لیے بہتر کپڑے بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کام کے کپڑوں کی صفائی کا اس قدر اہتمام بھی نہیں کیا جاتا۔ ① جمعے کے لیے الگ تیار کیے ہوئے صاف ستھرے اور عمدہ کپڑے پہننے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہننے والے کی نظر میں اس عبادت کی زیادہ اہمیت ہے۔ ② جمعہ مسلمانوں کا ہفت روزہ تہوار ہے اور عیدین سالانہ تہوار۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ غیر مسلموں کے تہواروں کو اہمیت نہ دیں اور ان میں حصہ نہ لیں بلکہ اسلامی تہواروں کو اہمیت دیں۔ جمعے میں عمدہ لباس پہننا اس اہمیت کا اعتراف اور اظہار ہے۔ ③ اگر کوئی شخص الگ لباس نہ بنا سکے تو بھی حرج نہیں لیکن صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔

۱۰۹۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعے کے دن اچھی طرح غسل کرے اچھی طرح سنوار کر وضو کرے اپنا بہترین لباس پہنے اور اللہ نے اس کی قسمت میں گھر والوں کی جو خوشبو لکھی ہو وہ لگالے پھر جمعہ پڑھنے آئے تو فضول حرکات نہ کرے اور دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہ کرے (اکٹھے بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھے) تو اس کے اس جمعے اور دوسرے جمعے کے درمیان کے (پورے ہفتے کے) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

۱۰۹۷۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَخُوَيْرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَدِيعَةَ، عَنْ أَبِي دَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَحْسَنَ غَسْلَهُ، وَتَطَهَّرَ فَأَحْسَنَ طَهْوَرَهُ، وَلَبَسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ، وَمَسَّ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِنْ طِيبٍ أَهْلِيهِ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ وَلَمْ يَلْغُ وَلَمْ يَفْرَقْ بَيْنَ الثَّنَيْنِ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى».



🌞 فوائد و مسائل: ① وضو اور غسل توجہ سے اچھی طرح کرنا جمعے کی اہمیت کا اعتراف ہے۔ ② جمعے کے لیے خوشبو لگا کر آنا چاہیے۔ اگر مرد کے پاس خوشبو نہ ہو تو بیوی کی خوشبو استعمال کر سکتا ہے۔ ③ مرد اور عورت کے استعمال کی خوشبو میں فرق ہے۔ مرد کی خوشبو تیز مہک والی اور عورت کی خوشبو ہلکی مہک والی ہونی چاہیے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الزينة، باب الفصل بين طيب الرجال و طيب النساء، حديث: ۵۱۲۰) عورت تیز مہک والی خوشبو استعمال نہیں کر سکتی۔ مرد ضرورت پڑنے پر ہلکی مہک والی خوشبو استعمال کر سکتا ہے۔ ④ بعد میں آ کر اگلی صف میں جگہ بنانے کی کوشش کرنا اور پہلے سے آئے ہوئے نمازیوں کو پریشان کرنا درست نہیں۔

۱۰۹۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۷۷/۵ عن يحيى القطان * و ابن عجلان صرح بالسماع عنده، وقال البوصيري: 'لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات'، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۶۳.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۰۹۸- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذَا يَوْمٌ عِيدٌ، جَعَلَهُ اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ. فَمَنْ جَاءَ إِلَيَّ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ. وَإِنْ كَانَ طَيْبٌ فَلْيَمْسَسْ مِنْهُ. وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَاكِ».

۱۰۹۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ عید کا دن ہے جو اللہ نے مسلمانوں کے لیے مقرر کیا ہے لہذا جو شخص جمعہ پڑھنے آئے اسے چاہیے کہ غسل کر کے آئے۔ اگر خوشبو موجود ہو تو لگالے اور مسواک ضرور کیا کرو۔“

🌞 فائدہ: مسواک کا عام نمازوں کے لیے بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ جمعے کے لیے زیادہ توجہ سے اس کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اس کا طہارت اور صفائی سے خاص تعلق ہے۔

(المعجم ۸۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۳)

باب ۸۳- جمعے کا وقت

۱۰۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَقْبِلُ وَلَا نَتَّغِدِي إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

۱۰۹۹- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ دوپہر کا آرام جمعے کے بعد ہی کیا کرتے تھے اور کھانا بھی جمعے کے بعد ہی کھایا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قبولے کا وقت دوپہر ہے لیکن جمعے کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت آرام نہیں کرتے تھے تا کہ جمعے کے لیے اول وقت حاضر ہو سکیں۔ ② کھانا بھی نماز کے بعد تک مؤخر کرنے کی یہی وجہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس وجہ سے بھی کھانا بعد میں کھاتے ہوں کہ اگر پہلے کھانا کھالیا تو خطبے کے دوران میں نیند کا غلبہ ہو جائے گا۔

۱۰۹۸- [حسن] وقال البوصيري: 'فيه صالح بن أبي الأخضر ليه الجمهور'، ولحديثه شواهد عند مالك: ۶۵/۱، والبيهقي: ۲۴۳/۳ وغيرهما.

۱۰۹۹- أخرجه البخاري، الجمعة، باب قول الله تعالى: " فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله "، ح: ۹۳۹، ومسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين نزول الشمس، ح: ۸۵۹ من حديث عبد العزيز بن أبي حازم به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۱۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حضرت سلمہ بن اوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعے کی نماز
 يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ إِيَّاسَ بْنَ پڑھ کر واپس لوٹتے تھے تو ہمیں دیواروں کا اتنا سایہ
 سَلَمَةَ بْنِ الْأَخْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نہیں ملتا تھا کہ اس سائے میں چل سکیں۔
 نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ،
 فَلَا نَرَى لِلْحَيْطَانِ قَيْنًا نَسْتِظِلُّ بِهِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① جمعے کی نماز بھی ظہر کی طرح زوال کے فوراً بعد ادا کی جاتی ہے۔ ② جمعے کا خطبہ مختصر ہونے کی وجہ سے جلد فراغت ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے دیواروں کا سایہ کافی نہیں ہوتا تھا بعض علماء نے اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ جمعے کی نماز زوال سے پہلے ادا کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ حجاز میں گرمی کے موسم میں زوال کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا جبکہ سردی کے موسم میں زوال کے وقت شمال کی طرف کافی طویل سایہ ہو جاتا ہے اس وجہ سے گرمی کے ایام میں زوال سے کافی عرصہ بعد بھی سایہ مختصر ہوتا ہے۔



۱۱۰۱۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۱۰۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت سعد القرظ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں
 سَعْدِ مُؤَذِّنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جمعے کے دن اس وقت اذان کہتے تھے جب سایہ تھے
 أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ كَانَ يُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ کے برابر ہوتا تھا۔
 عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا كَانَ الْفَيْءُ
 مِثْلَ الشَّرَاكِ.

☀️ فائدہ: ”قیلول“ دوپہر کے وقت آرام کرنے کو کہتے ہیں جو عام ایام میں ظہر سے پہلے کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعے کے دن جمعے کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے نماز جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

۱۱۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا ۱۱۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

۱۱۰۰۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٦٨، مسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين نزول الشمس، ح: ٨٦٠ من حديث يعلى المحاربي به.

۱۱۰۱۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، وعبدالرحمن أجمعوا على تضعيفه، وأما أبوه فقال ابن القطان لا يعرف حاله، وحال أبيه."

۱۱۰۲۔ أخرجه البخاري، الجمعة، باب: وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ٩٠٥، ٩٤٠ من حديث حميد

۵- **ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها** جمع سے متعلق احکام و مسائل
 الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ
 أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا نَجْمَعُ ثُمَّ نَرْجِعُ فَتَقِيلُ. کرتے تھے۔ ہم لوگ جمعہ پڑھتے تھے، پھر واپس آ کر قیلولہ کرتے تھے۔

(المعجم ۸۵) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ**
 يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۴)
 باب: ۸۵- جمع کے خطبے کا بیان

۱۱۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَلْفٍ، أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفْضِلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ. يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا جَلْسَةً. زَادَ بَشْرٌ: وَهُوَ قَائِمٌ.

۱۱۰۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو خطبے دیتے تھے اور ان کے درمیان تھوڑا سا بیٹھتے تھے۔
 بشر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

🌟 **فوائد و مسائل:** ① جمع کے دو خطبے ہوتے ہیں۔ ① خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے الایہ کہ کوئی معقول غدر ہو۔
 ② دو خطبوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے لیے تھوڑا سا بیٹھنا چاہیے۔ ③ دونوں خطبوں میں وعظ اور نصیحت کرنی چاہیے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے۔ ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ (خطبوں میں) قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، باب ذکر الخطبتین قبل الصلاة وما فیہما من الجلوس، حدیث: ۸۶۲)

۱۱۰۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُسَاوِرِ الْوُرَاقِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ

۱۱۰۴- حضرت عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے دیکھا اور آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔

🌟 الطویل بہ، وقال البوصیری: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

۱۱۰۳- أخرجه البخاري، الجمعة، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة، ح: ۹۲۸ من حدیث بشر بہ، وح: ۹۲۰، ومسلم، الجمعة، باب ذکر الخطبتین قبل الصلاة وما فیہما من الجلوس، ح: ۸۶۱ من حدیث عبید اللہ بہ۔
 ۱۱۰۴- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ۱۳۵۹ من حدیث مساور بہ۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مجھے سے متعلق احکام و مسائل

عَلَى الْمُنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① خطبے کے لیے منبر پر کھڑے ہونا سنون ہے۔ ② سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے لیکن ہمارے ملک میں ایک فرقہ ماتم اور شعاع کے طور پر سیاہ لباس پہنتا ہے ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے مکمل سیاہ لباس سے اجتناب بہتر ہے، خصوصاً محرم کے مہینہ میں، تاہم صرف سیاہ گہری پہننے سے مشابہت نہیں ہوتی اس لیے یہ جائز ہے۔

۱۱۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْعُدُ قَعْدَةً، ثُمَّ يَقُومُ.

۱۱۰۵۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، تاہم (اٹھائے خطبہ میں) ایک بار بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو جاتے تھے (اور دوسرا خطبہ دیتے تھے)۔

۱۱۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا. ثُمَّ يَجْلِسُ. ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ آيَاتٍ. وَيَذْكُرُ اللَّهَ. وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَضَاءً، وَصَلَاتُهُ قَضَاءً.

۱۱۰۶۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے اور اللہ کو یاد کرتے۔ نبی ﷺ کا خطبہ متوسط ہوتا تھا اور نماز بھی متوسط ہوتی تھی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① خطبے میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر ان کی روشنی میں مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ② خطبہ بہت طویل ہو نہ بہت مختصر بلکہ درمیانہ انداز اختیار کرنا چاہیے۔ ③ نماز بہت مختصر نہیں ہونی چاہیے۔ بعض خطباء انتہائی مختصر سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں یا بسی سورت کی تین چار آیتیں پڑھنے پر اکتفا کرتے ہیں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔

۱۱۰۵۔ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة، ح: ۸۶۲، والنسائي، صلاة العبدین، باب قيام الإمام في الخطبة: ۱۸۶/۳، ح: ۱۰۷۵ من حديث شعبة عن سماك به بألفاظ متقاربة.

۱۱۰۶۔ أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، وأبو داود، الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس، ح: ۱۱۰۱ من حديث سفیان الثوري عن سماك به.



۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۱۰۷۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ ، خَطَبَ عَلَى قَوْسٍ . وَإِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ ، خَطَبَ عَلَى عَصَا .

۱۱۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَيْنِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سُئِلَ : أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا ؟ قَالَ : أَوْ مَا تَقْرَأُ ﴿ وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾ ؟

۱۱۰۸۔ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا: کیا نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے یا بیٹھ کر؟ انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے: ﴿وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ ”وہ آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔“

۱۱۰۸۔ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا: کیا نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے یا بیٹھ کر؟ انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے: ﴿وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ ”وہ آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔“

۱۱۰۸۔ حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا: کیا نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے یا بیٹھ کر؟ انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے: ﴿وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ ”وہ آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔“

۱۱۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَيْنِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سُئِلَ : أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا ؟ قَالَ : أَوْ مَا تَقْرَأُ ﴿ وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾ ؟

امام ابو عبداللہ (ابن ماجہ) نے کہا یہ حدیث غریب ہے اسے ابن ابی شیبہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : غَرِيبٌ . لَا يُحَدِّثُ بِهِ إِلَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَدَّهُ .

فوائد ومسائل: ① مذکورہ آیت اس طرح ہے: ﴿وَ إِذَا رَأَوْا تَحَارَةً أَوْ لَهُؤًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَ تَرَكَوْكَ قَائِمًا فُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوَ وَمِنَ التَّحَارَةِ وَاللَّهُ خَبِيرٌ الرَّازِقِينَ﴾ (الجمعة: ۱۱) ”جب وہ کوئی سورا بکنا دیکھتے ہیں یا کوئی تماشا نظر آ جاتا ہے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ کہہ دیجیے: اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ کھیل اور تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ بہترین روزی رسال ہے۔“ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ ② صحیح بخاری اور تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: وجیہ بن خلیفہ تمہارت کا مال لے کر آگئے ہیں۔ یہ سن کر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چند افراد رہ گئے، چنانچہ مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری، التفسیر، باب ﴿وَ إِذَا رَأَوْا تَحَارَةً أَوْ لَهُؤًا﴾، حدیث: ۴۸۹۹، وتفسیر

۱۱۰۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۲۰۶/۳ من حديث هشام بن عمار به، وانظر، ح: ۱۱۰۱ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف".

۱۱۰۸۔ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجال ثقاة * الأعمش عنمن، وتقدم، ح: ۱۷۸، ورواه ابن فضال عنه عن إبراهيم عن علقمة به مرسلًا، وأخرجه ابن أبي شيبة في المصنف (ط دار الكتب العلمية: ۱/ ۴۴۸، ۴۴۹، ح: ۵۱۸۳، الصلوات، باب: ۳۴۳).



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

ابن کثیر، تفسیر سورة الجمعة) اس روایت کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ خطبہ جمعہ اور اسی طرح عید کا خطبہ سننا بھی ضروری ہے، نیز نماز پڑھ کر خطبہ سے بغیر چل جانا گناہ ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ بتحقیق الدكتور بشار عواد، حدیث: ۱۱۰۸ و صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی، حدیث: ۹۱۶)

۱۱۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مَهَاجِرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ
ابْنِ الْمُتَكْدِرِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَعِدَ الْمُبْتَسِرَ سَلَّمَ .

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اس مسئلہ کی تائید و توثیق میں دیگر روایات بھی مروی ہیں جو کہ سنداً کچھ کمزور ہیں لیکن کم از کم سلام کی مشروعیت و مسنونیت پر دلالت کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت کی تحقیق کرتے ہوئے زہیر الشاہدیش اور شعیب الارناؤط نے شرح السنۃ کے حاشیہ میں اس کے دیگر شواہد کا ذکر کیا ہے نیز انھوں نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بابت لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد یہ دونوں حضرات اس مسئلہ پر عمل کیا کرتے تھے نیز حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کا بھی یہی عمل نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (شرح السنۃ: ۳/۲۳۲-۲۳۳) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ابن ماجہ کی مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الأجوبة النافعة، ص: ۵۸) الحاصل مذکورہ مسئلہ کی بابت تمام روایات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کا جمعہ سے قبل سلام کہنا مستحب و مندوب ہے نیز اس مسئلہ کی بابت تمام روایات کو جمع کرنے کے بعد مذکورہ بالا روایت کو صحیح تسلیم نہ بھی کیا جائے تو کم از کم یہ روایت حسن الخیرہ بن جاتی ہے جو کہ محدثین کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۸۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَالْاِنْصَاتِ لَهَا (التحفة ۱۲۵)

باب: ۸۶- خطبہ توجہ کے ساتھ خاموشی سے سنا چاہیے

۱۱۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو بکر بن شیبہ سے روایت ہے نبی ﷺ

۱۱۰۹- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳/۲۰۴، ۲۰۵، ۲۹۸، ۲۹۹ من حديث عمرو بن خالد به، وقال: "فرد به ابن لهيعة"، وانظر، ح: ۳۳۰ لعلته، وضعفه البوصيري، وله شواهد ضعيفة عند عبدالرزاق، وابن أبي شيبة وغيرهما. ۱۱۱۰- أخرجه البخاري، الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، ح: ۹۳۴، ومسلم، الجمعة، باب في الإنصات يوم الجمعة في الخطبة، ح: ۸۵۱ من حديث الزهري به.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قُلْتَ
لِصَاحِبِكَ: أَنْصِتْ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ
يَخْطُبُ، فَقَدْ لَعَنَتْ».

نور اہد و مسائل: ① خطبہ مکمل خاموشی سے سنتا جائیے۔ ② خطبے کے دوران میں کسی سے بات کرنا یا اس کی بات کا جواب دینا منع ہے۔ ③ خطبے کے دوران میں حاضرین میں سے کوئی شخص اگر امام سے کوئی ضروری بات کہنا چاہتا ہو تو اجازت ہے، جیسے ایک شخص نے خطبے کے دوران میں آ کر رسول اللہ ﷺ سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کی اور اگلے جمعے خطبے کے دوران میں بارش بند ہونے کی دعا کے لیے درخواست کی گئی۔ (صحیح البخاری، الجمعة، باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة، حدیث: ۹۳۳) اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیم غطفانی رضی اللہ عنہ سے کلام فرمایا جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے البتہ سامعین کو متوجہ رکھنے کے لیے ان سے بار بار کوئی سوال کرنا اور ان کا با آواز بلند اجتماعی طور پر جواب دینا یا نعرے لگانا درست نہیں۔

۱۱۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَّازُ وَرَدِي، عَنْ
شُرَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجْرٍ، عَنْ عَطَاءِ
ابْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي بِن كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَبَارَكَ، وَهُوَ قَائِمٌ.
فَدَكَّرْنَا بِآيَاتِ اللَّهِ. وَأَبُو الدَّرْدَاءِ أَوْ أَبُو دَرَّ
يَغْمِرِي. فَقَالَ: مَتَى أَنْزَلْتَ هَذِهِ السُّورَةَ.
إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا الْآنَ. فَأَشَارَ إِلَيْهِ، أَنْ
اسْكُتْ. فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: سَأَلْتُكَ مَتَى
أَنْزَلْتَ هَذِهِ السُّورَةَ فَلَمْ تُخْبِرْنِي؟ فَقَالَ
أَبِي: لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ الْيَوْمَ إِلَّا مَا

۱۱۱۱ - حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن کھڑے ہو کر خطبے کے
دوران میں (سورۃ تبارک (الملک) تلاوت فرمائی۔
اور اللہ کے ایام (اور ماضی کے سچے واقعات) کے ذریعے
سے ہمیں نصیحت فرمائی۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ یا حضرت
ابو ذر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر کے کہا: یہ سورت
کب نازل ہوئی؟ میں نے تو اب (پہلی بار) سنی ہے۔
انھوں نے اشارے سے کہا: خاموش! نماز سے فارغ ہو
کر انھوں نے کہا: میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ یہ
سورت کب نازل ہوئی؟ آپ نے بتایا ہی نہیں۔ حضرت
ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو آج نماز میں سے صرف یہی

۱۱۱۱ - [إسناده حسن] أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۱۴۳/۵ من حديث عبد العزيز به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجالها ثقات".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

لَعُوتٌ. فَذَهَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ. وَأَخْبِرَهُ بِالَّذِي قَالَ أَبِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَدَقَ أَبِي».

حصہ ملا ہے کہ آپ نے فضول گوئی کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا اور حضرت ابی بنیہ کی بات بھی بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابی نے درست کہا ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① خطبے کے دوران میں اگر کوئی مخاطب کرے تو اسے جواب نہ دیا جائے۔ ② اشارے سے خاموش کرانا کلام کرنے میں شامل نہیں۔ ③ خطبے کے دوران میں کلام کرنے سے جیسے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۸۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامَ يَخْطُبُ (التحفة ۱۲۶)

باب: ۸۷۔ اگر کوئی خطبے کے دوران میں مسجد میں پہنچے تو کیا کرے

۱۱۱۲ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَيْسَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ جَابِرَ أ. وَأَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: دَخَلَ سَلِيكُ الْعَطْفَانِيِّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «أَصَلَيْتَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَصَلِّ رُكْعَتَيْنِ».

۱۱۱۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سلیمک غطفانی رضی اللہ عنہما مسجد میں آئے تو نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) پوچھا: ”تم نے نماز پڑھی ہے؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تب دو رکعتیں پڑھ لو۔“

حدیث کے راوی عمرو بن دینار نے سلیمک کے داخل ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ خطبے کے دوران میں آنے والے کو بھی دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا چاہیے تو دوسرے اوقات میں آنے والے کو بدرجہ اولیٰ دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ ② ان دو رکعتوں کو تحیۃ المسجد بھی قرار دیا گیا ہے اور بیٹھے کی سنتیں بھی، تاہم مذکورہ بالا صورت میں دو رکعت سے زیادہ پڑھنا درست نہیں۔ ہاں خطبہ شروع ہونے سے پہلے (دو دو رکعت کر کے) جتنی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (صحیح البخاری، الجمعة، باب الدھن للجمعة، حدیث: ۸۸۳)

۱۱۱۲۔ أخرجه البخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب أمره أن يصلِّي رُكْعَتَيْنِ، ح: ۹۳۰، ۹۳۱، ۱۱۶۶، ومسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ۸۷۵ من حديث عمرو بن دينار به، وأخرجه أيضاً من حديث أبي الزبير به.

۱۰۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جمع سے متعلق احکام و مسائل

۱۱۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی عیاض بن عبد اللہ، عن ابن عمجلان، عن عیاض بن عبد اللہ، عن ابي سعيد قال: جاء رجل والنبي صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فقال: «أصليت؟» قال: لا. قال: «فصل ركعتين».

۱۱۱۴- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ : حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سلیم غطفالی رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا: ”کیا تم نے آنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تب دو رکعتیں پڑھ لا اور ہلکی پڑھنا۔“

۱۱۱۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عِيَاثٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ أَبِي سُوَيْبَانَ، عَنْ جَابِرٍ. قَالَ: جَاءَ سُلَيْكُ الْغُطَفَانِيُّ وَرَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْطُبُ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَصَلَّيْتَ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَصَلِّ رَكَعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا».

🕌 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ روایت [قبَّلَ أَنْ تَجِيءَ] کے الفاظ کے بغیر صحیح مسلم اور ابوداؤد میں بھی مروی ہے جس کا ذکر صاحب تحقیق نے نیچے حاشیہ میں کیا ہے اور سنن ابوداؤد (حدیث: ۱۱۱۶) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تاہم مذکورہ روایت [قبَّلَ أَنْ تَجِيءَ] کے الفاظ کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ۸۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَخَطِّي النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۷) باب: ۸۸- جمع کے دن لوگوں کے اوپر سے گزرنے کی ممانعت کا بیان

۱۱۱۳- [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما جاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ۵۱۱ من حديث سفيان به، وقال: 'حسن صحيح'، ولفظ الحميدي في مسنده: 'سنا سفيان قال ثنا محمد بن عمجلان قال ثنا عياض بن عبد الله بن سعد بن أبي سرح ... الخ'.

۱۱۱۴- [إسناده ضعيف] وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۳۹۹/۱، ح: ۴۳۴ * وحفص بن غياث وصفه أحمد، والدارقطني بالتدليس (المرتبة الأولى من المدلسين عند الحافظ)، ولم أجد تصريح سماعه، والمدلس لا يفتح بمنته في غير الصحيحين على الراجح، وأخرجه مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ۸۷۵ من طريق الأعمش به، ولم يذكر قوله: 'قبَّلَ أَنْ تَجِيءَ'.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

ہجے سے متعلق احکام و مسائل

۱۱۱۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعے کے دن رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، وہ (قریب آ کر بیٹھنے کے لیے) لوگوں کے اوپر سے گزرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ جا، تو نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی اور دیر سے آیا۔“

۱۱۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ. فَجَعَلَ يَسْخَطُ النَّاسَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ وَأَنْتِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① جمعے کے لیے جلدی جانا چاہیے تاکہ امام سے قریب تر مناسب جگہ مل سکے۔ ② اگر دیر ہو جائے تو پیچھے ہی جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ ③ آگے جانے کی کوشش میں دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث بننا مناسب نہیں۔ ④ اگر کوئی نمازی نامناسب حرکت کرے تو امام اسے خطبے کے دوران میں منع کر سکتا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے اور وہ اس کام سے بقتاب کریں۔

۱۱۱۶۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جمعے کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں، اسے جہنم تک پہنچنے کے لیے بلایا دیا گیا۔“

۱۱۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينَ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ».

باب: ۸۹۔ امام کے منبر سے اترنے کے

بعد بات چیت کرنا

(المعجم ۸۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ

بَعْدَ تَزْوِيلِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ (التحفة ۱۲۸)

۱۱۱۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۱۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۱۱۱۵۔ [صحیح] * المحاربي مدلس (المرتبة الثالثة عند الحافظ) وعنن، والحسن تقدم حاله في التذليل، ح: ۷۱، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ۱۱۸ وغيره.

۱۱۱۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، ح: ۵۱۳ عن أبي كريب به، وقال: "غريب" * رشدين تقدم، ح: ۵۲۱، وزبان بن فائد: "ضعيف الحديث مع صلاحه وعبادته" (تقريب)، وفيه علة أخری.

۱۱۱۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود السجستاني، الصلاة، باب الإمام يتكلم بعد ما ينزل من المنبر، ح: ۱۱۲۰ من حديث جرير به، وضعفه البخاري وغيره * جرير بن حازم وصفه البيهقي وغيره بالتذليل، ولم أجد تصريح سماعه.



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ،
عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ كَانَ يَكْلُمُ فِي الْحَاجَةِ، إِذَا نَزَلَ عَنِ
الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

فائدہ: مذکورہ روایت سننا ضعیف ہے، تاہم اس قسم کا ایک واقعہ جس میں دورانِ خطبہ میں خطبہ چھوڑ کر سائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے صحیح مسلم (الجمعة) حدیث: ۸۷۶) میں ہے۔ علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا جیسا کہ جامع الترمذی میں ہے: ”نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا حتیٰ کہ کھڑو لوگوں کو اُدھ آنے لگی۔“ (جامع الترمذی، حدیث: ۵۱۸) بتا بریں مسئلہ یوں ہی ہے کہ اگر امام یا کوئی شخص کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں مگر اہل جماعت کو اذیت نہیں ہونی چاہیے۔

(المعجم ۹۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ
فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۹)

۱۱۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ
جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي رَافِعٍ قَالَ: اسْتَحْلَفَ مَرْوَانَ أَبَا هُرَيْرَةَ
عَلَى الْمَدِينَةِ. فَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ. فَصَلَّى بِنَا
أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ
فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى. وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ
الْمُنَافِقُونَ.

۱۱۱۸ - حضرت عبداللہ بن ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: مروان نے مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور خود تشریف لے گئے۔ جمعہ کے دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون کی تلاوت کی۔

قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ
انْصَرَفَ. فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ
عَلَيَّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ. فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنِّي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو چکے تو میں انھیں ملا میں نے انھیں کہا: آپ نے (آج نماز میں) وہ دو سورتیں پڑھی ہیں جو کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ (نماز میں) پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۱۸ - أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ۸۷۷ عن ابن أبي شيبه، وغيره به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمعے سے متعلق احکام و مسائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورتیں پڑھتے سنا ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① جمعہ کی نماز میں مذکورہ بالا دو سورتیں پڑھنا مستنون ہے تاہم دیگر سورتوں کی قراءت بھی جائز ہے جیسے کہ اہل حدیث میں آ رہا ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر جمعہ کو بڑی چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے تھے۔ اس لیے حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا عمل اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر مشتمل تھا۔

۱۱۱۹۔ حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا: ہمیں یہ بتائیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن سورۃ جمعہ کے ساتھ دوسری کون سی سورت پڑھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (سورۃ الغاشیہ) پڑھتے تھے۔

۱۱۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
أَبَانَا سُفْيَانُ : أَبَانَا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : كَتَبَ الضَّحَّاكُ
ابْنَ قَيْسٍ إِلَى الثُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ : أَخْبَرْنَا ،
بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ،
مَعَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ ؟ قَالَ : كَانَ يَقْرَأُ فِيهَا
﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴾ .

☀️ فوائد و مسائل: ① اس میں جمعے کی نماز میں سورۃ غاشیہ کی تلاوت کا ذکر ہے جب کہ گزشتہ حدیث میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں کی تلاوت میں اختیار ہے۔ ② تحریری طور پر مسئلہ پوچھنا اور بتانا درست ہے۔ ③ تحریر بھی اسی طرح قابل اعتماد ہے جس طرح براہ راست سنی ہوئی حدیث بشرطیکہ یقین ہو یہ تحریر فلاں صاحب ہی کی ہے۔

۱۱۲۰۔ حضرت ابو نعیمہ خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

۱۱۲۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا
الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَيَّانٍ ، عَنْ
أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ ، عَنْ أَبِي عِنَبَةَ الْحَوْلَانِيِّ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ
رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾

۱۱۱۹۔ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ۸۷۸ من حديث سفیان بن عیینہ به، إلا أن فيها
" . . . سوی سورۃ الجمعة؟ "

۱۱۲۰۔ [صحيح] * الوليد عنمن، تقدم، ح: ۲۵۵، وله شاهد صحيح عند مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة
الجمعة، ح: ۸۷۸ وغيره.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها جمع سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۹۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً (التحفة ۱۳۰)

۱۱۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
أَبَانَا عَمْرُ بْنُ حَبِيبٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذُنَبٍ ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، وَ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيْبِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
قَالَ : « مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ
إِلَيْهَا أُخْرَى . »

۱۱۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ
نے فرمایا: ”جسے جمعے کی ایک رکعت ملے وہ اس کے
ساتھ دوسری ملائے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① جو شخص کسی وجہ سے جمعے کی نماز میں بروقت نہ پہنچ سکے اسے اگر ایک رکعت امام کے ساتھ مل
گئی تو اس کی وہ نماز جمعے کی شمار ہوگی اس لیے اسے صرف ایک رکعت مزید پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔ ② اس میں
اشارہ ہے کہ اگر ایک رکعت سے کم ملے تو اس کی جمعے کی نماز نہیں ہوئی تب اسے ظہر کی نماز چار رکعت پڑھنی چاہیے۔

۱۱۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ،
وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ
عَيِّنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « مَنْ
أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ . »

۱۱۲۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے نماز کی ایک رکعت مل
گئی اسے (نماز) مل گئی۔“

۱۱۲۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَثْمَانَ بْنِ
سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارِ الْجَمْصِيِّ : حَدَّثَنَا
بِقِيَّتِهِ بْنُ الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ زَيْدِ

۱۱۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے جمعے کی نماز یا کسی اور نماز
کی ایک رکعت مل گئی اسے وہ نماز مل گئی۔“

۱۱۲۱- [صحیح] وقال البوصيري: لهذا إسناده ضعيف، وعمر بن حبيب متفق على تضعيفه، وللحديث شاهد عند
الدارقطني: ۱۲/۲، ح: ۱۵۹۲، وإسناده حسن لذاته، وأخرج البيهقي: ۲۰۴/۳ وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر
قال: من أدرك ركعة من الجمعة فقد أدركها إلا أنه يقضي ما فاته.

۱۱۲۲- أخرجه البخاري، موافق الصلاة، باب من أدرك من الصلاة ركعة، ح: ۵۸۰، ومسلم، المساجد، باب
من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ۶۰۷ من حديث الزهري به.

۱۱۲۳- [صحیح] انظر، ح: ۷۰۷ لعلك، وانظر، ح: ۱۱۲۱ لشواهد، وصححه ابن حجر في بلوغ المرام.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمع سے متعلق احکام و مسائل

الْأَيْلِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ أَوْ غَيْرِهَا،
فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

☀️ فائدہ: اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جسے جماعت کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو وہ جماعت کے ثواب سے محروم نہیں
رہا، دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک رکعت وقت کے اندر پڑھ لی پھر وقت ختم ہو گیا تو وہ نماز قضا نہیں ہوئی، مثلاً: فجر کی
ایک رکعت پڑھی تھی کہ سورج طلوع ہو گیا یا عصر کی ایک رکعت پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا اس صورت میں اسے
اپنی نماز مکمل کر لینی چاہیے، تاہم بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا منع ہے۔

(المعجم ۹۲) - بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيْنَ تَوَاتَى
الْجُمُعَةُ (التحفة ۱۳۱)

باب: ۹۲- کتنی دور سے جمعے کے لیے آنا
ضروری ہے

۱۱۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّ
أَهْلَ قُبَاءٍ كَانُوا يَجْمَعُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۱۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: قباء کے رہنے والے جمعے کے دن جمعے
کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ادا کرتے تھے۔

(المعجم ۹۳) - بَابُ: فِيمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ
مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ (التحفة ۱۳۲)

باب: ۹۳- بلا عذر جمعہ چھوڑنا گناہ ہے

۱۱۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَ يَزِيدُ بْنُ
هَارُونَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي عُيَيْدَةُ بْنُ سُفْيَانَ

۱۱۲۵- صحابی رسول حضرت ابو جعفر ضمری رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس
نے اہمیت نہ دیتے ہوئے تین بار جمعے کی نماز ترک کر
دی، اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔“

۱۱۲۴- [إسناده حسن] وضعفه البوصيري * عبد الله العمري عن نافع قوري كما تقدم، ح: ۷۴۷.

۱۱۲۵- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، ح: ۱۰۵۲ من حديث محمد بن عمرو به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ،
وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ
تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، تَهَاوَنَّا بِهَا، طَبَعَ
عَلَى قَلْبِهِ».

🌞 فوائد ومسائل: ① [تَهَاوَنَّا] کا لفظ ھین سے تعلق رکھتا ہے جس کا مطلب معمولی اور غیر اہم چیز ہے۔ انسان جس چیز کو اہمیت نہیں دیتا اس کی ادائیگی میں سستی اور کاجلی سے کام لیتا ہے اس لیے اس لفظ کا ترجمہ ”سستی کرتے ہوئے“ بھی کیا جاتا ہے۔ ② دل پر مہر لگ جانا بعض گناہوں کی سزا کے طور پر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں دل خیر و شر میں امتیاز سے محروم ہو جاتا ہے پھر اس کو تنگی سے محبت اور برائی سے نفرت نہیں رہتی۔ جب دل کی بیماری اس درجہ تک پہنچ جائے تو پھر ہدایت کی امید بہت ہی کم رہ جاتی ہے۔ مومن کو اس خطرناک مرحلے سے بچنے کے لیے نمازوں کا خاص طور پر جمعہ کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔

۱۱۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: ۱۱۲۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي سَيْدِ بْنِ
أَبِي سَيْدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَيْسَى
الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا [عَبْدُ] اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، عَنِ
ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ أَبِي سَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا، مِنْ
غَيْرِ ضُرُورَةٍ، طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ».

۱۱۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
مُعَدِّيُّ بْنُ سَلِيمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ، عَنْ

۱۱۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! (توجہ سے سنو!)

۱۱۲۶- [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۶۵۷، وعلى هوامش النسخ الهندية من المجتبى، من
حديث ابن وهب به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۱۱۲۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم ۲۹۲/۱ من حديث محمد بن بشار به، وقال: "صحيح على شرط
مسلم"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۵۹، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف معدي بن سليمان"، وله
شاهد ضعيف جداً عند أبي يعلى، ح: ۲۱۹۸، وشاهد آخر عند الطبراني في الأوسط: ۲۲۴/۱، ۲۲۵، ح: ۳۳۸،
وإسناده ضعيف، راجع المجموع: ۱۹۳/۲، وله شواهد أخرى عند المنذري في الترغيب والترهيب: ۵۰۹/۱-۵۱۲.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جمع سے متعلق احکام و مسائل

ممکن ہے ایک آدمی (شہر سے) ایک دو میل کے فاصلے پر چند کمریاں لیے ہوئے ہوا سے گھاس لٹنے میں مشغول ہو کر آجائے اور وہ مزید دور چلا جائے پھر جمعے کا دن آئے اور وہ آ کر جمعے کی نماز میں شریک نہ ہو پھر (دوسرا) جمعاً آجائے اور وہ (اس بار بھی) حاضر نہ ہو پھر (تیسرا) جمعاً آئے اور وہ حاضر نہ ہوتی کہ اس کے دل پر مہر لگا دی جائے۔“

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا هَلْ عَسَىٰ أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ الصَّبَّةَ مِنَ النِّعَمِ عَلَىٰ رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ، فَيَتَعَدَّرَ عَلَيْهِ الْكَلْبُ، فَيَرْتَفِعَ. ثُمَّ تَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَجِيءُ وَلَا يَشْهَدُهَا. وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا. وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا. حَتَّىٰ يُطَبِّعَ عَلَىٰ قَلْبِهِ».

۱۱۲۸- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جان بوجھ کر جمعہ چھوڑ دیا اسے چاہیے کہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر اس کے پاس (ایک دینار) نہ ہو تو آدھا دینار صدقہ کرے۔“

۱۱۲۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهَنَّمِيُّ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَيَنْصِفِ دِينَارًا».

www.KitaboSunnat.com



🌞 فائدہ: مذکورہ روایت سداضعیف ہے اس لیے جمعہ چھوڑنے سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان ہوا ہے تاہم بغیر شرعی عذر کے جمعہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

باب: ۹۳- جمعے سے پہلے نماز (سنت) کا بیان

(المعجم ۹۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۳)

۱۱۲۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے (کی فرض نماز) سے پہلے چار رکعتیں

۱۱۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِيهِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ

۱۱۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۶۶۲، والمجتبى كما ذكره شيخنا الإمام عطاء الله الفوجياني في التعليقات السلفية: ۱/ ۱۶۱ عن نصر بن علي به * قتادة عن ابن، وتقدم، ح: ۱۷۵، وله سند آخر عن قدامة بن وبرة عن سمرة به، أخرجه النسائي في المجتبى: ۳/ ۸۹، ح: ۱۳۷۲، وأبو داود، ح: ۱۰۵۳ وغيرهما * وقدامة لم يسمع من سمرة كما قال البخاري.

۱۱۲۹- [إسناده موضوع] وقال البوصيري: 'هذا إسناد مسلسل بالضعفاء، عطية متفق على ضعفه، وحجاج مدلس، ومبشر بن عبيد كذاب، وبقية هو ابن الوليد يدلس بتدليس التسوية'.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جمعے سے متعلق احکام و مسائل

مُبَشَّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَزْكُعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا، لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ.

پڑھتے تھے اور ان میں فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ (ایک سلام سے پڑھتے تھے۔)

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً موضوع ہے۔ نبی کریم ﷺ سے جمعے سے قبل رکعتوں کی کوئی تعیین کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں نہ قول سے اور نہ آپ ﷺ کے عمل ہی سے بلکہ نبی کریم ﷺ جب منبر پر رونق افروز ہو جاتے تو اذان شروع ہو جاتی اور اذان کے بعد آپ کسی وقفہ کے بغیر خطبہ شروع فرمادیتے اور یہ کلمے مشاہدے کی بات تھی۔ علامہ عراقی فرماتے ہیں کہ کسی صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے یہ منقول نہیں کہ آپ جمعہ سے پہلے کوئی مقررہ رکعتوں پر مشتمل نماز پڑھتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ امام ابن قیم اور دیگر محققین و علمائے حدیث کی تحقیق یہی ہے کہ جمعہ سے قبل مقررہ تعداد میں سنن و نوافل ثابت نہیں البتہ جو شخص امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے مسجد میں پہنچ جائے وہ بلا تعیین جتنی سنتیں اور نوافل پڑھنا چاہے پڑھے اور جو نبی امام خطبہ شروع کرنے کے نوافل پڑھنا بند کر دے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۳/۱۸۸ و ۲۰۰/۱ زاد المعاد: ۱/۲۳۳/۲۳۰)

(المعجم ۹۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَابُ ۹۵ - جمعے کے بعد (سنت) نماز کا بیان
بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۴)

۱۱۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَانَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ، أَنْصَرَفَ، فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ ذَلِكَ.

۱۱۳۰ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب جمعے کی نماز پڑھتے تو واپس جا کر گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر فرماتے: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ ظلی نماز اور سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے تاہم مسجد میں بھی سنتیں پڑھنا جائز ہے۔

۱۱۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَّ أَبَانَ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ، أَنْصَرَفَ، فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ ذَلِكَ.

۱۱۳۱ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی ﷺ جمعے کے بعد دو رکعت نماز (سنت) ادا کرتے تھے۔

۱۱۳۰ - أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ۸۸۲ من حديث محمد بن رُمح وغيره به.

۱۱۳۱ - أخرجه مسلم (انظر الحديث السابق) من حديث سفیان بن عیینة به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جسے سے متعلق احکام و مسائل

شَهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكَعَتَيْنِ .

۱۱۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جمعے کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعت (سنت) پڑھو۔“

۱۱۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو السَّائِبِ سَلْمٌ بْنُ جُنَادَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ سَهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا» .

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ جسے کی فرض نماز کے بعد دو رکعت سنت بھی ادا کی جا سکتی ہے اور چار رکعت بھی اور بعض نے ان دونوں کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں پڑھے تو چار سنتیں پڑھے (دو دو کر کے یا بے یک سلام) اور گھر جا کر پڑھے تو دو رکعت پڑھے۔ (مرآة)

باب: ۹۶- جمعے کے دن نماز سے پہلے (مسجد میں) حلقے بنا کر بیٹھنے اور خطبے کے دوران میں گوٹ مارنے (کی ممانعت) کا بیان

(المعجم ۹۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِلَاقِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَالْإِحْتِيَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۱۳۵)

۱۱۳۳- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن نماز سے پہلے مسجد میں حلقے بنانے سے منع فرمایا ہے۔

۱۱۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ . ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنبَأَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ، جَمِيعاً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُحْلَقَ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ .

☀️ فائدہ: جمعے کی نماز کے لیے وقت سے پہلے آنا ثواب کا باعث ہے لیکن پہلے آ کر ذکر و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہونا چاہیے، الگ الگ ٹولیاں بنا کر ادھر ادھر کی باتیں کرنا اس مقصد کے منافی، مسجد کے ادب کے خلاف اور نمازیوں کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔

۱۱۳۲- أخرجه مسلم، الجمعة، ح: ۸۸۱ عن ابن أبي شيبة وغيره به .

۱۱۳۳- [حسن] تقدم ح: ۷۴۹ .



۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۱۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى
الْحَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
وَأَفِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَمْرِو
ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ،
بِعَنِي وَإِلَامًا يَخْطُبُ.

۱۱۳۳۔ حضرت عمرو بن شعيب اپنے والد سے اور وہ
اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت
کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے
کے دن گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا، یعنی جب امام
خطبہ دے رہا ہو۔

☀️ فائدہ: حدیث میں مذکور بیٹھنے کی کیفیت احتیاء کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر
کے ان کے گروسہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لیٹا یا کرا اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ عرب لوگ اکثر اس
طرح بیٹھا کرتے تھے۔ خطبے کے دوران میں اس طرح بیٹھنا درست نہیں کیونکہ اس سے نیند آ جاتی ہے اور خطبے کا
مقصود نفرت ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں شرم گاہ کے ننگا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(المجم ۹۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۶)

۱۱۳۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى
الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، جَمِيعاً
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ
السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: مَا كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ
إِلَّا مُؤَذَّنٌ وَاحِدٌ. إِذَا خَرَجَ أَذَّنَ، وَإِذَا نَزَلَ
أَقَامَ. وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ كَذَلِكَ. فَلَمَّا كَانَ
عُمَرَانُ، وَكَثُرَ النَّاسُ، زَادَ النَّدَاءَ الثَّلَاثَ

۱۱۳۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا تو ایک ہی مؤذن تھا۔
جب رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے گھر سے باہر
تشریف لاتے (اور منبر پر تشریف رکھتے) تو وہ اذان کہتا
اور جب (خطبے سے فارغ ہو کر) منبر سے اترتے تو وہ
اقامت کہہ دیتا۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا معمول
بھی یہی تھا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے اور
(نماز کے لیے آنے والے) لوگوں کی کثرت ہو گئی تو

۱۱۳۴۔ [حسن] انظر، ح: ۱۱۲۹ لعلته، وفيه علة أخرى، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ۱۱۱۰ وغيره.

۱۱۳۵۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب النداء يوم الجمعة، ح: ۱۰۸۸ من حديث ابن إسحاق به، وعند
زيادة منكرة، وأصل الحديث أخرجه البخاري، ح: ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۵، ۹۱۶ وغيره من حديث الزهري به، وأخرج
الطبراني في الكبير: ۱۷۴/۷، ح: ۶۶۴۶ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على
عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة هیما

بعض سے متعلق احکام ومسائل

عَلَى دَارٍ فِي السُّوقِ ، يُقَالُ لَهَا الرَّوْزَاءُ . فَإِذَا
مَزِيدَ كَهْلُوَانِي . اس جگہ کا نام رُوْزَاءُ تھا (جہاں مؤذن یہ
اذان کہتا تھا) جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (خطبے کے لیے)
تشریف لاتے تو وہ اذان کہتا اور جب (ممبر سے) نیچے
اترتے تو وہ اقامت کہتا۔

فوائد ومسائل: ① خطبہ شروع ہونے سے پہلے جو اذان کہی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمعے کے لیے صرف وہی اذان ہوتی تھی پھر نماز شروع کرتے وقت اقامت کہی جاتی تھی جسے دوسری اذان کا نام دیا گیا۔ ان دو اذنانوں (اذان اور اقامت) کے علاوہ جو اذان ہے اسے یہاں تیسری اذان کہا گیا ہے کیونکہ وہ ان دونوں کے بعد شروع ہوئی اور یہ وہ اذان ہے جو خطبہ شروع ہونے سے کافی پہلے کہی جاتی ہے تاکہ لوگ جمعے کی تیاری کر کے بروقت مسجد میں پہنچ سکیں۔ ② فجر کی اذان سے پہلے بھی ایک اور اذان کہی جاتی ہے جسے عرف عام میں ”تجد کی اذان“ کہتے ہیں۔ اس کی حکمت بھی یہی ہے کہ مسلمان فجر کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائیں تاکہ ضروری حاجات سے فارغ ہو کر وضو وغیرہ کر کے بروقت فجر کی نماز کے لیے مسجد میں پہنچ سکیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فجر کی اس پہلی اذان پر قیاس کرتے ہوئے جمعے کی پہلی اذان شروع کی کیونکہ جس طرح سے فجر سے پہلے کا وقت غفلت کا ہوتا ہے اسی طرح جمعے سے پہلے کا وقت بھی مصروفیت کی وجہ سے ایک طرح غفلت کا وقت ہی ہوتا ہے لہذا وقت سے پہلے ہی توجہ دلانے اور ہوشیار کرنے کے لیے اذان کہی جاتی ہے۔ ③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعے کی پہلی اذان مسجد سے باہر بازار میں کہلوانی تاکہ زیادہ لوگ متوجہ ہو سکیں۔ آج کے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے مسجد کے اندر کہی ہوئی اذان سے بھی یہی مقصد حاصل ہو جاتا ہے اس لیے اس اذان کا مسجد سے باہر ہونا ضروری نہیں۔ ④ جمعے کی پہلی اذان خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ”میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت اختیار کرو۔“ (سنن ابن ماجہ حدیث: ۳۲) سنت نبوی کے مطابق صرف ایک اذان کہنا یا خلیفہ راشد کی سنت کے مطابق دو اذانیں کہنا دونوں طرح جائز ہے، تاہم سنت نبوی کے مطابق ایک ہی اذان کہنا زیادہ بہتر ہے۔ البتہ بعض اہل علم کے نزدیک لاؤڈ سپیکر اور گھنٹیوں کے عام ہونے کی وجہ سے، موجودہ دور میں، پہلی اذان کا جواز بھی باقی نہیں رہتا، تاہم جہاں یہ چیزیں نہ ہوں تو وہاں ضرورت کے مطابق اس پر عمل کرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔



(المعجم ۹۸) - بِبَابِ مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ

باب: ۹۸- خطبے کے وقت امام کی طرف

الْإِمَامِ وَهُوَ يَخْطُبُ (التحفة ۱۳۷)

منہ کر کے بیٹھنا چاہیے

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جسے سے متعلق احکام و مسائل

۱۱۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى :
 حَدَّثَنَا هَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ
 الْعُبَّارِكِ ، عَنْ أَبِي بَنِي نَعْلَبٍ ، عَنْ عَبْدِ بْنِ
 قَابِطٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ، إِذَا قَامَ
 عَلَى الْمِنْبَرِ ، اسْتَقْبَلَهُ أَصْحَابُهُ بِوُجُوهِهِمْ .

🌟 فائدہ : مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سندا ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے موقوف اور مرفوع شواہد کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے لہذا خطبہ کے دوران میں امام کی طرف رخ کرنا مستحب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اپنی صحیح میں یہی مسئلہ بیان کیا ہے اور یہ باب قائم کیا ہے ”باب استقبال الناس الإمام إذا خطب“ یعنی دوران خطبہ میں امام لوگوں کی طرف اور لوگ امام کی طرف رخ رکھیں اور ترجمہ الباب میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کا عمل بھی یہی نقل کیا ہے۔ (صحیح البخاری، الجمعة، قبل حدیث: ۹۲۱) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحه رقم الحديث: ۴۸۰)

(المعجم ۹۹) - بِكَابٍ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ
 الَّتِي تُرْجَى فِي الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۸)

باب: ۹۹۔ جمع کے دن میں وہ خاص وقت جس
 میں (دعا کی قبولیت کی) امید ہوتی ہے

۱۱۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
 أَبَانَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ
 مُحَمَّدِ بْنِ سَبْرِينَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً ، لَا
 يُورَفَّقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ ، قَائِمٌ يُصَلِّي ، يَسْأَلُ اللَّهَ
 فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ» وَقَلَّلَهَا بَيِّنَةٌ .

۱۱۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمع (کے دن) میں ایک گھڑی ہے جو مسلمان آدمی اسے اس حال میں پالے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو وہ اس گھڑی میں اللہ سے جو بھلائی مانگے گا (دنیا کی ہو یا آخرت کی) اللہ اسے وہ چیز دے دے گا۔“ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی مختصر سی ہے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک کے

۱۱۳۶۔ [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد موقوفة عند البخاري، ح: ۹۲۱، ومرفوعة عند البيهقي وغيرهما * ثابت أبو عدي مجهول الحال كما في التقريب وغيره، ولم يذكر من حديثه به.

۱۱۳۷۔ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ۶۴۰۰، ومسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ۸۵۲ من حديث أيوب به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

وقفہ میں ہے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، حديث: ۸۵۳) ① اس سئلے میں بعض دیگر اقوال آئندہ روایات میں آرہے ہیں۔

۱۱۳۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ : حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفِ الْمُزْنِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : « فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِنْ النَّهَارِ ، لَا يَسْأَلُ اللَّهُ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ سُؤْلَهُ » قِيلَ : أَيُّ سَاعَةٍ ؟ قَالَ : « حِينَ تَقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى الْأَنْصِرَافِ مِنْهَا » .

۱۱۳۸- حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بندہ سنا ہے: ”مجھے کے دن میں ایک گھڑی ہے اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے اللہ اسے اس کی مطلوبہ چیز دے دیتا ہے۔“ عرض کیا گیا: وہ کون سی گھڑی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جب نماز گھڑی ہو جائے (اس وقت سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک۔“

۱۱۳۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ ، عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ : قُلْتُ ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ : إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ : فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُؤَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا قَضَى لَهُ حَاجَتَهُ .

۱۱۳۹- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے۔ میں نے عرض کیا: ہم اللہ کی کتاب (تورات) میں پاتے ہیں کہ جمعے کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ اس وقت جو کوئی مومن بندہ نماز پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے اللہ اس کی حاجت پوری فرمادیتا ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ : فَأَسَارَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ . فَقُلْتُ : صَدَقْتَ ، أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ . قُلْتُ : أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ ؟ قَالَ : « هِيَ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا: یا ساعت سے بھی کم۔ میں نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا یا ایک ساعت سے بھی کم۔ میں نے

۱۱۳۸- [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الساعة التي ترحى في يوم الجمعة، ح: ۴۹۰ من حديث كثير به، وقال: "حسن غريب"، وله شواهد عند مسلم، ح: ۸۵۳ وغيره.

۱۱۳۹- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۵۱/۵ من حديث الضحاك به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات على شرط الصحيح".



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ. قُلْتُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةٌ صَلَاةٍ قَالَ: «بَلَى. إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلَّى ثُمَّ جَلَسَ، لَا يَحْسِبُهُ إِلَّا الصَّلَاةَ، فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ».

عرض کی: وہ گھڑی کون سی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دن کی آخری گھڑی ہے۔“ میں نے عرض کی: وہ تو نماز کا وقت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں ہاں مومن بندہ جب نماز پڑھ کر بیٹھ رہتا ہے وہ نماز کے علاوہ کسی اور وجہ سے نہیں رکا ہوتا وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جسے کے دن کا آخری حصہ بھی دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

② ”گھڑی“ سے وقت کی کوئی متین مقدار مراد نہیں ہوتی بلکہ کچھ وقت مراد ہوتا ہے۔ ”ساعت سے کم“ یا ”گھڑی کا ایک حصہ“ ظاہر کرتا ہے کہ وہ وقت بہت قلیل ہوتا ہے۔ ③ نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ رہنا بہت ثواب کا کام ہے بشرطیکہ ذکر و تلاوت وغیرہ میں وقت گزارا جائے اور فضول باتیں نہ کی جائیں۔

(المعجم ۱۰۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي نَيْتِنِي
عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السَّنَةِ (التحفة ۱۳۹)

۱۱۴۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، عَنْ مُعِينَةَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَابَرَ عَلَى نَيْتِنِي عَشْرَةَ رَكْعَةٍ مِنَ السَّنَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ».

۱۱۳۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پابندی سے بارہ رکعت سنتیں پڑھتا ہے اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے۔ ظہر سے پہلے چار رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① سب سے اہم نماز تو فرائض ہیں لیکن مؤکدہ سنتوں کی بھی بہت زیادہ اہمیت ہے لہذا ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ ② ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔ (صحیح البخاری، التہجد)

۱۱۴۰ - [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة نتي عشرة ركعة من السنة... الخ، ح: ۱۴۰ من حديث إسحاق بن سليمان بن، وقال: "غريب"، وضعفه النسائي * مغيرة وثقه الجمهور، ولحديثه شواهد عند مسلم، ح: ۷۲۸ وغيره.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها سنن مؤکدہ سے متعلق احکام و مسائل

باب التطوع بعد المكتوبة، حدیث: ۱۱۴۲، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراجعة قبل الفرائض و بعدهن، و بیان عددھن، حدیث: ۴۲۹) ⑤ ظہر کے فرضوں کے بعد چار سنتیں پڑھنا بھی درست ہے جیسے کہ حدیث: ۱۱۶۰ میں آئے گا۔ ⑥ مؤکدہ کا مطلب ہے تاکید والی سنتیں، یعنی فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نبی ﷺ نے جن سنتوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا یا ادا کرنے کی فضیلت و اہمیت بیان فرمائی، ان کو سنن مؤکدہ یا سنن راتبہ کہا جاتا ہے۔

۱۱۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 ۱۱۴۱- ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان
 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ
 سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص
 أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْمَسْبُوبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ
 نے دن رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں
 عَنبَسَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ
 پڑھیں اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جائے گا۔“
 أَبِي سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «مَنْ صَلَّى
 فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثَلَاثِينَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بُنِيَ لَهُ
 بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ» .

☀️ فوائد و مسائل: ① بارہ رکعت سے مراد وہی مؤکدہ سنتیں ہیں جن کی تفصیل گزشتہ حدیث میں بیان ہوئی ہے۔
 ② جنت میں گھر تعمیر ہونا ان نمازوں کا اجر ہے۔ اگر دوسرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل بھی ہو جائے تب بھی اس عمل کے ثواب پر خاص طور پر ایک گھر ملے گا۔ ③ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت نمازیں پابندی سے ادا کرنے والے کے گناہ معاف ہو جائیں گے جس کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونے کا اہل ہو جائے گا لہذا محض سستی اور بے پروائی کی وجہ سے سنتیں چھوڑ دینا بڑی بات ہے۔

۱۱۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 ۱۱۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَضْبَهَانِيِّ،
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دن میں بارہ
 عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :
 رکعتیں پڑھیں اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ
 جائے گا، فجر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر سے پہلے دو رکعتیں،

۱۱۴۱- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، الباب السابق، ح: ۴۱۵ من حديث المسيب به، وقال: "حسن صحيح"، وله طرق عند مسلم، ح: ۷۲۸ وغيره.

۱۱۴۲- [ضعيف] أخرجه النسائي في الصغرى، ح: ۱۸۱۲، والكبرى، ح: ۱۴۷۸ من حديث محمد بن سليمان به، وقال: "لهذا الحديث عندى خطأ، ومحمد بن سليمان ضعيف".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بُئِنِّي عَشْرَةَ رَكْعَةً، بُئِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْحَبَّةِ .
رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ،
وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ أَظْنُهُ قَالَ
قَبْلَ الْعَصْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَظْنُهُ
قَالَ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ .

(المعجم ۱۰۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي
الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ۱۴۰)

۱۱۴۳ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُمَرُو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ
ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَحْضَأَ لَهُ الْفَجْرُ
صَلَّى رَكْعَتَيْنِ .

۱۱۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ نبی ﷺ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد دو رکعتیں
پڑھتے تھے۔

فائدہ: علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اصل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین حضرت حفصہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے تاہم اس کی وجہ سے حدیث کے قابل اعتماد ہونے میں فرق
واقع نہیں ہوتا۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ- حدیث: ۹۳۳)

۱۱۴۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : أَنبَأَنَا
حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سَبْرِينَ، عَنْ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي
الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ، كَأَنَّ الْأَذَانَ بِأَذْنِيهِ .

۱۱۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صبح (کے فرضوں) سے
پہلے دو رکعتیں پڑھتے (اور اتنی ہلکی پڑھتے) گویا آپ
کے کانوں میں اقامت کی آواز آ رہی ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز ہلکی پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ رکوع اور سجدہ وغیرہ اطمینان سے ادا نہ کیے جائیں بلکہ
تسبیحات کی تعداد اور تلاوت کی مقدار میں کمی مراد ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ ہجر کی سنتوں میں سورۃ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا
الْكَافِرُونَ﴾ اور سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت کیا کرتے تھے اور یہ سب سے مختصر سورتوں میں سے ہیں۔

۱۱۴۳- [صحیح] * سفیان بن عیینہ عن عن، وله شاهد عند مسلم، ح: ۷۲۳ من حدیث سفیان بن عیینة عن عمرو بن
ہنیار عن الزہری عن سالم عن أبیہ عن حفصہ بہ .

۱۱۴۴- أخرجه البخاري، الوتر، باب ساعات الوتر، ح: ۹۹۵، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مشى
مشى والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ۷۴۹ (ب) من حدیث حماد بن زید بہ .



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فجر کی سنتوں کی قراءت کا بیان

(صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر، حدیث: ۴۲۹، وسنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۱۳۸-۱۱۵۰) بعض اوقات ان ركعتوں میں قدرے طویل قراءت بھی کر لیتے تھے۔ (صحیح مسلم، حوالہ مذکور بالا)

۱۱۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنبَأَنَا
اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ،
عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ
خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ .

۱۱۳۵- حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب صبح کی اذان ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نماز (فرض) کے لیے جانے سے پہلے ہلکی سی دو ركعتیں ادا فرماتے۔

۱۱۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ
الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا
تَوَضَّأَ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ .

۱۱۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب وضو کرتے تھے تو دو ركعت نماز ادا فرماتے، پھر نماز کے لیے (مسجد میں) تشریف لے جاتے۔

☀️ فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت صحیح مسلم کی روایت کا اختصار ہے اس میں ہے کہ ان دو ركعتوں سے مراد فجر کی سنتیں ہیں نہ کہ وضو کی سنتیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعیفۃ، رقم: ۳۱۸۱) علاوہ ازیں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو ”فجر سے پہلے دو ركعتوں کا بیان“ نامی عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

۱۱۴۷- حَدَّثَنَا الْحَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو
أَبُو عَمْرٍو : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ
يُصَلِّي الرُّكَعَتَيْنِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ .

۱۱۴۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ اقامت کے وقت دو ركعت نماز پڑھتے تھے۔

(المعجم ۱۰۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُفْرَأُ
فِي الرُّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ۱۴۱)

۱۱۴۵- أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح: ۶۱۸، ۱۱۷۳، ۱۱۸۱، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما ... الخ، ح: ۷۲۳ من حديث نافع به .
۱۱۴۶- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري : ' هذا إسناده صحيح ' ، وانظر ، ح : ۴۶ ، ۱۰۳۹ ، لعلته .
۱۱۴۷- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري ، وانظر ، ح : ۹۵ ، لعلته .



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فجر کی سنتوں کی قراءت کا بیان

۱۱۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر سے پہلے کی دو رکعتوں (سنتوں) میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت فرمائی۔

۱۱۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَاسِبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

فائدہ: کسی اور مقام سے قرآن مجید پڑھنا بھی درست ہے۔ (دیکھیے نوامد حدیث: ۱۱۴۳)

۱۱۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ایک ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی نماز) کا مشاہدہ کیا تو آپ فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

۱۱۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَمَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا. فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

فائدہ: سری نماز میں قدرے بلند آواز میں تلاوت کرنا یا چند الفاظ بلند آواز سے پڑھ دینا جس سے قریب کھڑے آدمی کو معلوم ہو جائے جائز ہے۔

۱۱۵۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

۱۱۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۱۴۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما وتخفيفهما... الخ، ح: ۲۲۶ من حديث مروان الفزاري به.

۱۱۴۹- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في تخفيف ركعتي الفجر وما كان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرأ فيهما، ح: ۴۷ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۷۲۶ وغيره.

۱۱۵۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۲۳۹ عن يزيد به، وصححه ابن حبان، ح: ۶۱۰، وابن خزيمة، ح: ۱۱۱۴ من حديث إسحاق بن يوسف الأزرق عن الجريري، وقواه الحافظ في الفتح: ۳/۴۷ * الجريري اختلط، وسمع يزيد بن هارون وإسحاق الأزرق منه بعد اختلاطه (التقييد والإيضاح، ص: ۴۲۷)، وللحديث شواهد.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْحُزَيْرِيُّ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيبٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ
الْفَجْرِ. وَكَانَ يَقُولُ: «نِعْمَ السُّورَتَانِ هُمَا،
يُفْرَأُ بِهِمَا فِي رُكْعَتَيِ الْفَجْرِ» قُلَّ هُوَ اللَّهُ
أَحَدٌ» وَ«قُلَّ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ».

اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز پڑھنے کا بیان
نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ فجر (کی فرض نماز) سے پہلے
دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ”یہ دو
سورتیں کتنی اچھی ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں:
﴿قُلَّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلَّ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾۔“

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا
ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل ۳/۳۳۱۳۸/۳۳۱۳۸ والصحيحة
رقم الحديث: ۲۳۶) نیز کوثر ریثار عواد اس حدیث کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متن
صحیح ہے کیونکہ اس سے قبل روایات میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ دیکھیے: (مسند ابن ماجہ بتحقیق الدكتور
بشار عواد، حدیث: ۱۱۵۰)



باب: ۱۰۳- اقامت ہو جانے کے بعد
فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز
پڑھنا جائز نہیں

(المعجم ۱۰۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذَا
أَيَّمَتِ الصَّلَاةَ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ
(التحفة ۱۴۲)

۱۱۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَرْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ، ح. وَحَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ
خَالَفٍ أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ.
قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ
عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا
أَيَّمَتِ الصَّلَاةَ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ».

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
هَارُونَ: أَنَّ أَبَانَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ،
۱۱۵۱- آخرجہ مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلاة ...
الخ، ح: ۷۱۰ من حديث روح وغيره به.

امام ابن ماجہ نے ایک تیسری سند سے مذکورہ روایت
کی مثل بیان کیا۔

ہ۔ ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز پڑھنے کا بیان

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

فائدہ: جب جماعت کھڑی ہو تو اس کے ساتھ مل جانا چاہیے اس وقت کوئی سنتیں یا نقل پڑھنا درست نہیں بنا بریں اگر کوئی شخص سنتیں پڑھ رہا ہو اور جماعت کھڑی ہو جائے تو سنتیں چھوڑ کر جماعت کے ساتھ مل جانا چاہیے یہی بات راجح اور قرب الی الصواب ہے۔ البتہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر سنتیں یا نوافل جو وہ ادا کر رہا ہے تکبیر تحریمہ سے قبل مکمل ہونے کا یقین ہو تو وہ مکمل کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۱۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۱۵۲ - حضرت عبداللہ بن مسرحس رضی اللہ عنہ سے روایت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعَدَاةِ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. فَلَمَّا صَلَّى قَالَ لَهُ: «أَيُّ صَلَاتِكَ اعْتَدَدْتَ؟»

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں ایک آدمی کو فجر سے پہلے کی دو سنتیں پڑھتے دیکھا نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو نے اپنی دونوں نمازوں میں سے کس کا اعتبار کیا ہے؟“

فوائد ومسائل: ① اس عمارت کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تو نے کس نماز کو اپنا مقصد قرار دیا ہے؟ یعنی کیا تیرا مقصد وہ نماز تھی جو اکیلے پڑھی یا وہ جس کی جماعت ہو رہی تھی؟ چونکہ گھر سے آتے وقت اصل مقصد فرض نماز کی اداگی ہوتا ہے تو اس پر دوسری کو ترجیح دینا درست نہیں۔ سنتیں تو گھر میں بھی ادا کی جاسکتی ہیں مسجد میں آنے کا اصل مقصد وہ نہیں ہوتی۔ ② اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتیں پڑھنا درست نہیں بلکہ جماعت کے ساتھ شامل ہونا ضروری ہے۔

۱۱۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ

عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ. قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ وَقَدْ أُقِيمَتِ صَلَاةُ الصُّبْحِ، وَهُوَ

۱۱۵۳ - حضرت عبداللہ بن مالک ابن بھینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک نماز پڑھتے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرے جب کہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ نبی ﷺ نے اس سے کچھ فرمایا مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیا فرمایا۔ جب وہ نماز سے

۱۱۵۴ - أخرجه مسلم، صلاة الصائرين، الباب السابق، ح: ۷۱۲ من حديث أبي معاوية وغيره به.

۱۱۵۴ - أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، ح: ۶۶۳، ومسلم، صلاة

الصائرين، الباب السابق، ح: ۷۱۱ من حديث إبراهيم به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها فجر کی سنتوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

يُصَلِّي. فَكَلَّمَهُ بَشِيْرٌ لَّا أَدْرِي مَا هُوَ. فَلَمَّا
انْصَرَفَ أَحْطَنًا بِهِ نَقُولُ لَهُ: مَاذَا قَالَ لَكَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِي: «يُوشِكُ
أَحَدُكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ أَرْبَعًا».

فارغ ہوا تو ہم اس کے گرد جمع ہو کر پوچھنے لگے: رسول اللہ
ﷺ نے مجھ سے کیا فرمایا تھا؟ اس نے کہا: آپ ﷺ
نے مجھے فرمایا تھا: ”ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص فجر کی چار
رکعتیں پڑھے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا مقصد نرم الفاظ میں اس کام سے روکنا تھا، یعنی اقامت کے
بعد تو فرض نماز ہوتی ہے تم نے سنتوں کو بھی فرضوں کے ساتھ ملا دیا، گویا چار فرض بنا لیے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے
اقامت کے بعد جماعت کھڑی ہونے سے پہلے سنت پڑھنے سے منع فرمایا تو جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنتیں
پڑھنا بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ فَاتَتْهُ
الرُّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَنَى بِقَضِيْبِهِمَا
(التحفة ۱۴۳)

باب ۱۰۴- جس کی فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں
وہ کب پڑھے؟

۱۱۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ
سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَيْسِ
ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي
بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رُكْعَتَيْنِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
«أَصَلَاةُ الصُّبْحِ مَرَّتَيْنِ؟» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ:
إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرُّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا
فَصَلَّيْتُهُمَا. قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ.

۱۱۵۴- حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
نبی ﷺ نے ایک آدمی کو فجر کی نماز کے بعد دو رکعتیں
پڑھتے دیکھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا صبح کی نماز دو
دفعہ پڑھ رہے ہو؟“ اس شخص نے عرض کیا: میں نے فجر
سے پہلے کی دو رکعتیں (سنتیں) نہیں پڑھی تھیں، وہ
(اب) پڑھی ہیں تو نبی ﷺ خاموش ہو گئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز پڑھنے والے یہ صحابی خود حضرت قیس رضی اللہ عنہما تھے۔ اپنا نام لیے بغیر واقعہ بیان فرمایا ہے۔
جامع ترمذی کی روایت میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ یہ خود ان کا واقعہ ہے۔ (جامع الترمذی، الصلاة) باب
ما جاء فيمن تفرقت الرُّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ يَصْلِيهِمَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، حديث: (۴۲۲) جو کام بظاہر غلط ہو

۱۱۵۴- [صحیح] أخرجه أبو داود، التلوع، باب من فاتته منى يقضيهما، ح: ۱۲۶۷ من حديث ابن نمير به،
والترمذی، ح: ۴۲۲، وتكلم فيه، وله شاهد صحيح عند ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، وصححه الحاكم،
والذهبي.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها ظہر کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

اس پر ناراضی کا اظہار کرنے سے پہلے وضاحت طلب کر لینا مناسب ہے تاکہ اگر وضاحت قابل قبول ہو تو فہمائش کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا خاموش ہو جانا اس کام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ ایسے امور جو رسول اللہ ﷺ کے علم میں آئے اور آپ نے ان سے منع نہیں فرمایا سب جائز ہیں۔ انھیں ”تقریری سنت“ کہا جاتا ہے۔

۱۱۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ قَالًا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَامَ عَنْ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ. فَقَضَاهُمَا بَعْدَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

۱۱۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نیند کی وجہ سے فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکے تو آپ نے سورج طلوع ہونے کے بعد ان کی قضا دی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج طلوع ہونے کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہیں تاہم انھیں ”تفہا“ قرار دیا گیا ہے اس لیے طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لینا بہتر ہے کیونکہ وہ نماز فجر کی ایک حصہ ہیں جنہیں فجر کے وقت ہی میں پڑھ لیا گیا تو قضا نہیں ہوئیں۔

(المعجم ۱۰۵) - **بَابُ فِي الْأَزْبَعِ الرَّكْعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ** (التحفة ۱۴۴)

باب: ۱۰۵- ظہر سے پہلے چار سنتیں

۱۱۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُرْسِلَ أَبِي إِلَى عَائِشَةَ: أَيُّ صَلَاةٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ أَنْ يُوَاطِبَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ. يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ، وَيُحْسِنُ فِيهِنَّ الرَّكُوعَ وَالسُّجُودَ.

۱۱۵۶- حضرت قابوس رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت ابو ظہیر بن حصین بن جندب رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (کسی کو) یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کون سی نماز پر دوام کرنا زیادہ پسند کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے جن میں طویل قیام فرماتے اور رکوع اور سجدے خوب اچھی طرح کرتے۔

۱۱۵۵- [صحیح] وقال البوصيري: "هذا إسناد رجاله ثقات" قلت: مروان عنن، ولحدیثه شواهد صحیحة فی حدیث لیلۃ التعریس.

۱۱۵۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد ۴۳/۶ عن جریر (ابن عبد الحمید) * قابوس " فیہ لین " (تقریب).

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ظہر کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۱۵۷- حضرت ابو ایوب (خالد بن زید انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سورج ڈھلنے پر ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب سورج ڈھل جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“

۱۱۵۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ مَعْتَبٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مَنجَابٍ، عَنْ قَزْعَةَ، عَنْ قَرْنَعٍ، عَنْ أَبِي أُيُوبَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. لَا يَفْصَلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلِيمٍ. وَقَالَ: «إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تَنْفُتِحُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے لیکن اس میں الفاظ: ”ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کرتے تھے“ صحیح نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنتیں بہ یک سلام اور دو دو کر کے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے تاہم دو دو کر کے پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ② یہ وقت اعمال کی قبولیت کا ہے۔ ③ ظہر کا وقت سورج ڈھلنے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - **بَابُ مَنْ فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ** (التحفة ۱۴۵)

۱۱۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی جب ظہر کی پہلی چار سنتیں چھوٹ جاتیں تو آپ انھیں ظہر کی بعد والی دو سنتوں کے بعد ادا کر لیتے تھے۔

۱۱۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَزَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ، صَلَّاهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ

۱۱۵۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطلوع، باب الأربع قبل الظهر وبعدها، ح: ۱۲۷۰ من حديث عبيدة به، وقال: "عبيدة ضعيف"، وضعفه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۱۲۱۴.

۱۱۵۸- [ضعيف] أخرجه الترمذي، ح: ۴۲۶ من طريق عبدالله بن المبارك عن خالد الحداء به، وقال: "حسن غريب" * قيس ضعيف عند الجمهور، وتفرّد بقوله: "صلاها بعد الركعتين بعد الظهر"، ولم يذكره ابن المبارك، والله أعلم.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بَعْدَ الظُّهْرِ .

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا قَيْسٌ عَنْ شُعْبَةَ .

(المعجم ۱۰۷) - بَابُ: فِيمَنْ فَاتَتْهُ

الرُّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ (التحفة ۱۴۶)

۱۱۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ

أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ:

أُرْسِلَ مُعَاوِيَةَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَانْطَلَقَتْ مَعَ

الرُّسُولِ فَسَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ. فَقَالَتْ: إِنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يَتَوَضَّأُ فِي بَيْتِي

لِلظُّهْرِ، وَكَانَ قَدْ بَعَثَ سَاعِيًا. وَكُنْتُ عِنْدَهُ

الْمُهَاجِرُونَ. وَقَدْ أَهَمَّهُ شَأْنُهُمْ، إِذْ ضَرَبَ

الْبَابَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ جَلَسَ

يُقْسِمُ مَا جَاءَ بِهِ. قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ

حَتَّى الْعَصْرِ. ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلِي فَصَلَّى

رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «سَعَلْتَنِي أَمْرُ السَّاعِي أَنْ

أَصْلِيهِمَا بَعْدَ الظُّهْرِ. فَصَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ

العصر» .

ظہر کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

امام ابو عبد اللہ (ابن ماجہ) نے کہا اس روایت کو قیس عن شعبہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

باب: ۱۰۷- ظہر کی بعد والی دو سنتیں چھوٹ جائیں تو کیا کرے؟

۱۱۵۹- حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیجا۔ میں بھی اس کے

ساتھ گیا۔ اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ دریافت

کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃ وصول

کرنے کے لیے ایک آدمی بھیجا تھا اور آپ کے پاس بہت

سے مہاجرین جمع ہو گئے تھے (جو زکاۃ و صدقات کے

مستحق تھے) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں بہت غرمند

تھے۔ (انہی ایام میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں

ظہر کی نماز کے لیے وضو کر رہے تھے) کہ دروازے پر

دستک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے۔ ظہر

کی نماز پڑھانے کے بعد آپ (مبجہ میں) بیٹھ کر اس

(زکاۃ وصول کرنے والے) کا لایا ہوا (زکاۃ کا) مال

(مستحق افراد میں) تقسیم کرنے لگے۔ آپ عصر تک اسی

کام میں مشغول رہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر

میں تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا: ”میں

زکاۃ و صدقات لانے والے کے معاملہ میں مصروف

ہونے کی وجہ سے ظہر کے بعد ان دو رکعتوں کو نہیں پڑھ

سکا تھا اس لیے میں نے عصر کے بعد پڑھ لیں۔“

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
 بندے کو علم نہیں اس کا کون سا عمل قابل قبول ہے اور کون سا نہیں اور قابل قبول اعمال میں سے بھی معلوم نہیں کس کا کتنا
 ثواب ملے گا، تھوڑا یا زیادہ یا اللہ ہی جانتا ہے۔

باب: ۱۰۹۔ دن کے وقت کون سی نفل نماز
 ادا کرنا مستحب ہے؟

(المعجم ۱۰۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِيهَا
 يُسْتَحَبُّ مِنَ النَّطْوُعِ بِالنَّهَارِ (التحفة ۱۴۸)

۱۱۶۱۔ حضرت عاصم بن ضمرہ سولوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی دن کی نفل نماز دریافت کی، انھوں نے فرمایا: تم وہ نہیں پڑھ سکتے۔ ہم نے کہا: آپ بیان تو فرمائیں ہم سے جس قدر ہو سکے گا عمل کر لیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ٹھہر جاتے تھے کہ جب سورج اُدھر یعنی مشرق کی طرف اتنا بلند ہو جاتا جتنا عصر کے وقت اُدھر یعنی مغرب کی طرف بلند ہوتا ہے تو آپ اٹھ کر دو رکعتیں ادا کرتے۔ اس کے بعد توقف فرماتے تھے کہ جب سورج اس طرف یعنی مشرق کی طرف اتنا بلند ہو جاتا جتنا ظہر کے وقت اُس طرف یعنی مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اٹھ کر چار رکعتیں پڑھتے، پھر جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اور عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور دو دو رکعتوں کے درمیان مقرب فرشتوں، نبیوں اور ان کی پیروی کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں کے لیے سلامتی کی دعا کا قاصد کرتے۔

۱۱۶۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَأَبِي، وَأَسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلَوِيِّ، قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ نَطْوُعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالنَّهَارِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُونَهُ. قُلْنَا: أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمَهِّلُ. حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَهْنَا، يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمُقَدَّارِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هَهْنَا، يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ، قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يَمْهَلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَهْنَا، يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مُقَدَّارَهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هَهْنَا قَامَ صَلَّى أَرْبَعًا. وَأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا. وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ. يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالسَّلَامِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ. وَمَنْ

۱۱۶۱۔ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب كيف كان يتطوع النبي ﷺ بالنهار، ح: ۵۹۸، ۵۹۹ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به، وقال: 'هذا حديث حسن'.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ.

قَالَ عَلِيٌّ: فَبَلَكَ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً.
تَطَوُّعُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالنَّهَارِ. وَقَالَ مَنْ
يُذَاوِمُ عَلَيْهَا.

پورے دن کی نفل نماز سے متعلق احکام ومسائل

(اس کے بعد) حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ سولہ رکعتیں ہوئیں جو رسول اللہ ﷺ کی دن کے وقت کی نفل نماز تھی۔ اس پر پابندی سے عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

قَالَ وَكَيْفُ: زَادَ فِيهِ أَبِي: فَقَالَ حَبِيبُ بْنُ
أَبِي ثَابِتٍ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ مَا أُحِبُّ أَنْ لِي
بِحَدِيثِكَ هَذَا مِلءَ مَسْجِدِكَ هَذَا ذَهَبًا.

حدیث کے راوی کعب کہتے کہ میرے باپ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ نے (یہ حدیث سن کر) فرمایا: ابواسحاق! اس حدیث کے عوض اگر مجھے آپ کی مسجد بھر سونا بھی ملے تو مجھے پسند نہیں (یہ حدیث اتنی دولت سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔)



🌞 فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے بہت سی نفل نمازیں پڑھی ہیں یا ان کی ترغیب دی ہے جن میں بعض کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے۔ ② سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ بھی نفل نمازوں میں شامل ہیں تاہم ان کی اہمیت عام نفل نمازوں سے زیادہ ہے۔ ③ اس حدیث میں سنن مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کے علاوہ نماز اشراق اور صبحی (چاشت) کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ روزانہ پڑھی جانے والی نفل نمازیں ہیں، اسی طرح نماز تہجد بھی روزانہ پڑھی جانے والی نفل نماز ہے جو رات کو ادا کی جاتی ہے۔ یہ ایسی نفل نمازیں ہیں جن کا وقت مقرر ہے۔ ④ بعض نفل نمازیں ایسی ہیں جن کا وقت مقرر نہیں، مثلاً: تحیہ الوضو، تحیہ المسجد، نماز حاجت، نماز شکر وغیرہ ان کا ذکر حدیث کی کتابوں میں اپنے اپنے مقام پر وارد ہے۔ ⑤ اشراق کا وقت سورج تھوڑا سا بلند ہونے سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز ایک مثل سایہ ہونے تک پڑھی جاسکتی ہے۔ ⑥ صبحی کی نماز کا وقت اشراق کا وقت شروع ہونے کے کچھ دیر بعد شروع ہوتا ہے، یعنی جب سورج خاصا اوپر چڑھ آئے اور دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ ٹھیک دوپہر (زوال) کے وقت نماز پڑھنا منع ہے۔ ⑦ صحیح احادیث میں صلاۃ الاوائین کا بھی ذکر آتا ہے جس کا وقت یہ بتلایا گیا ہے کہ جب اونٹ کے بچوں کے سم گری کی شدت سے جھلنے لگیں اور یہ وقت زوال سے پہلے پہلے ہے۔ بعض نے صبحی کا وقت بھی یہی بتلایا ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑧ محدثین کے ہاں علم کی قدر و قیمت اتنی زیادہ تھی کہ ان کی نظر میں ایک حدیث سونے چاندی کے ایک بڑے خزانے سے زیادہ قیمتی تھی۔ ⑨ اس میں عصر کی چار سنتیں ایک سلام سے پڑھنا مذکور ہے کیونکہ درمیان میں سلام سے مراد معروف سلام نہیں بلکہ مومنوں کے لیے دعا مراد ہے۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها..... مغرب کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۱۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

الرُّكُوعَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ (التحفة ۱۴۹)

باب: ۱۱۰۔ مغرب کے فرضوں سے پہلے

دوستوں کا بیان

۱۱۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۱۶۲ - حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَوَكَيْعٌ، عَنْ كَهْمَسٍ:

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: ”ہر دو اذانوں کے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

درمیان نماز ہے۔“ تیسری بار فرمایا: ”جو کوئی چاہے

مُعَقِّلٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ

(پڑھے۔“)

أَذَانَيْنِ صَلَاةً» قَالَهَا ثَلَاثًا. قَالَ فِي

الثَّلَاثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① بعض اوقات اقامت کو بھی اذان کہہ دیا جاتا ہے۔ جسے کی پہلی اذان کو اسی مفہوم میں

”تیسری اذان“ کہا گیا ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۱۳۵) اس حدیث میں بھی اقامت کو اذان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس

سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہر اذان کے بعد سنتیں پڑھی جائیں گی جیسے ظہر، عصر، عشاء اور فجر سے پہلے۔ اسی طرح

مغرب کی اذان کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے بھی سنتیں ہیں اور وہ کتنی ہیں صرف دو سنتیں کیونکہ دوسری روایات

میں اس کی صراحت موجود ہے تاہم یہ غیر موکدہ ہیں کیونکہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے والے کی چاہت پر چھوڑ دیا

ہے۔ ② یہ نماز اذان ختم ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے جیسے کہ اذان اور اقامت کے ”درمیان“ کے لفظ سے ظاہر

ہے۔ ③ [لِمَنْ شَاءَ] سے ظاہر ہے کہ یہ سنت ”غیر موکدہ“ ہے۔

۱۱۶۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۱۱۶۳ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مؤذن

قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ

اذان دیتا تو لوگ مغرب سے پہلے دو رکعت (سنت)

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنْ

پڑھنے کے لیے اس کثرت سے کھڑے ہو جاتے کہ

كَانَ الْمُؤَدِّدُ لِيُؤَدِّدَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ

محسوس ہوتا اقامت ہوگئی ہے۔

ﷺ فَيُرَى أَنَّهَا إِقَامَةٌ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يَقُومُ

۱۱۶۲۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب: بين كل أذانين صلاة لمن شاء، ح: ۶۲۷ من حديث كهمس به، ومسلم،

صلاة المسافرين، باب بين كل أذانين صلاة، ح: ۸۲۸ من حديث أبي أسامة ووكيع به.

۱۱۶۳۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/ ۲۸۲ عن محمد بن جعفر به * وعلي بن زيد تقدم، ح: ۱۱۶، ولحديثه شواهد

صحيحة عند البخاري، ح: ۶۲۵ وغيره نحوه.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ .

🌞 فوائد و مسائل: ① مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت سنت غیر مؤکدہ پڑھنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔ ② اقامت ہونے پر نماز یا جماعت کی ادائیگی کے لیے سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغرب کی پہلی سنتیں پڑھنے کے لیے بھی اسی طرح کھڑے ہو جاتے تھے یعنی تمام صحابہ پڑھتے تھے۔ ③ بعض لوگ شہ پیش کرتے ہیں چونکہ نماز مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے اس لیے اس سے پہلے سنتیں پڑھنے سے فرض نماز کی ادائیگی میں تاخیر ہو جاتی ہے لیکن یہ شہ درست نہیں کیونکہ فرض سے پہلے اور بعد کی سنتیں اسی نماز کا حصہ ہوتی ہیں اس لیے سنتوں کی ادائیگی کو فرض میں تاخیر کا سبب قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ فرض نماز کا سنون وقت یہی ہے کہ اذان کے بعد دو رکعت سنت پڑھ کر جماعت کھڑی ہو۔

باب: ۱۱۱۔ مغرب کے بعد دو سنتیں
پڑھنے کا بیان

(المعجم ۱۱۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي
الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ۱۵۰)

۱۱۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز ادا فرماتے پھر میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت ادا فرماتے۔

۱۱۶۴ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ
الدُّرَوَيْقِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدِ
الْحَدَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، ثُمَّ
يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ .

🌞 فوائد و مسائل: ① مغرب کے بعد کی یہ دو سنتیں مؤکدہ ہیں جن کی فضیلت اور اہمیت حدیث: ۱۱۴۰ میں بیان ہوئی ہے۔ ② سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کرنا افضل ہے سوائے تحیۃ المسجد کے جو مسجد کے ساتھ مخصوص ہے۔

۱۱۶۵۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں (یعنی)

۱۱۶۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ
الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ

۱۱۶۴ - [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۰/۶ عن هشيم قال أنا خالد بن مطولاً، أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۷۳۰ من حديث هشيم به نحوه مطولاً.

۱۱۶۵ - [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۵۱/۴، ح: ۴۲۹۵ من حديث أبي اليمان الحكم بن نافع عن إسماعيل بن عياش به * وإسماعيل تقدم، ح: ۵۹۵، ۷۵، والمحموظ ما رواه إبراهيم بن سعد عن ابن إسحاق حدثني: عاصم بن عمر بن قتادة الأنصاري عن محمود بن لبيد به، من غير ذكر رافع بن خديج، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۰۰ من طريق آخر عن ابن إسحاق به، ولهذا الأمر للاستحباب، راجع سنن أبي داود، ح: ۱۳۰۱ وغيره.



۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها مغرب کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: «أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي عِنْدَ الْأَشْهَلِ. فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ فِي مَنْجِدِنَا. ثُمَّ قَالَ: «ارْكَعُوا هَاتَيْنِ الرَّكَعَتَيْنِ فِي بَيْوتِكُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قائد اور بڑے عالم کو چاہیے کہ اپنے زیر اثر علاقے کا دورہ کرے تاکہ عوام کے حالات سے براہ راست واقف ہو سکے۔ ② جب مسجد میں بڑا عالم تشریف لے آئے تو مسجد کے امام کو چاہیے کہ اسے نماز پڑھانے کا موقع دے۔ ③ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے تاہم بعض احادیث سے اشارہ ملتا ہے کہ مسجد میں پڑھنا بھی جائز ہے۔

باب: ۱۱۳۔ مغرب کے بعد والی سنتوں میں

(المعجم ۱۱۲) - بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي

قراءت کا بیان

الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ۱۵۱)

۱۱۶۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۱۶۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ:

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مغرب (کے فرضوں) کے بعد کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا بَدَلُ ابْنِ الْمُحَبَّرِ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يَهْدَلَةَ، عَنْ زُرِّ وَ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: الصحیحۃ، رقم: ۳۳۲۸.

۱۱۶۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الركعتين بعد المغرب والقراءة فيهما، ح: ۴۳۱ من حديث بدل به مختصراً * وعبد الملك ضعيف كما في التفریب وغيره، وللحديث شواهد ضعيفة عند السناني، ح: ۹۹۳ وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

(المعجم ۱۱۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّنَّةِ

الرَّكْعَاتِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ۱۵۲)

۱۱۶۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ

ابْنُ أَبِي خَنْعَمٍ [الْيَمَامِيُّ]: أَنْبَأَنَا يَحْيَى

ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

قَالَ: «مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ

لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ، عُذِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ

عَشْرَةِ سَنَةٍ».

(المعجم ۱۱۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ

(التحفة ۱۵۳)

۱۱۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ

الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ

ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَاشِدٍ

الرُّؤْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ [أَبِي مُرَّةَ] الرُّؤْفِيِّ،

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ: خَرَجَ

عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَمَدَّكُمْ

بِصَلَاةٍ، لَهَا خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

الْوُتْرِ، جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ

إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْمَجْرُ».

مغرب کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۱۳۔ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز کا بیان

۱۱۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں

پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی نامناسب بات منہ سے

نہ نکالی اس کے لیے یہ نماز بارہ برس کی عبادت کے برابر

ہو جائے گی۔“

باب: ۱۱۴۔ نماز وتر کا بیان

۱۱۶۸۔ حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے پاس

تشریف لائے اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہیں مزید ایک

نماز عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے

بہتر ہے وہ نماز وتر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے

عشاء کی نماز سے صبح صادق طلوع ہونے تک کے وقت

میں مقرر کیا ہے۔“

۱۱۶۷- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع ست ركعات بعد المغرب،

ح: ۴۳۵ من حديث زيد بن الحباب العكلي به، وقال: "سمعت محمد بن إسماعيل (البخاري) يقول: عمر بن عبد الله ابن أبي خنعم منكر الحديث، وضعفه جدًا".

۱۱۶۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ۱۶۱۸ من حديث الليث به، واستغربه

الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي، وقال ابن حبان: "إسناده منقطع ومتنه باطل"، وحديث أحمد: ۷/۶ يفتي عنه.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسننة فيها مغرب کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

☀️ نوآمد مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مسند احمد کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے نیز شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی یہ حدیث: [لَيْسَ خَيْرَ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ] ”وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“ کے بغیر صحیح ہے۔ علاوہ ازیں مسند احمد کی روایت جس کی بابت ہمارے محقق نے کہا ہے کہ یہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے میں بھی یہ الفاظ یعنی سرخ اونٹوں سے بہتر ہے نہیں ہیں لہذا مذکورہ روایت ان الفاظ کے بغیر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (الموسوعة الحدیثیة مسند أحمد بن حنبل: ۲۵۱/۳۹) والصحيحة رقم: ۱۱۳۱۰۸ والإرواء رقم: ۴۲۳) ② نماز وتر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ ③ نماز وتر کا وقت عشاء کی نماز سے شروع ہو جاتا ہے۔ اگر عشاء اول وقت پڑھی جائے تو اس کے فوراً بعد وتر پڑھا جا سکتا ہے تاہم رات کے آخری حصے میں نماز تہجد کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ ④ صبح صادق طلوع ہونے پر وتر کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

۱۱۶۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: إِنَّ الْوُتْرَ لَيْسَ بِحْتَمٍ. وَلَا تَخْصَلَا نِكْمُ الْمَكْتُوبَةِ. وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْتَرَ، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ أَوْتِرُوا. فَإِنَّ اللَّهَ وَتَرٌ يُجِيبُ الْوُتْرَ».

۱۱۶۹ - حضرت عاصم بن ضمیر سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر لازمی نہیں ہے اور نہ تمہاری فرض نمازوں کی طرح ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر ادا کی ہے اور فرمایا: ”اے قرآن والو! وتر پڑھا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر (کیلا) ہے وتر کو پسند کرتا ہے۔“

☀️ نوآمد مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے اور انہی محققین کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳۱۲/۲) وصحيح أبو داود (مفصل) حدیث: (۱۲۷۳) ② ”وتر“ سے پوری نماز تہجد بھی مراد ہو سکتی ہے اور تہجد کے آخر میں پڑھی جانے والی چند رکعتیں بھی۔ احادیث میں یہ لفظ ان دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس حدیث میں اگر نماز تہجد مراد ہو تو وہ نقلی نماز ہے تاہم اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور اگر تہجد کی

۱۱۶۹ - [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ۱۴۱۶ من حديث أبي إسحاق به، وحسنه الترمذي، وانظر، ح: ۴۶، ولم أجد تصريح سماع أبي إسحاق، وله شواهد كلها ضعيفة، وأخرج أحمد: ۱۰۷/۱ بإسناد صحيح عن أبي إسحاق سمعت عاصم بن ضمره يحدث عن علي رضي الله عنه قال: 'ليس الوتر بحتم كالصلاة ولكن سنة فلا تدعوه، قال شعبة: ووجدته مكتوباً عندني، وقد أوتر رسول الله ﷺ'، وإسناده حسن.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

آخری رکعتیں مراد ہوں جو عرف عام میں وتر کہلاتی ہیں تو انھیں سنت مؤکدہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ① ”وتر“ کے لفظی معنی ”طاق“ ہیں یعنی وہ عدد جو دو پر تقسیم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور ایک کا عدد سب سے پہلا طاق عدد ہے۔ نماز وتر یا نماز تہجد وتر بھی طاق عدد میں ہوتی ہے اس لیے بھی وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ ② جو عمل اللہ کو پسند ہو وہ مومن کو بھی پسند ہوتا ہے اس لیے اس پر اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔

۱۱۷۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۱۱۷۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **عَنْ أَبِي شَيْبَةَ** : حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَارُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ وَتَرَّ يُحِبُّ الْوَتْرَ. فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ». فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ? قَالَ: «لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ».

۱۱۷۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے اور وتر (طاق عدد) کو پسند کرتا ہے قرآن والو! وتر (کی نماز) پڑھا کرو۔“ ایک اعرابی نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ فرمایا: ”تیرے لیے یا تیرے ساتھیوں کے لیے نہیں۔“



☀️ **نواہد و مسائل**: ① آخری جملہ غالباً صحابی کا ارشاد ہے۔ جب اعرابی نے ارشاد نبوی کا مطلب دریافت کرنا چاہا تو صحابی نے کہا کہ نماز تہجد اور اس طرح کے دوسرے مشکل اعمال پر تمہارا عمل پیرا ہونا مشکل ہے اس لیے تم یہ مسائل دریافت نہ کرو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب اعرابی نے یہ سوال کیا تو یہ جواب کسی صحابی کے بجائے خود رسول اللہ ﷺ نے دیا ہو کہ تم لوگ صرف فرائض پر عمل پیرا ہو تو وہ تم لوگوں کی نجات کے لیے کافی ہے۔ نقلی نمازیں اور تہجد وغیرہ تو وہ لوگ ادا کر سکتے ہیں جو تکلیفوں کا بہت زیادہ شوق رکھتے ہوں۔ واللہ اعلم۔ ② قرآن والوں سے اگر حافظ قرآن مراد ہوں تو وتر سے نماز تہجد مراد ہوگی اور اعرابی لوگ قرآن کے حافظ نہیں ہوتے تھے اس لیے کہا گیا کہ اس مسئلہ کا تعلق تم جیسے عوام سے نہیں۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے گذشتہ حدیث کا فائدہ نمبر ① ملاحظہ ہو۔

(المعجم ۱۱۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِيهَا بِقُرْآنٍ

فِي الْوَتْرِ (التحفة ۱۵۴)

۱۱۷۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۱۱۷۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

۱۱۷۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ۱۴۱۷ عن عثمان به، وانظر، ح: ۱۷۸ لعلته.

۱۱۷۱- [صحیح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب ما يقرأ في الوتر، ح: ۱۴۲۳ عن عثمان (وغیره) به * والأعمش عن، وأخرج الدارقطني: ۳۱/۲ بإسناد حسن عن فطر عن زبيد عن سعيد به، وإسناده قوي، وللحديث طرق

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبْيَارُ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ طَلْحَةَ وَزُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.

انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① یہاں وتر سے مراد وہ نماز ہے جو تہجد کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ ایک رکعت کی صورت میں بھی ادا کی جاسکتی ہے تین یا پانچ رکعتوں کی صورت میں بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۱۹۰) ② وتروں میں مذکورہ بالا سورتیں پڑھنا مستنون ہے۔

۱۱۷۲ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضُمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِ، ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾، وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۷۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ،

۱۱۷۲ - حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو بَكْرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا شِبَابَةُ. قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

۱۱۷۳ - حضرت عبد العزیز بن جریج رضی اللہ عنہ سے

﴿أخری، وصححه ابن حبان. ۱۱۷۲ - [صحیح] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في ما يقرأ به في الوتر، ح: ۴۶۲ من حديث أبي إسحاق به. ۱۱۷۳ - [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الوتر، باب ما يقرأ في الوتر، ح: ۱۴۲۴ من حديث محمد بن سلمة به، وحسنه الترمذي، ح: ۴۶۳. وخصيف ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وعبد العزيز بن جريج مثله، ولم يسمع من

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر میں کیا پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھتے تھے۔

وَأَبُو يُوسُفَ الرَّقِّيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جَرِيحٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُؤْتِرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، وَفِي الثَّانِيَةِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾، وَفِي الثَّلَاثَةِ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمَعُودَتَيْنِ.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد بھی ہیں لیکن ان شواہد کی بابت سخت اور ضعف کا حکم نہیں لگایا، اسی طرح سنن ابوداؤد (حدیث: ۱۳۲۳) کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ ”معوذتین“ کے علاوہ بقیہ حدیث کے شواہد موجود ہیں نیز شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابوداؤد (مفصل) حدیث: ۱۲۸۰) اسی طرح الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد بن حنبل کے محققین نے بھی اسے معوذتین پڑھنے کے سوا صحیح لکھ کر قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند أحمد: ۸۰/۲۹/۳۴) الحاصل: مذکورہ روایت معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کے علاوہ قابل عمل اور قابل حجت ہے کیونکہ باقی تین سورتوں کے پڑھنے کا ذکر گزشتہ احادیث: (۱۱۷۲، ۱۱۷۱) میں بھی ملتا ہے جن کو ہمارے فاضل محقق نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۱۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ بِرُكْعَةٍ (التحفة ۱۵۵)

۱۱۷۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سَبْرِينَ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي. وَيُؤْتِرُ بِرُكْعَةٍ.

۱۱۷۳ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا، ولہ شواہد۔

۱۱۷۴ - [صحیح] تقدم، ح: ۱۱۴۴.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فوائد ومسائل: ① تہجد کی نماز دو دو رکعت کر کے ادا کی جاتی ہے۔ ② تہجد کے بعد ایک وتر پڑھ لینا کافی ہے لیکن ایک سلام سے تین یا پانچ رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ ③ ایک وتر پڑھنے کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ] (سنن أبي داود، الوتر، باب كم الوتر، حدیث: ۱۳۲۲) ”جو کوئی ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے تو ایک رکعت (وتر) پڑھے۔“ اس سے بلا نفل بھی ایک رکعت وتر پڑھنے کا جواز ملتا ہے۔ اگرچہ آپ کے عمل سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ نوافل کی ادائیگی کے بعد ہی آپ نے ایک رکعت وتر پر اکتفا کیا ہے۔ آپ کے اس عمل کو قوی حدیث کے مخالف نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ جیسے آپ کا عمل امت کے لیے قابل اتباع ہے ویسے ہی آپ کا قول اور تقریر بھی قابل عمل ہیں۔ صرف ایک رکعت وتر پر اکتفا کی موافقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی ہوتی ہے ان کے بارے میں مروی ہے کہ وہ نماز عشاء مسجد نبوی میں ادا کرنے کے بعد صرف ایک رکعت وتر ہی پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة، مسند أحمد: ۶۳/۳، ومصنف عبدالرزاق: ۳/۲۳۲۱ وابن ابي شیبہ: ۲/۲۹۲)

۱۱۷۵- حضرت ابو جحزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر ایک رکعت ہے۔“ ابو جحزہ کہتے ہیں: میں نے کہا: یہ فرمائیے کہ اگر میری آنکھ لگ جائے؟ یہ فرمائیے کہ اگر میں سویا رہ جاؤں (پھر وتر کیسے پڑھوں؟) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فرمائیے فرمائیے کو اس ستارے کے پاس پھینک دو۔ میں نے سر اٹھایا تو مجھے سماک ستارہ نظر آیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دوبارہ یہی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر صبح صادق سے پہلے کی ایک رکعت ہے۔“

۱۱۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَالِدِ بْنُ زِيَادٍ : حَدَّثَنَا عَاصِمٌ ، عَنْ أَبِي مِجَلَزٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى . وَالْوُتْرُ رُكْعَةٌ» . قُلْتُ : أَرَأَيْتَ إِنْ عَلَشْتَنِي عَيْنِي ، أَرَأَيْتَ إِنْ نِمْتُ قَالَ : اجْعَلْ أَرَأَيْتَ عِنْدَ ذَلِكَ النَّجْمِ . فَرَفَعْتُ رَأْسِي ، فَإِذَا السَّمَاءُ . ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى . وَالْوُتْرُ رُكْعَةٌ قَبْلَ الصُّبْحِ» .

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث پر پوری طرح عمل کرتے تھے اور اس میں شبہ کرنے والے یا اگر عمر کے سوالات نکالنے والے پر ناراض ہوتے تھے۔ ② اگر خیال ہو کہ فجر سے پہلے آنکھ نہیں کھلے گی تو عشاء کے بعد ہی تہجد اور وتر کی نماز ادا کر لینی چاہیے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۱۸۷)

۱۱۷۵- أخرجه مسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ۷۵۲ من طب ابن مجلزه به مختصراً.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

۱۱۷۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.
قَالَ: سَأَلَ ابْنُ عُمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ: كَيْفَ
أُوتِرُ؟ قَالَ: أُوْتِرُ بِوَأَجِدَةٍ. قَالَ: إِنِّي
أَخْشَى أَنْ يَقُولَ النَّاسُ: الْبَيْتَرَاءُ. فَقَالَ:
سُنَّةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ. يُرِيدُ: هَذِهِ سُنَّةُ [اللَّهِ]
وَرَسُولِهِ ﷺ.

۱۱۷۶ - حضرت مطلب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: میں وتر کیسے پڑھوں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک رکعت وتر پڑھ لیا کرو۔ اس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ لوگ کہیں گے یہ دم کی نماز ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے یعنی یہ اللہ (کی مقرر کی ہوئی) اور رسول اللہ ﷺ کی (فرمائی ہوئی) سنت ہے۔

۱۱۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ، عَنِ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ فِي كُلِّ نِسْتَيْنِ،
وَيُوتِرُ بِوَأَجِدَةٍ.

۱۱۷۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔

☀️ **فائدہ:** اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ تین وتر بھی دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے اور پھر ایک رکعت پڑھتے۔ اس اعتبار سے تین وتر دو سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے اگرچہ ایک سلام اور ایک تشهد کے ساتھ بھی جائز ہے۔

(المعجم ۱۱۷) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ**
فِي الْوُتْرِ (التحفة ۱۵۶)

۱۱۷۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۱۷۸ - حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۱۷۶ - [إسناده ضعيف] وقال أبو حاتم: "روايته (أي رواية المطلب) عن ابن عباس وابن عمر مرسله" (التهذيب وغيره).

۱۱۷۷ - أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۳۶ من حديث الزهري به موطأ، وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ."

۱۱۷۸ - [صحيح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب القنوت في الوتر، ح: ۱۴۲۵، ۱۴۲۶ من حديث أبي إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح: ۴۶۴، وصححه ابن خزيمة، والنووي في الأدكار.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے فرمایا: مجھے میرے نانا جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ سکھائے تھے کہ انہیں وتروں کے قنوت میں پڑھا کروں: [اللَّهُمَّ عَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ..... تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ] ”اے اللہ! تو جنہیں عافیت بخشا ہے مجھے بھی ان میں (شامل کر کے) عافیت بخش اور جن سے تو محبت رکھتا ہے ان میں (شامل کر کے) مجھ سے محبت رکھ اور جنہیں تو نے ہدایت دی ان میں (شامل کر کے) مجھے بھی ہدایت دے اور تو نے جو بھی فیصلہ کیا ہے اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما یقیناً تو ہی فیصلے کرتا ہے تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور جسے تو دوست رکھے وہ کہیں ذلیل نہیں ہو سکتا“ اے ہمارے رب تو پاک ہے تو برکتوں والا اور نعمتوں والا ہے۔“

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْزَمٍ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: عَلَّمَنِي جَدِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوُتْرِ «اللَّهُمَّ عَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ. وَتَوَلَّيْنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ. وَاهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ. وَفِي سِرِّ مَا قَضَيْتَ. وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ. إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ. إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ. سُبْحَانَكَ رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہاں دعائے قنوت کا مقام بیان نہیں کیا گیا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں۔ مستدرک حاکم کی روایت میں رکوع سے بعد کی صراحت ہے۔ (المستدرک: ۱۷۲/۳) لیکن یہ روایت سندا ضعیف ہے۔ اس کے مقابلے میں زیادہ صحیح روایات میں دعائے قنوت وتر کا مقام رکوع سے پہلے بیان ہوا ہے اس لیے یہی راجح ہے۔ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ② بعض روایات میں اس دعا میں مزید الفاظ بھی ہیں۔ سنن ترمذی اور سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں [وَالَيْتَ] کے بعد ہے: [وَلَا يَعْزُ مَنْ عَادَيْتَ] ”تو جس سے دشمنی کرے اسے عزت نہیں مل سکتی۔“ (سنن ابی داؤد، الوتر، باب القنوت فی الوتر، حدیث: ۱۳۲۵ و السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۰۹/۳) سنن نسائی کی روایت: (۱۷۲۷) کے آخر میں یہ جملہ ہے: [وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ] ”اور اللہ تعالیٰ نبی محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے۔“ لیکن حافظ ابن حجر، امام قسطلانی اور امام زرقانی رحمہم نے ان الفاظ کو ضعیف قرار دیا ہے تاہم ان الفاظ کو دعا کے آخر میں پڑھ لینے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ ابوعلیہ معاذ انصاری کے بارے میں ہے کہ وہ قنوت وتر میں رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (فضل الصلاة على النبي ﷺ) از اسماعیل قاضی، رقم: ۱۰۷) اور یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کا ہے۔ اس اثر کو حافظ ابن حجر اور شیخ البانی رحمہم نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة صلاة النبي: ص: ۱۸۰) اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بھی قنوت وتر میں نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے اس اثر کی سند بھی صحیح ہے۔ اسے امام ابن

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

ترجمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة الصلاة النبي؛ ص: ۱۸۰) ﴿نَسْتُغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ إِلَيْكَ﴾ کے الفاظ کی صحیح حدیث سے ثابت نہیں لہذا ان الفاظ کو دوران دعا میں پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ﴿یا ایک عظیم دعا ہے جس میں توحید کے مختلف پہلو دعا کے انداز میں واضح کیے گئے ہیں۔ مومن کو چاہیے کہ توحید کا عقیدہ اس کے مطابق رکھے۔

۱۱۷۹- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں کے آخر میں یوں (دعا) فرماتے تھے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمَعَاذِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ» "اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچتے ہوئے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے بچتے ہوئے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور میں تجھ سے (تیرے غیض و غضب سے) تیری (رحمت کی) امان چاہتا ہوں" میں تیری تعریفیں شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی صفات بیان فرمائی ہیں۔"

۱۱۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو عَمَرَ حَفْصُ بْنُ

عَمْرٍو: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو الْفَرَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ الْوُتْرِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمَعَاذِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ».

فائدہ: دعائے قنوت جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوئی اس کی جگہ یہ دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۱۱۸) - بَابٌ مَنْ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقَنُوتِ (التحفة ۱۵۷)

۱۱۸۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنی کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے

۱۱۸۰- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا

۱۱۷۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب القنوت في الوتر، ح: ۱۴۲۷ من حديث حماد بن، وحسنه الترمذي، ح: ۳۵۶۶، وصححه الحاكم ۳۰۶/۱، والذهبي.

۱۱۸۰- أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ۳۵۶۵ من حديث يزيد بن زريع، وح: ۱۰۳۱، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح: ۸۹۶ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام ومسائل

سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا عِنْدَ الْاِسْتِسْقَاءِ . فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَرَى بَيَاضَ إِبْطِئِهِ .

تھے مگر بارش کی دعا کرتے وقت ہاتھ (اس قدر) بلند کرتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی۔

🌞 نوآند ومسائل: ① امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ دعائے قنوت میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں لیکن سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت میں ہاتھ اٹھانا مذکور ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۱۱/۴) بعض دیگر احادیث میں اور مواقع پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم 'الجهاد' باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر' و إباحة الغنائم' حدیث: ۱۷۶۳' و صحیح البخاری 'الحج' باب إذا رمى الحمرتين ' حدیث: ۱۷۵۱) اس لیے اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ بارش کی دعا میں ہاتھ زیادہ بلند کرتے تھے جب کہ دوسرے اوقات میں اس طرح ہاتھ بلند نہیں کیے بلکہ کم بلند کیے۔ ② دعائے قنوت وتر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے یا نہیں؟ اس کی بابت کوئی صراحت نہیں ہے البتہ دعائے قنوت نازلہ میں (جو رکوع کے بعد آپ نے مانگی ہے) آپ کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہے اس لیے اس پر قیاس کرتے ہوئے دعا قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے صحیح ہوں گے۔ علاوہ ازیں بعض صحابہ سے دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے اس لیے ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا بہتر ہے گو جواز بغیر ہاتھ اٹھائے بھی ہے۔

(المعجم ۱۱۹) - بَابُ مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ (التحفة ۱۵۸)

باب: ۱۱۹- ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا

۱۱۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ . قَالَ: حَدَّثَنَا عَائِدُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرْظِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَعَوْتَ اللَّهَ بِسَاتِنِ كَتَيْبِكَ . وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا . فَإِذَا فَرَعْتَ فَأَمْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ» .

۱۱۸۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تو اللہ سے دعا کرے تو سیدھی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا کر اور ہاتھوں کی پشت کے ساتھ (ہاتھ اٹھائے کر کے) دعا مت کر۔ اور جب تو (دعا سے) فارغ ہو جائے تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے۔“

۱۱۸۱- [ضعيف جداً] تقدم تحت، ح: ۹۵۹، وسبأتي، ح: ۳۸۶۶ وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لا نثقهم على ضعف صالح بن حسان".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کا اثبات نہیں ہوتا تاہم بعض علماء نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو حسن لغیرہ تسلیم کیا ہے۔ علاوہ ازیں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے اس لیے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کو مطلقاً ناجائز نہیں کہا جاسکتا، البتہ قنوت وتر نازلہ میں قنوت پڑھنے کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ اس کا ثبوت صحابہ سے بھی نہیں ملتا۔

(المعجم ۱۲۰) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ** باب: ۱۲۰- دعائے قنوت رکوع سے پہلے بھی
قَبْلَ الرَّكُوعِ وَبَعْدَهُ (التحفة ۱۵۹) پڑھ سکتے ہیں اور رکوع کے بعد بھی

۱۱۸۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
الرَّقِيّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سُفْيَانَ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تو رکوع سے پہلے دعائے
عَنْ زُبَيْدِ بْنِ نَبَاتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قنوت پڑھتے تھے۔
ابن أبي زي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُؤْتِرُ قِيَمَتُهُ قَبْلَ الرَّكُوعِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① دعائے قنوت وتروں کی آخری رکعت میں بھی پڑھی جاتی ہے اور خاص مواقع پر فرض نمازوں میں بھی جسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ ② مختلف روایات میں رکوع سے پہلے بھی قنوت مذکور ہے اور رکوع کے بعد بھی اس لیے دونوں طرح جائز ہے چاہے پہلے پڑھ لیں، چاہے بعد میں لیکن زیادہ بہتر اور افضل یہی ہے کہ دعائے قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھی جائے کیونکہ بعد میں پڑھنے والی روایت میں ضعف ہے البتہ دعائے قنوت نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے گی جیسا کہ احادیث میں اس کی بابت صراحت ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۱۸۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ہم رکوع سے پہلے بھی قنوت پڑھ لیا کرتے تھے اور رکوع کے بعد بھی۔
الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ: كُنَّا نَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكُوعِ وَبَعْدَهُ.

۱۱۸۲- [صحیح] تقدم تحت ح: ۱۱۷۱، وأخرجه النسائي: ۳/ ۲۳۵ قیام اللیل، ذکر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر أبي بن كعب في الوتر، ح: ۱۷۰۰ عن علي بن ميمون به • سفیان تابعه فطر وغيره .
۱۱۸۳- [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات" • حميد الطويل عنن وتقدم، ح: ۸۶۶، ولحديث شواهد معنوية .

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

🌞 **فائدہ:** یہ بعض صحابہ کا عمل ہے ورنہ نبی ﷺ کا عمل قنوت نازلہ میں رکوع کے بعد ہی پڑھنے کا ہے۔

۱۱۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ ، فَقَالَ : قَنَتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ .

۱۱۸۳- جناب محمد ﷺ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد دعائے قنوت فرمائی۔

🌞 **فائدہ:** یہاں حدیث میں اختصار ہے۔ اصل میں یہ وہی حدیث ہے جس میں یہ درج ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مہینہ مسلسل پانچوں فرض نمازوں میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھی۔

(المعجم ۱۲۱) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ** باب ۱۲۱- رات کے آخری حصے میں
أَخْرَجَ اللَّيْلِ (الصفحة ۱۶۰) وتر پڑھنا

۱۱۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ : مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرْتِ . مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ ، وَأَنْتَهَى وَتْرُهُ حِينَ مَاتَ فِي السَّحَرِ .

۱۱۸۵- حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں رات کے شروع میں بھی اور درمیان میں بھی اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو (ان دنوں) آپ کے وتر (عام طور پر) سحر کے وقت ختم ہوتے تھے۔

🌞 **نوٹ و مسائل:** ① وتر کا وقت تہجد کے بعد ہے۔ رات کے ہر حصے میں وتر پڑھنے سے رات کے ہر حصے میں تہجد پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا غالب معمول رات کے نصف آخر میں جاگنے کا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے اور آخری حصے میں اٹھ کر نماز پڑھتے تھے پھر اپنے بستر پر آرام فرماتے تھے جب مؤذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھ کھڑے ہوتے..... (صحیح البخاری 'التہجد' باب من نام أول الليل وأحيا آخره' حدیث: ۱۱۳۶) یہ صورت غالباً وہی ہے جس کا ذکر اس حدیث مبارک میں ہے:

۱۱۸۴- أخرجه البخاري، الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، ح: ۱۰۰۱، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات... الخ، ح: ۶۷۷ من حديث أبيوب به.

۱۱۸۵- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ... الخ، ح: ۷۴۵ من حديث أبي حصين به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

”اللہ کو سب سے محبوب نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ کو سب سے محبوب روزہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ وہ نصف رات سوتے (پھر) تہائی رات قیام فرماتے (پھر) رات کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے، ایک دن نہیں رکھتے تھے۔“ (صحیح البخاری، التہجد، باب من نام عند السحر، حدیث: ۱۱۳۱) (۵) رسول اللہ ﷺ نے آخری عمر میں جو معمول اختیار فرمایا، وہ صبح صادق تک نماز پڑھنے کا تھا، تاہم فجر کی سنتیں پڑھ کر تھوڑی دیر لیٹ جاتے تھے۔

۱۱۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ، وَأَنْتَهَى وَنَرُّهُ إِلَى السَّحْرِ.

۱۱۸۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں۔ رات کے شروع میں بھی اور درمیان میں بھی اور آپ کے وتر سحر تک ختم ہوتے تھے۔

☀️ فائدہ: صبح صادق تک وتر ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رات کے بالکل آخری حصے میں وتر پڑھے حتیٰ کہ جب فارغ ہوئے تو اذان کا وقت ہو گیا، یعنی فجر کی اذان سے پہلے وتر پڑھے یہ نماز وتر کا آخری وقت ہے۔

۱۱۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَبِيَّةٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ خَافَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ لِيَزُقْهُ. وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ. فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ. وَذَلِكَ أَفْضَلُ».

۱۱۸۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں جاگ سکے گا، وہ رات کی ابتدا میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں جاگ پڑے گا، اسے چاہیے کہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصے میں تلاوت (سننے) کے لیے (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔“

۱۱۸۶۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۳۷/۱، ۸۶ عن محمد بن جعفر، وعن وكيع به، وقال البوصيري: «لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات».

۱۱۸۷۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، ح: ۷۵۵ من حديث الأعمش به.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

🌞 نوامد و مسائل: ① رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔ ② اس وقت وتر سے پہلے کچھ نوافل بھی ادا کر لینا افضل ہے۔ ③ فرشتے تلاوت قرآن مجید سے محبت رکھتے ہیں اس لیے مومن کی تلاوت سننے کے لیے خاص طور پر جمع ہو جاتے ہیں۔ ④ فرشتوں کا یہ اجتماع رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۲۲) - **بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ وَتْرِ أَوْ نَسِيَهُ (التحفة ۱۶۱)**

۱۱۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ [الْمَدَنِيُّ]، وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنِ الْوَتْرِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيَصِلْ إِذَا أَصْبَحَ، أَوْ ذَكَرَهُ».

۱۱۸۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وتر چھوڑ کر سو یا رہے (اور اسے جاگ نہ آئے) یا اسے یاد نہ رہے تو اسے چاہیے کہ صبح کو یاد آنے پر وتر پڑھ لے۔“

🌞 **فائدہ:** اس حدیث میں نماز وتر کی اہمیت کا اثبات ہے کہ اگر وہ سوئے رہ جائے یا بھول جائے تو وجہ سے رہ جائے تو یاد آنے اور جاگنے کے بعد اسے پڑھ لے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی قضا بھی ضروری ہے اور اس حدیث کی نزو سے اسے فجر کی نماز سے پہلے یا نماز فجر کے بعد پڑھ لیا جائے کیونکہ مکروہ اوقات میں قضا شدہ نماز کی قضا جائز ہے۔ ایک دوسری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ وتر اپنے وقت میں نہ پڑھے جائیس تو پھر انہیں پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس موقف کی تائید میں بھی بعض روایات آتی ہیں لیکن بعض علماء کے نزدیک یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو عمداً وتر چھوڑ دیں۔ دیکھیے: (حاشیہ ترمذی امام محمد شا کر ۳۳۲/۲) اور بعض روایات میں نبی ﷺ کا یہ عمل بیان ہوا ہے کہ اگر کبھی نیند یا بیماری کی وجہ سے آپ کا قیام اللیل رہ جاتا تو آپ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعت پڑھتے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم: صلاة المسافرين) باب: ۶۸: حدیث: ۵۳۶) اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وتر رہ جائیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا جفت کی شکل میں دے یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت تین وتر کی جگہ چار رکعات پڑھے لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہو عام شخص کیلئے وتروں کی قضا وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔

۱۱۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى،

۱۱۸۸- [صحیح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، ح: ۱۴۳۱ بإسناد صحيح عن زيد بن أسلم، به، وصححه الحاكم، والذهبي، والعراقي وغيرهم.

۱۱۸۹- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل من آخر الليل، ح: ۷۵۴ من ۴

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

وَأَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفَرًا: «صَحَّ هُوَ مِنْ سَبِيلِ وَتَرْبُطِ أَنْبَاءِ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا».

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: فِي هَذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَآوٍ. امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد جناب محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمن (بن زید بن اسلم) کی روایت (حدیث: ۱۱۸۸) ضعیف ہے۔

☀️ فائدہ: جناب محمد بن یحییٰ نے اس حدیث کو غالباً اس لیے ضعیف قرار دیا ہے کہ وہ سابقہ حدیث سے بظاہر متعارض ہے لیکن کہا جاسکتا ہے کہ پہلی حدیث میں عذر (نہنیا بھول) کی صورت میں حکم مذکور ہے اور دوسری حدیث میں اصل حکم کا ذکر ہے جس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس لحاظ سے متعارض نہیں ہوگا۔



252

(المعجم ۱۲۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ (التحفة ۱۶۲)

باب: ۱۲۳- تین پانچ سات اور نو وتر پڑھنے کا بیان

۱۱۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْفُرْيَابِيُّ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْوُتْرُ حَقٌّ. فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۱۹۰- حضرت ابویوب انصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وتر ضروری ہیں لہذا جو شخص پانچ رکعت وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو شخص تین وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو شخص ایک وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① [الْوُتْرُ حَقٌّ] سے بعض علماء نے وتر کے وجوب پر استدلال کیا ہے حالانکہ یہی لفظ جمع کے

۱۱۹۰- حدیث معمر بہ.

۱۱۹۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الوتر، باب كم الوتر؟، ح: ۱۴۲۲ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، والنووي وغيرهم، والحديث صحيح مرفوعاً وموقوفاً.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

غسل کے لیے بھی استعمال ہوا ہے لیکن اسے واجب نہیں کہا جاتا تاہم اس حدیث کی بنا پر وتر کو سنت مؤکدہ تو سمجھا ہی جاسکتا ہے۔ ① ایک سلام سے پانچ وتر بھی پڑھے جاسکتے ہیں اور تین وتر بھی۔ ② تین وتر پڑھنے کا ارادہ ہو تو پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے پھر ایک وتر پڑھا جائے۔ یہ تین وتر پڑھنے کا افضل طریقہ ہے۔ یا پھر تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں جن میں دو رکعت کے بعد تشهد نہ پڑھا جائے۔

۱۱۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ
 أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ [زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى] ،
 عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ ، قُلْتُ :
 يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْتَيْنِي عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .
 قَالَتْ : كُنَّا نَعُدُّ لَهُ سِوَاكَةً وَطَهْرَةً . فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ
 فِيمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ . فَيَسْوُوكُ وَيَتَوَضَّأُ
 ثُمَّ يُصَلِّيُ تِسْعَ رَكَعَاتٍ . لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا
 هِنْدَ الثَّامِنَةَ . فَيَدْعُو رَبَّهُ . فَيَذْكُرُ اللَّهَ
 وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ . ثُمَّ يَهْضُ وَلَا يَسْلُمُ . ثُمَّ
 يَهْرُمُ فَيُصَلِّيُ التَّاسِعَةَ . ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ ،
 وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُو رَبَّهُ وَيُصَلِّيُ عَلَى نَبِيِّهِ . ثُمَّ
 يَسْلُمُ تَسْلِيمًا يَسْمَعُنَا . ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكَعَتَيْنِ
 بَعْدَمَا يَسْلُمُ وَهُوَ قَاعِدٌ . فَيَلِكُ إِحْدَى عَشْرَةَ
 رُكْعَةً . فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، وَأَخَذَ
 اللَّحْمَ ، أَوْ تَرَ سَبْعَ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ مَا
 سَلَّمَ .

۱۱۹۱- حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال
 کرتے ہوئے کہا: ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی
 نماز وتر (تہجد) کے متعلق ارشاد فرمائیے۔ انہوں نے
 فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے لیے سواک اور (وضو
 کے لیے) پانی تیار رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ رات کے جس
 حصے میں نبی ﷺ کو اٹھانا چاہتا اٹھا دیتا آپ سواک
 کرتے وضو کرتے پھر نو رکعت نماز پڑھتے اس میں
 صرف آٹھویں رکعت پر (تشہد کے لیے) بیٹھے تو اپنے
 رب سے دعائیں کرتے۔ (یعنی اللہ کا ذکر کرتے) اس
 کی تعریف فرماتے اور دعائیں پڑھتے پھر سلام پھیرے
 بغیر کھڑے ہو جاتے۔ کھڑے ہو کر نویں رکعت پڑھتے پھر
 (تشہد میں) بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے اس کی تعریفیں کرتے
 رب سے دعائیں مانگتے اور اس کے نبی پر درود پڑھتے
 پھر (قدرے بلند آواز سے) سلام پھیرتے جو ہمیں سن
 جاتے پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔
 یہ گیارہ رکعتیں ہوئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر زیادہ
 ہو گئی اور جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ سات وتر
 پڑھتے تھے اور سلام کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۱۹۱- [صحیح] أخرجه النسائي، قيام الليل، كيف الوتر تسمع؟، ح: ۱۷۲۱ من حديث سعيد به مختصراً * سعيد وقادة صرحا بالسماع عند البيهقي: ۲/ ۴۹۹، وأخرجه مسلم في صحيحه، ح: ۷۴۶ عن أبي بكر بن أبي شيبة به مختصراً.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

☀️ نوادرو مسائل: ① نورکعت وتر اصل میں نماز تہجد وتر ہے جو ایک سلام سے پڑھی جاتی ہے۔ ② نو وتر پڑھتے وقت آٹھ رکعت کے بعد تہجد پڑھنا چاہیے۔ ③ وتر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وتر سب سے آخر میں پڑھے رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے: [اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاةِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَا] (صحیح مسلم) صلاة المسافرين؛ باب صلاة الليل مثنی مثنی، والوتر ركعة من آخر الليل؛ حدیث: ۷۵۱) "اپنی رات کی نماز وتر پڑھ کر دو" دو رکعت بعد میں پڑھنا بھی اس حکم کے خلاف نہیں کیونکہ یہ اسی طرح ہیں جس طرح مغرب کی نماز کے بعد دو سنتیں ہیں۔ ④ تہجد کی نماز آٹھ رکعت سے کم پڑھنا بھی جائز ہے۔

۱۱۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سات یا پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے ان کے درمیان سلام یا کلام کے ساتھ تفریق نہیں کرتے تھے (ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے)۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ. لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ وَلَا كَلَامٍ.



(المعجم ۱۲۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۱۶۳)

۱۱۹۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَنَانَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ نَافِعَ بْنَ شُعْبَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ. لَا يَزِيدُ عَلَيْهِمَا. وَكَانَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ. قُلْتُ: وَكَانَ يُوتِرُ؟

۱۱۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعت (فرض) ادا کرتے تھے اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور نبی ﷺ (سفر میں) رات کو تہجد بھی پڑھتے تھے۔ (سالم فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: آپ ﷺ (سفر میں) وتر بھی پڑھتے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں۔

۱۱۹۲۔ [صحیح] أخرجه النسائي: ۳/۲۳۹، قيام الليل، باب كيف الوتر بخمس وذكر الاختلاف على الحكم في حديث الوتر، ح: ۱۷۱۵، ۱۷۱۶ من حديث منصور بن عتيبة بن عتبة بن عمن، وأخرج الطبراني: ۳۷۸/۲۳، ح: ۸۹۵ عنه عن مقسام عن ابن عباس عن أم سلمة به، وللحکم طريق آخر عند النسائي، ح: ۱۷۱۷، ولحديث شواهد معنوية.

۱۱۹۳۔ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۵۶ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف... الخ".

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: نَعَمْ.

۱۱۹۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى :

۱۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت

حَدَّثَنَا شَرِيكُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ عُمَرَ قَالَا: سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ السَّفَرِ رَكَعَتَيْنِ. وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ. وَالْوُتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سفر کی نماز دو رکعت مقرر فرمائی ہے۔ یہ مکمل نماز ہے ناقص نہیں اور سفر میں وتر پڑھنا سنت ہے۔

(المعجم ۱۲۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

باب: ۱۲۵- و تروں کے بعد بیٹھ کر دو

الرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُتْرِ جَالِسًا (التحفة ۱۶۴)

رکعتیں پڑھنے کا بیان

۱۱۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ :

۱۱۹۵- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ مُوسَى الْمَرْيُوطِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوُتْرِ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد بیٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۱۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۱۱۹۶- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

الدُّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِوَأَحِدَةٍ. ثُمَّ يَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعُ، قَامَ فَرَكَعَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک وتر پڑھتے تھے پھر دو رکعتیں پڑھتے ان میں قراءت بیٹھ کر کرتے جب رکوع کرنا ہوتا تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔



۱۱۹۴- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، انظر الحديث السابق لعلته.

۱۱۹۵- [صحيح] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء لا وتران في ليلة، ح: ۴۷۱ عن محمد بن بشار به، وسنده ضيف، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

۱۱۹۶- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۳۸ من حديث يحيى به نحو المعنى باختلاف يسير، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها - نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل

فائدہ: وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا جائز ہے جو بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور کھڑے ہو کر بھی لیکن بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔ (صحیح البخاری، التقصیر، باب صلاة القاعد، حدیث: ۱۱۱۵)

(المعجم ۱۲۶) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الضَّجَعَةِ** **بَعْدَ الْوُتْرِ وَيَعْدُ رَكْعَتِي الْفَجْرِ** (التحفة ۱۶۵)
باب: ۱۲۶۔ وتر اور فجر کی سنتوں کے بعد لینے کا بیان

۱۱۹۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ ، عَنْ مِسْعَرٍ وَ شَقِيَّانَ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : مَا كُنْتُ أَلْفِي أَوْ أَلْفِي النَّبِيِّ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَّا وَهُوَ نَائِمٌ عِنْدِي . قَالَ وَكَيْعٌ : تَعْنِي بَعْدَ الْوُتْرِ .
۱۱۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں رات کے آخری حصے میں رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ اپنے ہاں سوئے ہوئے پاتی تھی۔
وکیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یعنی وتر کے بعد۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا اگر معمول نصف رات کے بعد تہجد شروع کر کے فجر سے گھنٹہ دو گھنٹے پہلے فارغ ہو جانے کا تھا اس لیے صبح صادق کے وقت رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہوتے تھے لیکن بہت دفعہ رات کے آخر تک بھی نماز میں مشغول رہتے تھے جیسے کہ دوسری روایات میں مذکور ہے۔ ② ہر شخص اپنی سہولت کے مطابق رات کے کسی حصے میں نماز تہجد ادا کر سکتا ہے اور اس کا وقت بھی کم و بیش ہو سکتا ہے۔

۱۱۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتِي الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقْوَةِ الْأَيْمَنِ .
۱۱۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب فجر کی دو (سنت) رکعتیں پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فائدہ: فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا سنت ہے لیکن نبی اکرم ﷺ سے بعض اوقات نہ لیٹنا بھی ثابت ہے۔ حضرت

۱۱۹۷ - أخرجه البخاري، التهجيد، باب من نام عند السحر، ح: ۱۱۳۳ من حديث سعد به، ومسلم، صلا المسافرين، الباب السابق، ح: ۷۴۲ من حديث مسعر به.
۱۱۹۸ - [صحیح] أخرجه أحمد: ۴۹، ۴۸/۱ عن إسماعيل به، أخرجه البخاري، ح: ۶۲۶ وغيره، ومسلم، ح: ۷۳۶، وغيرهما من حديث الزهري به مطرولاً.

۵۔ ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو اگر میں جاگ رہی ہوتی تو آپ مجھ سے بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کو نماز (کی اقامت ہو جانے) کی اطلاع دی جاتی۔

(صحیح البخاری، التہجد، باب من تحدث بعد الرکعتین ولم یضطجع، حدیث: ۱۱۶۱)

۱۱۹۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هِشَامٍ : حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمَيْلٍ : أُنْبَأَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكَعَتِي الْفَجْرِ اضْطَجَعَ .

۱۱۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھتے لیٹ جاتے۔

باب: ۱۲۷۔ سواری پر وتر پڑھنے کا بیان

(المعجم ۱۲۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ۱۶۶)

۱۲۰۰۔ حضرت سعید بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ (سفر میں) تھا میں (راتے میں رک گیا اور) ان سے پیچھے رہ گیا اور (سواری سے اتر کر) وتر پڑھ لیے۔ (جب دوبارہ ان سے جا ملا) تو انہوں نے پوچھا: تم پیچھے کیوں رہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: میں نے وتر پڑھے ہیں۔ فرمایا: کیا تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں اچھا نمونہ نہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ ہی پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۲۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَانَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ : كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ . فَتَخَلَّفْتُ فَأَوْتَرْتُ . فَقَالَ : مَا خَلَّفَكَ ؟ قُلْتُ : أَوْتَرْتُ . قَالَ : أَمَا لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ؟ قُلْتُ : بَلَى . قَالَ : فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى بَعِيرِهِ .

نوائد و مسائل: ① نماز وتر کی ادا ہونے کے لیے سواری سے اترنا ضروری نہیں لیکن فرض نماز زمین ہی پر ادا کی جائے۔ ② سفر میں وتر پڑھے جاتے ہیں۔ ③ سفر میں ساتھیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ④ اگر کسی ساتھی کی غلطی معلوم

۱۱۹۹۔ [صحیح] * عمر بن ہشام روی عن أبي حاتم الرازي وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده، وباقي السند صحيح، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

۱۲۰۰۔ أخرجه البخاري، الوتر، باب الوتر على الدابة، ح: ۹۹۹، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ۷۰۰ من حديث مالك به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
ہو تو اسے اچھے طریقے سے صحیح مسئلہ بتا دینا چاہیے۔

۱۲۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ
الْأَسْفَاطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ
ابْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَيَّ رَاحِلَتِي.

(المعجم ۱۲۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ
أَوَّلَ اللَّيْلِ (التحفة ۱۶۷)

باب: ۱۲۸- شروع رات میں وتر
پڑھنے کا بیان

۱۲۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ
تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا
زَائِدَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَأَبِي بَكْرٍ: «أَيَّ حِينَ تُوتِرُ؟» قَالَ: أَوَّلَ
اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ. قَالَ: «فَأَنْتَ يَا عُمَرُ؟»
فَقَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا
أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ، فَأَخَذْتَ بِالْوُتْفَى. وَأَمَّا
أَنْتَ يَا عُمَرُ، فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ».

۱۲۰۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے
فرمایا: ”کس وقت وتر پڑھتے ہو؟“ انہوں نے کہا: عشاء
کے بعد رات کے شروع میں پڑھ لیتا ہوں۔ آپ ﷺ
نے فرمایا: ”عمر! تم (کب وتر پڑھتے ہو؟“ انہوں نے
کہا: رات کے آخری حصے میں (پڑھتا ہوں۔) نبی ﷺ
نے فرمایا: ”ابو بکر! تم نے زیادہ پختہ اور قابل اعتماد کام
اختیار کیا اور عمر! تم نے قوت والا کام اختیار کیا۔“

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ: أَنْبَأَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ،
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا، ہمیں ابو داؤد سلیمان بن
توبہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسکا
طرح روایت بیان کی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز و ترات کے ابتدائی حصے میں بھی ادا کی جاسکتی ہے اور آخری حصے میں بھی ② شروع

۱۲۰۱- [صحیح] أخرجه محمد بن نصر المروزي في قيام الليل، ص: ۲۷۸ من حديث عباد عن عكرمة به، وقال
البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف لضعف عباد بن منصور' قلت: وله شواهد، انظر الحديث السابق.
۱۲۰۲- [حسن] أخرجه أحمد ۳/۳۰۹، ۳۳۰ من حديث زائدة به، قال البوصيري: 'هذا إسناد حسن'، والسند
الثاني حسن، وقد صححه البوصيري، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۱۶۳۴ وغيره.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز وتر سے متعلق احکام و مسائل
رات میں تہجد اور وتر پڑھنے کا یہ فائدہ ہے کہ قضا ہو جانے کا خطرہ نہیں رہتا لیکن رات کے آخر میں تہجد پڑھنا عزم اور
حوصلے والوں کا کام ہے اس لیے وہ افضل ہے۔

(المعجم ۱۲۹) - بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۱۶۸)

باب: ۱۲۹۔ نماز میں بھول واقع
ہو جانے کا بیان

۱۲۰۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی
اس میں (بھول کر) کمی بیشی ہوئی۔ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے
کہا: وہم مجھے ہوا ہے (یاد نہیں رہا کہ استاد محترم حضرت
علقمہ رضی اللہ عنہ نے کمی کا لفظ فرمایا تھا یا زیادتی کا۔) عرض کیا
گیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کچھ اضافہ ہو
گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک انسان ہی
ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو (کبھی بکھار) میں بھی
بھول جاتا ہوں تو جب کسی سے بھول ہو جائے تو بیٹھے
بیٹھے دو سجدے کر لیا کرے۔“ پھر نبی ﷺ نے (قبیلے کی
طرف) منہ پھیرا اور دو سجدے کیے۔

۱۲۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَابِرِ بْنِ
زُرَّازَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ
الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَادَ أَوْ
نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَالْوَهْمُ مِثِّي، فَقِيلَ
لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَزِيدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟
قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. أُنْسِي كَمَا تَنْسُونَ. فَإِذَا
نَبِيٌّ أَحَدَكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ»
فَمَنْ تَحَوَّلَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

فوائد و مسائل: ① نماز میں بھول عام طور پر شیطان کے دوسے اور انسان کی غفلت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نماز
میں اس نقص کے ازالے کے لیے سجدہ سہو مقرر کیا گیا ہے۔ ② سجدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے مجزاً کا اظہار ہے۔ گویا
مسلمان اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اظہار کرتا ہے کہ اللہ ہی ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ ③ سجدہ عبادت کی
ایک اعلیٰ صورت ہے اس لیے شیطان اسے ناپسند کرتا ہے۔ مومن جب نماز میں غلطی ہو جانے پر سجدے کرتا ہے تو اس
سے شیطان کی تدبیر ہوتی ہے کہ اس نے بندے کو نماز کے ثواب سے محروم کرنا چاہا لیکن بندے کو سجدوں کا مزید
ثواب مل گیا۔ ④ نبی اکرم ﷺ کو نماز میں بھول پیش آ جانے میں اللہ کی خاص حکمت تھی۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کو معلوم ہو
جائے کہ بھول کی صورت میں شرعی حکم کیا ہے اور سجدے کا کیا طریقہ ہے۔

۱۲۰۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا
۱۳۰۴۔ حضرت عیاض بن ہلال انصاری رضی اللہ عنہ سے

۱۲۰۴۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۵۷۲ من حديث علي بن مسهر به.

۱۲۰۴۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من قال يتم على أكثر ظنه، ح: ۱۰۲۹ من حديث إسماعيل

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور کہا: ایک آدمی نماز پڑھتا ہے (لیکن نماز کے دوران میں) اسے معلوم ہی نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے (وہ کیا کرے؟) ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اسے معلوم نہ رہے کہ کتنی نماز پڑھی ہے تو بیٹھے بیٹھے دو سجود کر لے۔“

إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنِي عِيَاضُ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ، فَقَالَ: أَخَذْنَا يُصَلِّي فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

فوائد و مسائل: ① بیٹھے بیٹھے سجود کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے نماز یا رکعت دوبارہ پڑھنے کے لیے اٹھنے کی ضرورت نہیں صرف سو کہ دو سجود کر لینا کافی ہیں۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ عجمہ سہو سلام سے پہلے کیا جائے گا۔ ③ یہ حدیث مزید تفصیل سے آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۳۰۰)

باب ۱۳۰۔ بھول کر ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھنے کا بیان

(المعجم ۱۳۰) - بَابُ مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَهُوَ سَاءُ (التحفة ۱۶۹)

۱۲۰۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک بار نبی ﷺ نے ظہر کی نماز کی پانچ رکعتیں پڑھیں۔ آپ سے کہا گیا: کیا نماز (کی رکعتوں) میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں کیا ہے؟“ آپ کو بتایا گیا (کہ پانچ رکعتیں پڑھی گئی ہیں)۔ تب آپ ﷺ نے پاؤں موڑا اور دو سجود کر لیے۔

۱۲۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا. فَقِيلَ لَهُ: أَرِيدُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» فَقِيلَ لَهُ: فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

فوائد و مسائل: ① بھول چوک انسانی فطرت ہے جس کا ظہور عبادت کے دوران میں بھی ہو سکتا ہے اس لیے غفلت تو قابل مواخذہ ہو سکتی ہے بھول نہیں۔ ② نبوت کا منصب انسانوں کو عطا کیے جانے میں یہ حکمت بھی ہے کہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے نبی کا اسوہ رہنمائی کے لیے موجود ہو۔ ③ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے

۴۴ بہ، وحسنہ الترمذی، ح: ۳۹۶، وصححه الحاکم، والذہبی.

۱۲۰۵۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة ومن لم ير الإعادة... الخ، ح: ۴۰۴ من حديث يحيى، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۵۷۲ من حديث شعبة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز سے متعلق احکام و مسائل

لیے احترام کا اظہار ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو غلطی پر محمول کرنے کے بجائے ایک بہتر سوچ کا اظہار کیا کہ ممکن ہے نماز کے دوران میں وحی کے ذریعے سے نماز کی رکعات میں اضافہ کر دیا گیا ہو۔ مسلمانوں کو بھی اپنے اندر اور قائدین کے بارے میں حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔ ① نبی کریم ﷺ نے بھول پر متنبہ کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر غلطی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ان کی بات تسلیم کر کے بھول سے ہو جانے والی غلطی کا ازالہ فرما دیا، قائد کا اپنے ساتھیوں سے یہی رویہ ہونا چاہیے۔ ② عجمہؓ کو سلام پھیرنے کے بعد بات چیت ہو جانے کے بعد بھی درست ہے۔

(المعجم ۱۳۱) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَامَ** من اثنینین ساهبیا (التحفة ۱۷۰)
باب ۱۳۱- دو رکعت کے بعد بھول کر (تشہد پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہو تو کیا کرے؟

۱۲۰۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً، أَظْلُ أَنْهَا الْعَصْرُ. فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّانِيَةِ قَامَ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ. فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۶- حضرت ابن بحینہ (عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھائی وہ غالباً عصر کی نماز تھی دوسری رکعت پڑھ کر نبی ﷺ (تشہد کے لیے) بیٹھنے سے پہلے ہی (بھول کر) کھڑے ہو گئے پھر جب سلام سے پہلے کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے دو سجدے کر لیے۔

www.KitaboSunnat.com

🕌 **نوائد و مسائل:** ① درمیانی تشہد بھولے سے رہ جائے تو آخر میں عجمہؓ کو سلام پھیر کر لینا چاہیے۔ ② عجمہؓ کو سلام سے پہلے بھی جائز ہے اور سلام کے بعد بھی۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۲۱۳) ③ کہو کے دو سجدے ہوتے ہیں۔

۱۲۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نَمَيْرٍ، وَابْنُ فَضِيلٍ، وَبِزِيدُ بْنُ هَارُونَ. ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَخْمَرِيُّ، وَبِزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، كُلُّهُمْ عَنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،

۱۲۰۷- حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ (تشہد کے لیے) بیٹھنا یا نہ رہا۔ (باقی نماز پڑھنے کے بعد) جب آپ سلام کے سوا باقی نماز سے فارغ ہو گئے تو سب کو دو سجدے کر لیے اور سلام پھیر دیا۔

۱۲۰۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب من لم ير التشهد الأول واجباً، ح: ۸۲۹، وغيره، ومسلم، المساجد، أبواب السابق، ح: ۵۷۰ من حديث الزهري به.
۱۲۰۷- (صحیح) انظر الحديث السابق، أخرجه مسلم، ح: ۵۷۰ من حديث يحيى به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نمازوں سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ ابْنَ بُحَيْنَةَ
أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فِي يَنْتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ
نَسِيَ الْجُلُوسَ . حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا
أَنْ يُسَلَّمَ ، سَجَدَ سَجْدَتَيْ السُّهُوِ وَسَلَّمَ .

☀️ فائدہ: اس روایت سے پہلی حدیث میں مذکور شک دور ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ وہ نماز عصر کی نہیں ظہر کی تھی۔

۱۲۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى :
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ
جَابِرٍ ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ
أَبِي حَارِثٍ ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ : قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ
الرُّكْعَتَيْنِ فَلَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ . فَإِذَا
اشْتَمَّ قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيْ
السُّهُوِ » .

۱۲۰۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص دو رکعتیں
پڑھ کر (التحیات پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہو اور ابھی پوری
طرح کھڑا نہ ہوا ہو (کہ یاد آ جائے) تو وہ بیٹھ جائے۔
اگر پوری طرح کھڑا ہو چکا ہو (پھر یاد آئے) تب نہ بیٹھے
(زائد رکعت پوری کر کے) سہو کے سجدے کر لے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت معنا اور متنا
صحیح ہے کیونکہ حدیث میں مذکور مسئلہ کی بابت ابوداؤد کی روایت: (۱۰۳۶) کی تحقیق میں ہمارے شیخ لکھتے ہیں کہ یہ
روایت بھی سنداً ضعیف ہے لیکن آئندہ آنے والی روایت: (۱۰۳۷) اس سے کفایت کرتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ
مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ ہمارے محقق کے نزدیک بھی درست اور صحیح ہے مذکورہ روایت صرف سنداً کمزور ہے۔
دیکھیے: (سنن ابوداؤد (أردو) حدیث: ۱۰۳۶ مطبوعہ دارالسلام) علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔
دیکھیے: (الصحيححة رقم: ۳۲۱) نیز مسند احمد کے محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
(الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۰/۱۰۱۰۰/۱۱۲۱۶۱) ② اس سے واضح ہوا کہ غلطی سے شروع ہو جانے
والی زائد رکعت اگر شروع کر لی جائے تو اسے پورا کرنا چاہیے۔ ③ بھول کر زائد رکعت پڑھی جائے تو بھی سجدہ سہو کر
لینا کافی ہے۔

۱۲۰۸- [إسناده ضعيف جلتاً] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من نسي أن يشهد وهو جالس، ح: ۱۰۳۶ من
حديث سفيان الثوري به، وضعفه ابن المنذر بعضه ج جابر الجعفي تقدم حاله، ح: ۳۵۶، وتابعه إبراهيم بن طهمان،
وقيس بن الربيع .



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں سوہو اور نیان سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱۳۲- نماز میں شک ہو جائے تو یقین

پر اعتماد کیا جائے

۱۲۰۹- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جب کسی کو دو اور ایک کے درمیان شک ہو جائے تو وہ ایک رکعت شمار کرے اور دو اور تین کے درمیان شک ہو تو دو رکعتیں شمار کر لے۔ اگر تین اور چار کے درمیان شک پڑ جائے تو تین رکعتیں سمجھ لے پھر باقی نماز پوری کر لے حتیٰ کہ شک اضافے کے بارے میں رہ جائے پھر سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

(المعجم ۱۳۲) - بَاب مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ

فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِينِ (التحفة ۱۷۱)

۱۲۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ الرَّقَّيُّ،

مُحَمَّدُ بْنُ [أَحْمَدَ] الصَّيْدَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ،

عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي

الثُّنْتَيْنِ وَالْوَاحِدَةِ، فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً. وَإِذَا

شَكَّ فِي الثُّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا

ثُنْتَيْنِ. وَإِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ وَالْأَرْبَعِ

فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا. ثُمَّ لَيْسَ مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهِ

حَتَّى يَكُونَ الْوَهْمُ فِي الزِّيَادَةِ. ثُمَّ يَسْجُدُ

سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ».

۱۲۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍاءَ، عَنْ زَيْدِ

ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ

الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ

أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْغِ الشُّكَّ وَلْيُنِّبْ عَلَى

الْيَقِينِ. فَإِذَا اسْتَيَقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَةً، كَانَتْ الرَّكْعَةُ

۱۲۱۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی

نماز (کی رکعتوں) میں شک ہو جائے تو وہ شک کو چھوڑ کر

یقین پر بنا کرے پھر جب اسے (نماز) مکمل ہو جانے کا

یقین ہو جائے تو (آخر میں) دو سجدے کر لے۔ اگر اس

کی نماز مکمل ہو گئی تھی (اور ایک رکعت زاد پڑھی گئی ہے)

تو وہ رکعت نفل بن جائے گی اور اگر نماز (واقعی) کم تھی تو

۱۲۰۹- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب فيمن شك في الزيادة والنقصان، ح: ۳۹۸ من حديث ابن إسحاق

به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم (۱/ ۳۲۴، ۳۲۵)، والذهبي * وابن إسحاق صرح بالسماع

عند أبي يعلى، ح: ۸۳۹.

۱۲۱۰- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۵۷۱ من حديث زيد به.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں سہوا اور نسیان سے متعلق احکام و مسائل
 نَافِلَةٌ. وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً، كَانَتْ الرِّكْعَةُ اس رکعت سے نماز مکمل ہو جائے گی اور دو سجدوں سے
 لِتَمَامِ صَلَاتِهِ، وَكَانَتْ السَّجْدَتَانِ رَغْمَ شیطان کی ناک خاک آلود ہو جائے گی۔
 أَنْفِ الشَّيْطَانِ» .

☀️ نوآند و مسائل: ① اگر نماز کے دوران میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو غور کرنا اور سوچنا چاہیے جس
 عدد پر دل زیادہ مطمئن ہو اسی کا اعتبار کر کے نماز مکمل کر کے سجدہ سہوا کرنا چاہیے جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔
 ② اگر شک میں دونوں پہلو برابر ہوں تو کم پر یقین کرے جیسے کہ حدیث: ۱۲۰۹ میں مذکور ہے کیونکہ کم تعداد میں شک
 نہیں زیادہ میں شک ہے۔ ③ اگر غلطی سے ایک رکعت زائد پڑھی گئی ہے تو سجدہ سہوا ایک رکعت کے قائم مقام ہو کر
 دو نفل کا ثواب مل جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اس نے ہماری کوتاہی کو بھی ہمارے لیے باعث ثواب
 بنا دیا اور دو سجدوں کو اس موقع پر پوری رکعت کے برابر کر دیا۔ ④ شک کی صورت میں اگر نماز پوری پڑھی گئی تھی اور
 سجدہ سہوا بھی کر لیا تو یہ شیطان کی ذلت کا باعث ہے کیونکہ شیطان نے چاہا تھا کہ بندے کی نماز خراب ہو اور وہ
 پریشان ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سجدوں کی وجہ سے اس کی نماز کو خراب ہونے سے بچا لیا اور قبول فرمایا اس
 طرح شیطان کا مقصد پورا نہیں ہوا اور وہ ذلیل ہوا۔ ⑤ ”ناک پڑھی لگنا“ محاورہ ہے جس کا مطلب ذلت اور خواری
 ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۲۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ شَكَّ
 فِي صَلَاتِهِ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ (التحفة ۱۷۲)
 ۱۲۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ
 مَنْصُورٍ قَالَ شُعْبَةُ: كَتَبَ إِلَيَّ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ.
 قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةً
 لَا تَذَرِي آزَادًا أَوْ نَقِصًا. فَسَأَلَ. فَحَدَّثَنَا
 فَتَنَى رَجُلَهُ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَسَجَدَ
 سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا
 باب: ۱۳۳- نماز میں شک ہو جانے کی صورت
 میں سوچ کر صحیح صورت معلوم کرنا
 ۱۲۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی
 اس میں معلوم نہیں اضافہ ہو گیا یا کمی رہ گئی؟ پھر آپ نے
 (صحابہ سے) پوچھا ہم نے بتا دیا (کہ یہ غلطی ہوئی ہے)
 نبی ﷺ نے پاؤں موڑ کر قبلے کی طرف منہ کر لیا اور وہ
 سجدے کیے پھر سلام پھیرا، پھر ہماری طرف منہ کیا اور
 فرمایا: ”اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تم کو
 بتا دیتا۔ میں تو صرف ایک انسان ہوں جس طرح تم لوگ

۵- **أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها** نماز میں سو اور نسیان سے متعلق احکام و مسائل
 بِرُؤْيِهِ، فَقَالَ: «لَوْ حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ
 شَيْءٌ لَأَبْأْتُكُمْ مَوْتَهُ. وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسِي
 كَمَا تَنْسَوْنَ. فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي.
 وَأَيْكُمْ مَا شَكَّ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ
 ذَلِكَ مِنَ الصَّوَابِ، فَيَتِمَّ عَلَيْهِ وَيُسَلِّمَ
 وَيَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ».

بھول جاتے ہو اسی طرح مجھ سے بھی بھول ہو جاتی
 ہے۔ چنانچہ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔
 اور تم میں سے جس کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ (سوچ
 کر) سحت سے قریب تر بات معلوم کرے پھر اس کے
 مطابق نماز پوری کرے، سلام پھیرے اور دو سجدے کر
 لے۔“

🕌 **نوٹ اور مسائل:** ① ”معلوم نہیں اضافہ ہوا یا کمی ہوئی۔“ یہ شک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں بلکہ ابراہیم
 نخعی کو ہوا ہے کہ ان کے استاد حضرت علقمہ نے حدیث سنا تے وقت کون سا لفظ استعمال کیا تھا۔ ② حدیث: ۱۲۰۵ میں
 وضاحت موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھول کر ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دی تھیں۔

۱۲۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:
 حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ [مِسْعَرٍ]، عَنْ مَنْصُورٍ،
 عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ
 أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ
 يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کسی کو نماز میں شک
 پڑ جائے تو اسے چاہیے کہ صحیح بات (سوچ کر) معلوم
 کرے پھر دو سجدے کر لے۔“

قَالَ الطَّنَائِي: هَذَا الْأَصْلُ، وَلَا يَقْدِرُ
 أَحَدٌ يَرُدُّهُ.

امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے استاد علی بن محمد طنائسی بیان
 کرتے ہیں کہ یہ اصل ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

🕌 **فائدہ:** طنائسی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ شک کی بنا پر سجدہ ہو گا لازم ہونا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے جس میں کسی کو
 اختلاف نہیں باقی تفصیلات میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

(المعجم ۱۳۴) - **بَابُ فِيمَنْ سَلَّمَ مِنْ**
ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثِ سَاهِيًا (التحفة ۱۷۳)

۱۲۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۱۲۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

باب: ۱۳۴- دو یا تین رکعت پڑھ کر بھولے
 سے سلام پھیر دینا؟

۱۲۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۲۱۲- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۲۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب السهو في السجدين، ح: ۱۰۱۷ عن أبي كريب محمد بن

العلاء وغيره به.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں سہواور نیان سے متعلق احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ نے بھول کر دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ایک آدمی جسے ذوالیدین کہتے تھے اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہ نماز کم ہوئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔“ انھوں نے عرض کیا: اگر یہ بات ہے تو (عرض یہ ہے کہ) آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا جس طرح ذوالیدین کہتا ہے (ویسے ہی ہوا ہے؟)“ صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ تب نبی ﷺ نے آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر سہو کے دو وجہ دے کیے۔

وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَ أَحْمَدُ بْنُ سَيَانَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَهَا فَسَلَّمَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْصُرْتَ أَوْ نَسِيتَ؟ قَالَ: «مَا قْصُرْتُ وَمَا نَسِيتُ» قَالَ: إِذَا، فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ. قَالَ: «أَكْمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① غلطی سے کم رکعتیں پڑھی جائیں تو چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھ کر سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ ② امام کا نماز سے اس بارے میں بات کرنا کر نماز پوری پڑھی گئی ہے یا نہیں اور نماز یوں کا امام کو بتانا پہلی پڑھی ہوئی نماز کو کالعدم نہیں کر دیتا کیونکہ یہ بات چیت جان بوجھ کر نماز کے اندر نہیں کی گئی اس لیے نماز شروع سے نہیں پڑھنی پڑے گی۔ ③ سجدہ سہو سلام کے بعد بھی درست ہے۔



۱۲۱۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں پچھلے وقت کی ایک نماز (ظہر یا عصر کی) دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ مسجد میں ایک لکڑی تھی (غالبا ستون ہوگا) نبی ﷺ اس سے ٹیک لگا کر تشریف رکھا کرتے تھے، پھر (سلام پھرنے کے بعد) نبی ﷺ اٹھ کر اس لکڑی کی طرف چلے۔ جن افراد کو (جانے کی) جلدی تھی وہ یہ کہتے ہوئے چل دیے: نماز کم ہو گئی ہے۔ حاضرین میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ وہ آپ

۱۲۱۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتِي الْعِشِيِّ رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشْيَةِ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ يَسْتَنْدُ إِلَيْهَا. فَخَرَجَ سَرْعَانَ النَّاسِ يَقُولُونَ: قْصُرْتَ الصَّلَاةَ. وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. فَهَابَاهُ أَنْ يَقُولَا لَهُ شَيْئًا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ طَوِيلُ الْيَدَيْنِ، يُسَمَّى ذَا الْيَدَيْنِ. فَقَالَ:

۱۲۱۴- أخرجه البخاري، الصلاة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح: ۴۸۲ من حديث ابن عون به، أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والمسجد له، ح: ۵۷۳ من حديث محمد بن سيرين به.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں سہوا درسیان سے متعلق احکام و مسائل

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْصَرَبَتِ الصَّلَاةُ أَمْ تَسِيَتْ؟
فَقَالَ: «لَمْ تَقْصُرْ وَلَمْ أَسْ» قَالَ: فَإِنَّمَا صَلَّيْتَ
رَكَعَتَيْنِ. فَقَالَ: «أَكْمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟»
قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ
سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ.

سے کچھ عرض کرنے سے ڈرے (کہ نبی ﷺ کو تا گوارا نہ
گزرے) لوگوں میں ایک لمبے ہاتھوں والے صاحب
بھی تھے جو ذوالیدین کے نام سے معروف تھے انھوں
نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی
ہے یا آپ سے بھول ہو گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”نہ نماز کم کی گئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔“ انھوں نے
عرض کیا: آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ نبی ﷺ
نے فرمایا: ”کیا (ایسے ہی ہوا ہے) جس طرح ذوالیدین
کہتا ہے؟“ صحابہ نے کہا: جی ہاں، تب رسول اللہ ﷺ
نے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے
کئے، پھر سلام پھیرا۔

فوائد و مسائل: ① نماز باجماعت کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ سکتے ہیں اگرچہ مسجد ہی میں دوسری جگہ بیٹھنے کا ارادہ
ہو تاہم نماز کی جگہ بیٹھ رہنا ثواب کا باعث ہے۔ ایسے شخص کے لیے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ دیکھیے: (سنن ابن
ماجہ، حدیث: ۷۹۹) ② کسی کی بات کی تحقیق کر لینا اس پر عدم اعتماد کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ یقین میں اضافے کے
لیے ہوتا ہے۔ ③ اگر کوئی شخص اپنی کسی خاص جسمانی ساخت (مثلاً چھوٹا قد یا بلا جسم وغیرہ) کی وجہ سے کسی خاص
نام سے مشہور ہو جائے تو اسے اس نام سے ذکر کرنا جائز ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو ذوالیدین (ہاتھوں
والا) کہہ کر یاد فرمایا کیونکہ ان کے ہاتھ لمبے تھے لیکن اس نام سے پکارنے سے تحقیر ظاہر ہوتی ہو تو یہ نام نہیں بلکہ بہتر
نام سے ذکر کریں۔ ④ سلام کے بعد سجدہ سہو کیا جائے تو اس کے بعد دوبارہ سلام پھیرنا چاہیے۔

۱۲۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،
وَأَحْمَدُ بْنُ نَابِثِ الْجَحْدَرِيُّ؛ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَهَّابِ؛ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ، عَنْ
أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ
ابْنِ الْحَضِيِّ قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي
ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ. ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ

۱۲۱۵- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں
پڑھ کر سلام پھیر دیا، پھر اٹھ کر حجرے میں تشریف لے
گئے۔ ایک لمبے ہاتھوں والے صاحب، حضرت خرباق
رضی اللہ عنہ (باہر سے) آواز دی: اے اللہ کے رسول! کیا
نماز کم ہو گئی ہے؟ آپ غصے کی کیفیت میں چادر گھسیٹتے

۱۲۱۵- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۵۷۴ من حديث عبدالوهاب الثقفي

وغیره بہ۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں سہوا درسیان سے متعلق احکام ومسائل

الْحُجْرَةَ. فَقَامَ الْخُرَيْبِيُّ، رَجُلٌ بَسِيطٌ
الْيَدَيْنِ، فَتَادَى: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْصَرَتِ
الصَّلَاةُ؟ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجْرُ إِزَارَهُ. فَسَأَلَ،
فَأَخْبِرَ. فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ الَّتِي تَمَّانَ تَرَكَ.
ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ.

🌞 نوادہ مسائل: ① حدیث: ۱۲۰۷ میں بیان ہوا ہے کہ وہ نماز ظہر کی تھی صحیح بخاری کی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب هل يأخذ الإمام - إذ اشك - بقول الناس؟ حدیث: ۴۱۵) ② مذکورہ بالا روایات میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار کے بجائے دو رکعتیں ادا کی تھیں تین تین نہیں۔ یہ روایات زیادہ صحیح ہیں تاہم اس معمولی اختلاف کے باوجود اصل مسئلہ ثابت ہے کہ بھول کر رکعتیں کم پڑھی جائیں تو معلوم ہونے پر باقی نماز پڑھ کر سجدہ ہو کیا جائے گا پوری نماز دہرانے کی ضرورت نہیں چاہے امام اور مقتدیوں کے درمیان گفتگو بھی ہو جائے۔



(المعجم ۱۳۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

سَجْدَتَيْ السُّهُوِّ قَبْلَ السَّلَامِ (النحفة ۱۷۴)

۱۲۱۶ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ: حَدَّثَنَا
يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي
الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ
فِي صَلَاتِهِ، فَيَدْخُلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ حَتَّى لَا
يَذَرِي زَادًا أَوْ نَقْصًا. فَإِذَا تَمَّانَ ذَلِكَ،
فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ. ثُمَّ يُسَلِّمْ.»

باب: ۱۳۵- سلام سے پہلے سجدہ سہو

کرنے کا بیان

۱۲۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”شیطان نماز کے دوران میں کسی کے پاس آتا ہے پھر اس کے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے (دوسے ڈالتا ہے) حتیٰ کہ نمازی کو معلوم نہیں رہتا کہ اس نے زیادہ نماز پڑھی ہے یا کم۔ جب یہ صورت پیش آئے تو (نمازی کو چاہیے کہ) سلام سے پہلے دو سجدے کر لے پھر سلام پھیر دے۔“

🌞 نوادہ مسائل: ① نماز سب سے اہم عبادت اور بندے کا اللہ سے تعلق قائم کرنے والا عمل ہے اس لیے شیطان

کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ بندے کو اس سے فائدہ نہ اٹھانے دے۔ ② خیالات کو نماز میں مرکوز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے پھر بھی اگر توجہ نہ رہے تو جب خیال آئے پھر نماز کی طرف توجہ کر لے۔ ③ نماز کے دوران میں خیالات

۱۲۱۶- [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من قال يتم على أكثر ظنه، ح: ۱۰۳۲ من حديث ابن إسحاق به، وانظر سنن أبي داود، ح: ۱۰۳۰ وغيره.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں سہواور نسیان سے متعلق احکام و مسائل

کسی اور طرف متوجہ ہو جانے کی وجہ سے بعض اوقات نماز کی رکعات میں شک ہو جاتا ہے اس صورت میں جب فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے تو سجدہ سہو کر لینا چاہیے۔ ⑤ سجدہ سہو سے متعلق بعض مسائل گزشتہ ابواب میں ذکر کیے جا چکے ہیں۔

۱۲۱۷- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ :
 حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ :
 أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ
 أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
 قَالَ : «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ بَيْنَ ابْنِ آدَمَ وَبَيْنَ
 نَفْسِهِ . فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى . فإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ
 فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ» .

۱۳۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان انسان کے اور اس
 کے دل کے درمیان مداخلت کرتا ہے چنانچہ اس
 (نمازی) کو معلوم نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔ جب
 یہ صورت حال پیش آئے تو اسے چاہیے کہ سلام سے
 پہلے دو سجدے کر لے۔“

🌟 **فائدہ:** مذکورہ بالا صورت میں سوچنا چاہیے کہ کتنی رکعتیں ہوئی ہیں جس طرف دل زیادہ مائل ہو اسی کو صحیح تعداد سمجھ کر نماز پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر کے سلام پھیر لے۔

(المعجم ۱۳۶) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ** (التحفة ۱۷۵)

باب: ۱۳۶- سلام کے بعد سجدہ سہو

۱۲۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ :
 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ
 إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ سَجَدَ
 سَجْدَتِي السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ . وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ
 ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ .

۱۳۱۸- حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد سہو کے سجدے
 کیے پھر بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

۱۲۱۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ،
 ۱۳۱۹- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

۱۲۱۷- [حسن] أخرجه أحمد ۴۸۳/۲ من حديث فليح عن سلمة بن صفوان به نحو المعنى .

۱۲۱۸- [صحيح] أخرجه أحمد ۳۷۶/۱ عن سفیان به ، ولفظ الحميدي في مسنده : "سفیان ثنا منصور" به ، وله شواهد عند مسلم ، ح : ۵۷۲ ، والبخاري ، ح : ۴۰۱ وغيرهما .

۱۲۱۹- [حسن] أخرجه أبو داود ، الصلاة ، باب من نسي أن يتشهد وهو جالس ، ح : ۱۰۳۸ عن عثمان بن أبي شيبة ۴

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز میں سہو اور لیان سے متعلق احکام و مسائل

وَعَثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُيَيْدٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ سَالِمِ الْعَنْسِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلَّمُ».

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ”ہر بھول میں دو سجدے ہیں سلام پھیرنے کے بعد۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ”ہر بھول“ کا مطلب یہ ہے کہ غلطی خواہ کی ہو یا زیادتی کی اس کا ازالہ سہو کے دو سجدوں سے ہو جاتا ہے۔ ② اگر یقین ہو جائے کہ نماز کی رکعتیں کم پڑھی گئی ہیں تو چھوٹی ہوئی رکعتیں یا رکعتیں پڑھ کر سجدہ سہو کرنا چاہیے جیسے گزشتہ ابواب میں بیان ہوا۔ ③ سہو کے سجدے سلام سے پہلے بھی کیے جاسکتے ہیں اور سلام کے بعد بھی۔ زیر مطالعہ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ سلام سے پہلے سجدہ سہو نہیں ہو سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر سہو میں سلام کے بعد بھی سجدے کرنا درست ہے۔

(المعجم ۱۲۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۶)

باب: ۱۳۷- نماز پر بنا کرنے کا بیان

۱۲۲۰- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى التَّمِيمِيُّ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَكَبَّرَ. ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ، فَمَكَثُوا. ثُمَّ أَنْطَلَقَ فَأَغْتَسَلَ. وَكَانَ رَأْسُهُ يَنْطَرُ مَاءً. فَصَلَّى بِهِمْ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنِّي خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ جُنْبًا.

۱۲۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز کے لیے (گھر سے) تشریف لائے اور اللہ اکبر کہہ دیا۔ (تکبیر تحریر یہ کہہ کر نماز شروع کر دی) پھر صحابہ کو اشارہ کیا تو وہ (نماز کی حالت میں) ٹھہرے رہے۔ آپ نے جا کر غسل فرمایا۔ (واپس آئے تو) آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ چنانچہ آپ نے نماز پڑھا لی اور فارغ ہو کر فرمایا: ”میں جنابت کی حالت میں تمہارے پاس آ گیا تھا اور مجھے یاد ہی نہیں رہا تھی کہ میں نماز میں کھڑا ہو گیا۔“

◀️ وغیرہ بہ.

۱۲۲۰- [حسن] وضعفه البوصيري * عبدالله بن موسى التيمي * صدوق كثير الخطاء * (تقريب)، يعني أنه ضعيف من جهة حفظه، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۲۷۵، ومسلم، ح: ۶۰۵، وغيرهما.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها دوران نماز میں بے وضو ہوجانے سے متعلق احکام و مسائل
رَأَيْتُ نَسِيْتُ حَتَّى قُمْتُ فِي الصَّلَاةِ» .

☀️ نوٹ و مسائل: ① امام کے سہو سے مقتدیوں کی نماز خراب نہیں ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ نے بھول کر جنابت کی حالت میں تکبیر تحریر کی لیکن مقتدیوں کی تکبیر تحریر درست تھی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز کی حالت میں کھڑے رہنے کا اشارہ فرمادیا۔ ② اس حدیث سے بنا کا مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ نے تکبیر تحریر دوبارہ نہ کی ہو لیکن اس میں یہ اشکال ہے کہ حالت جنابت میں بھی ہوئی تکبیر تحریر کو درست ماننا پڑے گا اس لیے نبی ﷺ نے تکبیر تحریر یقیناً دوبارہ کی ہوگی اور اس صورت میں بنا کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

۱۲۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا
الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ
عَيَّاشٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ،
عَنْ عَائِشَةَ. قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ،
فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ. ثُمَّ لْيُتْبِعْ عَلَى صَلَاتِهِ،
وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ» .

۱۲۲۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے
رسول ﷺ نے فرمایا: ”جسے نماز میں قے آجائے یا تکبیر
پھولے یا کوئی چیز پیٹ میں سے منہ میں آئے یا نڈی نکلے
تو اسے چاہیے کہ (نماز چھوڑ کر) چلا جائے وضو کرے پھر
اپنی نماز پر بنا کر لے بشرطیکہ اس اثنا میں کلام نہ کرے۔“

(المعجم ۱۳۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ
أَخَذَتْ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ يَنْصَرِفُ
(التحفة ۱۷۷)

باب: ۱۳۸- جس کا نماز کے دوران میں وضو
ٹوٹ جائے وہ نماز چھوڑ کر کس طرح جائے؟

۱۲۲۲ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّهٍ بْنُ عَيْدَةَ
ابْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ،
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ
فَأَخَذَتْ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى أَنْفِهِ، ثُمَّ

۱۲۲۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ
نے فرمایا: ”جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کا وضو ٹوٹ
جائے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک پکڑ کر (وضو کے لیے)
چلا جائے۔“

۱۲۲۱- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هذا إسناد ضعيف، لأنه من رواية إسماعيل عن الحجازيين وهي
ضعيفة'، وفيه علة أخرى.

۱۲۲۲ [صحیح] ۵ عمر بن علی المقدمی کان بدلس شدیداً (تقریب) وعنن، وتابعه عمر بن قیس وهو متروک،
وتابعهما ابن جریر عند أبي داود، ح: ۱۱۱۴، والفضل بن موسى عند الحاکم وغيره.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها مریض کی نماز سے متعلق احکام و مسائل
لِيُنْصَرِفَ» .

حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ناک پر ہاتھ رکھنے کا یہ فائدہ ہے کہ دیکھنے والے سمجھیں گے شاید تکبیر پھوٹی ہے اس لیے نماز
چھوڑ کر صف سے نکل گیا ہے ورنہ صف سے نکلنے ہوئے شرم آنے لگی کیونکہ لوگ محسوس کریں گے کہ اس کی ہوا خارج
ہوئی ہے۔ ② اس حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن یہ استدلال قوی نہیں
کیونکہ تکبیر والا آدمی خون بند کرنے کے لیے صف سے نکل کر جاتا ہے کیونکہ سر پر پانی ڈالنے سے خون رک جائے گا،
ضروری نہیں کہ وہ وضو ہی کرے جیسا کہ زیادہ صحیح احادیث میں صراحت ہے کہ جسم سے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا،
امام مالک نے موطا میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت سعید بن مسیب اور حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے
نقل کیا ہے کہ یہ حضرات تکبیر پھونے پر دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ موطا کی ایک روایت میں حضرت سعید بن مسیب
سے وضو کرنا منقول ہے لیکن اس سے وضو قویٰ یعنی منہ ہاتھ دھونا مراد لیا جاسکتا ہے کیونکہ حضرت سعید بن مسیب سے
وضو نہ کرنا بھی مروی ہے۔ (موطا امام مالک الطہارۃ، باب ماجاء فی الرعاف، و باب العمل فی الرعاف)
حدیث: (۳۹۲۸۲۷)

باب: ۱۳۹۔ بیمار آدمی کی نماز (المعجم ۱۳۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ
الْمَرِيضِ (النحفة ۱۷۸)

۱۲۲۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ، عَنْ إِبرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنِ
الْمَعْلَمِ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ
حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَ يبي النَّاصِرُ. فَسَأَلْتُ
النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ. فَقَالَ: «صَلِّ قَائِمًا .
فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا . فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ،
۱۲۲۳ - [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في صلاة القاعد، ح: ۹۵۲ من حديث وكيع به، أخرجه
البخاري، ح: ۱۱۱۷ من حديث إبراهيم به، وله طرق أخری عنده وعند غيره.

۱۲۲۳ - حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: مجھے پھوڑا نکلا ہوا تھا۔ میں نے نبی
ﷺ سے نماز کے متعلق سوال کیا (کہ کیسے نماز پڑھوں؟)
تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھڑا ہو کر نماز پڑھ اگر (کھڑا
ہونے کی) طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر اس کی بھی طاقت نہ
ہو تو پہلو کے بل (لیٹ کر نماز پڑھ لے۔“)



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها بیٹھ کر نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل
فَعَلَىٰ جَنْبٍ .

🌞 فوائد و مسائل: ① اسلام دین فطرت ہے اس میں بندوں کی فطری کمزوریوں کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔
② بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا مناسب نہیں خواہ فرض ہو یا نفل کیونکہ ارشاد نبوی ہے: «صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَىٰ نِصْفِ الصَّلَاةِ» [صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما و قاعدا.....، حدیث: ۷۳۵] «آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدمی نماز کے برابر ہوتا ہے۔» ③ شدید مرض کی صورت میں جب آسانی سے بیٹھنا ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ ④ اس سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ شدید مرض کی حالت میں بھی نماز معاف نہیں صرف اس کے احکام و مسائل میں نرمی کر دی گئی ہے۔

۱۲۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ بِيَانٍ
الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرُقِيُّ، عَنْ
سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي حَرِيرَةَ، عَنْ
وَالِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ
جَالِسًا عَلَى يَمِينِهِ، وَهُوَ وَجِعٌ.

۱۲۲۳۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے
دیکھا آپ بیماری کی وجہ سے دائیں طرف جھک کر
بیٹھے ہوئے تھے۔

(المعجم ۱۴۰) - بَابُ: فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ
قَاعِدًا (التحفة ۱۷۹)

۱۲۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَالَّذِي
ذَهَبَ بِنَفْسِهِ ﷺ مَا مَاتَ حَتَّىٰ كَانَ أَكْثَرُ
صَلَاةٍ وَهُوَ جَالِسٌ. وَكَانَ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ
إِلَيْهِ الْعَمَلُ الصَّالِحَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ،
وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا.

۱۲۲۵۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے انہوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے
نبی ﷺ کو وفات دی انہی ﷺ اس وقت تک فوت نہیں
ہوئے جب تک آپ اکثر (نفل) نماز بیٹھ کر نہ پڑھنے
لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو وہ نیک عمل پسند تھا جس پر بندہ
بیشکی اختیار کرے اگرچہ (وہ عمل) تھوڑا ہو۔

۱۲۲۴۔ [سنادہ ضعیف جدًا] انظر، ح: ۳۵۶ لعلته * أبو حریز مجهول کما قال صاحب التقریب وغیره .

۱۲۲۵۔ [سنادہ صحیح] أخرجه النسائي: ۲۲۲/۳، قيام الليل، باب صلاة القاعد في النافلة . . . الخ، ح: ۱۶۵۶، ۱۶۵۷ عن حديث أبي إسحاق عن أبي سلمة به، وصرح بالسماع.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فوائد ومسائل: ① اگر نمازی نفل نماز میں طویل قراءت کرنا چاہتا ہو لیکن طویل قیام اس کے لیے مشقت کا باعث ہو تو کچھ قراءت کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر کر سکتا ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② نیکی کے کام پر پابندی سے عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاہم اس طرح کا عمل فرض نہیں ہو جاتا اس لیے اگر کسی موقع پر آدی آرام کی ضرورت محسوس کرے تو اس میں ناغہ کر سکتا ہے یا اس کی مقدار کم کر سکتا ہے۔ ③ بظاہر چھوٹی نیکی کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دینا مناسب نہیں کیونکہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر بڑے درجات کا باعث بن سکتی ہیں۔

۱۲۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے تھے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو اتنے عرصے کے لیے کھڑے ہو جاتے جس میں کوئی انسان چالیس آیتوں کی تلاوت کر لے۔

أَبِي هِشَامٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً.

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کی نماز تہجد بہت طویل ہوتی تھی اور آپ اس میں طویل قراءت کرتے تھے۔ ② کھڑے ہو کر نماز پڑھتے وقت اگر کچھ قیام بیٹھ کے کر لیا جائے تو جائز ہے۔ اس صورت میں رکوع اور قومہ کھڑے ہو کر کیا جائے گا لیکن اگر پورا قیام بیٹھ کر کیا جائے تو رکوع اور قومہ بھی بیٹھ کر ادا کیا جائے گا۔

۱۲۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الثُّمَالِيُّ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو رات کی نماز ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھتے دیکھا حتیٰ کہ آپ عمر رسیدہ ہو گئے تب آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے حتیٰ کہ جب چالیس یا تیس آیتوں کے برابر قراءت رہ جاتی تو کھڑے ہو کر یہ قراءت کرتے اور سجدہ کرتے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ إِلَّا قَائِمًا. حَتَّى دَخَلَ فِي السَّنِّ. فَجَعَلَ يُصَلِّي جَالِسًا.

۱۲۲۶- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا وفعل بعض الركعة... الخ، ح: ۷۳۱ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۱۲۲۷- أخرجه البخاري، التفسير، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفةً تمم ما بقي، ح: ۱۱۱۸، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ۷۳۱ من حديث هشام به نحو المعنى، وقال البوصيري: "لهذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۵- ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها

حَتَّىٰ إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ قِرَاءَتِهِ أَرْبَعُونَ آيَةً،
أَوْ ثَلَاثُونَ آيَةً، قَامَ فَكَّرَهَا وَسَجَدَ.

۱۲۲۸- حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رضی اللہ عنہ سے

۱۲۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (تہجد) کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کا ایک طویل حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور رات کا ایک طویل حصہ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی ﷺ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقِ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا. وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا. فَإِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا. وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

(المعجم ۱۴۱) - بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (السفحة ۱۸۰)

باب ۱۴۱- بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے

آدھا ہوتا ہے

۱۲۲۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۲۲۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پاس سے نبی ﷺ گزرے اور فرمایا: ”بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز سے (ثواب میں) آدھی ہوتی ہے۔“

حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا فُطْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَاهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي جَالِسًا. قَالَ: «صَلَاةُ الْجَالِسِ عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ».

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے جب بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے جیسے بعض لوگ فرض نمازوں کے بعد بغیر کسی

۱۲۲۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرین، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا وفعل بعض الركعة قائمًا وبعضها قاعدًا، ج: ۷۳۰ عن ابن أبي شيبه به.

۱۲۲۹- [صحيح] • الأعمش وشيخه عننا، وللحديث شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي وغيره.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عذر کے بیٹھ کر دو نفل پڑھتے ہیں۔

۱۲۳۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے تو کچھ لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے نظر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز سے آدھی ہوتی ہے۔“

۱۲۳۰۔ حَدَّثَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ فَرَأَى أَنَا سَا يُصَلُّونَ قُعُودًا. فَقَالَ: «صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ».

۱۲۳۱۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آدمی بیٹھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے اس کے لیے کھڑے ہونے والے سے آدھا ثواب ہے اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھے اس کے لیے بیٹھے والے سے آدھا ثواب ہے۔“

۱۲۳۱۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الرَّجُلِ يُصَلِّي قَاعِدًا. قَالَ: «مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ. وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ. وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ».



☀️ فوائد و مسائل: ① بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ ② لیٹ کر نماز پڑھنے کا ثواب بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی کم ہے اس لیے بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔
باب ۱۳۲۔ بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی نماز
(المعجم ۱۴۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ (التحفة ۱۸۱)

۱۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

۱۲۳۰۔ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، وأحمد: ۳/ ۲۱۴، ۲۴۰ من حديث عبد الله بن جعفر المنخري به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح".

۱۲۳۱۔ أخرجه البخاري، والتصغير، باب صلاة القاعد، ح: ۱۱۱۵، ۱۱۱۶ من حديث حسين المعلم به.

۱۲۳۲۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب حد المريض أن يشهد الجماعة، ح: ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹،

ہ- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ .
 ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ،
 عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ
 الْأَسْوَدِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : لَمَّا مَرِضَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ
 أَبُو مُعَاوِيَةَ : لَمَّا ثَقُلَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُهُ
 بِالصَّلَاةِ . فَقَالَ : «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ
 بِالنَّاسِ» قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ
 رَجُلٌ أَسِيفٌ . تَعْنِي رَقِيقٌ . وَمَتَى مَا يَقُومُ
 مُقَامَكَ يَبْكِي فَلَا يَسْتَطِيعُ . فَلَوْ أَمَرَتْ
 عُمَرُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ . فَقَالَ : «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ
 فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَإِنَّكَ صَوَّاجِبَاتُ
 يُوسُفَ» . قَالَتْ : فَأَرْسَلْنَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ ،
 فَصَلَّى بِالنَّاسِ . فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ
 نَفْسِهِ حَقْفَةً . فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ يَهَادِي بَيْنَ
 رَجُلَيْنِ . وَرَجُلَاهُ تَحْطَانِ فِي الْأَرْضِ .
 فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِ أَبُو بَكْرٍ دَعَبَ لِيَتَأَخَّرَ .
 فَأَوْمَى إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ مَكَانَكَ . قَالَ ،
 فَجَاءَ حَتَّى أَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ .
 فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتُمُ بِالنَّبِيِّ ﷺ . وَالنَّاسُ
 يَأْتُمُونَ بِأَبِي بَكْرٍ .

حالت مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان
 نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوئے
 جس میں آپ کی وفات ہوئی..... اور ابو معاویہ کی
 روایت میں یہ الفاظ ہیں: جب نبی ﷺ کی بیماری شدید
 ہو گئی..... تو (ایک دن) حضرت بلال رضی اللہ عنہما سے کہو
 کو نماز (کا وقت ہو جانے) کی اطلاع دینے کے لیے
 حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر رضی اللہ عنہما سے کہو
 لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ ہم (امہات المؤمنین) نے
 عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر رقیق القلب آدمی
 ہیں۔ جب آپ کی جگہ (نماز پڑھانے) کھڑے ہوں
 گے تو (رقت طاری ہو جانے کی وجہ سے) رونے لگیں
 گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہما
 کو حکم دے دیں تو وہ نماز پڑھا دیں گے تو آپ ﷺ نے
 فرمایا: ”ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھا سکیں تم تو یوسف
 کی ساتھ والیاں ہو۔“ ام المؤمنین رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:
 چنانچہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا، انھوں نے
 نماز پڑھانا شروع کی تو رسول اللہ ﷺ کو اپنی طبیعت
 میں کچھ افاقہ محسوس ہوا۔ چنانچہ آپ دو آدمیوں کا سہارا
 لے کر نماز کے لیے تشریف لے آئے آپ کے قدموں
 (کے زمین پر جم کر نہ رکھے جاسکتے) کی وجہ سے زمین پر
 کبیر بنتی جاری تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو جب رسول اللہ
 ﷺ کی آمد کا احساس ہوا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی ﷺ
 نے انھیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔ نبی ﷺ
 (آگے) تشریف لے آئے حتیٰ کہ دونوں اصحاب نے

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حالت مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان
نبی ﷺ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر ٹھہرایا۔ چنانچہ
(یہ نماز اس طرح ادا کی گئی کہ) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ
کی اقتدا کر رہے تھے اور (تمام) لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
کی اقتدا کر رہے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی نظر میں نماز باجماعت اس قدر اہمیت کی حامل تھی کہ شدید مرض میں بھی
آپ ﷺ نے باجماعت نماز ادا فرمائی۔ ② رسول اللہ ﷺ کو گھر سے مسجد تک سہارا دے کر لانے والے حضرات علی
اور عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب حد المریض أن يشهد الجماعة، حدیث: ۲۶۵)
③ بڑے عالم کے احترام میں اس کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا نادرست ہے۔ ④ مذکورہ بالا نماز میں رسول اللہ ﷺ
ہی امام تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مکبر کی حیثیت سے نبی ﷺ کی تکبیر نمازیوں تک پہنچانے کے لیے بلند آواز سے تکبیر
کہتے تھے اس لیے عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رُکوع و سجود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تکبیرات کے مطابق تھا۔ ⑤ اگر امام بیٹھ کر
نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی چاہیے۔ علمائے کرام نے اس حدیث کو ان ارشادات نبوی کا ناخ
قرار دیا ہے جن میں یہ حکم ہے کہ امام عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو اگرچہ وہ عذر نہ ہو تاہم وہ امام
کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز ادا کریں۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب النهی عن مبادرة الإمام بالتكبير وغيره،
حدیث: ۳۱۷، وسنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۴۳۷) ⑥ نبی اکرم ﷺ نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے فرمایا: ”تم
یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔“ یہ تشبیہ اس لیے دی کہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف رضی اللہ عنہ سے ایسے کام کا مطالبہ کیا جو
مناسب نہیں تھا۔ اسی طرح امہات المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امامت کا مطالبہ کیا جو درست نہیں تھا۔ یہ تشبیہ نامناسب مطالبہ پر اصرار کرنے کے
لحاظ سے ہے۔

۱۲۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۲۳۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام میں
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں
چنانچہ وہ نمازیں پڑھتے رہے۔ (ایک دن) رسول
اللہ ﷺ نے اتفاقاً محسوس کیا تو آپ (حجرہ مبارک سے)
باہر تشریف لائے، اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو
۱۲۳۳ - أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، الْأَذَانُ، بَابٌ مِنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْإِمَامِ لَعَلَّهُ، ح: ۶۸۳، وَمُسْلِمٌ، الصَّلَاةُ، انظُرِ الْحَدِيثَ
السَّابِقَ، ح: ۴۱۸ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بِهِ.

۵- أبواب إقامه الصلوات والسنة فيها

حالت مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان
نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو
پچھے ہٹے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی
جگہ رہو۔ تب رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو
میں ان کے برابر بیٹھ گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ
ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور دوسرے لوگ ابو بکر
رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے۔

النَّاسَ . فَلَمَّا رَأَهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ . فَأَشَارَ
إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، أَنَّى كَمَا أَنْتَ . فَجَلَسَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ .
فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ . وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ .

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان آخری ایام میں سترہ نمازیں
پڑھائیں۔ ② اس حدیث میں مذکورہ واقعہ وفات سے ایک یا دو دن پہلے یعنی ہفتہ یا اتوار کو پیش آیا۔ دیکھیے:

(الرحیق المختوم، مولانا صفی الرحمن مبارک پوری: ۲۳۷)

۱۲۳۳- حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی حالت میں
بے ہوشی طاری ہوگئی پھر افاقہ ہوا تو فرمایا: ”کیا نماز کا
وقت ہو گیا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ
نے فرمایا: ”بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابو بکر سے کہو
لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ پر (دوبارہ)
بے ہوشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ”کیا نماز کا
وقت ہو گیا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ
نے فرمایا: ”بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابو بکر سے کہو
لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ پھر نبی ﷺ پر (تیسری بار)
بے ہوشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ”کیا نماز کا
وقت ہو گیا ہے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دیں اور
ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا

۱۲۳۴ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ
الْجَهَنَّمِيُّ : أَنبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ ، مِنْ
كِتَابِهِ فِي بَيْتِهِ ، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ نَبِيطٍ : أَنبَأَنَا عَنْ
نَعْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ نَبِيطِ بْنِ شَرِبِطٍ ، عَنْ
سَالِمِ بْنِ عَبْدِ قَالَ : أَعْمِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فِي مَرَضِهِ . ثُمَّ أَفَاقَ . فَقَالَ : « أَحْضَرْتَ
الصَّلَاةَ ؟ » قَالُوا : نَعَمْ . قَالَ : « مَرُّوا بِإِلَّا
فَلْيُرُدُّ . وَمَرُّوا بِأَبِي بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ » . ثُمَّ
أَعْمِيَ عَلَيْهِ ، فَأَفَاقَ . فَقَالَ : « أَحْضَرْتَ
الصَّلَاةَ ؟ » قَالُوا : نَعَمْ . قَالَ : « مَرُّوا بِإِلَّا
فَلْيُرُدُّ . وَمَرُّوا بِأَبِي بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ » . ثُمَّ
أَعْمِيَ عَلَيْهِ ، فَأَفَاقَ . فَقَالَ : « أَحْضَرْتَ
الصَّلَاةَ ؟ » قَالُوا : نَعَمْ . قَالَ : « مَرُّوا بِإِلَّا
فَلْيُرُدُّ . وَمَرُّوا بِأَبِي بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ »

۱۲۳۴- [استادہ صحیح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ۳۹۷ عن نصر بن علي به، وقال البوصيري: "هذا
إستاد صحیح، ورجاله ثقات"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۴۱، ۱۶۲۴.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَسِيفٌ. فَإِذَا قَامَ ذَلِكَ الْمَقَامَ يَبْكِي، لَا يَسْتَطِيعُ. فَلَوْ أَمَرْتُ غَيْرَهُ. ثُمَّ أَعْمِي عَلَيْهِ. فَأَقَاتِي، فَقَالَ: «مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَدِّنْ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. فَإِنَّكُمْ صَوَاحِبُ يُوسُفَ. أَوْ صَوَاحِبَاتِ يُوسُفَ» قَالَ، فَأَمِيرَ بِلَالٍ فَادَّنَ. وَأَمِيرَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَدَ حَفَّةً، فَقَالَ: «انظُرُوا لِي مَنْ أَتَى عَلَيَّ عَلَيْهِ» فَجَاءَتْ بَرِيرَةُ وَرَجُلٌ آخَرَ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا. فَلَمَّا رَأَى أَبُو بَكْرٍ، ذَهَبَ لِيَتَكَيَّمَنَّ. فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، أَنْ أَتَيْتُ مَكَانَكَ. ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ. حَتَّى قَضَى أَبُو بَكْرٍ صَلَاتَهُ. ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قُبِضَ.



حالتِ مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان نے عرض کیا: ابا جان نرم دل آدمی ہیں، جب اس مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ اگر آپ کسی اور کو (نماز پڑھانے کا) حکم دیں (تو بہتر ہوگا) پھر رسول اللہ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ”بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم (عورتیں) تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔“ راوی فرماتے ہیں چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انھوں نے اذان دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد (ایک دن) رسول اللہ ﷺ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا تو فرمایا: ”کسی کو بلاؤ جو مجھے سہارا دے۔“ چنانچہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا آگئیں ایک اور صاحب بھی حاضر ہو گئے۔ نبی ﷺ ان دونوں کے سہارے سے (مسجد کی طرف) چلے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی تو چیخے بٹنے لگے۔ نبی ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں پھر رسول اللہ ﷺ آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کر لی۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہو گئی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ غَيْرُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ.

امام ابو عبد اللہ (ابن ماجہ) رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حدیث غریب ہے، نصیر بن علی کے علاوہ کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت اس قدر تھی کہ ہوش آتے ہی سب سے پہلے نماز کے متعلق دریافت فرماتے تھے۔ ② یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نبی ﷺ نے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی واقعہ سے استدلال کرتے

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها حالت مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان

ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کبیری (خلافت) کے منصب پر فائز کیا۔ ④ امامت المؤمنین رضی اللہ عنہ کے اصرار کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے اپنا فیصلہ تبدیل نہیں فرمایا اس لیے قائد کو چاہیے کہ جو فیصلہ سے لائل کی روشنی میں بہتر اور صحیح محسوس ہو اس پر پختگی سے قائم رہے اپنے ساتھیوں کے اصرار سے فیصلہ تبدیل نہ کرے۔ ⑤ ضرورت کے موقع پر اجنبی عورت سے مناسب خدمت لی جاسکتی ہے جبکہ غلط فہمی پیدا ہونے اور نامناسب نتائج نکلنے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آزاد کر دیا تھا نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں وہ آزاد تھیں۔ ⑥ نبی اکرم ﷺ کو سہارا دے کر مسجد لانے والوں کی بابت مختلف روایتوں میں مختلف نام مذکور ہیں مذکورہ روایت میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور ایک آدمی کا ذکر ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔ ان دونوں روایتوں کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں امام نووی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ان کے درمیان اس طرح تعلق دیتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور نامعلوم آدمی آپ ﷺ کو گھر سے مسجد تک اور اس سے آگے نماز کی جگہ تک حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما لے کر آئے یا پھر دو الگ الگ واقعات پر محمول ہے۔ واللہ اعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۳۱/۳، حدیث: ۶۱۵)

۱۲۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس بیماری میں تھے جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”علی کو بلاؤ۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حضرت ابو بکر کو بلا لیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاؤ۔“ حضرت ہضہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضرت عمر کو بلا لیں؟ فرمایا: ”بلاؤ۔“ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلا لیں؟ فرمایا: ”ہاں۔“ جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر دیکھا اور خاموش ہو

۱۲۳۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

وَكَيْعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَزْمَعِيِّ، عَنْ شُرْحَبِيلَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا مَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، كَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ. فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ: «ادْعُوهُ» قَالَتْ حَفْصَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَدْعُو لَكَ عُمَرَ؟ قَالَ: «ادْعُوهُ» قَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَدْعُو لَكَ الْغُبَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا اجْتَمَعُوا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ. فَظَنَرُ فَسَكَتَ. فَقَالَ

۱۲۳۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۳۵۶، ۳۵۷ عن وكيع به، وانظر، ح: ۴۶، ۱۰۳۹ لعلته، ورواه قيس بن الربيع، ح: ۱۱۵۸ عن عبدالله بن أبي السفر عن أرقم بن شرحبيل عن عبدالله بن عباس عن أبيه به نحوه، أخرجه أحمد: ۱/۲۰۹ وغيره * وقيس ضعيف كما تقدم، فالخير لم يصح، وهو مخالف لحديث البخاري، ح: ۶۸۷ وغيره.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عَمْرُ: فَوْمُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. ثُمَّ جَاءَ بِلَالٌ يُؤَدِّئُهُ بِالصَّلَاةِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيَصِلْ بِالنَّاسِ» فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ حَصِصَ. وَمَنَى لَأَيْرَاكَ، يَبْكِي، وَالنَّاسُ يَبْكُونَ. فَلَمَّا أَمَرْتُ عَمْرَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ. فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَوَجَدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِيفَةً. فَخَرَجَ يُهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرَجُلَاةٌ تَخْطَأْنَ فِي الْأَرْضِ. فَلَمَّا رَأَتْ النَّاسُ سَبَّحُوا بِأَبِي بَكْرٍ. فَذَهَبَ لِيَسْتَأْخِرَ. فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَيَّ مَكَانِكَ. فَجَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِهِ. وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتِمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَالنَّاسُ يَأْتُمُونَ بِأَبِي بَكْرٍ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ يَلْعَقُ أَبُو بَكْرٍ.

حالتِ مرض میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ جاؤ۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر کو حکم دو لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو بکر رقیق القلب اور کم گو ہیں جب وہ آپ کو (امامت کے لیے) موجود نہ پائیں گے تو رو پڑیں گے (اس پر) لوگ بھی (آپ کو یاد کر کے غم زدہ ہو جائیں گے اور) رونے لگیں گے۔ اگر آپ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو نماز پڑھانے کا حکم دیں (تو بہتر ہوگا) آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ (گھر سے) باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے افاقہ محسوس کیا تو دو مردوں کے سہارے (مسجد کی طرف) روانہ ہوئے آپ کے قدم مبارک (شدتِ ضعف کی وجہ سے) زمین پر لکیر بناتے جا رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب رسول اللہ ﷺ کو (مسجد میں تشریف لاتے) دیکھا تو سبحان اللہ کہہ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو متنبہ کیا۔ وہ پیچھے ہٹنے لگے تو نبی ﷺ نے انہیں اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے رہے چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور (دوسرے تمام) لوگ حضرت ابو بکر کی اقتدا کر رہے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قراءت وہاں سے شروع کی جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها رسول الله ﷺ کا امتی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا بیان
 قَالَ وَكَيْعٍ: وَكَذَا السُّنَّةُ. جناب وکیع نے فرمایا: یہی سنت ہے۔

قَالَ: فَمَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسی بیماری کے
 ذَلِكْ. دوران میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذکر کے بغیر بعض کے نزدیک صحیح اور بعض کے نزدیک حسن ہے۔
 دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ، حدیث: ۱۰۲۷) ② اس روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
 کے دائیں طرف بیٹھے لیکن زیادہ صحیح روایات میں بائیں طرف بیٹھے کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب
 الرجل یاتم بالامام، و یاتم الناس بالماموم، حدیث: ۷۱۳) سنن ابن ماجہ کی دوسری روایات میں دائیں بائیں کا
 ذکر کیے بغیر صرف ”پہلو میں بیٹھے“ کا ذکر ہے۔ ③ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مقتدی پر فاتحہ پڑھنا فرض
 یا واجب نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت وہاں سے شروع کی جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھوڑی تھی یعنی فاتحہ
 نہیں پڑھی لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس نماز میں مقتدی نہیں تھے بلکہ امام تھے اور امام بہر حال
 فاتحہ پڑھتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ④ قراءت سے مراد نماز ہے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی قیام میں تھے اس لیے
 رسول اللہ ﷺ نے بھی شروع سے نماز شروع کر دی۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عجمیوں میں ہوتے تو رسول اللہ
 ﷺ امامت نہ فرماتے جیسے کہ ایک بار نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی تھی۔ واقعہ
 کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

(المعجم ۱۴۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ باب: ۱۴۳۔ رسول اللہ ﷺ کا امتی کی اقتدا
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَلْفَ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِهِ میں نماز ادا کرنے کا بیان
 (التحفة ۱۸۲)

۱۲۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 أَنَّهُمْ نَزَلُوا فِي بَيْتِ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پیچھے رہ گئے۔ ہم
 ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَمْرَةَ بْنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ (قالے کے) لوگوں تک پہنچے تو حضرت عبدالرحمن بن
 شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ عوف رضی اللہ عنہ انھیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ انھوں نے
 ﷺ. فَأَتَيْنَاهُمَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ صَلَّى بِهِمْ جب نبی ﷺ کی موجودگی کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹے گئے۔
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَكْعَةً. فَلَمَّا أَحَسَّ نبی ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ نماز مکمل کریں۔ (نماز

۱۲۳۶۔ آخر جہ مسلم، الطہارۃ، باب المسح علی الناصیۃ والعمامة، بعدح: ۲۷۴ من حدیث حمید الطویل بہ نحو
 المعنی، ولہ طریق آخر عنده، الصلاة، باب المسح علی الخفین وغیرہ۔

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ. كَرِهًا لِلنَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «لَقَدْ أَحْسَنَ كَرِهًا» اسی طرح کیا کریں۔
كذلك فافعل۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ نہروہ، بمبوک کے محل پر سفر میں پیش آیا۔ ② رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے قافلے سے دور چلے گئے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لے کر نبی ﷺ کے ہمراہ گئے تھے۔ جب واپس آئے تو فجر کی نماز کھڑی ہو چکی تھی اور ایک رات پر بھی جا چکی تھی۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب تقدیم الجماعة من ینصلي بهم إذا تأخر الإمام...، حدیث: ۳۷۳، قبل حدیث: ۳۲۲) ③ دوسری نمازوں میں خصوصاً نماز عشاء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے تھے لیکن نماز فجر کو انھوں نے اول وقت ادا کرنے کو اہمیت دی۔ ممکن ہے اس لیے نماز شروع کر دی گئی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلوم نہ تھا کہ جلدی تشریف لے آئیں گے یا مزید تاخیر ہوگی۔ ④ مقرر امام اگر کسی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو کسی دوسرے آدمی کو امام بنا کر نماز ادا کی جا سکتی ہے لیکن بہتر ہے چند منٹ انتظار کر لیا جائے۔ ⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا مزید انتظار نہ کر کے غلطی کی ہے، اس پر نبی ﷺ نے انھیں تسلی دی کہ وقت پر نماز پڑھنے کو اہمیت دینا درست تھا۔



(المعجم ۱۴۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَامِ
جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ (النهضة ۱۸۳)

۱۲۳۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَكْبَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يُعَوِّدُونَهُ. فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا. فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ قِيَامًا. فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا رَكَعَ

۱۲۳۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ آپ کے صحابہ میں سے چند افراد آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو انھوں نے آپ کی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ”امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اس لیے جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ سر

۱۲۳۷ - أخرجه البخاري، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ۶۸۸، ۱۱۱۳، ۱۲۳۶، ۵۶۵۸، من حديث هشام، ومسلم، الصلاة، باب انتمام المأموم بالإمام، ح: ۴۱۲، عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

ہ۔ ابواب بإقامة الصلوات والسنة فيها امام کی اقتدا سے متعلق احکام و مسائل
فَارْكَعُوا. وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا. وَإِذَا صَلَّى اِثْمَانُ تَوْتَمَّ سِرَاطَهُ؛ جَبَّ وَهَ بِيْطُهُ كَرْمَازِ پڑھے تو تم
جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا. (بھی) بیٹھ کر نماز پڑھو۔

🌟 فوائد و مسائل: ① حالت بیماری میں گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ② مریض کی بیمار پرسی کرنی چاہیے۔
③ رکوع و سجود وغیرہ میں امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۹۶۳۴، ۹۶۳۵) ④ امام بیٹھ کر نماز
پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں اگرچہ کوئی عذر نہ ہو اکثر علماء اس حکم کو منسوخ قرار دیتے ہیں کیونکہ رسول اللہ
ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے
پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ اور یہی بات صحیح ہے۔

۱۲۳۸۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ :
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
أَسْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ
فَجُحِشَ شِقْمَةُ الْأَيْمَنِ. فَدَخَلْنَا نَعُوْدُهُ.
وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ. فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا،
وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ فُعُوْدًا. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ،
قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا كَبَّرَ
فَكَبَّرُوا. وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا. وَإِذَا قَالَ:
سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ
الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا. وَإِذَا صَلَّى
قَاعِدًا فَصَلُّوا فُعُوْدًا أَجْمَعِينَ».

۱۲۳۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ نبی ﷺ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کا جسم
مبارک دائیں طرف سے زخمی ہو گیا۔ ہم لوگ نبی ﷺ
کی بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوئے۔ (اسی اثنا میں) نماز
کا وقت ہو گیا۔ آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم
نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو
کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس لیے مقرر کیا گیا
ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ [اللہ اکبر]
کہے تو تم [اللہ اکبر] کہو جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع
کرو جب وہ [سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم
[رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی
سجدہ کرو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب لوگ بیٹھ
کر نماز پڑھو۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① [جُحِشَ] سے مراد ہلکا زخم ہے جس سے صرف جلد متاثر ہوتی ہے۔ ② اس سے یہ دلیل ملی
گئی ہے کہ امام صرف [سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے اور مقتدی صرف [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہیں لیکن
رسول اللہ ﷺ سے امامت کی حالت میں دونوں اذکار پڑھنا ثابت ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۸۷۸۸، ۸۷۸۹)

۱۲۳۸۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ۸۰۵، ومسلم، الصلاة، الباب السابق،
ح: ۴۱۱ من حديث سفيان به وهو في جزء ۵۰.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

اس لیے تقسیم اذکار والا موافق قوی مسوں نہیں ہوتا۔

۱۲۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ ، عَنْ عَمْرِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ . فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا . وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا . وَإِذَا قَالَ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُولُوا : رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ . وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا . وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا .»

۱۲۳۹ - حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ [اللہ اکبر] کے تو تم [اللہ اکبر] کہو جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تم [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

۱۲۴۰ - حضرت جابرؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ بیمار ہو گئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت ابو بکرؓ (بلند آواز سے) تکبیرات کہتے تھے (یعنی) لوگوں کو نبی ﷺ کی تکبیر سناتے تھے۔ آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی تو ہمیں کھڑے دیکھا نبی ﷺ نے اشارہ فرمایا تو ہم بیٹھ گئے اور ہم نے بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم تو فارسیوں اور رومیوں کا سا کام کرنے لگے تھے۔ وہ بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں جب کہ وہ (بادشاہ) بیٹھے ہوتے ہیں، (اس لیے) اس طرح نہ کیا کرو۔ اپنے اماموں کی اقتدا کرو۔ جب امام

۱۲۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ : أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ . فَانْقَضَتْ إِلَيْنَا فِرَاتَانَا قِيَامًا . فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا . فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ : «إِنْ كِدْتُمْ أَنْ تَفْعَلُوا فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ . يَقُولُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ . فَلَا تَفْعَلُوا . اتَّمُوا بِأَيْمَانِكُمْ . إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا . وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا .»

۱۲۳۹ - [صحیح] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ۱/ ۲۲۷، ح: ۲۵۹۴ عن هشيم أنا عمر بن أبي سلمة به مختصراً جداً، أخرجه أحمد: ۲/ ۲۳۰، ۴۱۱، ۴۷۵ من حديث محمد بن عمرو الليثي عن أبي سلمة به نحو رواية ابن ماجه، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما .

۱۲۴۰ - أخرجه مسلم، الصلاة، باب انتظام المأموم بالإمام، ح: ۴۱۳ عن محمد بن رُمح وغيره به .

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها قوت نازلہ سے متعلق احکام ومسائل

کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو! اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

🌞 نوآمد مسائل: ① فارس اور روم کے لوگ غیر مسلم تھے۔ ایرانی تو آتش پرست تھے اور رومی عیسائی تھے جو تحریف شدہ عیسائیت پر کاربند تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کی مشابہت سے منع فرمایا۔ ② کوئی بزرگ سردار عالم یا پیر بیٹھا ہو تو اس کے سامنے احتراماً کھڑے رہنا اور بیٹھنے سے پرہیز کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا غیر مسلموں کے احتراماً کھڑے رہنے سے بعض لحاظ سے مختلف ہے۔ درباری بادشاہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ بھی ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا ہوتا ہے جب کہ امام اور مقتدی سب کے سب اللہ کی عبادت کے لیے کعبہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں مقتدی امام کے سامنے نہیں بلکہ پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں درباری مسلسل کھڑے رہتے ہیں جب کہ مقتدی رکوع سجدہ جلسہ اور تشہد کی حالت میں کھڑے نہیں ہوتے۔ غالباً اسی لیے نبی ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیٹھ کر نماز پڑھانے وقت مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۴۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ
باب: ۱۳۵- نماز فجر میں دعائے قنوت کا بیان
فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ (التحفة ۱۸۴)

۱۲۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۲۳۱- ابوماک سعد بن طارق اشجعی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہما) سے کہا ابا جان! آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کے پیچھے بھی اور یہاں کوفہ میں حضرت علیؓ کے پیچھے بھی تقریباً پانچ سال نمازیں پڑھی ہیں کیا یہ حضرات فجر کی نماز میں قنوت کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: بیٹا! یہ بدعت ہے۔

🌞 نوآمد مسائل: ① خاص خاص موقعوں پر فجر کی نماز میں اور دوسری نمازوں میں بھی قنوت پڑھنا مستنون ہے۔ اسے ”قنوت نازلہ“ کہتے ہیں۔ جن لوگوں نے قراءت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا کر دھوکے سے شہید کر دیا تھا نبی اکرم

۱۲۴۱- [سناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في ترك القنوت، ح: ۴۰۲ من حديث يزيد به

نعوه، وقال: "حسن صحيح".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قنوت نازلہ سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے ان کے خلاف مہینہ بھر قنوت نازلہ پڑھی جیسے کہ حدیث: ۱۲۳۳ میں آ رہا ہے۔ (صحیح البخاری) الجهاد والسير، باب من ینکب أو یطعن فی سبیل اللہ، حدیث: (۲۸۰۱) ⑤ حضرت طارقؓ نے مطلقاً قنوت کو بدعت نہیں کہا بلکہ فجر کی نماز میں قنوت ہمیشہ پڑھنے کو بدعت کہا اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایک کام اصل میں سنت ہوتا ہے لیکن اسے غلط طریقے سے انجام دینے یا اس کو اس کی اصل حیثیت سے گھٹا بڑھا دینے کی وجہ سے وہ بدعت بن جاتا ہے، یعنی اس عمل کی وہ خاص کیفیت بدعت ہوتی ہے اگرچہ اصل عمل بدعت نہ ہو۔

۱۲۴۲- حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ [بَكْرٍ] الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى زُنْبُورٌ: حَدَّثَنَا عَبْسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ.

۱۲۴۲- حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے سے منع فرما دیا گیا تھا۔

۱۲۴۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْظِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَقْتُلُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ. يَدْعُو عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْبَاءِ الْعَرَبِ، شَهْرًا. ثُمَّ تَرَكَ.

۱۲۴۳- حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں قنوت فرماتے تھے۔ (قنوت میں) عرب کے ایک قبیلے کے خلاف ایک مہینے تک بددعا کرتے رہے تھے۔ پھر اسے ترک کر دیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہ قنوت نازلہ قبیلہ نضیر کے خلاف پڑھی تھی۔ وہ لوگ اس وقت کافر تھے اور مسلمانوں کے لیے بہت سی مشکلات کا باعث تھے۔ ② ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس قبیلے کے خلاف بددعا کرنی بند کر دی کیونکہ جن کفر و مسلمانوں کے حق میں دعا کی جاتی تھی، انھیں نجات مل گئی۔ بعض نے اس جملے سے یہ سمجھا ہے کہ بعد میں کبھی قنوت نازلہ نہیں پڑھی یہ سمجھنا غلط ہے۔ اب بھی حسب ضرورت قنوت نازلہ پڑھی جاسکتی ہے۔

۱۲۴۲- [مسنادہ موضوع] أخرجه الدارقطني: ۳۸/۲ وغيره من طرق عن محمد بن يعلى به، وقال الدارقطني: 'محمد بن يعلى وعنبسة وعبدالله بن نافع كلهم ضعفاء، ولا يصح لنافع سماع من أم سلمة' * عنبسة قال أبو حاتم وابن معين فيه: 'كان يضع الحديث'، في الأصل: حاتم بن نصر، والصلوات ما أثنى.

۱۲۴۳- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الرجيع ورغل وذكوان وبئر معونة، وحديث عضل... الخ، ح: ۴۰۸۹، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات إذا نزلت بالمسلمين نازلہ... الخ، ح: ۶۷۷ تحته من حديث هشام به.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۲۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فجر کی نماز میں (رکوع سے) سر اٹھایا تو فرمایا: ”اے اللہ! ولید بن ولید“ (دوسرے) کمزور افراد کو (مشرکوں سے) نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر (کے کافروں) پر گرفت کو شدید تر کر دے اور ان پر یوسف علیہ السلام (کے زمانے) کے سالوں جیسے (قحط اور سختی کے) سال مسلط فرمادے۔“

سینین کسینی یوسف.

🌞 نو آمد و مسائل: ① قوت نازلہ آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ ② اس میں امام بلند آواز سے مناسب دعا کہیں کرتا ہے۔ ③ قوت نازلہ میں مظلوم مسلمانوں کا نام لے کر ان کے حق میں اور کافروں کا نام لے کر ان کے خلاف دعا کی جاسکتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، التفسیر، باب: چلیس لك من امر شیء) حدیث: ۳۵۶۰ و صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات..... حدیث: ۶۷۵

(المعجم ۱۴۶) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ۱۸۵)

۱۲۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا شُفْيَانُ بْنُ عَمِيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ، عَنْ صَمَّضَمِ بْنِ جَوْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْعُقْرَبِ وَالْحَيَّةِ.

۱۲۴۴- أخرجه البخاري، الأدب، باب تسمية الوليد، ح: ۶۲۰۰، ومسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ۶۷۵ من حديث شفيان به.

۱۲۴۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، ح: ۹۲۱ من حديث يحيى به، وصححه الترمذي، ح: ۳۹۰، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

☀️ **فوائد ومسائل:** ① سناپ اور چھو کو نماز کے دوران میں مارنے کا اس لیے حکم دیا کہ یہ سخت موذی جانور ہیں۔ اگر بھاگ گئے تو ممکن ہے دوبارہ قابو نہ آئیں اور کسی کو تکلیف پہنچائیں اس لیے انھیں فوری طور پر مارنے کی ضرورت ہے۔ ② اس طرح کے حالات میں نمازی کا اپنی جگہ چھوڑ کر چلنا اور مارنے کے لیے لکڑی وغیرہ لے کر آنا ایک ضرورت ہے اس لیے اس سے نماز نہیں ٹوٹے گی نماز جہاں چھوڑی تھی وہیں سے دوبارہ شروع کر دے۔ ③ اور بھی متعدد کام ایسے ہیں جن کا کرنا نماز کے دوران میں نبی اکرم ﷺ سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ان کاموں کی وجہ سے بھی نماز فاسد نہیں ہوگی، مثلاً: اشارے سے سلام کا جواب دینا، بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنا، آگے سے گزرنے والے کو روکنا وغیرہ۔

۱۲۴۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَابِتِ الدَّهَّانِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَدَغَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَقْرَبٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. فَقَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْعَقْرَبَ. مَا تَدَعُ الْمُصَلِّيَّ وَغَيْرَ الْمُصَلِّيِّ. اقْتُلُوهَا فِي الْجِلِّ وَالْحَرَمِ».

۱۳۳۶ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بچھو نے ڈبک مار دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ بچھو پر لعنت کرنے یہ تو نہ کسی نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نمازی کو اسے مار دیا کرو جلن میں ہو یا حرم میں۔“



☀️ **فوائد ومسائل:** ① حرم سے مراد وہ علاقہ ہے جس میں شکار کرنا درخت کا ٹٹا اور گھاس اکھاڑنا منع ہے۔ اس کے علاوہ باقی پوری زمین جلن ہے، یعنی جہاں یہ پابندیاں نہیں۔ ② حرم کی حدود میں اگرچہ جانوروں کا شکار منع ہے تاہم موذی جانوروں کو وہاں بھی قتل کیا جاسکتا ہے۔ ③ بحیثیت انسان ہونے کے نبی اکرم ﷺ پر بھی وہ تکالیف آتی تھیں جو دوسرے انسانوں پر آتی ہیں مثلاً: بیمار ہونا، زخمی ہونا، بھوک پیاس کی حاجت پیش آنا، غمگین ہونا، خوش ہونا، بھول جانا وغیرہ۔ ان تمام حالات میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال ہمارے لیے اسوہ ہیں۔ ④ برے اور مجرم آدمی کو اس کے جرم یا گناہ کی نسبت سے لعنت کا لفظ بول دینا جائز ہے جیسے قرآن مجید میں جھوٹ بولنے والے پر اور حدیث میں انبیاء و اولیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے والے پر غیر اللہ کیلئے جانور ذبح کرنے والے پر والدین کو لعنت کرنے والے پر بیوی سے خلاف وضع فطری فعل کا ارتکاب کرنے والے پر اور متعدد دوسرے جرائم کے مرتکب پر لعنت وارد

۱۲۴۶ - [حسن] أخرجه ابن عدي في الكامل، وقال: "لا أعرفه إلا من حديث الحكم عن قتادة"، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف الحكم بن عبد الملك لكن لم ينفرد به الحكم"، وقال السندي: "فقد رواه ابن خزيمة في صحيحه عن محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبة عن قتادة به".

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۲۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: (سورة آل عمران 'آیت ۶۱' وصحيح البخاري 'الصلوة' باب: ۵۵: حديث: ۳۲۶۳۵)

۱۲۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا مَنْدَلٌ، عَنْ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَتَلَ عَقْرَبًا وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۴۷- جناب ابن ابورافع رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک بچھو مار ڈالا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔

(المعجم ۱۴۷) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَيَعْدُ الْعَصْرِ (الصفحة ۱۸۶)

باب: ۱۳۷- فجر اور عصر کے بعد نماز کی ممانعت کا بیان

۱۲۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ. وَابُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صَلَاتَيْنِ: عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَعْرُبَ الشَّمْسُ.

۱۲۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو نمازوں یعنی فجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک کے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔“

🌞 **فوائد ومسائل:** ① فجر اور عصر سے مراد فجر کی فرض نماز اور عصر کی فرض نماز ہے البتہ جو شخص فجر کی نماز باجماعت میں شامل ہو جبکہ پہلے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ فرض نماز کے بعد چھوٹی ہوئی سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۱۱۵۳، ۱۱۵۴) ② اگر بھولے سے کوئی نماز چھوٹ جائے اور وہ مکروہ اوقات میں یاد آئے تو اسے اسی وقت پڑھا جا سکتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۶۹۵، ۶۹۶) ③ بعض علماء نے سستی اور غیر سستی نماز کا فرق کیا ہے کہ جس نماز کا سبب ان اوقات میں پیدا ہوا ہو وہ نماز مکروہ اوقات میں بھی پڑھی جا سکتی ہے مثلاً: تيمية المسجد طواف کی دو رکعتیں نماز جنازہ وغیرہ دوسری نمازیں ان اوقات میں نہیں پڑھی جائیں گی مثلاً: مطلق تو اقل۔

۱۲۴۷- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه مندل بن علي العنبري الكوفي، وهو ضعيف"، وشيخه محمد بن عبد الله بن أبي رافع أيضا "ضعيف" (تقريب)، وانظر، ح: ۱۲۹۷.

۱۲۴۸- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ۵۸۴، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنايذة، ح: ۱۵۱۱ من حديث أبي أسامة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فجر اور عصر کے بعد نماز کی ممانعت کا بیان

۱۲۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّمِيمِيُّ، عَنْ
 ۱۲۳۹ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتیٰ کہ
 سورتِ غروب ہو جائے اور فجر کے بعد کوئی نماز نہیں حتیٰ
 کہ سورج طلوع ہو جائے۔“
 أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا
 صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَلَا
 صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۱۲۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا
 مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ؛
 ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا
 عَمَّانُ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ
 ۱۲۵۰ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے، انھوں نے بیان کیا: میرے پاس قابل اعتماد حضرات
 نے گواہی دی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور میرے
 نزدیک ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد حضرت عمر
رضی اللہ عنہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کے بعد کوئی
 نماز نہیں حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد کوئی
 نماز نہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔“
 أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَهِدَ
 عِنْدِي رَجَالٌ مَرَضِيُونَ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ
 الْخَطَّابِ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ
 الشَّمْسُ. وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ
 الشَّمْسُ».



🌞 فوائد و مسائل: ① گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے حدیث بیان کرتے وقت یہ الفاظ کہے: میں گواہی
 دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی اور اس سے مقصود محض یہ تھا کہ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ
 انھیں یہ حدیث پوری طرح یاد ہے اور وہ اسے پورے اعتماد سے بیان کر رہے ہیں جس طرح گواہی پورے یقین اور
 اعتماد کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ ② حدیث قابل اعتماد اور ثقہ افراد کی روایت کی ہوئی قبول ہوتی ہے ناقابل اعتماد افراد
 کی روایت کردہ حدیث قبول کرنا درست نہیں۔ ③ صحابہ کرام نے جو حدیث نبی اکرم ﷺ سے براہ راست نہیں سنی
 ہوئی تھی وہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سن کر روایت کرتے اور اس پر عمل کرتے تھے، یعنی قابل اعتماد افراد کی

۱۲۴۹ - أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم النحر، ح: ۱۹۹۵ وغيره من حديث عبد الملك بن مفلح.

۱۲۵۰ - أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ۵۸۱، ومسلم، صلاة

المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ۸۲۶ من حديث قتادة به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کے مکروہ اوقات کا بیان
روایت کردہ صحیح سند والی حدیث پر عمل کرنا صحابہ و تابعین کے ہاں بھی واجب تھا۔

(المعجم ۱۴۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَاتِ
الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ (الصفحة ۱۸۷)

۱۲۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ تَعْلَى بْنِ عَمْرٍو، عَنْ يَزِيدِ بْنِ طَلْحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ: رات کا درمیانی حصہ تم جب تک چاہو نماز (تہجد) پڑھو
أَكْبَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: هَلْ مِنْ سَاعَةٍ حَتَّى إِلَى اللَّهِ مِنْ أُخْرَى؟ قَالَ: «نَعَمْ. سورج طلوع ہو جائے۔ جب تک وہ اس طرح (نظر
بِحُزْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ. فَصَلَّ مَا بَدَأَ لَكَ حَتَّى پھر جتنی چاہو نماز پڑھو جتنی کہ ستون اپنے سائے پر قائم ہو
يَطْلُعَ الصُّبْحُ. ثُمَّ إِنَّهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، جائے پھر (نماز سے) پرہیز کر جتنی کہ سورج ڈھل جائے
وَمَا دَامَتْ كَأَنَّهَا حَاقِفَةٌ حَتَّى تُبْسِشَ. ثُمَّ کیونکہ دو پہر کو جہنم دکھائی جاتی ہے پھر جتنی چاہو نماز
مَلَّ مَا بَدَأَ لَكَ حَتَّى يَقُومَ الْعَمُودُ عَلَى ظِلِّهِ. پڑھو جتنی کہ عصری نماز پڑھ لو پھر (نماز سے) رک رہو جتنی
ثُمَّ إِنَّهُ حَتَّى تَرِيحَ الشَّمْسُ فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو
يُنْفِثُ النَّهَارَ. ثُمَّ صَلَّ مَا بَدَأَ لَكَ حَتَّى سیٹلوں کے درمیان غروب ہوتا اور شیطان کے دو سیٹلوں
تُضَلِّي الْعَصْرَ. ثُمَّ أَنْتَ حَتَّى تَغْرُبَ کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“
الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ».

فوائد ومسائل: ① عبادت اور دعا کی قبولیت کے لحاظ سے بعض اوقات دوسرے اوقات سے افضل ہیں جیسے
- میوں میں رمضان المبارک اور راتوں میں شب قدر افضل ہے۔ ② رات کے اوقات میں رات کا آخری حصہ
افضل ہے۔ اس روایت میں رات کے درمیانی حصے کا ذکر ہے لیکن دیگر محققین نے اس جملے کو دوسری صحیح روایات کے
تخلاف ہونے کی وجہ سے منکر یعنی ضعیف اور باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن

۱۲۵۱- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ۲۸۴، ۲۸۳/۱، المواقيت، إباحة الصلاة إلى أن يصلي المصبح،
۵۵۵ من حديث شعبة به * عبدالرحمن بن البيلماني ضعيف كما في التقريب وغيره، وأصل الحديث شواهد
كثيرة جداً، انظر صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب إسلام عمرو بن عبسَةَ، ح: ۸۳۲.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کے مکروہ اوقات کا بیان

ابی داؤد (مفصل) للألبانی رحمہ اللہ رقم: ۱۱۵۸ و سنن ابن ماجہ، للدکتور بشار عواد، حدیث: (۱۲۵۱) نیز ہمارے فاضل محقق نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے ان شواہد میں سے صحیح مسلم کا حوالہ دیا ہے دیکھیے: تحقیق و تخریج حدیث ہذا۔ ④ نماز تہجد ساری رات میں کسی بھی وقت میں ادا کرنا جائز ہے لیکن اس کا وقت عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر عشاء کی نماز تا اذان وقت میں ادا کر لی جائے تو اس کے بعد سے تہجد شروع کی جاسکتی ہے لیکن اگر عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی جائے تو تہجد اس کے بعد ہی پڑھ سکتے ہیں پہلے نہیں۔ ⑤ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک صرف فجر کی نماز سنت اور فرض کا وقت ہے۔ اس کے علاوہ اس دوران میں نوافل ادا نہیں کرنے چاہئیں۔ ⑥ سورج طلوع ہونے کے بعد بھی کچھ ٹھہر کر نماز اشراق ادا کرنی چاہیے تاکہ سورج بلند ہو جائے اور وہ وقت گزر جائے جب غیر مسلم سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ ⑦ عین دوپہر کے وقت بھی نفل نماز ادا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے جب سورج ڈھل جائے تو پھر جائز ہے۔ ⑧ دوپہر کی گرمی کا جنم سے تعلق ایک غیبی معاملہ ہے اس پر ایمان رکھنا کافی ہے کیفیت کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ⑨ سورج کے شیطان کے سیگوں کے درمیان طلوع و غروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب کافران اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں تو شیطان ان کے سامنے سورج کی طرف آ جاتا ہے اس لیے شیطان کو سجدہ ہوتا ہے۔ اس پر شیطان خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سورج کی پوجا اصل میں اسی کی عبادت ہے۔ ⑩ غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنا منع ہے اگرچہ مسلمان کا مقصد غیر اللہ کی عبادت نہ ہو۔



۱۲۵۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُتَكَدِّرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَأَلَ صَفْوَانَ بْنُ الْمُعَطَّلِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ أَمْرِ أَنْتَ بِهِ عَالِمٌ وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ. قَالَ: «وَمَا هُوَ؟». قَالَ: هَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «نَعَمْ. إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ، فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. فَإِنَّهَا

۱۲۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے دو بات پوچھتا ہوں جس سے آپ واقف ہیں اور میں اس سے لاعلم ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ کیا چیز ہے؟" انھوں نے کہا: کیا رات اور دن کے اوقات میں سے کوئی ایسا وقت بھی ہے جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟ فرمایا "ہاں! جب تو صبح کی نماز پڑھ لے تو نماز چھوڑ دے جو کہ سورج نکل آئے کیونکہ وہ شیطان کے دو سیگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے پھر (نفل) نماز پڑھ کیونکہ (اگر

۱۲۵۲۔ [استاذہ حسن] أخرجه البيهقي ۲/ ۴۵۵ من حديث ابن أبي فديك به، وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن"، وله طريق آخر عند ابن خزيمة، ح: ۱۲۷۵ عن سعيد المقبري به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کے مکروہ اوقات کا بیان

وقت میں (نماز میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے حتیٰ کہ سورج تیرے سر پر نیزے کی طرح کھڑا ہو جائے۔ جب وہ نیزے کی طرح تیرے سر پر ہو تو نماز ترک کر دے کیونکہ اس وقت جہنم دکھائی جاتی ہے اور اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں حتیٰ کہ سورج تیری دائیں طرف ڈھل آئے جب وہ ڈھل جائے تو اس وقت کی نماز میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے۔ (اس کے بعد سنتیں نفل وغیرہ پڑھ سکتے ہو) حتیٰ کہ تو عصر کی نماز پڑھ لے پھر نماز چھوڑے رکھتی کہ سورج غروب ہو جائے۔“

تَطْلُعُ بِقَرْنِي الشَّيْطَانِ. ثُمَّ صَلَّى فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تَسْتَوِيَ الشَّمْسُ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمْحِ. فَإِذَا كَانَتْ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمْحِ فَدَعِ الصَّلَاةَ. فَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ تُسَجَّرُ فِيهَا جَهَنَّمُ وَتُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُهَا. حَتَّى تَوْبِغَ الشَّمْسُ عَنْ حَاجِبِكَ الْيَمِينِ. فَإِذَا زَالَتْ فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تَصْلُبِي الْعَصْرَ. ثُمَّ دَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ صبح کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہو جانے تک دوپہر کو جب سورج سر پر ہوتا ہے اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہو جانے تک ② سورج کے دائیں طرف ڈھل آنے کا مطلب مغرب کی طرف جھک جانا ہے کیونکہ مدینہ منورہ سے کعبہ شریف جنوب کی طرف ہے اس لیے مشرق نمازی سے بائیں طرف اور مغرب کی جہت دائیں طرف ہوتی ہے۔

۱۲۵۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حضرت ابو عبد اللہ (عبدالرحمن بن عیلمہ) صابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“ یا فرمایا: ”اس کے ساتھ شیطان کے سینگ طلوع ہوتے ہیں جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے جب وہ آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے جب ڈھل جاتا

۱۲۵۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ يَطْلُعُ مَعَهَا قَرْنَا الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارْتَفَعَهَا. فَإِذَا كَانَتْ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ

۱۲۵۳- [صحیح] أخرجه النسائي: ۲۷۵/۱، الواقيت، الساعات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ۵۶۰ من حديث مالك عن زيد به إلا أنه قال: "عن عبدالله الصنابحي"، وهو الراجح، وأخرج الدارقطني في غرائب مالك من طريق إسماعيل بن أسد أبي الحارث، وابن مندة من طريق إسماعيل الصانع، كلاهما عن مالك وزهير بن محمد عن زيد عن عطاء عن عبدالله الصنابحي سمعت رسول الله ﷺ . . . الخ، وكذا رواه سويد بن سعيد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن الصنابحي صحابي على الراجح، ولحديثه شواهد معنوية.

۵- **أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها** نماز کے مکروہ اوقات کا بیا
 قَارَنَهَا . فَإِذَا ذَلِكْتُ أَوْ قَالَ زَالَتْ قَارَقَهَا . ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے پھر جب سورج غروب ہو۔
 فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا . فَإِذَا غَرَبَتْ کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے چ
 قَارَقَهَا . فَلَا تُصَلُّوا هَذِهِ السَّاعَاتِ غروب ہو جائے تو الگ ہو جاتا ہے۔ اس لیے ان
 اوقات میں نماز نہ پڑھا کرو۔“
 الثَّلَاثُ» .

🌞 **فائدہ:** مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے صحیح اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے سنداً مرسل اور دیگر
 شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت: [فَإِذَا تَكَانَتْ فِي
 وَسَطِ السَّمَاءِ قَارَنَهَا، فَإِذَا ذَلِكْتُ قَارَقَهَا] ”جب سورج آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل
 جاتا ہے جب ڈھل جاتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے۔“ اس جملے کے علاوہ صحیح ہے تاہم انہی کی رائے اقرب الی الصواب
 معلوم ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ روایت کو صحیح کہنے والوں نے اس روایت کے جو شواہد ذکر کیے ہیں ان میں اس جملے کا ذکر
 نہیں ہے بلکہ ان میں مطلق طور پر تین اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے تاہم بعض روایات جو کہ مذکورہ
 روایت سے زیادہ صحیح ہیں ان میں ممانعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ دوپہر کے وقت جہنم دکھایا جاتا ہے لہذا مذکورہ
 روایت میں مذکور نماز کی ممانعت کی وجہ درست نہیں بلکہ درست اور صحیح یہی ہے کہ دوپہر کے وقت جہنم دکھایا جاتا ہے۔
 واللہ أعلم تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجہ للألبانی، رقم: ۲۵۸۸، و سنن ابن ماجہ للذککوری
 بشار عواد، حدیث: ۱۲۵۳، و الموسوعۃ الحدیثیہ مسند الإمام أحمد: ۴/۳۱۲)

(المعجم ۱۴۹) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ**
فِي الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ فِي كُلِّ وَقْتٍ (التحفة ۱۸۸)

۱۲۵۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ :
 حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ،
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابِيهِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ
 قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ
 لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى .
 آيَةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ » .

۱۲۵۴ - [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، المناسك، باب الطواف بعد العصر، ح: ۱۸۹۴ من حديث سفیان
 وصححه الترمذی، ح: ۸۶۸، والحاكم، والذهبی، وابن خزيمة، ح: ۲۷۴۷، وابن حبان (موار،
 ح: ۶۲۶، ۶۲۷ .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کو تاخیر سے ادا کرنے سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل: ① بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں، نہ کسی وقت طواف کرنا منع ہے۔
 ② طواف کعبہ کے سات چکر پورے کر کے دو رکعت نماز ادا کرنی ہوتی ہے۔ اس نماز کا تعلق چونکہ طواف ہے اس لیے یہ بھی ہر وقت ادا کی جاسکتی ہے اس کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں۔ ③ حدیث میں صرف مسجد حرام کے اندر ہر وقت نماز کی اجازت کا ذکر ہے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس سے پورے شہر کہہ میں اس کی اجازت سمجھی ہے۔ ممکن ہے ”مکہ میں“ ہر وقت نماز جائز کہنے سے ان کا مقصد ”مسجد حرام میں“ ہر وقت نماز کا جواز ہو۔ واللہ اعلم۔ ④ طواف کے ساتھ نماز کے ذکر سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہر وقت ادا کرنے کی اجازت مقصود ہے تاہم لفظ کے عموم کو پیش نظر رکھیں تو عام نوافل کی ادائیگی کو بھی جائز کہا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۱۵۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِيهَا إِذَا

باب ۱۵۰- جب لوگ نماز تاخیر سے ادا کریں

أَخْرُوا الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا (التحفة ۱۸۹)

تو کیا کرنا چاہیے

۱۲۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
 أَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ
 زُرِّ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ : قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَعَلَّكُمْ سَتَدْرِكُونَ أَقْوَامًا
 يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِعَيْرِ وَقْتِهَا . فَإِنْ أَدْرَكْتُمُوهُمْ
 فَصَلُّوا فِي بَيْتِنَا الَّذِي تَعْرِفُونَ . ثُمَّ
 صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُواهَا سُبْحَةً .»

۱۲۵۵ - حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید تمہیں ایسے لوگ ملیں جو نماز کو بے وقت ادا کرتے ہوں۔ اگر تم انہیں پاؤ تو گھروں میں اس وقت نماز ادا کر لیا کرو جو تمہیں معلوم ہے (کہ صحیح وقت ہے) پھر ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لو اور اسے نفل سمجھ لو۔“

فوائد و مسائل: ① ”شاید تمہیں ایسے لوگ ملیں“ اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل میں ایسے لوگ پائے جائیں گے جو بلا وجہ نماز تاخیر سے پڑھائیں گے اور عین ممکن ہے کہ اس وقت تم صحابہ بھی زندہ موجود ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں بعض حکمرانوں نے نماز تاخیر سے پڑھنے کی عادت اختیار کر لی۔ ② اسلام میں اجتماعیت کی اتنی اہمیت ہے کہ اگر حکام نماز بے وقت پڑھاتے ہوں تب بھی نماز باجماعت کو قائم رکھنا چاہیے لیکن ائمہ اور حکام کو صحیح شرعی حکم بتانا اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا بہر حال ضروری ہے۔ ③ اوّل وقت نماز کی بھی بہت اہمیت ہے اس لیے گھر میں اوّل وقت نماز ادا کر لینا چاہیے لیکن اگر مسجد میں نماز کے اوقات کا تعین حکمرانوں کی مداخلت کے بغیر مسلمانوں کے مشورے سے ہوتا ہو تو پھر مسجد میں اوّل وقت نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ ④ ”اسے نفل سمجھ لو“ سے بعض

۱۲۵۵ - [صحیح] أخرجه النسائي: ۲/ ۷۶، ۷۵، الإمامة، الصلاة مع أئمة الجور، ح: ۷۸۰ من حديث أبي بكر، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱، ۶۶۰، وانظر، ح: ۸۵۵ لعلته، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ۶۴۸ وغيره.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

علماء نے یہ سمجھا ہے کہ بلا جماعت اول وقت ادا کی ہوئی نماز نفل ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اول وقت پڑھی ہوئی نماز ہی اصل فرض نماز ہے بعد میں جماعت کے ساتھ ادا ہو۔ انہی نماز میں ثواب کا باعث ہے۔ جیسے کہ حدیث: ۱۲۵۷ میں صراحت سے وارد ہے کہ تاخیر سے نماز ادا کرنے والے اماموں کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی وہ نفل، یعنی مزید ثواب کا باعث ہوگی۔

۱۲۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قَبَيْهَا. فَإِنْ أَدْرَكَتَ الْإِمَامَ يُصَلِّي بِهِمْ فَصَلِّ مَعَهُمْ، وَقَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ. وَإِلَّا فَهِيَ نَافِلَةٌ لَكَ».

۱۲۵۶- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”نماز وقت پر ادا کر، پھر اگر تجھے امام لوگوں کو نماز پڑھاتا مل جائے تو ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لے اور (اول وقت ادا کر کے) تو نے اپنی نماز محفوظ کر لی ورنہ (دوبارہ پڑھنے سے) وہ تیرے لیے نفل بن گئی۔“

۱۲۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِي أُبَيِّ بْنِ أَمْرَةَ عِبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، يَغْنِي عَنْ عِبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَيَكُونُ أَمْرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءٌ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا. فَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا».

۱۲۵۷- حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مستقبل میں ایسے حکمران ہوں گے جنہیں دوسری چیزیں نماز سے مشغول کر دیں گی اور وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیں گے۔ تم ان کے ساتھ پڑھی ہوئی اپنی نماز کو نفل سمجھ لیتا۔“

باب: ۱۵۱- نماز خوف کا بیان

(المعجم ۱۵۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

الْخَوْفِ (التحفة ۱۹۰)



۱۲۵۶- أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلاة عن وقتها المختار... الخ، ح: ۶۴۸، من حديث شعبة وغيره به.

۱۲۵۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب إذا أخر الإمام الصلاة عن الوقت، ح: ۴۳۳، من حديث منصور به.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۲۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
 أَبَانَا جَرِيرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ
 نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ، فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ: «أَنْ يَكُونَ
 الْإِمَامُ يُصَلِّي بِطَائِفَةٍ مَعَهُ. فَيَسْجُدُونَ
 سَجْدَةً وَاحِدَةً. وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ
 وَبَيْنَ الْعَدُوِّ. ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِينَ سَجَدُوا
 السَّجْدَةَ مَعَ أَمِيرِهِمْ. ثُمَّ يَكُونُونَ مَكَانَ
 الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا. وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا
 فَيُصَلُّوا مَعَ أَمِيرِهِمْ سَجْدَةً وَاحِدَةً. ثُمَّ
 يَنْصَرِفُ أَمِيرُهُمْ وَقَدْ صَلَّى صَلَاتَهُ.
 وَيُصَلِّي كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ بِصَلَاتِهِ
 سَجْدَةً لِنَفْسِهِ. فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ
 ذَلِكَ، فَرَجَالًا أَوْ رُجْبَانًا.»

۱۲۵۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف کے بارے میں فرمایا:
 ”امام اپنے ساتھ والی جماعت کو نماز پڑھائے وہ لوگ
 ایک سجدہ (ایک رکعت) ادا کریں۔ اور ان کا ایک
 (دوسرا) گروہ ان (نماز ادا کرنے والوں) کے اور دشمن
 کے درمیان ہو پھر وہ لوگ (دشمن کے مقابل) چلے
 جائیں جنہوں نے اپنے امیر کے ساتھ ایک سجدہ ادا کیا
 ہے (ایک رکعت پڑھی ہے) وہ ان لوگوں کی جگہ لے
 لیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور جنہوں نے نماز نہیں
 پڑھی تھی وہ آگے آ کر اپنے امیر کے ساتھ ایک سجدہ
 (ایک رکعت) ادا کر لیں پھر ان کا امیر سلام بھیر دے
 کیونکہ اس نے اپنی نماز (پوری) پڑھ لی ہے اور دونوں
 گروہوں کے افراد اپنے اپنے طور پر ایک ایک سجدہ
 (رکعت) ادا کر لیں اگر خوف اس سے بھی شدید ہو تو چلتے
 چلتے یا سواری پر (جس طرح ممکن ہو نماز پڑھ لیں۔“)

قَالَ: يَعْني بِالسَّجْدَةِ الرَّكْعَةِ. راوی نے کہا: حدیث میں سجدہ سے مراد رکعت ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز اتنی اہم عبادت ہے کہ حالت جنگ میں بھی معاف نہیں البتہ اس صورت میں اس کا طریقہ بدل جاتا ہے اور بہت سے احکام میں نرمی آ جاتی ہے۔ ② نماز خوف کی متعدد صورتیں ہیں حالات کے مطابق ان میں سے کوئی سی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔ ③ اس حدیث میں مذکور صورت پر اس وقت عمل ہوتا ہے جب دشمن قبلی کی طرف نہ ہو۔ اس صورت میں فوج کے دو حصے کیے جائیں گے۔ پہلا گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلا جائے گا اس اثنا میں دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے گا۔ جب پہلا گروہ دشمن کے سامنے پہنچ جائے گا تو دوسرا گروہ آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے گا اور دوسری رکعت اکیلے اکیلے ادا کی جائے گی جیسے مقتدی کی ایک رکعت رہ گئی ہو تو وہ بعد میں ادا کر لیتا ہے۔ پہلے گروہ کے افراد اپنے مقام پر ایک ایک رکعت پڑھ لیں گے۔ اگر معروف طریقے سے ادا کرنا ممکن نہ ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کر لیا جائے اگرچہ قبلی کی طرف منہ نہ ہو۔

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

① زیادہ سخت حالات میں جب اس قدر جماعت کا اہتمام بھی ممکن نہ ہو تو لڑائی کے دوران میں چلتے پھرتے ہی اشارے سے نماز پڑھی جائے۔ اگر قبلہ رو ہونا ممکن نہ ہو تو بغیر قبلے کی طرف منہ کیے پڑھ لی جائے۔ ② نماز خوف کے دوسرے طریقے بھی مختلف احادیث میں وارد ہیں۔ جن میں کچھ اگلی احادیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

۱۲۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ، قَالَ: يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ. وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ. وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعُدُوِّ. وَرُجُوهُهُمْ إِلَى الصَّفِّ. فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً. وَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَيَسْجُدُونَ لِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ. ثُمَّ يَذْهَبُونَ إِلَى مَقَامِ أَوْلِيكُ. وَيَجِيءُ أَوْلِيكُ. فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً. وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ. ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۵۹- حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

انہوں نے نماز خوف کے بارے میں فرمایا: امام قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور مجاہدین کی ایک جماعت اس کے ساتھ (اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے) کھڑی ہو جائے۔ دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے ان لوگوں کے چہرے صف کی طرف ہوں گے۔ وہ انہیں ایک رکعت پڑھائے گا اور وہ اپنی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے ادا کر لیں گے پھر وہ ان کی جگہ چلے جائیں گے اور وہ (دوسری جماعت کے افراد) آ جائیں گے۔ امام کے ساتھ مل کر ایک رکوع اور دو سجدے کریں گے (امام ایک رکعت پڑھائے گا۔) اس طرح امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ان (مقتدیوں) کی ایک ایک رکعت پھر وہ (دونوں گروہوں کے مقتدی) ایک ایک رکوع اور دو سجدے (اپنے اپنے) کر لیں گے۔“

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: فَسَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ

سَعِيدِ الْقَطَّانَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ. فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ

امام ابن ماجہ کے استاد محمد بن بشر کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہی حدیث شعبہ سے عبد الرحمن کے واسطے سے قاسم سے بیان کی (جبکہ یہی حدیث جب انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کی تو انہوں

۱۲۵۹- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ۴۱۳۱ من حديث يحيى بن سعيد، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الخوف، ح: ۸۴۲ من حديث صالح به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ .

قَالَ: قَالَ لِي يَحْيَىٰ: ائْتَبْتُهُ إِلَىٰ جَنْبِهِ .
وَلَسْتُ أَحْفَظُ الْحَدِيثَ، وَلَكِنْ مِثْلُ حَدِيثِ
يَحْيَىٰ .

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

نے عبد الرحمن کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔) اور یہ حدیث بیان کرتے ہوئے یحییٰ بن سعید قطان نے مجھے کہا کہ اس کو انصاری کی حدیث کے ساتھ ہی لکھ لو مجھے حدیث یاد نہیں یحییٰ نے کہا: لیکن وہ یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث کی مثل ہی ہے۔

۱۲۶۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی۔ آپ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کیے اور آپ کے قریب والی صف نے بھی سجدے کیے اور دوسری صف کے افراد کھڑے رہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سجدوں سے فارغ ہو کر) اٹھے تو ان لوگوں نے (جو کھڑے رہے تھے) خود ہی دو دو سجدے کر لیے پھر اگلی صف کے لوگ پیچھے چلے گئے حتیٰ کہ ان (پچھلی صف والوں) کی جگہ جا کھڑے ہوئے۔ وہ لوگ (پچھلی صف والے) ان لوگوں کے درمیان سے گزر کر پہلی صف والوں کی جگہ آ کھڑے ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں (صفوں والوں) کے ساتھ رکوع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کیے اور اس صف والوں نے بھی جو (اب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھی۔ جب انھوں نے (سجدوں سے فارغ ہو کر) سر اٹھایا تو انھوں (دوسری صف والوں) نے دو سجدے کر لیے ان سب نے رکوع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔ اور ایک جماعت نے سجدے اپنے اپنے کیے اس وقت دشمن قبیلے کی جانب تھا۔

۱۲۶۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى صَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوْفِ. فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيعًا. ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى وَالصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ، وَالْآخَرُونَ قِيَامًا. حَتَّى إِذَا نَهَضَ سَجَدَ أَوْلِيكَ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمَقْدَمُ. حَتَّى قَامُوا مَقَامَ أَوْلِيكَ. وَتَخَلَّلَ أَوْلِيكَ حَتَّى قَامُوا مَقَامَ الصَّفِّ الْمَقْدَمِ. فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى جَمِيعًا. ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى وَالصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ. فَلَمَّا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ سَجَدَ أَوْلِيكَ سَجْدَتَيْنِ. وَكُلُّهُمْ قَدْ رَكَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى. وَسَجَدَ طَائِفَةٌ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. وَكَانَ الْعَدُوُّ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ.

۱۲۶۰۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الخوف، ح: ۸۴۰ من حديث أبي الزبير به مطولاً نحو

المعنى.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کسوف و خسوف سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۵۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

بَاب ۱۵۲۔ سورج گرہن کی نماز

الْكُسُوفِ (التحفة ۱۹۱)

۱۲۶۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند کو لوگوں میں سے کسی کے مرنے پر گرہن نہیں لگتا، جب تم یہ چیز دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔“

۱۲۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فقوموا فصلوا».

🌞 فوائد و مسائل: ① سورج اور چاند اللہ کی عظیم مخلوقات میں سے ہیں حتیٰ کہ بعض مشرک اقوام ان کی پوجا کرتی ہیں

لیکن یہ بھی اللہ کے حکم کے سامنے بے بس ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے ان کا نور چھین لیتا ہے۔ اللہ کی عظمت کی اس نشانی کے ظہور پر مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ کے سامنے اپنے عجز و انکسار کا اظہار کرنے کے لیے نماز پڑھیں۔

② قیامت کے دن سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ گرہن ہمیں قیامت کی یاد دلاتا ہے جو بہت شدید دن ہے۔ گناہ گاروں کو چاہیے کہ قیامت کے شدید یاد کر کے اللہ کے سامنے جھک جائیں اور اس سے اپنے گناہوں کی

معافی مانگیں اس لیے اس موقع پر طویل نماز پڑھنا مسنون ہے۔ جس کا طریقہ دوسری احادیث میں تفصیل سے مذکور ہے مثلاً: دیکھیے حدیث: ۱۲۶۳/۱۲۶۵۔ ③ جاہلیت میں یہ مشہور تھا کہ گرہن اس وقت لگتا ہے جب کسی بڑے آدمی

کی وفات ہو یا کوئی عظیم آدمی پیدا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انھیں کسی کے مرنے پر گرہن نہیں لگتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں

کو ڈراتا ہے۔“ (صحیح البخاری، الكسوف، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم، يخوف الله عباده بالكسوف، حدیث: ۱۰۳۸) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”یہ اللہ کی نشانیاں میں سے دو نشانیاں ہیں انھیں نہ کسی

کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے، جب تم لوگ انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کی طرف توجہ کرو۔“ (صحیح البخاری، الكسوف، باب هل يقول كسفت الشمس أو خسفت؟، حدیث: ۱۰۳۷)

۱۲۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ۱۲۶۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۲۶۱۔ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ۱۰۴۱، ۱۰۵۷، ۳۲۰۴، ومسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف ' الصلاة جامعة '، ح: ۹۱۱ من حديث إسماعيل بن.

۱۲۶۲۔ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي ۳/ ۱۴۱، الكسوف، نوع آخر، ح: ۱۴۸۶ من حديث عبد الوهاب بن، ۴۴



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کسوف و خسوف سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہو گیا، آپ گھبرائے ہوئے کپڑا کھینچتے (گھر سے) باہر تشریف لائے حتیٰ کہ مسجد میں آگئے، آپ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا، اس کے بعد فرمایا: ”بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورج اور چاند کو گرہن بڑے لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے لگتا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ سورج اور چاند کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ (لیکن) اللہ تعالیٰ جب مخلوق میں سے کسی چیز پر غمگین فرماتا ہے تو وہ عاجزی کا اظہار کرتی ہے۔“

وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَ جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ .
قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ
الْحَدَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ
بَشِيرٍ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَخَرَجَ فِرْعَاوُ يُجْرُ تَوْبَهُ.
حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ. فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتَّى
انْجَلَتْ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أَنَا سَأُيْزِعُ مَوْتَ أَنْ
الشَّمْسِ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ
عَظِيمٍ مِنَ الْعَظَمَاءِ. وَلَيْسَ كَذَلِكَ. إِنَّ
الشَّمْسِ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ
وَلَا لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا تَجَلَّى اللَّهُ لِشَيْءٍ مِنْ
خَلْقِهِ خَسَعَ لَهُ.»



🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سداً ضعیف ہے لیکن اس کا مجموعی مضمون صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ② موقع کی مناسبت سے وعدہ و نصیحت زیادہ مؤثر ہوتا ہے اس لیے اس قسم کے موقعوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے جب عوام سننے کی طرف راغب ہوں۔ ③ جاہلیت کے توہمات کا وضاحت سے رد کرنا چاہیے۔ آج کل عوام نجوم کے نام نہاد ”علم“ کی طرف بہت راغب ہیں اور ستاروں اور برجوں کے اثرات پر یقین رکھتے ہیں ان توہمات کی سختی سے تردید کرنی چاہیے۔

۱۲۶۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں (ایک بار) سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر کبیر (تخریمہ)

۱۲۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ

السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ:
أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

❖ وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، وقال البيهقي: "لهذا مرسل، أبو قلابة لم يسمعه من النعمان بن بشير، إنما رواه عن رجل عن النعمان" وله طريق آخر معلول عند أبي داود، ح: ۱۱۸۵، ۱۱۸۶ وغيره.

۱۲۶۳- أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف ح: ۱۰۴۶، ۱۲۱۲، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ۹۰۱ من حديث يونس وغيره به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز کسوف و خسوف سے متعلق احکام و مسائل

کہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے صفیں باندھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے طویل قراءت فرمائی پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھا کر [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] فرمایا، پھر قیام فرمایا اور طویل قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم طویل تھی پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے مختصر تھا، پھر فرمایا: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] (اس کے بعد سجدے کر کے یہ رکعت مکمل کی) پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ اس طرح پورے چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ نبی ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج روشن ہو چکا تھا، پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اس میں اللہ کی شایان شان حمد و ثنا بیان فرمائی، اس کے بعد فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انھیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کی طرف بھاگو۔“

كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَقَامَ فَكَبَّرَ فَصَفَّ النَّاسَ وَرَأَاهُ. فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً. ثُمَّ كَبَّرَ. فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ». ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، هِيَ أَذْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى. ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، هُوَ أَذْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ». ثُمَّ فَعَلَ فِي الرُّكُوعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ. فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، وَأَنْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ. ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ. لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْرَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ».



🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں گرہن کی نماز کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ صحیح اور راجح موقف یہی ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کیے جائیں اور پہلے رکوع کے بعد دوبارہ قراءت کی جائے۔ (نماز کسوف و خسوف سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے: سنن ابوداؤد (أردو) دارالسلام حدیث: ۱۱۷۷۷، ۱۱۹۵۲) ② پہلے قیام سے اٹھتے ہوئے بھی [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہا جائے جس طرح عام نمازوں میں رکوع سے اٹھ کر کہا جاتا ہے۔ ③ یہ نماز سورج اور چاند دونوں کے گرہن کے موقع پر ادا کی جائے۔

۱۲۶۳- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۲۶۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۱۲۶۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، صلاة الاستسقاء، باب من قال أربع ركعات، ح: ۱۱۸۴ من حديث الأسود به مطولاً، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن حجر العسقلاني، ولم

جہنم مجھ سے قریب ہوئی تھی کہ میں نے کہا: اے رب! (کیا لوگوں پر عذاب آ جائے گا) جبکہ میں ان کے درمیان موجود ہوں؟“

حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا خیال ہے انھوں نے (ابن ابی ملیکہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے) یہ الفاظ بھی فرمائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے (جہنم میں) ایک عورت دیکھی جسے اس کی ایک بلی بچے مار رہی تھی۔ میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو انھوں نے کہا: اس نے اس (بلی) کو بند کر دیا تھا حتیٰ کہ وہ بھوک سے مر گئی نہ اس نے اسے (خود) کھانا دیا نہ اسے چھوڑا کہ زمین کے کیڑے کوڑے کھا لیتی۔“

بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا . وَدَنَّتْ مِنِّي النَّارُ حَتَّى قُلْتُ : أَيُّ رَبِّ وَأَنَا فِيهِمْ» .

قَالَ نَافِعٌ : حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ : «وَرَأَيْتُ امْرَأَةً تَخْدُشُهَا هِرَّةٌ لَهَا . فَقُلْتُ : مَا شَأْنُ هَذِهِ؟ قَالُوا : حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعاً . لَأَ هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ حِجَاشِ الْأَرْضِ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو غیبی اشیاء کا مشاہدہ کر دیا جانا بھی وحی کی ایک صورت ہے۔ جنت اور جہنم کی صورت دکھائی گئی تھی اصل جنت اور جہنم کو مسجد میں حاضر نہیں کیا گیا تھا ورنہ سب لوگ دیکھ لیتے۔ ② امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے آگ یا کوئی اور ایسی چیز موجود ہو جسے مشرکین پوجتے ہیں لیکن نمازی کی نیت صرف اللہ کو سجدہ کرنے کی ہو تو نماز درست ہے۔ (صحیح البخاری، الصلاة، باب من صلی و قد امة تنور أو نار أو شيء مما يعبد فأراد به وجه الله تعالى، حدیث: ۳۳۱) ③ جانوروں پر ظلم کرنا جہنم کے عذاب کا باعث ہے۔ ④ پالتو جانوروں کو خوراک اور دیگر ضروریات مہیا کرنا مک پر فرض ہے۔

(المعجم ۱۵۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْاسْتِسْقَاءِ (التحفة ۱۹۲) باب: ۱۵۳- نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۶۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كِنَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُرْسَلَنِي

۱۲۶۶- حضرت اسحاق بن عبد اللہ بن کنانہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے (ایک شہر کے) امیر نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے نماز استسقاء کا مسئلہ دریافت کروں۔ حضرت ابن

۱۲۶۶- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفرعها، ح: ۱۱۶۵ من حديث هشام بن إسحاق به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عباسؓ سے متعلق احکام و مسائل
عباسؓ سے پوچھا نہ فرمایا: انھیں مجھ سے خود پوچھ لینے میں کیا
چیز مانع تھی؟ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ عاجزی کے ساتھ
سادہ لباس میں خشوع خضوع کے ساتھ آہستہ رفتار
سے، گزر گزرتے ہوئے (عید گاہ کی طرف) روانہ ہوئے
پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا کی جس طرح عید کے موقع
پر پڑھی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے تمہارے اس خطبے جیسا
خطبہ نہیں دیا تھا۔

أَمِيرٍ مِنَ الْأَمْرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ
الصَّلَاةِ فِي الْأَسْتِقْمَاءِ . فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :
مَا مَنَعَهُ أَنْ يَسْأَلَنِي؟ قَالَ : خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ مُتَوَاضِعًا مُتَبَدِّلًا مُتَخَشِّعًا مُتَرَسِّلًا
مُنْضَرِّعًا . فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي
الْعِيدِ . وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ .

🌞 فوائد و مسائل: ① "استقواء" کا مطلب ہے "پانی طلب کرنا" یا "پانی پانے کی درخواست کرنا"۔ یہ نماز ایسے
موقع پر ادا کی جاتی ہے جب بارش کی ضرورت ہو لیکن دن گزرتے چلے جائیں اور بارش نہ ہو اس صورت میں زری
پیداوار کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے قحط کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے اسے نماز استقواء کہتے ہیں، یعنی بارش کی دعا کے
لیے نماز پڑھنا۔ ② نماز استقواء کے موقع پر بے چارگی اور مسکنت کے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے لباس
میں چال میں اور حرکات و سکنات میں عجز اور فروتنی کا اظہار ہونا چاہیے۔ ③ استقواء کی نماز دو رکعت ہے اور اس کا
وقت بھی سورج نکلنے کے بعد کا ہے۔ علاوہ ازیں وہ باہر کھلے میدان، یعنی مید گاہ میں ادا کی جاتی ہے اس لیے حضرت
ابن عباسؓ نے اسے "عید کی نماز" سے تشبیہ دی۔ ④ تمہارے خطبے جیسا خطبہ نہیں دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ
خطبہ بھی بنیادی طور پر دعائی پر مشتمل تھا اس کو تمہاری طرح غیر ضروری باتیں کر کے طول نہیں دیا۔

۱۲۶۷- حضرت عباد بن حمیمؓ نے (اپنے اخیانی
چچا) حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصمؓ سے روایت کی
کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بارش کی دعا
کے لیے عید گاہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے قبیلے کی
طرف منہ کیا اپنی چادر چلی اور دو رکعت نماز ادا کی۔

۱۲۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
قَالَ: سَمِعْتُ عَبَادَ بْنَ تَوَيْمٍ يُحَدِّثُ أَبِي،
عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى
الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي . فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ،
وَقَلْبَ رِدَائِهِ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ .

امام ابوبکر بن محمد بن حزم کے شاگرد یحییٰ بن سعید نے
بھی ان سے مذکورہ بالا روایت کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : أَنْبَأَنَا
سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ

۱۲۶۷- أخرجه البخاري، الاستقواء، باب تحويل الرداء في الاستقواء، ح: ۱۰۱۲ وغيره، ومسلم، صلاة
الاستقواء، باب: كتاب صلاة الاستقواء، ح: ۸۹۴ من حديث سفیان بن عیینة به .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

ابن مُحَمَّد بن عمرو بن حَزْم، عَنْ عِبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

قَالَ سُفْيَانُ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ قَالَ: جَنَابُ مَسْعُودِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: فرمایا: میں نے ابو بکر بن محمد سے دریافت کیا: کیا نبی ﷺ نے چادر کا اوپر والا حصہ نیچے کیا تھا یا دایاں حصہ بائیں طرف کیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: نہیں بلکہ دایاں حصہ بائیں طرف کیا تھا۔

☀️ نوآئد و مسائل: ① چادر پلٹنا زبانی دعا کے ساتھ ایک قسم کی عملی دعا ہے کہ اے اللہ! جس طرح ہم نے اپنے کپڑوں کی حالت تبدیل کی ہے تو بھی اسی طرح ہماری حالت تبدیل کر کے قحط کے بجائے رحمت نازل فرما دے۔ ② چادر پلٹنے میں کئی چیزیں شامل ہیں۔ (۱) دایاں حصہ بائیں طرف اور بائیں حصہ دائیں طرف کرنا جس طرح اس روایت میں ہے۔ (۲) پاؤں کی طرف والا حصہ سر کی طرف اور سر والا پاؤں کی طرف کرنا جیسے کہ سنن ابوداؤد میں مروی ہے۔ (سنن ابی داؤد الصلاة، صلاة الاستسقاء، حدیث: ۱۱۲۳) (ج) جو طرف جسم سے ملی ہوئی ہو اسے باہر کرنا اور باہر والی طرف کو اندر کرنا۔ ③ استسقاء کی نماز کے بعد ہاتھوں کی پشت چہرے کی طرف کر کے دعا مانگنا مسنون ہے۔ (صحیح مسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع الیدین بالدعاء فی الاستسقاء، حدیث: ۸۹۶)



۱۲۶۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنِ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي. فَصَلَّى بِنَا رَثَعَتَيْنِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ. ثُمَّ حَظَبْنَا وَدَعَا اللَّهَ وَحَوْلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ. ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ

۱۲۶۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کہلوائے بغیر ہمیں دو کعتیں پڑھائیں پھر خطبہ دیا اللہ سے دعا کی اور ہاتھ اٹھائے ہوئے قبلہ رخ ہو گئے پھر آپ نے اپنی چادر کو پلٹا، یعنی دائیں حصے کو بائیں طرف اور بائیں حصے کو دائیں طرف کر لیا۔

۱۲۶۸ - [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۱۴۲۲ من حديث وهب به، قال: "في القلب من النعمان بن راشد، فإن في حديثه عن الزهري تخليط كثير"، وفيه علة أخرى تقدم، ح: ۷۰۷، وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ".

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز استقواء سے متعلق احکام و مسائل
وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْإِيْمَنِ .

(المعجم ۱۵۴) - بِأَبِّ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ
فِي الْاسْتِسْقَاءِ (التحفة ۱۹۳)

۱۲۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ
مُرَّةَ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ شُرْحِبِيلَ
ابْنِ السَّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبٍ : يَا كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ
حَدَّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاحْتَدَرُ . قَالَ :
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ
اسْتَسْقِ اللَّهَ . فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ :
«اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيئًا طَبَقًا عَاجِلًا
غَيْرَ رَائِبٍ ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ» . قَالَ ، فَمَا
جَمَعُوا حَتَّى أَحْبَبُوا . قَالَ ، فَأَتَوْهُ فَشَكَوْا إِلَيْهِ
الْمَطْرَ ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ : تَهَدَّمَتِ
الْبُيُوتُ . فَقَالَ : «اللَّهُمَّ حَوِّالِنَا وَلَا عَلَيْنَا» ،
قَالَ : فَمَجَّلَ السَّحَابُ يَنْقَطِعُ بَيْنَنَا
وَشِمَالًا .

۱۲۶۹- حضرت شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ انھوں نے حضرت کعب بن مرثد سے کہا: کعب بن مرثد!
ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائیے اور احتیاط کیجیے۔
حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول!
ہمارے لیے پانی کی دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے
ہاتھ اٹھا دیے اور فرمایا: [اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيئًا
مَرِيئًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِبٍ ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ
”اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما جو خوش گوار ہو (برکات
اور رزق میں) اضافہ کر دینے والی ہو ہر جگہ برسنے والی
ہو (جل تھل ایک کر دے) جلدی نازل ہونے والی ہو
تاخیر کرنے والی نہ ہو“] اے اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی! ابھی نماز جمعہ سے
فارغ نہیں ہوئے تھے کہ بارش آگئی۔ (بارش مسلسل ہوتی
رہی حتیٰ کہ) لوگ حاضر خدمت ہوئے اور بارش (کی
کثرت) کی شکایت کی، انھوں نے کہا: اے اللہ کے
رسول! (ہمارے تو) مکان گر گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: [اللَّهُمَّ حَوِّالِنَا وَلَا عَلَيْنَا] ”اے اللہ!
ہمارے اردگرد (بارش برسا) ہم پر نہ برسا۔“ (فوراً)

۱۲۶۹- [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۳۵، ۲۳۶ عن أبي معاوية به مطولاً، وصححه البوصيري * الأعمش تابعه
شعبة عند أحمد وغيره، وقال أبو داود في سننه، ح: ۳۹۶۷، سالم لم يسمع من شرحبيل، مات شرحبيل بصيفين *،
فالسند ضعيف، وأصل الحديث صحيح له شواهد كثيرة.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها - نماز استقواء سے متعلق احکام و مسائل

بادل پھٹ کر دائیں بائیں بکھرنے لگ گیا۔

🌞 **نوائد و مسائل:** ① حدیث روایت کرنا اور علماء سے حدیث سنانے کی درخواست کرنا مستحسن ہے۔ ② عالم کو حدیث بیان کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ غلطی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔ اس کے نتیجے میں ممکن ہے ایسی بات کو شرعی حکم سمجھ لیا جائے جو حقیقت میں شرعی حکم نہیں۔ ③ نیک آدمی سے دعا کی درخواست کرنا درست ہے، خواہ دعا کسی انفرادی معاملہ سے تعلق رکھتی ہو یا کسی اجتماعی مسئلہ سے متعلق ہو۔ ④ جب کسی سے دعا کی درخواست کی جائے تو اسے چاہیے کہ دعا کر دے انکار نہ کرنے البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی افضل وقت میں دعا کرنے کی نیت سے وقتی طور پر دعا کو موقوف کر دیا جائے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا: ﴿سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (یوسف: ۹۸) ”میں جلد ہی تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا وہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔“ ⑤ نماز استقواء پڑھنے کے بغیر بھی بارش کی دعا کرنا جائز ہے۔ ⑥ جب بارش اتنی زیادہ ہو جائے کہ تکلیف کا باعث بننے لگے تو بارش رکنے کی دعا کرنا بھی درست ہے۔ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بارش رحمت ہے اس لیے رحمت ختم ہونے کی دعائے کی جائے کیونکہ جس طرح ایک وقت بارش کا نزول رحمت ہوتا ہے اسی طرح دوسرے وقت میں بارش کارک جانا بھی رحمت ہو سکتا ہے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کی دعا کا فوراً قبول ہونا جانا رب کی رحمت بھی ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور معجزہ بھی۔ ⑧ بارش مانگنے کے لیے حدیث میں مذکور دعا کا پڑھنا زیادہ برکت کا باعث ہے اور اس کی قبولیت کی زیادہ امید ہے۔



۱۲۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی (خانہ بدوش) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کا کوئی چرواہا سفر خرچ نہیں لیتا اور کوئی ساند دم نہیں ہلا تا۔ نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا: [اللَّهُمَّ اسْقِنَا عَيْنًا مَعِينًا مَرِيئًا طَبَقًا مَرِيئًا عَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِيثٍ] ”اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما جس سے ہماری فریاد رسی ہو جائے خوشگوار ہو ہر جگہ برسنے والی ہو (رزق میں) اضافہ

۱۲۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ، أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ قَوْمٍ مَا يَتَزَوَّدُ لَهُمْ رَاعٍ، وَلَا يَحْطِرُ لَهُمْ فَعَلٌ. فَصَعِدَ الْمُنْبَرِ، فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا عَيْنًا مَعِينًا مَرِيئًا طَبَقًا مَرِيئًا عَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِيثٍ» ثُمَّ نَزَلَ. فَمَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ مِنْ وَجْهِ مِنْ

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل
 اللُّجُوهُ إِلَّا قَالُوا: قَدْ أَحْيَيْنَا .
 کرنے والی ہوئے بڑے قطروں والی ہو جلدی نازل ہونے
 والی ہونا تاخیر کرنے والی نہ ہو۔“ پھر آپ ﷺ منبر سے
 نیچے تشریف لے آئے (اس کے بعد) جس سمت سے
 بھی کوئی (مسافر) آیا اس نے یہی کہا: ہمارے ہاں
 بارش ہوئی ہے۔

🌞 **فائدہ:** ”چرواہا سفر خرچ نہیں لیتا۔“ اس کا مطلب ہے کہ چرواہے ریوڑ لے کر آبادی سے دور نہیں جاتے کیونکہ
 کہیں گھاس نہیں رہی اس لیے جانور گھروں میں بھوکے مر رہے ہیں۔ ”کوئی سانڈ دم نہیں ہلاتا“ اس کا مطلب ہے
 کہ جانور بہت کمزور ہو گئے ہیں حتیٰ کہ سانڈ بھی جو زیادہ طاقت ور ہوتے ہیں ان میں جوش اور حتیٰ باقی نہیں رہی وہ
 بھی خاموش کھڑے رہتے ہیں دم تک نہیں ہلاتے۔ اس روایت کو بعض حضرات نے صحیح کہا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)
 بہ تحقیق الدكتور بشار عواد)

۱۲۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا عَفَّانُ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ
 بَرَكَةَ ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلِكٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى حَتَّى رَأَيْتُ ، أَوْ رُئِيَ
 بَيَاضُ إِبْطِيهِ .
 ۱۲۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں
 نے فرمایا: نبی ﷺ نے بارش کی دعا کی (اور ہاتھ خوب
 اٹھائے) حتیٰ کہ مجھے آپ ﷺ کی بظلوں کی سفیدی نظر
 آئی۔

فَالَ مُعْتَمِرٌ : أَرَاهُ فِي الاسْتِسْقَاءِ .
 (حدیث کے راوی) حضرت معتمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 ہیں: میرا خیال ہے کہ نماز استسقاء کے موقع پر ایسا ہوا۔

🌞 **نوٹ و مسائل:** ① استسقاء کے موقع پر خوب خشوع خضوع سے طویل دعا کرنی چاہیے۔ ② نماز استسقاء کے
 موقع پر دعا کرتے ہوئے عام حالات سے زیادہ ہاتھ بلند کرنے چاہئیں۔

۱۲۷۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِيِّ :
 ۱۲۷۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۲۷۱۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۷۰/۲ من حديث المعتمر به، وتابعه ابن أبي عدي عنده،
 ص: ۲۳۵، ۲۳۶، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات" * بركة المجاشعي أبو الوليد ثقة كما في
 التقريب وغيره.

۱۲۷۲۔ [حسن] أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ح: ۱۰۰۹ تعليقا
 * عمر نكلما فيه، وأحاديثه في الصحيحين محفوظة، ولحديثه شاهد عند البخاري، ح: ۱۰۰۸ وغيره.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز استقاء سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ، عَنْ
عُمَرَ بْنِ حَمْرَةَ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: رَبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ
إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمُنْبَرِ. فَمَا
نَزَلَ حَتَّى جَيْشَ كُلِّ مِيزَابٍ بِالْمَدِينَةِ. فَأَذْكَرُ قَوْلَ الشَّاعِرِ:
نہوں نے فرمایا: میں بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کے
چہرہ اقدس کو دیکھتا جب کہ آپ منبر پر (بارش کی دعا کے
لیے) تشریف فرما ہوتے اور آپ کے منبر پر اترنے سے
پہلے مدینے کا ہر پرنا لہ پورے زور سے بے لگتا تو مجھے
شاعر کا یہ شعر یاد آ جاتا:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْعَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى، عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ
وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ.
وہ سفید قام شخصیت (رسول اکرم ﷺ) جس کے چہرے
کے وسیلے سے یتیموں کا
نگہبان یتیموں کا محافظ۔
یہ ابوطالب کا کلام ہے۔



فوائد و مسائل: ① میدان میں نکلے بغیر صرف منبر پر دعا کرنا رسول اللہ ﷺ کا متعدد مرتبہ کا عمل ہے۔ ② ہر بار
نبی ﷺ کی دعا قبول ہو کر بارش کا نازل ہو جانا ایک معجزاتی شان کا حامل وصف ہے، خصوصاً دعا کے فوراً بعد بارش کا
پورے زور سے آ جانا مقام نبوت کی برکت ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ باطنی خوبیوں اور کمالات کے ساتھ ساتھ ظاہری
حسن و جمال سے بھی بدرجہ اعلیٰ متصف تھے۔ ④ نبی ﷺ کی ذات کے وسیلے سے دعا مانگنا ابوطالب کا عمل ہے جو
مرتے دم تک ایمان کی دولت سے محروم رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو خوب سمجھتے تھے اور
توحید کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ جب رسول اللہ ﷺ کے تقاضوں سے بھی کما حقہ واقف تھے وہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ
سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات کو وسیلہ بنانے کے بجائے آپ کی دعا کا وسیلہ پکارتے تھے۔
نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی اور فرمایا: اے اللہ! ہم تجھ سے
اپنے نبی ﷺ کے وسیلے سے دعا کرتے تھے تو ہمیں بارش دے دیتا تھا اب ہم تجھ سے اپنے نبی ﷺ کے چچا کے وسیلے
سے دعا کرتے ہیں اس لیے ہمیں پانی عطا فرما۔ (صحیح البخاری، الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام
الاستسقاء إذا قحطوا، حدیث: ۱۰۱۰) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو
وسیلہ بنایا ہے ان کی ذات کو نہیں ورنہ اگر ذات کو وسیلہ بنانا ہوتا تو خود رسول اللہ ﷺ کی ذات کو وسیلہ بناتے جن سے
افضل کوئی ذات نہیں۔ ⑤ یہ شعر ابوطالب کے قصیدے کا ہے جو اس نے نبی ﷺ کی تعریف میں کہا تھا۔ حافظ ابن حجر

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

نے فتح الباری کتاب الاستقناء باب: ۳ میں اس قصیدے کے کچھ حصے نقل کیے ہیں اور سیرت ابن ہشام میں یہ پورا طویل قصیدہ موجود ہے۔ (السیرة النبویة لابن هشام: ۳۱۸/۳۰۹/۱ مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی)

(المعجم ۱۵۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ۱۹۴)

۱۲۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے خطبے سے پہلے (عید کی) نماز پڑھی پھر خطبہ دیا۔ آپ نے محسوس کیا کہ میں عورتوں کو (اپنی بات) نہیں سنا سکا (کیونکہ وہ دور تھیں) چنانچہ آپ خواتین کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اس طرح کیے ہوئے تھے چنانچہ (ہر) عورت نے بانی اعلیٰ اور (ایسی ہی) چیز (جو کسی کے پاس تھی کپڑے میں) ڈالنا شروع کر دی۔

۱۲۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ، فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ. فَأَتَاهُمْ فَذَكَرَهُمْ وَوَعَّظَهُمْ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ. وَبِلَالٍ قَائِلٌ بِيَدَيْهِ هَكَذَا. فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَلْقِي الْخُرْصَ وَالْخَاتَمَ وَالشَّيْءَ.

فوائد و مسائل: ① گواہی کا مطلب یہ ہے کہ انہیں یہ سب کچھ اچھی طرح یاد ہے اور وہ پورے وثوق سے بیان کر رہے ہیں جس طرح گواہ وہی بات کہتا ہے جو اسے خوب اچھی طرح یاد ہو اور اس میں اسے کوئی شک نہ ہو۔ ② عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں پہلے نماز پھر خطبہ ہوتا ہے جب کہ جمعے میں اس کے برعکس ہے۔ ③ اگر کسی مقام پر لاؤڈ سپیکر کا بندوبست نہ ہو سکے اور امام ضرورت محسوس کرے تو عورتوں کو الگ سے وعظ و نصیحت کی جاسکتی ہے۔ ④ عورتیں اپنے ذاتی مال میں سے خاوند کی اجازت کے بغیر بھی صدقہ کر سکتی ہیں اور خاوند کے مال میں سے اس کی اجازت سے صدقہ کر سکتی ہیں خواہ اس نے صراحت سے اجازت دے رکھی ہو یا زیادہ گمان یہ ہو کہ خاوند اس صدقے سے ناراض نہیں ہوگا یہ بھی اجازت ہی کے حکم میں ہے۔ ⑤ ”بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اس طرح کیے ہوئے تھے“ راوی نے اشارہ کر کے بتایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کپڑا تھا جو انہوں نے پھیلا رکھا تھا تاکہ اس میں نقدی یا دوسری چیزیں ڈالی جاسکیں۔ ⑥ مرد کسی ضرورت کے تحت عورتوں کے اجتماع میں جاسکتا ہے

۱۲۷۳- أخرجه البخاري، العلم، باب عظة الإمام النساء وتعليمهن، ح: ۹۸، وح: ۱۴۴۹ من حديث أيوب به، وسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ۸۸۴ من حديث سفيان بن عيينة به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

بشرطیکہ کوئی غلطی پیدا ہونے کا یا نامناسب نکتانہ نکلنے کا خدشہ نہ ہو۔ ⑤ عورتیں عید کے موقع پر زیور پہن سکتی ہیں۔

⑥ عورتوں کا انگوٹھیاں اور بالیاں پہننا جائز ہے۔

۱۲۷۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ نبی ﷺ نے عید کے دن بغیر اذان اور بغیر اقامت کے (عید کی) نماز ادا فرمائی۔

۱۲۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ

الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ بِغَيْرِ آذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

☀️ فائدہ: عید کی نماز بلا اذان و اقامت پڑھنا ضروری ہے۔ دوسری نمازوں پر قیاس کر کے اس کے لیے اذان و

اقامت کا اہتمام کرنا جائز نہیں کیونکہ جو کام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کرنا ممکن تھا اور اس کے اسباب بھی موجود تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ کام نہیں کیا تو بعد کے زمانے میں وہ کام کرنا بدعت ہوگا اگرچہ بظاہر وہ نیکی کا کام ہو۔

۱۲۷۵- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: مروان نے عید کے دن منبر نکلوایا (اور عید گاہ میں منبر پر خطبہ دیا) اور نماز سے پہلے خطبہ دیا ایک آدمی نے اٹھ کر کہا: اے مروان! آپ نے خلاف سنت کام کیا ہے۔ آپ نے عید کے دن منبر نکالا ہے۔ (مسجد سے اٹھا کر عید گاہ میں لائے ہیں) حالانکہ (نبی ﷺ کے زمانے میں) وہ نکالا نہیں جاتا تھا اور آپ نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کر دیا حالانکہ ابتدا خطبے سے نہیں ہوا کرتی تھی (بلکہ پہلے نماز ہوتی تھی)۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جو شخص کوئی برائی دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے تبدیل کرنے کی طاقت ہو تو

۱۲۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

أَبُو مَعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ رَجَاءٍ، عَنِ أَبِيهِ، عَنِ أَبِي سَعِيدٍ. وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ، عَنِ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانَ الْمَنْبَرِ يَوْمَ الْعِيدِ. فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ. أَخْرَجْتَ الْمَنْبَرَ يَوْمَ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ. وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى



۱۲۷۴- أخرجه البخاري، العيين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ۹۶۲، ومسلم، انظر الحديث السابق من حديث

ابن جريج به مطولاً ومختصراً ببعض الاختلاف.

۱۲۷۵- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان... الخ، ح: ۴۹، عن أبي كريب

وغيره به.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
 مُنْكَرًا فَاسْتَنْطَاعَ أَنْ يُعَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُعَيِّرَهُ ۖ اَسَے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے تبدیل کر دے۔ اگر طاعت
 بِدِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِلِسَانِهِ. فَإِنْ لَمْ نہ ہو تو اپنی زبان سے (منع کر دے) اگر زبان سے (منع
 يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ، فَبِقَلْبِهِ. وَذَلِكَ أضعفُ کرنے کی) طاعت نہ ہو تو دل سے (نفرت کرے) اور
 الإیمان»۔ یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① عید گاہ میں منبر لے جانا یا منبر بنا لینا درست نہیں۔ ② عید کی نماز خطبے سے پہلے ہوتی تھی۔
 ③ لوگوں کی کوتاہی کی وجہ سے اگر ایک غلطی رواج پا جائے تو اس کو ختم کرنے کے لیے خلاف سنت طریقہ اختیار کرنا
 درست نہیں کیونکہ وہ ایک اور غلطی ہوگی۔ عوام کا عید کی نماز پڑھ کر خطبہ سننے بغیر چلے جانا غلطی ہے۔ اس پر توجہ دلانا اور
 اس سے روکنا ضروری ہے تاہم اس کا علاج یہ نہیں کہ خطبہ عید کی نماز سے پہلے دے دیا جائے۔ ④ حاکم کی غلطی پر
 عوام کو تنبیہ کرنے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ کوئی بڑی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تاہم علماء کو چاہیے کہ صحیح بات کا
 پرچار کریں تاکہ اس پر عمل کرنے کے لیے مناسب حالات پیدا ہو سکیں اور غلط کام چھوڑنے کے لیے عوام کی حوصلہ
 افزائی ہو۔ ⑤ ایسے کام پر سب کے سامنے تعریف کرنا درست ہے جب کہ مقصد اچھا کام کرنے والے کی تائید اور
 نیکی پر اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ ⑥ حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اس سے اس کی
 تائید اور حوصلہ افزائی مقصود ہے۔ سامعین میں سے بعض لوگوں نے اس شخص کی بات کو مناسب تصور کیا ہوگا یا یہ سمجھا
 ہوگا کہ یہ بات تو صحیح ہے لیکن اس موقع پر نہیں کہنی چاہیے تھی۔ حضرت ابوسعیدؓ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا۔
 ⑦ غلطی کی اصلاح اور توبہ سے برائی کو ختم کر دینا احکام کا فرض ہے یا جس شخص پر اختیار حاصل ہو اسے بڑو توبہ روکا
 جا سکتا ہے؛ مثلاً: غلام ماتحت اولاد اور دارگرد وغیرہ ورنہ زبان سے روکنا کافی ہے۔ ⑧ زبان سے منع کرنا علماء کا فریضہ
 ہے اور عوام کو بھی اپنے اپنے دائرہ اختیار میں اس طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔ ⑨ اگر کوئی شخص ایمان کی کمزوری یا
 جرات و ہمت نہ ہونے کی وجہ سے زبان سے بھی برائی کی شاعت واضح نہ کر سکے تو بھی دل میں گناہ سے نفرت
 بہر حال ضروری ہے۔ گناہ کو اچھا سمجھنا پسند کرنا یا منع کرنے والوں کو اچھا نہ سمجھنا ایک لحاظ سے گناہ میں شرکت ہے جو
 ایک مومن کے شایان شان نہیں۔

۱۲۷۶- حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ : ۱۲۷۶- حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍ ، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ان کے بعد حضرت ابوبکر
 عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ عید کی نماز خطبے سے
 ﷺ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عَمْرٌ، يُصَلُّونَ الْعِيدَ پہلے ادا فرماتے تھے۔

۱۲۷۶- أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ۹۶۳، ومسلم، صلاة العيدين، كتاب صلاة
 العيدين، ح: ۸۸۸ من حديث أبي أسامة وغيره به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

قَبْلَ الْحُطْبَةِ .

(المعجم ۱۵۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمِّ

باب ۱۵۶۔ نماز عیدین میں امام کفنی

يُكَبِّرُ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ۱۹۵)

تکبیرات (زوائد) کہے

۱۲۷۷ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ :

۱۲۷۷۔ حضرت سعد مؤذن رسول ﷺ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں

قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں

قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ

سَعْدٍ، مُؤَدِّدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ : حَدَّثَنِي أَبِي،

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ

يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ

الْقِرَاءَةِ . وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ .



فوائد و مسائل: ① عید کی نماز کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں دوسری نمازوں میں کی جانے والی تکبیرات کے

علاوہ مزید تکبیرات بھی کی جاتی ہیں۔ انہیں ”تکبیرات زوائد“ یا ”زائد تکبیریں“ کہتے ہیں، یعنی وہ تکبیریں جو دوسری

نمازوں سے زائد عید کی نماز میں کی جاتی ہیں۔ ② زائد تکبیروں کی تعداد پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں

پانچ ہے۔ ③ یہ تکبیرات قراءت سے پہلے کی جاتی ہیں۔ ④ تکبیر تحریر ان تکبیرات میں شامل نہیں۔

۱۲۷۸ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ

۱۲۷۸۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت

شعیب بن محمد رضی اللہ عنہما) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے نماز عید میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔

الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى، عَنْ عَمْرِو

ابن شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

كَبَّرَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ سَبْعًا وَخَمْسًا .

۱۲۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ مُحَمَّدُ بْنُ

۱۲۷۹۔ حضرت کثیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنے والد

(حضرت عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہما) سے اور وہ ان

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۱۲۷۷ [حسن] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۱۱۰۱ لعلته، والحديث له شواهد، منها الحديث الآتي .

۱۲۷۸ [متناهد حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التكبير في العیدین، ح: ۱۱۵۱ من حديث عبدالله بن

عبدالرحمن به، وصححه أحمد، والبخاري، وابن المديني، والنوري، والمعقلاني وغيرهم .

۱۲۷۹ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في التكبير في العیدین، ح: ۵۳۶ من حديث كثير به،

وقال: 'حسن'، وانظر، ح: ۱۶۵ لعلته، وللحديث شواهد حسة، انظر الحديث الآتي والسابق .



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

کے دادا (حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں عیدوں میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔

خَالِدِ بْنِ عَمَّةَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ سَبْعًا فِي الْأُولَى. وَخَمْسًا، فِي الْآخِرَةِ.

۱۲۸۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ (کی نماز) میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں جن میں رکوع کی تکبیریں شامل نہیں۔

۱۲۸۰- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لِهَيْعَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ. وَعَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى سَبْعًا وَخَمْسًا. سِوَى تَكْبِيرَاتِي الرَّكُوعِ.

(المعجم ۱۵۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ۱۹۶)

باب: ۱۵۷- نماز عیدین کی قراءت

۱۲۸۱- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ دو دنوں عیدوں میں ﴿سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۱۲۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَا سُوَيْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّبِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ﴾.

۱۲۸۲- حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن باہر

۱۲۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَا سُوَيْبَانُ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ

۱۲۸۰- [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التكبير في العيدین، ح: ۱۱۴۹ من حديث ابن لهيعة به، وأخرج لها، ح: ۱۱۵۰ عن ابن وهب عن ابن لهيعة به، وصرح بالسماع عند غيره، وللحديث شواهد.

۱۲۸۱- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ۸۷۸ من حديث إبراهيم بن محمد به.

۱۲۸۲- أخرجه مسلم، صلاة العيدین، باب ما يقرأ في صلاة العيدین، ح: ۸۹۱ من حديث ضمرة بن سعيد به.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَرَجَ عَمْرُ يَوْمَ عِيدٍ. فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي وَاقِدِ النَّبِيِّ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي مِثْلِ هَذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: بِقَافٍ وَأَقْتَرَبْتُ.

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل تشریف لائے انھوں نے حضرت ابوقدیس رضی اللہ عنہ سے دریافت کرایا: نبی ﷺ اس دن (عید کے دن) کن سورتوں کی قراءت فرماتے تھے؟ ابوقدیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قاف (سورہ ق) اور اقتربت (سورہ قمر)

☀️ فائدہ: عیدین کی نمازوں میں دونوں احادیث میں مذکور سورتیں پڑھنا درست ہے۔ دونوں میں سے جس حدیث کے مطابق تلاوت کی جائے گی سنت پر عمل ہو جائے گا۔

۱۲۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَنَشِيِّ﴾.

۱۲۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عیدین میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَنَشِيِّ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

باب: ۱۵۸- عیدین کے خطبے کا بیان

(المعجم ۱۵۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ (النصف ۱۹۷)

۱۲۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ. قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا كَاهِلٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ. فَحَدَّثَنِي أَخِي عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ، وَحَبَشِيٍّ آخِذًا بِخَطَامِهَا.

۱۲۸۴- حضرت ابوکاہل احسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا اور ایک حبشی نے اونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی۔

۱۲۸۳- [حسن] انظر، ح: ۲۵۱ لعلته، والحديث الصحيح برقم: ۱۲۸۱ شاهذه له.

۱۲۸۴- [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ۱۸۵/۳، صلاة العیدین، الخطبة علی البعیر، ح: ۱۵۷۴ من حدیث إسماعیل به، وأحمد: ۳۰۶/۴ عن وکیع به، وأخوه سعید كما صرح به ابن الأثیر في روايته (أسد الغابة، ترجمة أبي كاهل)، وكذا في تهذيب الكمال وغيره.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

🌟 **فوائد و مسائل:** ① یہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا گیا۔ ② حبشی سے مراد حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے جائز ہے کہ کسی سے معمولی خدمت لے لے۔ ④ اس سے معلوم ہوا کہ سواری وغیرہ پر سوار ہو کر تقریر کی جاسکتی ہے۔ یہ جانوروں پر ظلم کے زمرے میں نہیں آتا اور بوقت ضرورت اونچا سٹیج بھی بنایا جاسکتا ہے تاکہ خطیب لوگوں کو بآسانی نظر آسکے۔

۱۲۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَائِدٍ، هُوَ أَبُو كَاهِلٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ حَسَنَاءَ، وَحَبِيبِي أَجْذَبَ بِخَطَأِهَا.

۱۲۸۵ - حضرت ابو کابیل قیس بن عائد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ایک خوبصورت اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیتے ہوئے سنا اور ایک حبشی نے اس کی مہارت تمام رکھی تھی۔

🌟 **فوائد و مسائل:** ① سفر حج کے دوران میں رسول اللہ ﷺ نے جس اونٹنی پر سواری کی تھی اس کا نام قصواء تھا۔ (صحیح مسلم 'الحج' باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم' حديث: ۱۲۱۸) ② جن حضرات نے آپ کی سواری کی شکل و صورت یاد رکھی وہ آپ کے فرمان کی کس طرح حفاظت کرتے ہوں گے؟

۱۲۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ بَيْطِطٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَجَّ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى بَعِيرِهِ.

۱۲۸۶ - حضرت سلمہ بن بیطط اپنے والد (حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حج کیا اور فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر (سوار ہو کر) خطبہ دیتے دیکھا ہے۔

🌟 **فائدہ:** مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد ابوداؤد میں ہیں تاہم دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳۱/ ۱۹۱۸ و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث: ۱۲۸۶) بتاریخ روایت میں مذکور مسئلہ کی تفصیل درست ہے۔ واللہ اعلم.

۱۲۸۵ - [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۲۸۶ - [ضعيف] أخرجه النسائي: ۲۵۳/۵، مناسك الحج، الخطبة بعرفة قبل الصلاة، ح: ۳۰۱۰ وح: ۳۰۱۱ من حديث سلمة به، أخرجه أبوداؤد، ح: ۱۹۱۶ بسند صحيح عن سلمة بن بيطط عن رجل من الحي عن أبيه بيطط به، والرجل مجهول، ولبعض الحديث شواهد عند أبي داود، ح: ۱۹۱۷ وغيره.

۵۔ ابواب إقامۃ الصلوات والسنة فيها

۱۲۸۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ
سَعْدِ الْمُؤَدِّينَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
جَدِّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَبِّرُ بَيْنَ أَضْعَافِ
الْحُطْبَةِ. يُكَبِّرُ التَّكْبِيرَ فِي حُطْبَةِ الْعِيدَيْنِ.

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۸۷- حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ خطبے کے دوران میں تکبیرات
کہا کرتے تھے۔ عیدین کے خطبے میں کثرت سے
تکبیرات کہتے تھے۔

۱۲۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ
عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدِ
الْحَدْرِيُّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ
يَوْمَ الْعِيدِ. فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ
يُسَلِّمُ فَيَقِفُ عَلَى رِجْلَيْهِ فَيَسْتَتِيلُ النَّاسُ وَهُمْ
جُلُوسٌ. فَيَقُولُ: «تَصَدَّقُوا. تَصَدَّقُوا»
فَأَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءَ، بِالْقُرْطِ وَالْحَاتِمِ
وَالسِّنِيِّ. فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ
بَعَا يَذْكُرُهُ لَهُمْ. وَإِلَّا انصَرَفَ.

۱۲۸۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید کے دن باہر
(عید گاہ میں) تشریف لے جاتے تھے لوگوں کو دو رکعت
نماز پڑھاتے پھر سلام پھیر کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو
جاتے۔ لوگوں کی طرف چہرہ مبارک کر لیتے جب کہ
لوگ بیٹھے رہتے۔ آپ فرماتے: ”صدقہ کرو صدقہ
کرو۔“ تو زیادہ تر عورتیں صدقہ کرتیں ہالی انگوشی اور
(اس طرح کی) کوئی چیز (صدقہ میں پیش کرتیں) اگر
آپ کوئی لشکر روانہ کرنے کی ضرورت محسوس فرماتے تو
یہ بات بھی لوگوں کو بتا دیتے ورنہ (خطبہ ختم کر کے)
واپس آ جاتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① عید کی نماز مسجد کے بجائے کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی
جیسی افضل ترین جگہ چھوڑ کر میدان میں نماز عید ادا کی۔ ② خطبے عید کی نماز کے بعد دینا چاہیے۔ ③ عید کا خطبہ منبر پر
نہیں زمین پر کھڑے ہو کر ہی دینا چاہیے۔ ④ خطبے میں حالات کے مطابق مناسب مسائل بیان کرنے چاہئیں۔
⑤ عورت اپنی ذاتی چیز خاندان کی اجازت کے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ ⑥ خطبہ اطمینان سے بیٹھ کر سنا چاہیے تاہم کوئی
فحص اٹھ جائے تو جائز ہے۔

۱۲۸۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ:
۱۲۸۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

۱۲۸۷- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۱۱۰۱ لعلته.

۱۲۸۸- أخرجه البخاري، الحيض، باب ترك الحائض الصوم، ح: ۳۰۴، ۹۵۶ من حديث عياض به موطأ
ومختصرًا، ومسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ۸۸۹ من حديث داود بن قيس به موطأ.

۱۲۸۹- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه إسماعيل بن مسلم (المكي) وقد أجمعوا على ضعفه،"

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: عید الفطر یا عید الاضیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ باہر (میدان میں) تشریف لے گئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا پھر تھوڑی دیر بیٹھ گئے پھر کھڑے ہو گئے (اور خطبہ دیا۔)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرِ أَوْ أَصْحَى. فَحَطَبَ فَأَيْمًا ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ قَامَ.

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ یہ کیفیت (درمیان میں بیٹھنا) صرف خطبہ جمعہ میں ثابت ہے۔

باب: ۱۵۹- نماز عید کے بعد خطبہ کے لیے بیٹھ رہنا

(المعجم ۱۵۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي انْتِظَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ۱۹۸)

۱۲۹۰- حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز عید میں شریک ہوا۔ آپ ﷺ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی پھر فرمایا: ”ہم نے نماز پڑھ لی ہے۔ (اب) جو شخص خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہے بیٹھ جائے اور جو شخص جانا چاہے چلا جائے۔“

۱۲۹۰- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، وَعَمْرُو بْنُ رَافِعِ بْنِ الْجَلْبَلِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: خَضِرْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَصَلَّى بِنَا الْعِيدِ، ثُمَّ قَالَ: «قَدْ قَضَيْنَا الصَّلَاةَ. فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ. وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ».

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عید کا خطبہ سننا واجب نہیں تاہم افضل یہی ہے کہ خطبہ سن کر جائیں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے۔

باب: ۱۶۰- نماز عید سے پہلے یا بعد میں نفل نماز

(المعجم ۱۶۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا (التحفة ۱۹۹)

۱۲۹۱- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۲۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

وَأَبُو بَكْرٍ (البکراوی) ضعیف ، وفیه علة أخرى .

۱۲۹۰- [صحیح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجلوس للخطبة، ح: ۱۱۵۵ من حديث الفضل به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي، وأعل بما لا يقدح.

۱۲۹۱- أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ۹۶۴، ومسلم، صلاة العيدين، باب ترك الصلاة، قبل العيد وبعدها في المصلى، ح: ۸۸۴ من حديث شعبة به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي
عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ فَصَلَّى بِهِمْ
الْعِيدَ. لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر (میدان میں) تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز عید پڑھائی۔ اس سے پہلے یا بعد میں کوئی (نفل) نماز ادا نہیں کی۔

☀️ فائدہ: جس طرح فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نفل نمازیں ہیں، جنہیں سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے نماز عید کے ساتھ اس قسم کی کوئی نماز منوں نہیں اس موقع پر ایسی کوئی نماز نہ پڑھنا ہی سنت ہے۔

۱۲۹۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا
بَعْدَهَا فِي عِيدٍ.

۱۲۹۲- حضرت عمرو بن شعيب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز عید کے موقع پر اس سے پہلے یا بعد میں نماز (نفل) ادا نہیں فرمائی۔

۱۲۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا
الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرِو الرَّقِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ
عَقِيلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا
يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا. فَإِذَا رَجَعَ إِلَى
مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ.

۱۲۹۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے پھر جب (نماز عید کی ادائیگی کے بعد گھر) واپس تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین مثلاً: امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر امام بوسیری شیخ البانی شیخ حسین اسد اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر فتح الباری میں سیر حاصل بحث کی ہے اور سنن ابن ماجہ کی

۱۲۹۲- [إسناده حسن] "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

۱۲۹۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۸/۳، ۴۰ من حديث عبيد الله بن عمرو به، وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن". * ابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ۳۹۰.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

مذکورہ روایت کو حسن قرار دے کر دونوں قسم کی روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ جن احادیث میں نفل وغیرہ نہ پڑھنے کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ عید گاہ میں کوئی نوافل ادا نہیں کرتے تھے۔ گھر آ کر ادا کیے جانے والے نفلوں کا تعلق نماز عید سے نہیں بلکہ یہ مطلق نفل ہیں۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۶۱۳/۲، ۶۱۳/۱) والموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳۲۳/۱۷، ۳۲۶/۳۲۵، ۳۲۳/۱۷ و سنن ابن ماجہ للدکتور بشار عواد، حدیث: (۱۲۹۳)

باب: ۱۶۱- عید گاہ کو پیدل جانا

(المعجم ۱۶۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ مَا شِئْنَا (التحفة ۲۰۰)

۱۲۹۴- حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور پیدل واپس آتے تھے۔

۱۲۹۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَا شِئْنَا، وَيَرْجِعُ مَا شِئْنَا.

۱۲۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور پیدل واپس آتے تھے۔

۱۲۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ. وَعَبِيدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَا شِئْنَا، وَيَرْجِعُ مَا شِئْنَا.

۱۲۹۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نماز عید کے لیے چل کر جانا سنت ہے۔

۱۲۹۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ

۱۲۹۴- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح: ۱۱۰۱ لعلته، وللمحدث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ۵۳۰ وغيره.

۱۲۹۵- [إسناده ضعيف جداً] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه عبدالرحمن بن عبدالله العمري، وهو ضعيف"، القول وهو متروك كما في التقريب.

۱۲۹۶- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۹۵ لعلته، وفيه علة أخرى.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
يَمْشِي إِلَى الْعِيدِ .

۱۲۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْحَطَّابِ : حَدَّثَنَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لیے پیدل جاتے تھے۔
مِنْذَلٌ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ ،
عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ
يَأْتِي الْعِيدَ مَا شَبَّأ .

🌞 فائدہ: اس باب کی تمام روایات کو اکثر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے جن میں ہمارے فاضل محقق، دکتور بشار عواد اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت (۱۲۹۶) کو امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے لیکن شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی بابت لکھتے ہیں شاید امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہو جو ابن ماجہ کے مذکورہ باب کے تحت آئے ہیں مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایات انفرادی طور پر ضعیف ہیں لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ اور پھر اس مسئلہ کی تائید میں ایک مرسل روایت پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے میں شرکت اور عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز کی ادائیگی کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے نیز سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عید الفطر کی تین سنتیں ہیں: ”عید گاہ کی طرف پیدل جانا“ عید نماز کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا اور عید نماز کے لیے غسل کرنا۔“ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل، للألبانی: ۱۰۳۶/۳/۱۰۳۶) الحاصل مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید گاہ کی طرف پیدل جانا کم از کم مستحب ضرور ہے تاہم ضرورت کے پیش نظر سواری پر سوار ہو کر بھی جایا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۶۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُرُوجِ عِيدِ كَمَا جَاءَ فِي الرَّجُوعِ مِنْ غَيْرِهِ
باب: ۱۶۲- عید کے دن ایک رات سے عید گاہ جا کر دوسرے رات سے واپس آنا
(التحفة ۲۰۱)

۱۲۹۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ :
أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدِ سَلَكَ عَلَى دَارِ
۱۲۹۸- حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عیدین کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت سعید بن ابوالعاص کے گھر کے پاس سے گزرتے، پھر حیموں والوں کے پاس سے گزرتے، پھر

۱۲۹۷- [مسندہ ضعیف] انظر، ح: ۱۲۴۷ لعلته.

۱۲۹۸- [مسندہ ضعیف] انظر، ح: ۱۱۰۱ لعلته، وقال البوصيري: 'هذا الإسناد ضعيف'.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
(نماز کے بعد) دوسرے راستے سے، یعنی بنو زریق کے
راستے سے واپس ہوتے، پھر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ
کے گھر کے پاس سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے
پاس سے گزر کر میدان میں پہنچتے۔ (اور وہاں سے مسجد
نبوی اور امہات المؤمنین کے گھروں کی طرف چلتے۔)

سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ . ثُمَّ عَلَى أَصْحَابِ
الْفَسَّاطِيطِ . ثُمَّ انْصَرَفَ فِي الطَّرِيقِ الْأُخْرَى
طَرِيقِ بَنِي زُرَيْقٍ . ثُمَّ يَخْرُجُ عَلَى دَارِ عَمَّارِ بْنِ
يَاسِرٍ وَدَارِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْبَلَّاطِ .

۱۲۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ وہ عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے جاتے اور
دوسرے سے واپس آتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔

۱۲۹۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ :
حَدَّثَنَا أَبُو قَتَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ،
عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى
الْعِيدِ فِي طَرِيقِ ، وَيَرْجِعُ فِي أُخْرَى .
وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ .

۱۳۰۰- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لیے بیابان تشریف لے جاتے تھے
اور جس راستے سے جاتے تھے اس کے علاوہ دوسرے
راستے سے واپس تشریف لاتے تھے۔

۱۳۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ : حَدَّثَنَا
مُتَدَلٌّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ ،
عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِي
الْعِيدَ مَاشِياً ، وَيَرْجِعُ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي
ابْتَدَأَ فِيهِ .

۱۳۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کی نماز کے لیے باہر تشریف لے جاتے تو

۱۳۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ :
حَدَّثَنَا أَبُو ثَمَلَةَ ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ ، عَنْ

۱۲۹۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الخروج إلى العيد في طريق ويرجع في طريق، ح: ۱۱۵۶
عن حديث عبدالله العمري به * العمري عن نافع قوي، قواه أحمد وغيره، ومثل ابن معين عن العمري: ما حاله في
الفتح؟ فقال: صالح (تاريخ الدارمي: ۵۲۳ وغيره).

۱۳۰۰- [ضعيف] تقدم، ح: ۱۲۹۷.

۱۳۰۱- أخرجه البخاري، العيدين، باب من خالف الطريق إذا رجع يوم العيد، ح: ۹۸۶ تعليقا، والترمذي،
ح: ۵۵۱، موصولاً، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طريق آخر عند البخاري،
ورفعه عليه، والطريقان محفوظان.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

بھی صرف مباح (جائز) ہی ہیں نہ کہ فرض و واجب یا سنت و مستحب۔ اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ کوئی مباح کام حرام کا ذریعہ بن رہا ہو تو وہ مباح کام بھی ناجائز قرار پاتا ہے اور حرام سے بچنے بچانے کے لیے مباح کام سے بھی لوگوں کو روک دیا جاتا ہے اس لیے جو علماء شادی وغیرہ کے موقع پر ان جائز چیزوں سے بھی روکتے ہیں حکمت عملی کے اعتبار سے ان کا موقف اسلام کے زیادہ قریب ہے کیونکہ بات صرف دف تک ہی نہیں رہتی ڈھول و دھمکوں ساز و موسیقی اور بیڑا بچوں تک بلکہ مجروں اور کھلم کھلا فواحش و عنکرات کے ارتکاب تک پہنچ جاتی ہے۔ اَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ۔

۱۳۰۳- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جو جو کچھ ہوتا تھا وہ سب میں نے (تم لوگوں کو کرتے) دیکھ لیا ہے سوائے ایک چیز کے۔ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں عید الفطر کے دن گانا بجانا ہوتا تھا۔ (جو تم نے ترک کر دیا ہے۔)

۱۳۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَحْيٍ : حَدَّثَنَا

أَبُو نُعَيْمٍ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَامِرٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : مَا كَانَ شَيْءٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ . إِلَّا شَيْءٌ وَاحِدٌ . فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْلَسُ لَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ .

امام صاحب کے شاگرد ابوالحسن نے یہی حدیث اپنی تین سندوں یعنی بوساطہ ابن دیزیل عن آدم عن شیبان عن جابر عن عامر اور بوساطہ اسرائیل عن جابر اور بوساطہ ابراہیم بن نصر عن ابی نعیم عن شریک عن ابی إسحاق عن عامر بیان کی۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلْمَةَ الْقَطَّانُ : حَدَّثَنَا ابْنُ دِزِيلٍ : حَدَّثَنَا آدَمُ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ عَامِرٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ جَابِرٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرِ : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَامِرٍ ، نَحْوَهُ .

فائدہ: مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سداً ضعیف ہے جبکہ بعض محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے تاہم عید کے دن بچیوں کے لیے جائز ہے کہ گھر میں کوئی گیت وغیرہ گائیں اگرچہ ساتھ دف بھی ہو۔ (صحیح البخاری العیدین، باب سنة العیدین لأهل الإسلام، حدیث: ۹۵۳) ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر الفسار کی بچیوں نے دف بجا کر اپنے بزرگوں کی تعریف میں کچھ اشعار گانے شروع کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا البتہ منہ پھیر کر لیٹ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو بچیوں کو ڈانٹا۔ رسول اللہ ﷺ

۱۳۰۴- [إسناده ضعيف] وطريق قيس صححه البوصيري * أبو إسحاق عن عنان، وتقدم، ح: ۴۶، وانظر، ح: ۱۰۳۹، وتابعه جابر الجعفي عند القطان: الراوي عن ابن ماجه، وأحمد: ۴۲۲/۳ وغيرهما، وهو ضعيف، والنسبي، تقدم، ح: ۳۵۶.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نے فرمایا: ”رہنے دو یہ ہماری عید کا دن ہے۔“ اس لیے عید کے دن گانے بجانے کی اجازت ہے لیکن مندرجہ ذیل امور کو مد نظر رکھنا ضروری ہے: (ا) اس کی اجازت صرف خاص خاص موقعوں کے لیے ہے مثلاً: عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایام تشریق (قربانی کے دن) اور شادی کے موقع پر۔ (ب) بچیوں کو صرف اجازت دی جائے ان کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے نہ بزرگ مرد اور خواتین اس میں شریک ہوں۔ (ج) جو اشعار پڑھے جائیں ان میں حیا کے منافی بد اخلاقی کا سبق دینے والی یا شریک باتیں نہ ہوں۔ (د) لوف کے سوا کوئی دوسرا ساز نہ بجایا جائے۔ (ه) وہ گانے بجانے کی پیشہ ور عورتیں نہ ہوں جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے: [وَلَيْسَتْ بِمُعْتَبَرَاتٍ] ”وہ گانے والیاں نہ تھیں۔“ (صحیح البخاری، العیدین، باب سنة العیدین لأهل الإسلام، حدیث: ۹۵۲) (و) اس موقع پر لونچوں اور بچوں کا اختلاط نہ ہو جیسے ہمارے معاشرے میں شادی وغیرہ کی تقریبات میں عام طور پر ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۶۶) - بِبَابِ مَا جَاءَ فِي الْحَرْبَةِ
يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ۲۰۳)

۱۳۰۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا
عِيسَى بْنُ يُونُسَ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
ابْنُ ابْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ . قَالَ :
حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ ، عَنِ ابْنِ
عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْدُو إِلَى
الْمُصَلَّى فِي يَوْمِ الْعِيدِ . وَالْعَنْزَةُ تُحْمَلُ بَيْنَ
يَدَيْهِ . فَإِذَا بَلَغَ الْمُصَلَّى ، نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ
فَيُصَلِّي إِلَيْهَا . وَذَلِكَ أَنَّ الْمُصَلَّى كَانَ
فَضَاءً ، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ يُسْتَتَرُ بِهِ .

🌞 فوائد و مسائل: ① [عَنْزَةُ] چھولے نیزے یا برہمی کو کہتے ہیں۔ ② نماز میں امام کے سامنے سترہ ہونا چاہیے۔ مسجد میں دیوار ہی کافی ہے جبکہ میدان میں کوئی اور چیز رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے اس کی ضرورت کی چیز اٹھا کر لے جانا اور اس طرح کی دوسری خدمت انجام دینا احترام میں شامل ہے۔ ④ نماز باجماعت میں امام کے لیے سترہ کافی ہے مقتدیوں کے آگے سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔

۱۳۰۴ - أخرجه البخاري، العیدین، باب حمل العنزة أو الحريرة بين يدي الإمام يوم العيد، ح: ۹۷۳ من حدیث حدیث الوليد به مختصراً.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

۱۳۰۵ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا

۱۳۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ أَوْ غَيْرِهِ ، نُصِبَتِ الْحُرْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ . فَيُصَلِّي إِلَيْهَا ، وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهِ .

انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ عید کے دن یا کسی اور دن جب نماز ادا فرماتے تو آپ کے سامنے برچھی گاڑ دی جاتی۔ آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قَالَ نَافِعٌ : فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأَمْرَاءُ .

امام نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی وجہ سے خلفاء نے یہ

طریقہ اختیار کیا ہے۔

🌟 نواد و مسائل: ① سترہ صرف عید کی نماز کے لیے خاص نہیں دوسری کوئی نماز بھی جب مسجد کے باہر ادا کی جائے مثلاً: سفر میں..... تو امام کے سامنے سترہ ہونا چاہیے۔ ② مقتدیوں کے لیے الگ سترے کی ضرورت نہیں ہاں جب مقتدی علیحدہ سنتیں وغیرہ پڑھیں گے تو ان کے لیے الگ سترہ ضروری ہے۔

۱۳۰۶ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ

۱۳۰۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

الْأَيْلِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ : أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ بِالْمُصَلَّى مُسْتَتِرًا بِحُرْبَةٍ .

کہ رسول اللہ ﷺ نے عید گاہ میں عید کی نماز برچھی کو سترہ بنا کر ادا فرمائی۔

(المعجم ۱۶۵) - بِبَابِ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ

باب: ۱۶۵- عیدین میں عورتوں کا

النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ۲۰۴)

عید گاہ جانا

۱۳۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۱۳۰۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

۱۳۰۵- أخرجه البخاري، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ۴۹۴، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والتلب إلى الصلاة إلى سترة... الخ، ح: ۵۰۱ من حديث عبدة الله بن عمر به.

۱۳۰۶- [سناده صحيح] أخرجه السنائي في الكبرى، ح: ۱۷۷۰ من حديث ابن وهب به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات."

۱۳۰۷- أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيد إلى المصلي... الخ، ح: ۸۹۰ من حديث مشاهير به.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عیاد اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سَبْرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. قَالَ، قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: فَقُلْنَا: أَرَأَيْتَ إِخْدَاهُنَّ لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: «فَلْتَلْبِسْهَا أُخْتَهَا مِنْ جِلْبَابِهَا».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عورتوں کو لے کر جائیں۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ہم نے عرض کیا: یہ فرمائیے کہ اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو؟ (تو وہ کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اس کی بہن اپنی چادر اوڑھادے۔“



فوائد و مسائل: ① جس طرح فرض نمازوں میں اور جمعے میں عورتوں کا مسجد میں آنا جائز ہے اسی طرح عیدین میں بھی ان کی حاضری ضروری ہے۔ ② اس میں ایک حکمت تو یہ ہے کہ خطبے میں دین کے مسائل بیان کیے جاتے ہیں اور دین سیکھنا عورتوں پر بھی فرض ہے دوسرے عید مسلمانوں کی اجتماعی شان و شوکت کے اظہار کا دن ہے عورتوں اور بچوں کی شرکت سے یہ مقصد زیادہ بہتر طریقے پر پورا ہوتا ہے تیسرے یہ کہ عید اجتماعی خوشی کا موقع ہے جس میں مرد اور عورتیں سبھی اہل ایمان شامل ہیں لہذا عورتوں کو اس خوشی میں شرکت سے محروم رکھنے کا کوئی جواز نہیں۔ ③ اگر کسی خاتون کو ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ عید کے اجتماع میں شریک نہ ہو سکتی ہو تو اس کا یہ عذر اگر درود ہو سکتا ہو تو ضرور کیا جائے اسے نماز عید پڑھنے اور خطبہ سننے سے محروم نہ رکھا جائے۔ ④ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو دوسری خاتون اسے اپنی چادر میں شریک کرے۔ دو عورتوں کا ایک چادر اوڑھ کر چلنا ایک مشکل کام ہے لیکن اس کا حکم دیا گیا ہے اس سے عورتوں کے عید میں شریک ہونے کی انتہائی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ ⑤ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسری خاتون کے پاس دو چادریں ہوں تو وہ ایک چادر اس عورت کو دے دے جس کے پاس چادر نہیں۔ صحیح ابن خزیمہ کی روایت کے الفاظ سے یہ مفہوم ظاہر ہوتا ہے۔ (صحیح ابن عزیمة: ۳۶۲/۳، حدیث: ۱۳۶۷) ⑥ پردہ اس قدر اہم ہے کہ چادر نہ ہونے کو بے پردہ باہر جانے کے لیے عذر تسلیم نہیں کیا گیا حتیٰ کہ اگر دوسری عورتوں سے عاریتاً بھی چادر نہ ملے تو وہ عورتیں ایک چادر اوڑھ کر چلیں بغیر چادر کے نہ جائیں۔



۱۳۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۱۳۰۸ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
أَبَانَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ سَبْرِينَ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفَرْنَا يَوْمَ نَوَاحٍ بِرَدِّ نَشِيمٍ بَجِيُونَ كَمَا
عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (نماز عید کے لیے) گھروں سے باہر (عید گاہ میں) لے کر
«أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ. آؤ انھیں چاہیے کہ وہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں

۱۳۰۸ - أخرجه البخاري، العيدين، باب خروج النساء والحض إلى المصلى، ح: ۹۷۴، ومسلم، انظر الحديث السابق من حديث أيوب به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
 لِشَهْدَنَ الْعَيْدِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ. حاضر ہوں، حیض والی عورتیں عام لوگوں (نماز پڑھنے
 والی عورتوں) کی نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔

🌞 نو آمد و مسائل: ① جب بچیاں جوان ہو جائیں تو انہیں گھروں میں رہنا چاہیے۔ ② عید کی نماز میں ان پر وہ فحش
 بچیوں کو بھی شامل ہونا چاہیے تاہم پردے کا اہتمام کر کے باہر نکلیں۔ ③ حیض والی عورتیں بھی عید گاہ میں جائیں۔
 ④ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسجد عید پڑھنے کی جگہ نہیں کیونکہ حیض والی عورتیں وہاں نہیں جا سکتیں جب کہ ان کا عید کے
 اجتماع میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ ⑤ [دعوة المسلمين] کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جب مسلمان دعا کریں تو جن
 عورتوں نے ماہانہ عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی وہ دعا میں شریک ہو جائیں اس طرح انہیں بھی خیر و برکت میں حصہ
 جائے گا دوسرا مفہوم وعظ و تبلیغ ہے یعنی نماز نہ پڑھنے کے باوجود وہ خطبہ تو سن سکتی ہیں اور جو مسائل بیان کیے جائیں
 ان سے مستفید ہو سکتی ہیں۔ ⑥ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز پڑھتے ہی خطبہ سننے بغیر نہیں چلے جانا چاہیے
 اگرچہ حدیث: ۱۲۹۰ کی روشنی میں چلے جانے کا جواز ہے تاہم عید کی پوری برکات اور فوائد حاصل کرنے کے لیے
 خطبہ سنا ضروری ہے۔



۱۳۰۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے کہ نبی ﷺ عیدین میں اپنی صاحب زادیوں اور خواتین
 کو گھر سے باہر (عید گاہ میں) لے جایا کرتے تھے۔

۱۳۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ:
 حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ
 أَرْطَاةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ
 ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتِهِ
 وَنِسَاءَ فِي الْعِيدَيْنِ.

باب: ۱۲۶- ایک دن میں دو عیدوں کا
 جمع ہو جانا

۱۳۱۰- حضرت اباس بن ابورملہ شامی رضی اللہ عنہما سے
 روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے ایک آدمی کو حضرت
 زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے سنا: کیا آپ رسول اللہ

(المعجم ۱۶۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا
 اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ (التحفة ۲۰۵)
 ۱۳۱۰- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ
 الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا
 إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُعْبِرَةِ، عَنْ

۱۳۰۹- [سناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۳۱ عن حفص به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لندليس
 حجاج بن أرتاة" (۱۱۲۹، ۴۹۶).

۱۳۱۰- [سناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد، ح: ۱۰۷۰ من حديث
 إسرائيل به، وصححه ابن خزيمة، وابن المديني، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

إِبَاسُ بْنُ أَبِي رَمَلَةَ الشَّامِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ: هَلْ شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِيدَيْنِ فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: صَلَّى الْعِيدَ. ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ. ثُمَّ قَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ».

عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

ابو اسحاق نے کہا: میں نے ایک شخص کو سنا کہ وہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دن میں دو عیدوں (جمعہ اور عید) میں حاضر ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے؟ فرمایا: آپ ﷺ نے عید کی نماز ادا فرمائی، پھر جمعے کی رخصت دے دی۔ پھر فرمایا: ”جو کوئی (جمعے کی نماز) پڑھنا چاہے پڑھ لے۔“

۱۳۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں تو جو شخص چاہے اس کے لیے یہ (نماز عید) جمعے کے بدلے کفایت کرے گی اور ہم ان شاء اللہ جمعہ پڑھیں گے۔“

۱۳۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَنَّى

الْجَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي مُغِيرَةُ الصَّبِي، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا. فَمَنْ شَاءَ أَجْرَاهُ مِنَ الْجُمُعَةِ. وَإِنَّا مُجْمَعُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ».

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بقیہ کے دوسرے شاگرد یزید بن عبد ربہ سے محمد بن یحییٰ کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ الصَّبِي، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مسکنی نے فقہاً درست ہے

جیسا کہ گزشتہ حدیث میں مذکور ہے اور وہ روایت بھی ہمارے شیخ کے نزدیک حسن ہے۔ ② ایک دن میں دو عیدیں جمع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا دن جمعے کو واقع ہو کیونکہ جمعہ مسلمانوں کی ہفت روزہ عید ہے اور عید الفطر یا عید الاضحیٰ سالانہ عید ہے۔ ③ جو لوگ شہر کے باہر ڈیروں میں رہتے ہیں انہیں عید کی نماز کے لیے شہر آنا چاہیے۔ اسی

۱۳۱۱- [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، الباب السابق، ح: ۱۰۷۳ عن محمد بن المصنف وغيره به، وصححه الحاكم، والذهبي، وقال البوصيري: "لهذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات، * مغيرة تقدم قريباً، ح: ۱۳۰۲، وبقية، لم يصرح بالسماع المسلسل، والحديث السابق يعني عنه.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

طرح جمع کی نماز بھی کسی ہستی ہی میں ادا کرنی چاہیے۔ ① جمعے کے دن عید آجائے تو ان لوگوں سے جو کسی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی قیام گاہوں پر ظہر کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ② شہر اور رستی والوں کو عید کے دن جمعے کی نماز میں حاضر ہونا چاہیے۔

۱۳۱۲- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو عیدیں (ایک دن میں) جمع ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو (عید کی) نماز پڑھائی، پھر فرمایا: ”جو شخص جمعے کی نماز میں آنا چاہے آجائے جو پیچھے رہنا چاہے پیچھے رہ جائے۔“

۱۳۱۲- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ : حَدَّثَنَا مَيْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ قَالَ: اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا. وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ».

(المعجم ۱۶۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ مَطَرٌ (التحفة ۲۰۶)

باب: ۱۶۷- بارش کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کرنے کا بیان

۱۳۱۳- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أَبِي فَرَوَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يَحْيَى عُبَيْدَ اللَّهِ التَّمِيمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ.

۱۳۱۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک دفعہ) عید کے دن بارش ہو گئی تو آپ نے مسجد میں نماز (عید) پڑھائی۔

☀️ فائدہ: یہ روایت معنا صحیح ہے یعنی مسئلہ اسی طرح ہے کہ عید کلمہ میدان میں پڑھنا افضل ہے تاہم اگر کوئی ایسی مجبوری ہو کہ باہر عید پڑھنا ناممکن ہو تو مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔

۱۳۱۲- [حسن] وقال البوصيري: *لهذا إسناده ضعيف لضعف جبارة، (ح: ۷۴۰)، ومندل، (ح: ۱۲۴۷)*، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق: ۱۳۱۰.

۱۳۱۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد إذا كان يوم مطر، ح: ۱۱۶۰ من حديث الوليد بن عيسى مجهول، وشيخه عبيد الله التميمي مستور.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۶۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ
السَّلَاحِ فِي يَوْمِ الْعِيدِ (التحفة ۲۰۷)

۱۳۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا نَائِلُ بْنُ نَجِيحٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُلْبَسَ السَّلَاحُ فِي بِلَادِ الْإِسْلَامِ فِي الْعِيدَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونُوا بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ.

۱۳۱۳- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسلمانوں کے علاقے میں عیدین کے موقع پر ہتھیار پہننے سے منع فرمایا، الا یہ کہ وہ دشمن کے مقابل ہوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم مسئلہ درست ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول مروی ہے جس سے عید کے موقع پر ہتھیار پہننے کی شرعاً ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، العیدین، باب ما بکروہ من حمل السلاح في العيد والحرم، حدیث: ۹۶۲) ② ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کا اجتماع ہونے کی وجہ سے کسی کو بلا ارادہ جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس سے بچاؤ ہے۔

(المعجم ۱۶۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي
الْإِغْتِسَالِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ۲۰۸)

۱۳۱۵- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلَّسِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى.

۱۳۱۵- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

۱۳۱۶- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا فَالِقُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ رِوَايَةِ

۱۳۱۴- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ فِيهِ نَائِلُ بْنُ نَجِيحٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زِيَادٍ وَهُمَا ضَعِيفَانِ" قلت: إسماعيل هذا "متروك، كذبوه" كما في التقريب.

۱۳۱۵- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ۲۷۸/۳ من حديث جبارة بن ميمون بن مهران، عن ابن عباس قال: "كان رسول الله ﷺ يغتسل يوم الفطر ويوم الأضحية." والسند ضعفه الحافظ في الدراية.

۱۳۱۶- [إسناده موضوع] أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۷۸/۴ عن نصر بن علي به، وقال ❦



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها عید اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهِ ابْنِ سَعْدٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ. وَكَانَ الْفَاكِهُ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ.

کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن، قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل کرتے تھے۔ حضرت فاکہ رضی اللہ عنہ بھی ان ایام میں اپنے گھر والوں کو غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

🌟 **فائدہ:** مذکورہ باب کی دونوں روایات ضعیف ہیں جنہیں محققین نے ضعیف قرار دیا ہے تاہم دوسرے دلائل کی رو سے عید کے دن غسل کرنا مستحب ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے جمعے کے دن کو عید بنایا ہے چنانچہ جو شخص جمعے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو استعمال کرے اور مسواک کا بھی ضرور استعمال کرے۔“ (سنن ابن ماجہ: إقامة الصلوات، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، حدیث: ۱۰۹۸) اس حدیث سے علمائے حدیث یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب حدیث میں جمعہ کے دن غسل کرنے، خوشبو استعمال کرنے اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید بنایا ہے تو عید کے دن ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا۔ علاوہ ازیں امام مالک رحمہ اللہ، حضرت نافع رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل غسل کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک: العیدین: ۱/۱۷۷) نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ”إرواء“ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح مرفوع حدیث تو نہیں ہے البتہ موقوف روایت ہے جو امام بیہقی سے مروی ہے انھوں نے آخر میں اس غسل کو مستحب قرار دیا ہے اور اس کی تائید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے لہذا ان تمام دلائل کی روشنی میں عید کے دن غسل کرنا ان شاء اللہ مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۱/۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۳۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ الصَّحَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُشَيْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ يَوْمَ فِطْرِ أَوْ أَضْحَى، فَأَنْكَرَ إِنْطَاءَ الْإِمَامِ، وَقَالَ: إِنْ كُنَّا لَقَدْ فَرَعْنَا سَاعَتَنَا هُدًى، وَذَلِكَ حِينَ التَّشْبِيحِ.

۱۳۱۷- حضرت عبدالوہاب بن الصحاح: حدیثنا اسماعیل بن عیاش: حدیثنا صفوان بن عمرو، عن یزید بن حمیر، عن عبد اللہ بن بشیر، انہ خرچ مع الناس یوم فطر او اضحی، فانکر انطاء الامام، وقال: ان کنا لقد فرعنا ساعتنا ہدی، وذلك حین التشیح.

۱۳۱۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ (عید گاہ کی طرف) روانہ ہوئے۔ انھوں نے امام کے دیر کرنے کو ناپسند فرمایا۔ اور فرمایا: ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ اس وقت نفل نماز کی ادائیگی کا وقت ہو چکا تھا۔

☀️ نوادہ و مسائل: ① امام غلطی کرے تو عالم آدمی اس کی غلطی واضح کر سکتا ہے۔ ② نفل نماز کی ادائیگی سے مراد یہ ہے کہ کراہت کا وقت ختم ہو جائے۔ یہاں اس سے مراد محلیٰ یعنی چاشت کی نماز کا وقت ہے جیسے کہ طبرانی کی روایت میں ہے: [وَذَلِكَ حِينَ يُسْبِحُ الضَّحَى] ”یہ وہ وقت تھا جب محلیٰ کے نفل پڑھے جاتے ہیں۔“ ③ مذکورہ حدیث نماز عید جلد ادا کرنے کی مشروعیت اور زیادہ تاخیر کرنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ نماز جلدی ادا کرنے کی مشروعیت پر حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عید کے دن سب کاموں سے پہلے نماز ادا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ عید کے دن نماز عید اور اس کے لیے روانگی کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز عید جلد ادا کی جائے۔ (فتح الباری: ۲/۳۵۷) البتہ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس مسئلہ کی بابت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید الفطر قدرے تاخیر سے اور نماز عید الاضحیٰ جلدی ادا کرتے تھے۔ (زاد المعاد: ۱/۱۳۱)

(المعجم ۱۷۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ (التحفة ۲۱۰)

۱۳۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ أَبَانَ حَدَّادَ بْنَ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي.

۱۳۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

۱۳۱۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب وقت الخروج إلى العيد، ح: ۱۱۳۵ من طريق آخر صحيح، عن صفوان به، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ووافقه الذهبي.

۱۳۱۸- [صحیح] تقدم، ح: ۱۱۴۴.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها رات کی نماز سے متعلق احکام و مسائل

🕌 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد کو صلاۃ اللیل (رات کی نماز) کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا وقت عشاء کے بعد شروع ہو کر صبح صادق طلوع ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ ② نماز تہجد بہت فضیلت کی حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔" (صحیح مسلم، الصیام، باب فضل صوم المحرم، حدیث: ۱۱۲۳) ③ نبی اکرم ﷺ نماز تہجد عام طور پر دو رکعت کر کے ادا کرتے تھے یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے لیکن چار چار رکعت پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ چار رکعتیں پڑھتے تھے آپ ان رکعتوں کی خوبصورتی اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیں (کہ بیان نہیں ہو سکتا) پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے آپ ان کی خوبصورتی اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیں پھر تیس رکعت (وتر) پڑھتے۔" (صحیح البخاری، التہجد، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث: ۱۱۴۷)

۱۳۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا
اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى
مَثْنَى».

۱۳۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔"

۱۳۲۰ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ :
حَدَّثَنَا شَفِيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ،
عَنْ أَبِيهِ. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ
عُمَرَ. وَعَنِ ابْنِ أَبِي لَيْبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ،
عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ
طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سِئِلَ النَّبِيُّ
ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ: «يُصَلِّي مَثْنَى
مَثْنَى. فَإِذَا خَافَ الصُّبْحَ أَوْ تَرَ بَواجِدَةً».

۱۳۲۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ نبی ﷺ سے رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں
سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "نمازی کو چاہیے کہ
دو دو رکعت پڑھتا رہے؛ جب صبح صادق ہو جانے کا خوف
محسوس ہو تو ایک وتر پڑھ لے۔"

۱۳۱۹- أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ۹۹۰، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل
مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ۷۴۹ من حديث مالك عن نافع وغيره به مطولاً، وله طرق عندهما.

۱۳۲۰- أخرجه البخاري، التهجّد، باب: كيف صلاة النبي ﷺ؟ وكما كان النبي ﷺ يصلي بالليل؟، ح: ۱۱۳۷،
ابح: ۹۹۰ من حديث عبدالله بن دينار، ومن حديث الزهري عن سالم عن أبيه به، وحديث طاووس أخرجه مسلم،
صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ۷۴۹ الف، ومن حديث شفيان به،
وحديث أبي سلمة أخرجه النسائي: ۲۲۷/۳، ح: ۱۶۶۹.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها رات کی نماز سے متعلق احکام و مسائل

🌞 نواد و مسائل: ① تہجد کی نماز آٹھ رکعت سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ ② صبح صادق ہو جانے سے پہلے وتر پڑھ کر فارغ ہو جانا چاہیے۔ ③ وتر ایک رکعت بھی جائز ہے۔ ④ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تین وتر و مسلمانوں کے ساتھ ادا فرماتے تھے، یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے پھر ایک رکعت پڑھتے۔ (صحیح البخاری، الوتر، باب ماجاء فی الوتر، حدیث: ۹۹۱)

۱۳۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

۱۳۲۱ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ.

باب: ۱۷۴۔ رات اور دن میں (نفل) نماز دو رکعت کر کے ادا کرنے کا بیان

(المعجم ۱۷۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي (التحفة ۲۱۱)

۱۳۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات اور دن کی (نفل) نماز دو رکعت ہے۔“

۱۳۲۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنِي مَثْنِي».

🌞 فائدہ: نفل نماز دو رکعت کر کے ادا کرنی چاہیے تاہم چار چار رکعت پڑھنا بھی درست ہے۔

۱۳۲۳۔ حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے

۱۳۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ

۱۳۲۱۔ [ضعیف] تقدم، ح: ۲۸۸.

۱۳۲۲۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الطوع، باب صلاة النهار، ح: ۱۲۹۵ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري، والبيهقي وغيرهم.

۱۳۲۳۔ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطوع، باب صلاة الضمعي، ح: ۱۲۹۰ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۳۴.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رات کی نماز سے متعلق احکام و مسائل
روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز صبح کی
نماز آٹھ رکعت ادا کی اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرا۔

رُمَح: أَبَانَا ابْنُ وَهَبٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مَحْرَمَةَ بِنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ
كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئِ
بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَوْمَ
الْفَتْحِ، صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحَى ثَمَّ ابْيَ
رَكَعَاتٍ. سَلَّمَ مِنْ كُلِّ رَكَعَتَيْنِ.

۱۳۲۳- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی
ﷺ نے فرمایا: ”ہر دو رکعت میں سلام ہے۔“

۱۳۲۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ
الْهُمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ
أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «فِي
كُلِّ رَكَعَتَيْنِ تَسْلِيمَةٌ».

۱۳۲۵- حضرت مطلب بن ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت
ہے ہر دو رکعت کے بعد تشهد ہے اور عمر و مسکت کا اظہار
ہے اور ہاتھ اٹھا کر کہو: اے اللہ! مجھے بخش دے۔ جس نے
ایسے نہ کیا، اس کی نماز ناقص ہے۔“

۱۳۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ:
حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ
أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ بْنِ
الْعُمَيْيَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ
الْمُطَّلِبِ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي وَدَاعَةَ - قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى
مَثْنَى. وَتَشَهُدُ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ. وَتَبَاءَسُ
وَتَمَسْكُنُ وَتَقْنَعُ. وَتَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي.
فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ».

۱۳۲۴- [سناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۵۲۰ لحال أبي سفيان طريف بن شهاب السعدي.

۱۳۲۵- [سناده ضعيف] أخرجه أبوداؤد، التطوع، باب صلاة النهار، ح: ۱۲۹۶ من حديث شعبة به، وأشار ابن
خزيمة إلى ضعفه، وضعفه البخاري، وابن عبد البر وغيرهما، وابن العمياء ضعفه الجمهور، وضعفه راجح.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز تراویح سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے لہذا بعض علماء کا اس حدیث کو فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے لیے دلیل بنانا درست نہیں۔

(المعجم ۱۷۳) - بِبَابِ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ
شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ۲۱۲)

باب: ۱۷۳۔ ماہ رمضان کے قیام
یعنی نماز تراویح کا بیان

۱۳۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ
رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۳۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (اللہ کے وعدوں
پر) ایمان رکھتے ہوئے نیت سے رمضان کے
روزے رکھے اور رمضان کا قیام کیا اس کے وہ گناہ
معاف کر دیے جائیں گے جو پہلے (مرزد) ہو چکے ہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ہر عمل کے لیے غلوں نیت بہت ضروری ہے۔ روزے اور قیام کا ثواب بھی مل سکتا ہے
جب یہ عمل محض اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہو یا کاری کے طور پر نہ ہو۔ ② گزشتہ گناہوں کی معافی سے عام طور
پر صغیرہ گناہوں کی معافی مراد لی گئی ہے لیکن بعض اوقات کسی بڑی نیکی کی وجہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو سکتا ہے۔
روزہ اور قیام جس قدر غلوں نیت کا حامل اور سنت کے مطابق ہوگا اتنا ہی زیادہ گناہوں کی معافی کا باعث ہوگا۔



۱۳۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ
عَلْقَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ
نُفَيْرِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي دَرٍّ قَالَ: صُمْنَا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَمَضَانَ. فَلَمْ يَقُمْ بِنَا
شَيْئًا مِنْهُ. حَتَّى يَبْقَى سَبْعُ لَيَالٍ. فَقَامَ بِنَا

۱۳۲۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں
نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رمضان
کے روزے رکھے۔ آپ نے ان ایام میں قیام نہ فرمایا
حتیٰ کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ساتویں رات آپ
ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) پڑھائی حتیٰ کہ تقریباً تہائی
رات گزر گئی پھر اس سے متصل چھٹی رات آئی تو آپ
ﷺ نے قیام نہ فرمایا پھر اس سے متصل پانچویں رات

۱۳۲۶۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل شهر رمضان، ح: ۶۸۳ من حديث محمد
ابن عمرو به.

۱۳۲۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، شهر رمضان، باب في قيام شهر رمضان، ح: ۱۳۷۵ من حديث داود
به، وصححه الترمذي، ح: ۸۰۶، وابن خزيمة، وابن حبان.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز تراویح سے متعلق احکام و مسائل

لَيْلَةَ السَّابِعَةِ حَتَّى مَضَى نَحْوُ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ. ثُمَّ كَانَتْ اللَّيْلَةُ السَّادِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا. فَلَمْ يَقُمْهَا. حَتَّى كَانَتْ الْعَامِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا، ثُمَّ قَامَ بِنَا حَتَّى مَضَى نَحْوُ مِنْ سَطْرِ اللَّيْلِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ نَفَلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هَذِهِ. فَقَالَ: «إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَإِنَّهُ يَعْدِلُ قِيَامَ لَيْلَةٍ» ثُمَّ كَانَتْ الرَّابِعَةُ الَّتِي تَلِيهَا، فَلَمْ يَقُمْهَا. حَتَّى كَانَتْ الثَّالِثَةُ الَّتِي تَلِيهَا. قَالَ، فَجَمَعَ نِسَاءَهُ وَأَهْلَهُ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ. قَالَ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَمُوتَنَا الْفَلَاحُ. قِيلَ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ. قَالَ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْ بَقِيَّةِ الشَّهْرِ.

آئی تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) پڑھائی حتیٰ کہ تقریباً آدھی رات گزر گئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں اس رات کا باقی حصہ بھی عطا فرماتے۔ (پوری رات قیام فرماتے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کرتا ہے (اس کا وہ) (قیام) پوری رات کے (قیام) کے برابر ہوتا ہے۔“ پھر اس سے متصل چوتھی رات آئی تو رسول اللہ ﷺ نے قیام نہ فرمایا۔ پھر اس سے متصل تیسری رات آئی تو آپ ﷺ نے اپنی خواتین کو اور اہل خانہ کو اکٹھا کیا اور (بہت زیادہ) لوگ بھی جمع ہو گئے۔ نبی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی حتیٰ کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ہماری فلاح چھوٹ جائے گی۔ (ابودرؤیثہ سے) پوچھا گیا: فلاح کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: سحری کا کھانا پھر فرمایا: اس کے بعد صبح کی باقی راتوں میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) نہیں پڑھائی۔

فوائد و مسائل: ① رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام معمول سے زیادہ کرنا چاہیے۔ ② نماز تراویح

نفل نماز ہے اس لیے نبی کریم ﷺ نے پورا مہینہ نہیں پڑھائی، صرف چند راتیں پڑھائی۔ ③ نماز تراویح میں قیام رکوع اور سجود وغیرہ طویل ہونے سے زیادہ وقت تک نماز ادا کی جاسکتی ہے اور کم تلاوت اور مختصر رکوع و سجود کے ساتھ کم وقت میں بھی فراغت حاصل کی جاسکتی ہے اس میں عام نمازیوں کے شوق اور ہمت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ④ نفل نماز میں تلاوت کی کوئی خاص مقدار مقرر کرنا ضروری نہیں، کسی دن طویل اور کسی دن مختصر قیام ہو سکتا ہے۔ ⑤ طویل نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو تلاوت زیادہ کر لی جائے یا تلاوت تریل کے ساتھ کی جائے، رکعتیں زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں کسی روایت میں یہ صراحت نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان راتوں میں رکعتوں کی تعداد میں اضافہ فرمایا تھا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں بھی اور دوسرے مہینوں میں بھی وتروں سمیت گیارہ رکعت ہی ہوتی تھی۔ (صحیح البخاری، التہجد، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث: ۱۱۴۷) ⑥ نماز تراویح میں عورتوں اور بچوں کو بھی شریک ہونا چاہیے۔ ⑦ سحری کا کھانا بھی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے روزوں میں امتیاز بھی ہے اور باعث برکت بھی اس لیے

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل سے متعلق احکام و مسائل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ”فلاح“ یعنی ”کامیابی“ کا نام دیا ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے پورا رمضان تراویح نہیں پڑھائی کیونکہ نبی کریم ﷺ کو خطرہ محسوس ہوا کہ اگر فرض ہوگئی تو امت کو اس پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چونکہ یہ خطرہ نہیں رہا اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پورا مہینہ باجماعت تراویح کا اہتمام فرمایا۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ نے قیام رمضان کی ترغیب دی تھی اس لیے اس پر عمل کرنا مسنون ہے، اسے بدعت میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

۱۳۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت نصر بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میری ملاقات حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے کہا: مجھے کوئی حدیث سنائیے جو آپ نے اپنے والد سے ماہ رمضان کے بارے میں سنی ہو۔ انھوں نے کہا: اچھا۔ مجھے والد صاحب (حضرت عبد الرحمن بن عوف زہری رضی اللہ عنہ) نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا: ”یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کیے ہیں اور میں نے تمہارے لیے اس کی راتوں کے قیام کا طریقہ جاری کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اس کے روزے رکھے گا اور قیام کرے گا وہ گناہوں سے اس طرح نکل (کر پاک صاف ہو) جائے گا جس طرح اس دن (پاک صاف) تھاجب وہ اپنی ماں کے ہاں پیدا ہوا تھا۔“

۱۳۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ. عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ، ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ، وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَانِيُّ، كِلَاهُمَا عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ: حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ يَذْكُرُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ. قَالَ: نَعَمْ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: «شَهْرٌ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ. فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا نَجَّحَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

(المعجم ۱۷۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ

اللَّيْلِ (التحفة ۲۱۳)

۱۳۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي ۱۵۸/۴، الصيام، ذكر اختلاف يحيى بن أبي كثير والنضر بن شيبان فيه، ح: ۲۲۱۰-۲۲۱۲ عن نصر بن علي، وغيره به * النضر بن شيبان لين الحديث (تقريب)، وقال ابن معين: ليس حديثه بشيء * .



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۳۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

قیام اللیل سے متعلق احکام ومسائل

۱۳۲۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان رات کو انسان کے سر کے پچھلے حصے میں رسی سے تین گرہیں لگاتا ہے۔ اگر انسان جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب اٹھ کر وضو کر لیتا ہے تو ایک (اور) گرہ کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ صبح کو چاق چو بند اور خوش باش ہوتا ہے اسے بھلائی مل گئی ہوتی ہے۔ اگر (انسان) یہ کام نہ کرے تو صبح کو سست اور بوجھل طبیعت ہوتا ہے اسے بھلائی نہیں ملتی۔“

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِاللَّيْلِ بِحَبْلٍ فِيهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ. فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَإِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ انْحَلَّتْ عُقْدُهُ كُلُّهَا، فَيُصْبِحُ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ قَدْ أَصَابَ خَيْرًا. وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ، أَصْبَحَ كَسِيلًا خَبِيثَ النَّفْسِ لَمْ يُصِبْ خَيْرًا».

🌟 فوائد ومسائل: ① شیطان ہماری نظر سے اوجھل مخلوق ہے۔ اس کے بارے میں جو کچھ قرآن و حدیث سے ثابت ہو اس پر یقین رکھنا چاہیے۔ ② رسی دھاگے یا بالوں میں گرہ لگا کر پھونک مارنا جادو گروں کا طریقہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ فِي الْعُقَدِ﴾ (الفرقان: ۴) اور (میں) گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے (اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔) شیطان اس طرح انسان پر نفسیاتی اثر ڈال کر اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ وہ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے: ”ابھی بہت لمبی رات پڑی ہے سو یارہ۔“ (صحیح البخاری، التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیة الرأس إذا لم یصل باللیل، حدیث: ۱۱۳۲) ③ اللہ کی یاد شیطان کی تدبیروں کا بہترین تون ہے۔ جاگ کر اللہ کا نام لینا، یعنی یہ دعا پڑھنا شیطان کی لگائی ہوئی گرہ کھول دیتا ہے: [الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانًا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ] (صحیح البخاری، الدعوات، باب ما یقول إذا نام، حدیث: ۶۱۳۲) ”تشریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے ہمیں موت دینے کے بعد (دوبارہ) زندگی بخشی اور (قیامت کے دن) اٹھ کر اسی کے پاس جانا ہے۔“ ④ نماز تہجد شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے والی ایک اہم چیز ہے۔ ⑤ اللہ کی یاد اور نماز کی برکت سے روح کو آسودگی اور دل کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور ان چیزوں سے گریز پریشانی، ہجر مردگی اور سستی کا باعث ہوتی ہے۔ ⑥ اللہ کی یاد سے دنیا کی بھلائی حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی رضا بھی نصیب ہوتی ہے۔

۱۳۲۹- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۵۳/۲ عن أبي معاوية ثنا الأعمش به، وله شواهد عند البخاري، التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیة الرأس... الخ، ح: ۱۱۴۲، ومسلم، صلاة المسافرین، باب الحث علی صلاة اللیل وإن قلت، ح: ۷۷۶ وغیرهما من حدیث أبي هريرة به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل سے متعلق احکام ومسائل

۱۳۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُنْبَانَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ. قَالَ: «ذَلِكَ الشَّيْطَانُ بَالَ فِي أُذُنَيْهِ».

۱۳۳۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ رات سے صبح تک (ساری رات) سویا رہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔“

☀️ فوائد ومسائل: ① بچے کو سنانے کے لیے کانوں پر یا کانوں کے قریب چھکی دی جاتی ہے۔ شیطان جب کسی کو رات کے قیام سے محروم کرنے کی نیت سے سلانا چاہتا ہے تو چھکی دینے کے بجائے شیطانی طریقہ اختیار کرتا ہے کہ اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔ ② جس طرح جنات کے اجسام ہماری نظروں سے اوجھل ہیں، اسی طرح ان کی حرکات و سکنات بھی ہم محسوس نہیں کرتے۔ ان کا کھانا پینا بھی انسانوں سے مختلف ہے، اسی طرح ان کے پیشاب کا بھی ہمیں احساس نہیں ہوتا کیوں کہ جس طرح ان کا وجود چھپی ہے اسی طرح ان کی حرکات کا یہ اثر بھی ٹک و شبر ہے بالآخر ہے کیونکہ ہمیں اس کی خبر سچے نبی نے دی ہے۔ ③ تہجد کی نماز اگرچہ نفل ہے اور اس کا ترک گناہ نہیں، تاہم اس کی برکات سے محرومی شیطان کی خوشی کا باعث ہے اس لیے شیطان کی خواہش ہوتی ہے کہ انسان اس عظیم عمل سے محروم ہی رہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ راتوں میں قیام کی کوشش کرے۔

۱۳۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُنْبَانَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ».

۱۳۳۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فلان کی طرح نہ ہو جانا۔ وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا، پھر اس نے رات کا قیام (تہجد) پڑھنا ترک کر دیا۔“

☀️ فوائد ومسائل: ① نیکی کے کام کا معمول بن جائے تو اسے قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② اپنے کسی ساتھی

۱۳۳۰- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ۲۲۷۰، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ۷۷۴ من حديث جرير به.

۱۳۳۱- أخرجه البخاري، النكاح، باب لزوجك عليك حق، ح: ۵۱۹۹ من حديث الأوزاعي به مطولاً بغير هذا اللفظ، وللحديث عنده طرق، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، أو فوت به حقاً... الخ، ح: ۱۱۵۹ من طرق عن يحيى به.



۵۔ ابواب إقامۃ الصلوات والنسۃ ہیہا قیام اللیل سے متعلق احکام و مسائل
یا عزیز میں نیکی سے غفلت محسوس ہو تو مناسب انداز سے توجہ دلا نا اور نیکی کی ترغیب دینا چاہیے۔

۱۳۳۲- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ،
وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ، وَالْعَبَّاسُ
ابْنُ جَعْفَرٍ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ عَمْرٍو الْحَدَّثَانِيُّ
قَالُوا: حَدَّثَنَا سُنَيْدُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا
يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُتَكَلِّمِ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «قَالَتْ أُمُّ سَلَيْمَانَ بِنْتُ دَاوُدَ لِسَلَيْمَانَ:
يَا بُنَيَّ! لَا تُكْثِرِ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ. فَإِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ
بِاللَّيْلِ تَتْرُكُ الرَّجُلَ فَقِيرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۱۳۳۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت سلیمان بن داود رضی اللہ عنہ کی والدہ نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پیارے بیٹے! رات کو زیادہ نہ سویا کرو رات کو زیادہ سونے کی وجہ سے انسان قیامت کے دن مفلس ہو جائے گا۔“

۱۳۳۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الطَّلْحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُوسَى أَبُو يَزِيدَ،
عَنْ شَرِيكَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سَفْيَانَ،
عَنْ جَابِرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ، حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ».

۱۳۳۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو زیادہ نماز پڑھے اس کا چہرہ دن کو خوبصورت ہو جاتا ہے۔“

۱۳۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ،
وَعَبْدُ الْوَهَّابِ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ

۱۳۳۴- حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے تو لوگ فوراً آپ ﷺ کی خدمت میں

۱۳۳۲- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في المعجم الصغير: ۱/ ۱۲۱ من حديث سنيد به، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات، وقال: 'لا يصح'، وقال البوصيري: 'هذا إسناده ضعيف لضعف يوسف بن محمد بن المنكدر، وسنيد بن داود'.

۱۳۳۳- [موضوع] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ۲/ ۱۰۹، ۱۱۰ من حديث ثابت بن موسى به، وقال: 'لا يصح'، وقال ابن حبان: 'هذا قول شريك قاله عقب حديث الأعمش، فأدرج ثابت قول شريك في الخبر، ثم سرق هذا من شريك جماعة ضعفاء'، وقال ابن معين في ثابت: 'كذاب'، وفيه علل أخرى.

۱۳۳۴- [صحیح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث: أفشوا السلام... الخ، ح: ۲۴۸۵ عن محمد بن بشاره، وقال: 'صحیح'.

قیام اللیل سے متعلق احکام و مسائل

حاضر ہو گئے (تھکسکا ہو گیا) لوگوں نے (خوشی سے ایک دوسرے کو) کہا: اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کو توجہ سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں۔ نبی ﷺ نے سب سے پہلے جو کلام فرمایا وہ یہ تھا: ”لوگو! سلام کو عام کر دو کھانا کھلایا کرو رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھا کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوا جاؤ گے۔“

ہ- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عَوْفُ بْنُ أَبِي جَبِيلَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ. وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ. فَلَمَّا اسْتَبَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ. فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمْتُ بِهِ، أَنْ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامًا، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.

☀️ نوآمد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما اسلام لانے سے پہلے یہودی تھے لہذا ان علامات سے باخبر تھے

جو سابقہ کتب میں نبی اکرم ﷺ کے لیے بیان کی گئی تھیں اسی بنیاد پر وہ قبول اسلام سے شرف ہوئے۔ ① نیکی اور بدی سچ اور جھوٹ کا اثر انسان کے ظاہر پر بھی پڑتا ہے جس کی وجہ سے سمجھ دار آدمی چہرے سے پہچان لیتا ہے کہ کون سا آدمی سچا ہے اور کون سا جھوٹا۔ ② سلام عام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کہیں حتیٰ کہ جس مسلمان سے براہ راست قرابت یا دوستی کا تعلق نہ ہو یا جو مسلمان انہی ہوا سے بھی سلام کہا جائے۔ ③ کھانا کھانے سے مراد غریب محتاج اور مستحق افراد کی مادی امداد ہے جو مسلمانوں کی باہمی ہمدردی کی وجہ سے اسلامی معاشرے کی ایک اہم خوبی ہے۔ اس کے علاوہ مہمان کی خدمت اور اس کے لیے عام کھانے سے بہتر کھانا تیار کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ ④ نماز تہجد گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ⑤ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے جنت ملتی ہے۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا مطلب گناہوں یا نیک اعمال کی کثرت کی وجہ سے جہنم کی سزا برداشت کیے بغیر جنت میں داخلہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس حدیث میں یہ جملہ بھی ہے: [وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ] ”اور صلہ کر دو یعنی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو۔“ (مسند أحمد: ۵/۳۵۱)

باب: ۱۷۵- رات کو اپنے گھر والوں

(المعجم ۱۷۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَيْقَطَ

کو (تہجد کے لیے) جگانا

أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ۲۱۴)

۱۳۳۵- حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما

۱۳۳۵- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل سے متعلق احکام و مسائل

سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب آدی رات کو جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے پھر وہ دونوں دو رکعت نماز پڑھیں تو ان کے نام اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مردوں اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ دیے جاتے ہیں۔“

الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكَعَتَيْنِ، كُنِيَ مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ».

🌟 نوآمد مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ للکتور بشر عواد، حدیث: ۱۳۳۵، وصحیح سنن ابی داؤد، (مفصل) للالبانی، حدیث: ۱۱۸۲) ② تہجد میں دو رکعت نماز پڑھ لینا بھی بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ زیادہ رکعتیں پڑھنے سے اور زیادہ ثواب ہوگا۔ ③ میاں بیوی کو چاہیے کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کریں۔

۱۳۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحمت فرمائے جس نے رات کو جاگ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر عورت نے (جاگنے سے) انکار کیا تو اس (مرد) نے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحمت فرمائے جس نے رات کو جاگ کر نماز پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر مرد نے (جاگنے سے) انکار کیا تو اس (عورت) نے مرد کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔“

۱۳۳۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ. فَإِنْ أَبَتْ رَسَّ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ. رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلَّى. فَإِنْ أَبِي رَسَّتْ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ».

❖ وصححه ابن حبان وغيره * وفيه الأعمش، وعنن، وتقدم، ح: ۱۷۸.

۱۳۳۶- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، النطوع، باب قيام الليل، ح: ۱۳۰۸ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، والنووي.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام ومسائل

☀️ نوآند ومسائل: ① میاں بیوی میں سے اگر ایک تجھ پڑھنے کا عادی ہو تو اسے چاہیے کہ دوسرے کو یہ عادت ڈالنے کی کوشش کرے۔ ② اگر نیند غالب ہو تو پانی کے چھینٹوں سے بیدار ہونا آسان ہو جائے گا پھر وضو کر کے نماز ادا کی جاسکے گی۔ مطلب یہ ہے کہ پوری کوشش کی جائے کہ خاوند یا بیوی میں سے کوئی بھی اس نیکی سے محروم نہ رہے۔ ③ نیکی میں تعاون اور ترغیب کا یہ عمل اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔

(المعجم ۱۷۶) - **بَابُ فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ** (التحفة ۲۱۵)

باب: ۱۷۶۔ خوبصورت آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا

۱۳۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرٍ بْنُ ذُكْوَانَ الدَّمَشَقِيِّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ : قَدِمَ عَلَيْنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ، وَقَدْ كُفَّ بَصْرَهُ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ . فَقَالَ : مَنْ أَنْتَ ؟ فَأَخْبَرْتُهُ . فَقَالَ : مَرَّحِبًا يَا بَنِي أَحْيَى . بَلَّغْنِي أَنْتَ حَسَنَ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ . سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ نَزَلَ بِحَزْنٍ ، فَإِذَا قَرَأْتُمُوهُ فَأَبْكُوا . فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَبَكَوْا . وَتَعَنُّوْا بِهِ . فَمَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِهِ ، فَلَيْسَ مِنَّا» .

۱۳۳۷ - حضرت عبدالرحمن بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے اس وقت ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے بتایا (کہ عبدالرحمن بن سائب ہوں) تو فرمایا: سچے کوشش آمدید! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم قرآن مجید کی تلاوت بڑی عمدہ آواز سے کرتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”یہ قرآن تم کے ساتھ نازل ہوا ہے جب تم اسے پڑھو تو رویا کرو رونا نہ آئے تو تکلف سے روؤ اور اسے اچھی آواز سے پڑھو۔ جو اسے اچھی آواز سے (تجوید کے اصولوں کے مطابق) نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“



☀️ نوآند ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے نیز دیگر محققین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے تاہم دکتور بشار عواد سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن اس کا آخری جملہ [وَتَعَنُّوْا بِهِ، فَمَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِهِ، فَلَيْسَ مِنَّا] اور قرآن مجید کو اچھی آواز سے پڑھو..... صحیح ہے کیونکہ یہی مسئلہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ [”جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“ لہذا اس جملے کے سوا باقی

۱۳۳۷ - [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى الموصلي في مسنده، ح: ۶۸۹ من حديث الوليد به، وقال البوصيري: "فيه أروافع واسمه إسما عيل بن رافع ضعيف متروك"، وفيه علة أخرى.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام و مسائل

روایت سنداً ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد، حدیث: ۱۳۳۷) ① اس حدیث کے آخری جملے [وَتَقَوُّوا بِهِ فَمَنْ لَمْ يَتَعَنَّ] کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے جسے علامہ خطابی نے ذکر کیا ہے کہ "لَمْ يَتَعَنَّ" بمعنی "لَمْ يَسْتَعَنَّ" ہے یعنی جو شخص قرآن مجید پڑھ کر اس کا علم حاصل کر کے طلب دنیا اور دیگر لائسنسی علوم بالخصوص لغو قسم کے شعرو سخن سے بے پروا نہ ہو جائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (معالم السنن: ۱۳۸/۲) مقصد یہ ہے کہ قاری قرآن اور عالم دین کو چاہیے کہ اس شرف کے حاصل ہو جانے پر دنیا کا مال و دولت جمع کرنے اور لغو مشاغل سے بالاتر رہے۔

۱۳۳۸-۱۳۳۸-۱۱ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ایک رات عشاء کے بعد مجھے (حاضر خدمت ہونے میں) دیر ہو گئی، پھر میں آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تم کہاں تھیں؟" میں نے کہا: میں آپ کے ایک صحابی کی قراءت سن رہی تھی میں نے کسی اور کی ایسی (عمدہ) قراءت اور آواز نہیں سنی۔ ام المومنین نے بیان فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی اٹھ کر آپ کے ساتھ گئی حتیٰ کہ آپ ﷺ نے بھی اس کی قراءت سنی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "یہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم ہیں۔ اللہ کی تعریف ہے (اور اس کا شکر ہے) جس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا فرمائے۔"

۱۳۳۸ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَابِطِ الْجَمْعِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: أَبْطَأْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ بَعْدَ الْعِشَاءِ. ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتِ؟» قُلْتُ: كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِكَ لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ. قَالَتْ، فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتَّى اسْتَمَعْتُ لَهُ. ثُمَّ انْتَصَتْ إِلَيَّ فَقَالَ: «هَذَا سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ. الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هَذَا».

نوٹ: مسائل: ① کوئی شخص تلاوت کر رہا ہو تو خاموشی اور توجہ سے سنا جائیے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تلاوت سننے کا شوق بہت زیادہ تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تلاوت سنتے تھے اس لیے ایک بڑے عالم یا بلند درجہ شخص کو بھی کم درجہ شخص سے تلاوت سننے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ ④ عورت انجمنی مرد کی تلاوت اور تقریر سن سکتی ہے۔ ⑤ کسی کو اللہ نے کوئی خوبی عطا فرمائی ہو تو اس کی تعریف کرنے میں کوئی حرج نہیں خصوصاً جب تعریف اس کی موجودگی میں نہ ہو۔ ⑥ شاگرد کی خوبی استاد کے لیے خوشی کا باعث ہوتی ہے اس پر بھی اللہ کا شکر کرنا چاہیے اسی

۱۳۳۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/۱۶۵ عن ابن نمير قال ثنا حنظلة به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
 طرح اولاد کی نیکی خوبی اور کمال پر والدین کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔

۱۳۳۹- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الصَّرِيرُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الْمَدَنِيِّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ الَّذِي إِذَا سَمِعْتُمُوهُ يَقْرَأُ، حَسِبْتُمُوهُ يَخْشَى اللَّهَ» .

۱۳۳۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کی تلاوت میں اچھی آواز والا وہ ہے جسے تم تلاوت کرتے سن کر یہ گمان کرو کہ وہ اللہ کا خوف رکھتا ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعلیق الرغیب: ۲/۲۱۵، وصفة الصلاة) جس طرح حسن صوت تلاوت کی زینت ہے اسی طرح یہ چیز بھی تلاوت کے حسن میں اضافہ کرتی ہے کہ پڑھنے والے کے انداز سے محسوس ہو کہ وہ قرآن کا اثر قبول کر رہا ہے اور اس کے دل میں اللہ کا خوف موجود ہے۔ ② یہ مقصد اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب تلاوت کرنے والا قرآن کے معانی و مطالب بھی سمجھتا ہو لہذا قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر سیکھنے اور اس پر عمل کرنے پر بھی توجہ دینا ضروری ہے۔

۱۳۴۰- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُثَيْبِ اللَّهِ، عَنْ مَيْسَرَةَ، مَوْلَى فَضَالَةَ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُثَيْبٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَلَّهِ أَشَدُّ أَدْنًا إِلَى الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ

۱۳۴۰- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اچھی آواز والے آدمی کو بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے اس سے بھی زیادہ توجہ سے سنتا ہے جس قدر توجہ سے گانے والی لوٹری کا مالک اپنی لوٹری کا گانا سنتا ہے۔“

۱۳۳۹- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري : " هذا إسناده ضعيف لضعف إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع ، وعبدالله بن جعفر " ، (ابن نجيب المدني) ، وفيه علة أخرى ، وانظر ، ح : ۱۰۶۹ .

۱۳۴۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد ۱۹/۶، ۲۰ من حديث الوليد به ، وصححه ابن حبان (موارد) ، ح : ۶۵۹ ، والحاكم ، وعلقه الذهبي بقوله : " بل هو منقطع " * الوليد لم يصرح بالسماع المسلسل ، وتقدم ، ح : ۲۵۵ ، وخالفه الجبل الوليد بن يزيد فرواه عن الأوزاعي عن إسماعيل بن فضالة به منقطعاً ، وهو الصواب (والسند حسن البوصيري) .



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام و مسائل
يَجْهَرُ بِهِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْئَةِ إِلَى قَيْئِهِ .

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے لکھا ہے کہ مذکورہ روایت سندا ضعیف ہے تاہم روایت کے پہلے حصے سے یعنی اللہ تعالیٰ اچھی اور خوبصورت آواز والے شخص کی تلاوت توجہ سے سنتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جو صحیح بخاری میں ہے، کفایت کرتی ہے لہذا مذکورہ روایت آخری جملے ”جس قدر توجہ سے گانے والی.....“ کے سوا صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۳۷۲/۳۹)

۱۳۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی کی تلاوت کی آواز سنائی دی۔ فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ عرض کی گئی: عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمایا: ”اے تو آل وادود رضی اللہ عنہ کا ایک ساز مل گیا ہے۔“

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَنبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فَقَالَ : «مَنْ هَذَا؟» فَقِيلَ : عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ . فَقَالَ : «لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا مِنْ مَرَاتِبِ آلِ فَاؤُدَ» .

نوٹ و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوموسیٰ اشعری کے نام سے معروف ہیں خوش آواز تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاوت کی تحسین فرمائی۔ ② اچھی آواز اللہ کی ایک نعمت ہے۔ اس سے نیکی کے کاموں میں فائدہ اٹھانا قابل تعریف ہے۔ ③ ساز سے مراد خوش کن آواز ہے۔

۱۳۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، قَالَ : سَمِعْتُ طَلْحَةَ الْيَامِيَّ ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْسَجَةَ ،

۱۳۴۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو۔“

۱۳۴۱۔ [مسنادہ حسن] أخرجه البغوي في شرح السنة: ۴/ ۴۸۸، ح: ۱۲۱۹ من حديث محمد بن يحيى به، وقال: 'هذا حديث صحيح' أخرجه أحمد: ۲/ ۴۵۰ عن يزيد به، وقال البوصيري: 'هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات'، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم، والنسائي وغيرهم.

۱۳۴۲۔ [مسنادہ صحیح] أخرجه أبو داود، والنور، باب كيف يستحب الترتيل في القراءة، ح: ۱۴۶۸ من حديث طلحة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ [بْنَ عَازِبٍ] يُحَدِّثُ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «زَيَّنُوا الْقُرْآنَ

بِأَصْوَاتِكُمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ تلاوت کرنا چاہیے۔ ② قرآن کی اچھے طریقے سے

تلاوت کا مطلب یہ ہے کہ حروف کو صحیح مخارج سے ادا کیا جائے، اعراب اور مد وغیرہ کی غلطی سے اجتناب کیا جائے، معنی اور مفہوم کو پیش نظر رکھ کر متناسب زبور و ہم سے تلاوت کی جائے۔ موسیقی کے اصولوں کو قرآن پر لاگو کرنے کی کوشش کرنا درست نہیں، آواز کے ساتھ قرآن کو مزین کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ تلاوت قرآن میں ساز و موسیقی کے اصول استعمال کیے جائیں۔

(المعجم ۱۷۷) - بِبَابِ مَا جَاءَ فِيهِمْ نَامٌ

عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ۲۱۶)

باب: ۱۷۷- جو شخص نیند کی وجہ سے رات

کو معمول کی تلاوت یا اذکار نہ کر سکے

وہ کیا کرے؟

۱۳۴۳- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا وظیفہ (تلاوت یا

اذکار کا مقررہ معمول یا وظیفہ کا کچھ حصہ نیند کی وجہ سے

نہ پڑھ سکا پھر اس نے وہ (چھوٹا ہوا حصہ) فجر اور ظہر

کے درمیان (کسی وقت) پڑھ لیا، اس کے لیے اتنا ہی

ثواب لکھا جائے گا، گویا اس نے وہ رات کو پڑھا۔“

۱۳۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ

السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ:

أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ

السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، وَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ

أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ

قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ

شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ

الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَمَا تَمَّ قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد میں قرآن مجید کی کوئی خاص مقدار تلاوت کرنے کا معمول بنا لینا درست ہے۔

② تلاوت اور اذکار کا ذکر کے لیے کوئی وقت کردہ نہیں۔ ③ رات کے نوافل اور تلاوت کا ثواب زیادہ ہے لیکن مذکورہ

صورت میں دن کے وقت بھی پورا ثواب ملے گا، گویا عذر شرعی عند اللہ مستحضر ہے اور اس کی وجہ سے ہو جانے والی کوتاہی

۱۳۴۳- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل، ومن نام عنه أو مرض، ح: ۷۴۷ عن أبي الطاهر

أحمد بن عمرو بن السرح وغيره به.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام و مسائل کا اہم تصور ہوگی۔

۱۳۴۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَمَلُ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ بَنِي أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ عَقْلَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَتْلَعُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ، وَهُوَ يَتَوَيَّ أَنْ يَقُومَ فَيُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ حَتَّى يُضْبِحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى. وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ».

۱۳۴۳- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنے بستر پر (سونے کے لیے) آتا ہے اور اس کی نیت ہوتی ہے کہ وہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا پھر اس پر صبح تک نیند غالب آ جاتی ہے اس کے لیے اس کی نیت کے مطابق (پورا ثواب) لکھا جائے گا اور اس کی نیند اس کے رب کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی۔“

🌞 نواکرو مسائل: ① نیت دل کے ارادے کا نام ہے، یعنی سوتے وقت پورا پختہ ارادہ ہونا چاہیے کہ آج رات کو جاگنا ضرور ہے تاکہ تہجد ادا کی جائے۔ یہ نہیں کہ دل میں عزم تو نہ ہو صرف زبان سے یہ اظہار کر کے سمجھے کہ نیند بھی پوری کر لیں گے اور ثواب بھی مل جائے گا۔ اس قسم کا ارادہ حقیقی نیت ہے ہی نہیں لہذا اس پر مذکورہ ثواب نہیں ملے گا۔ ② غلوں نیت کی یہ برکت ہے کہ عمل نہ ہو سکتے پر بھی ثواب مل جاتا ہے بشرطیکہ جان بوجھ کر سستی اور کوتاہی نہ کی جائے۔

(المعجم ۱۷۸) - بَابٌ: فِي كَيْفِ كَيْفِ يُسْتَحَبُّ
بَاب: ۱۷۸- کتنے عرصے میں قرآن ختم کرنا مستحب ہے

۱۳۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۳۴۵- حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ قبیلہ ثقیف کے وفد میں

۱۳۴۴- [صحيح موقوف] أخرجه النسائي: ۲۵۸/۳، قيام الليل، باب من أتى فراشه وهو يتوي القيام فنام، ح: ۱۷۸۸، وابن خزيمة، ح: ۱۱۷۲ وغيرهما من حديث حسين الجعفي به، وصححه الحاكم، والذهبي على شرطهما: ۳۱۱/۱، وخالفه الثقة معاوية بن عمرو فرواه عن زائدة به موقوفاً، البيهقي: ۱۵/۳ وغيره * الأعمش تقدم، ح: ۱۷۸، وحبیب تقدم أيضاً، ح: ۳۸۳ وهما مدلسان وعنعنا، ورواه جرير عن الأعمش عن حبيب عن عبدة عن زر بن حبیش عن أبي الدرداء به موقوفاً، وأخرج ابن خزيمة في صحيحه ۱۹۷/۲، ح: ۱۱۷۵ بإسناد صحيح عن عبدة عن زر أو سويد عن أبي ذر أو أبي الدرداء، وأكبر ظنه فيهما الأخير به موقوفاً، وهو صحيح.

۱۳۴۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، ح: ۱۳۹۳ من حديث أبي خالد به * علمان بن عبد الله مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيُّ، عَنْ عُمَانَ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ جَدِّهِ أَوْسِ بْنِ
حُدَيْفَةَ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
وَفِدَى نَعِيفٍ. فَتَزَلُّوا الْأَخْلَافَ عَلَى الْمُغِيرَةَ
ابْنِ شُعْبَةَ. وَأَنْزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنِي مَالِكٍ
فِي قَبِيلِهِ لَهُ. فَكَانَ يَأْتِينَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ
فِيحَدِّثُنَا قَائِمًا عَلَى رِجْلَيْهِ، حَتَّى يَرَاوَحَ
بَيْنَ رِجْلَيْهِ. وَأَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ
قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ. وَيَقُولُ: «وَلَا سَوَاءَ. كُنَّا
مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ. فَلَمَّا خَرَجْنَا إِلَى
الْمَدِينَةِ كَانَتْ سَجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ.
نَدَّالٌ عَلَيْهِمْ وَيُدَّالُونَ عَلَيْنَا». فَلَمَّا كَانَ
ذَاتَ لَيْلَةٍ أَبْطَأَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا
فِيهِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ أَبْطَأَتْ عَلَيْنَا
الَلَيْلَةُ. قَالَ: «إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ حِزْبِي مِنَ
الْقُرْآنِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَخْرَجَ حَتَّى أُتِمَّهُ».



تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام و مسائل

شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
انھوں نے قریش کے حلیفوں کو تو حضرت مغیرہ بن شعبہ
رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرایا اور رسول اللہ ﷺ نے ہونا لک کو اپنی
ایک عمارت میں ٹھہرایا۔ (حضرت اوس فرماتے ہیں) نبی
ﷺ ہر رات عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے
اور قدموں پر کھڑے ہو کر ہم سے بات چیت فرماتے
(وعظ و نصیحت کرتے جو بعض اوقات طویل ہو جاتی تھی)
کہ آپ کبھی ایک پاؤں پر بوجھ دے کر کھڑے ہوتے
کبھی دوسرے پر۔ رسول اللہ ﷺ ہمیں اکثر وہ باتیں
سناتے جو آپ کو اپنی قوم قریش کی طرف سے تکلیفیں پہنچا
تھیں اور فرماتے: ”(ہم اور وہ) برابر نہیں تھے۔ ہم لوگ
تو کمزور اور دے ہوتے تھے (وہ غالب اور زور آور تھے)
پھر جب ہم مدینے آ گئے تو ہمارے اور ان کے درمیان
لڑائی کا توازن کم و بیش ہونے لگا۔ کبھی ہم ان پر غالب
آتے، کبھی وہ ہمیں نقصان پہنچا جاتے۔“ ایک رات ایسا
ہوا کہ آپ ﷺ جس وقت ہمارے پاس تشریف لایا
کرتے تھے اس کی نسبت تاخیر سے تشریف لائے۔ میں
نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج رات آپ کو ہمارے
ہاں تشریف لانے میں دیر ہو گئی۔ فرمایا: ”میری (روزمرہ
کی) قرآن کی منزل پوری نہیں ہو سکی تھی مجھے یہ بات
اچھی نہ لگی کہ اسے پورا کیے بغیر تمہارے پاس آؤں۔“

حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں نے رسول اللہ
ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا: آپ لوگ (روزانہ
تلاوت کے لیے) قرآن مجید کے حصے کس طرح مقرر
کرتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: (پہلا حصہ) تین

قَالَ أَوْسٌ: فَسَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ، كَيْفَ تُحَزَّبُونَ الْقُرْآنَ؟ قَالُوا: ثَلَاثٌ
وَخَمْسٌ وَسَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدَى عَشْرَةَ
وَتَلَاثَ عَشْرَةَ وَحِزْبَ الْمُفْضَلِ.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

تلاوت قرآن مجید سے متعلق احکام و مسائل

سورتوں کا (بقرہ آل عمران اور نساء) (دوسرا حصہ) پانچ
سورتوں کا (مائدہ سے براءۃ تک) (تیسرا حصہ) سات
سورتوں کا (یونس سے نحل تک) (چوتھا حصہ) نو سورتوں کا
(بنی اسرائیل سے فرقان تک) (پانچواں حصہ) گیارہ
سورتوں کا (شعراء سے یس تک) (چھٹا حصہ) تیرہ
سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور (ساتواں
حصہ) (مفصل کا) (ق سے آخر تک)۔

۱۳۴۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: میں نے قرآن مجید حفظ کر لیا پھر
میں نے ایک ہی رات میں اس کی تلاوت کی تو رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ طویل وقت گزرنے پر تم
کو اکتاہٹ پیش آ جائے گی۔ اس لیے ایک مہینے میں
(پورے) قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ میں نے کہا: مجھے
اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھالینے دیں۔ آپ ﷺ
نے فرمایا: ”پھر دس دن میں (پورا) قرآن پڑھ لیا کرو۔“
میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھانے
دیں۔ فرمایا: ”پھر سات دن میں (پورا) قرآن پڑھ لیا
کرو۔“ میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے
(مزید) فائدہ اٹھانے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے (میری
درخواست قبول کرنے سے) انکار فرمادیا۔

۱۳۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ
جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ
حَكِيمٍ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو،
قَالَ: جَمَعْتُ الْقُرْآنَ فَقَرَأْتُهُ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ.
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَطُولَ
عَلَيْكَ الزَّمَانُ، وَأَنْ تَمَلَّ. فَاقْرَأْهُ فِي شَهْرٍ».
فَقُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمْتِعَ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي.
قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي عَشْرَةِ» قُلْتُ: دَعْنِي
أَسْتَمْتِعَ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي. قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي
سَبْعٍ» قُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمْتِعَ مِنْ قُوَّتِي
وَشَبَابِي. فَأَبَى.

🌟 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سند ضعیف قرار دیا ہے لیکن مزید لکھتے ہیں کہ یہ
روایت دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز دکتور بشار

۱۳۴۶- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۰۶۴، وأحمد: ۱۶۳/۲، ۱۹۹، من حديث ابن جريج
، وصرح بالسماع عند الأخير، وصرحه ابن حبان، وللحديث شواهد فهو بها حسن * يحيى بن حكيم لم يوثقه غير
ابن حبان فيما أعلم فهو مستور.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عواد اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند تو ضعیف ہے، البتہ متن صحیح ہے، لہذا مذکورہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکیوں میں بہت رغبت رکھتے تھے اس لیے زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے اگرچہ اس میں کتنی مشقت ہو۔ ① رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت واضح ہے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس قدر زیادہ محنت کرنے کی اجازت مل جاتی تو بعد کے لوگ بھی اس کے مطابق عمل کرنا چاہتے اور نہ کر سکتے۔ ② جسم پر برداشت سے زیادہ بوجھ و نادرست نہیں۔ ③ صوفیاء میں جو بعض ایسے اعمال رائج ہو گئے ہیں جن میں جسم پر انتہائی مشقت کا بوجھ ڈالا جاتا ہے سنت کے خلاف ہیں۔ ④ نیک عمل کے معمول کو قائم رکھنے کی کوشش مستحسن ہے تاہم اس پر اس حد تک پابندی کرنا درست نہیں کہ نفل اور فرض میں عملاً فرق ہی نہ رہے۔ ⑤ نماز تہجد میں پڑھنے کے لیے اپنی اہولت کے مطابق تلاوت کی مناسب مقدار مقرر کر لینا درست ہے، مثلاً: ایک پارہ، تین پارے یا ایک منزل وغیرہ۔

۱۳۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ :
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ؛ ح :
 وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ
 الْحَارِثِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ
 يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «لَمْ
 يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ» .

☀️ نوآمد و مسائل ① مذکورہ روایت میں قرآن مجید ختم کرنے کی مدت تین دن بیان ہوئی ہے اور گزشتہ روایت میں سات دن اور بعض روایات میں پانچ دنوں کا ذکر بھی ملتا ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ ان روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو مختلف اوقات میں تاکید کے طور پر یہ ارشادات فرمائے نیز امام نووی رحمہ اللہ اس کی بابت یوں رقمطراز ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ختم قرآن کی بابت دنوں کی تعیین میں مختلف فرامین ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے مختلف اشخاص کے احوال کے پیش نظر یہ فرامین ارشاد فرمائے، یعنی آپ نے ایک صحابی کو تین دن فرمائے اور ایک کو سات دن اور ایک کو پانچ دن لہذا تین دن سے کم مدت میں قرآن مجید ختم نہیں کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۹/۹۷) والموسوعة الحديثية مسند الإمام

۱۳۴۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، ح: ۱۳۹۴ من حديث قتادة به، وصححه الترمذي.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
 أحمد: ۵۳۵۲/۱۱ (۵۳) ① تلاوت قرآن مجید کا اصل مقصد اس کا فہم اور اس پر غور و فکر ہے اس لیے قرآن مجید کا ترجمہ
 سیکھنا ضروری ہے، مزید کسی ایسے عالم کی تفسیر کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے، تاہم سلف صالحین کی فکر سے ہٹ کر تفسیر کرنے
 والوں کی تصنیفات سے اجتناب ضروری ہے۔

۱۳۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ
 أَبِي عَرُوبَةَ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ، عَنْ زُرَّارَةَ بِنِ
 أَوْفَى ، عَنْ [سَعِيدِ] بْنِ هِشَامٍ ، عَنْ عَائِشَةَ
 قَالَتْ : لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ
 حَتَّى الصَّبَاحِ .

فائدہ: ایک یا دو رات میں قرآن مجید پورا کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، حفاظ میں شیخینے کا جو طریقہ رائج ہے یہ
 بھی ترک کر دینے کے قابل ہے، البتہ تین راتوں میں قرآن ختم کیا جائے تو پھر اس کا جواز ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۷۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ
 فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ (التحفة ۲۱۸)

۱۳۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ،
 وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ :
 حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ ، عَنْ يَحْيَى
 ابْنِ جَعْدَةَ ، عَنْ أُمِّ هَانِئِ بْنِتِ أَبِي طَالِبٍ
 قَالَتْ : كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ

۱۳۳۹ - حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے
 روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رات کو نبی ﷺ کی
 تلاوت کی آواز سنائی دیتی تھی جب کہ میں اپنے گھر کی
 چھت پر ہوتی تھی۔

۱۳۴۸ - [صحیح] أخرجه النسائي: ۲۱۸/۳ ، قیام اللیل ، الاختلاف علی عائشة فی إحياء اللیل ، ح: ۱۶۴۲ وغیرہ
 من حدیث سعید بہ ، ولفظه: " لا أعلم رسول الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة ولا قام ليلة حتى الصباح ولا صام شهرا
 كاملا قط غير رمضان " * سعید صرح بالسمع كما في سنن النسائي، ح: ۲۳۵۰ ، وقناة عنن ، ولحدیثه شواهد
 كثيرة .

۱۳۴۹ - [حسن] أخرجه النسائي: ۱۷۸/۲ ، ۱۷۹ ، الافتتاح ، باب رفع الصوت بالقرآن ، ح: ۱۰۱۴ من حدیث
 وكيع * أبو العلاء هو هلال بن خباب ، صدوق تغير بأخره (تقريب وغیرہ) ، وقال البوصيري: " لهذا إسناده صحيح ،
 ورجاله ثقات " ، ولهذا يدل على أن سماع مسعر منه قبل تغيره عند البوصيري .

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
وَأَنَا عَلَىٰ عَرَبِيَّةٍ .

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ تہجد میں جبری قراءت فرماتے تھے تاہم سری قراءت بھی جائز ہے جیسے کہ حدیث: ۱۳۵۳ میں آ رہا ہے۔ ② ”عریش“ چھپر کو کہتے ہیں۔ یہاں گھر کی چھت مراد ہے۔ حضرت ام ہانیؓ کے گھر کی چھت سادہ سی تھی اس لیے انھوں نے اسے چھپر کہہ دیا۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں تلاوت کرتے تھے تو مجھے اپنے گھر میں تلاوت سنانی دینی تھی۔ اس کی وجہ نبی ﷺ کی بلند آوازی کے علاوہ رات کی پرسکون خاموشی اور حضرت ام ہانیؓ کے گھر کا زیادہ دور نہ ہونا بھی ممکن ہے۔

۱۳۵۰۔ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ :
حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ قَدَامَةَ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ قَالَتْ :
سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ : قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَيَّةِ
حَتَّىٰ أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا . وَالْآيَةُ : ﴿ إِنْ تَعَذَّبْتُمْ
فَأَتَتْكُمْ عِبَادَتِكُمْ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ ” اگر تو ان کو سزا دے تو بے شک وہ تیرے
ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو بے شک
تو ہی غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔“
[المائدة : ۱۱۸]

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر کسی شخص کو زیادہ قرآن مجید یاد نہ ہو تو جتنا کچھ یاد ہو اسی کو بار بار پڑھ کر طویل قیام اور کثیر قراءت کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ ② یہ آیت حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ہے کہ جب قیامت میں ان سے ان کی امت کی گواہی کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو حضرت عیسیٰؑ یہ جواب عرض کریں گے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اللہ کی عظمت و جلال کا اعتراف بھی ہے اور اپنی عاجزی اطاعت اور امید رحمت کا اظہار بھی اور ایک لطیف پیرائے میں امت کے لیے مغفرت کی درخواست بھی۔ ③ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے آسان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کی امت میں غلط عقائد پیدا ہوئے وہ ان سے بے خبر ہیں کیونکہ نبی عالم الغیب نہیں ہوتے۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اپنی امت کے حق میں دعا کے طور پر تلاوت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی کسی دعا کو کوئی شخص اپنے حالات کے موافق یا کرا اپنے لیے دعا کے طور پر پڑھ سکتا ہے۔ ⑤ قیام میں تلاوت کے دوران میں دعا مانگنا جائز ہے تاہم اس کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ ⑥ قیام کے

۱۳۵۰۔ [إسناده حسن] أخرجه النسائي ۱۷۷/۲، الافتتاح، تردید الآیة، ح: ۱۰۱۱، من حدیث یحییٰ القطان به، أخرجه أحمد: ۱۴۹/۵ عن فلیت العامری عن جسرہ به (انظر أطراف المسند ۶/۲۱۴)، وقال البوصیری: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات"، وصححه الحاكم: ۲۴۱/۱، والذهبي.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

علاوہ مجہد اور تشہد بھی دعا کے لیے مناسب موقع ہے، اس لیے اپنی ضرورت کی کوئی دعا ان اوقات میں مانگی جاسکتی ہے۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد، و لیس بواجب، حدیث: ۸۳۵ و صحیح مسلم، الصلاة باب النهی عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، حدیث: ۴۵۹)

۱۳۵۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُشْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ، عَنْ صَلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى. فَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ. وَإِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ اسْتَجَارَ. وَإِذَا مَرَّ بِآيَةِ تَنْزِيهِهِ اللَّهُ سَبَّحَ.

۱۳۵۱- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی۔ آپ جب کسی رحمت کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ کی رحمت کا) سوال فرماتے اور جب کسی عذاب کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ کے عذاب سے) پناہ مانگتے اور جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں اللہ کی تقدیس اور پاکیزگی کا ذکر ہوتا تو اللہ کی تسبیح بیان فرماتے۔



☀️ نو اکر و مسائل: ① قراءت قرآن انتہائی نور و فکر سے کرنی چاہیے خواہ نماز کے دوران میں ہو یا اس کے علاوہ ② تلاوت قرآن کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ رحمت کی آیات پر دعا اور آیات عذاب پر تہود کیا جائے اور یہ بھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ اور مفہوم آتا ہو۔ ہمارے ہاں مساجد میں امام کی قراءت کے دوران میں مقتدی بلند آواز سے ان آیات کا جواب دیتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ اللہ کی تسبیح کا طریقہ یہ ہے کہ ”سبحان اللہ“ کہا جائے یعنی اللہ پاک ہے۔ عذاب کی آیت پر [اللَّهُمَّ أَجْرُنِي مِنَ النَّارِ] اے اللہ! مجھے آگ (کے عذاب) سے پناہ دے۔ یا ایسی کوئی مناسب دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

۱۳۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ نَابِثٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي لَيْلَى. قَالَ: صَلَّى إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا.

۱۳۵۲- حضرت ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ بلال رضی اللہ عنہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کے پہلو میں نماز پڑھی۔ (تلاوت کے دوران میں) نبی ﷺ ایک آیت پر پہنچے جس میں عذاب کا ذکر تھا تو آپ نے فرمایا: [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ

۱۳۵۱- [صحیح] تقدم، ح: ۸۹۷.

۱۳۵۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الدعاء في الصلاة، ح: ۸۸۱ من حديث محمد بن أبي ليلى، و انظر، ح: ۸۵۴ لعلته.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فَمَرَّ بِأَيَّةِ عَذَابٍ، فَقَالَ: «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ. وَوَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ».

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
النَّارِ، وَوَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ” میں جنہم سے اللہ کی پناہ
مانگتا ہوں اور جنہمیوں کے لیے ہلاکت ہے۔“

۱۳۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا
جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ
فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ مَدًّا.

۱۳۵۳- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں
نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی تلاوت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا:
نبی صلی اللہ علیہ وسلم آواز کو طویل کرتے تھے۔

☀️ **فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ جو الفاظ کھینچ کر پڑھے جاسکتے ہیں انھیں کھینچ کر لہا کر کے پڑھتے تھے مثلاً: جب کسی
حرف کے ساتھ الف ملا ہو یا پیش کے بعد ساکن واؤ آ رہا ہو یا زیر کے بعد ساکن یا آ رہی ہو تو ان حروف کو نسبتاً
طویل کر کے پڑھا جائے گا، صرف زیر زیر اور پیش والے حرف کو کھینچ کر پڑھنا درست نہیں جب کہ ان کے بعد الف
واو اور یا ساکن موجود نہ ہو مثلاً: ﴿إِنَّا أَنْعَمْنَاكَ الْكُوفِرَ﴾ میں اِنِّ اِ اَعْطَيْنَ پڑھنا غلط ہے اسی طرح ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾
لِرَبِّكَ کو فَصَلِّ لِرَبِّكَ پڑھنا درست نہیں۔

۱۳۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيَّةَ، عَنْ بُرْدِ بْنِ
سَيَّانٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ غُضَيْفِ
ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ:
أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَوْ
يُخَافِتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا
خَافِتَ. قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
جَعَلَ فِي هَذَا الْأَمْرِ سَعَةً.

۱۳۵۴- حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انھوں نے کہا: میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(نماز میں) بلند آواز سے قراءت کرتے تھے یا خاموشی
سے؟ انھوں نے فرمایا: کبھی جہر سے تلاوت کرتے تھے
کبھی خاموشی سے۔ میں نے کہا: ”اللہ اکبر! شکر ہے اللہ کا
جس نے اس معاملہ میں گنجائش (اور آسانی) رکھی۔“

(المعجم ۱۸۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ

إِذَا قَامَ مِنَ الرَّجُلِ مِنَ اللَّيْلِ (الصحفة ۲۱۹)

باب: ۱۸۰- جب آدمی رات کو قیام کے لیے
جاگے تو دو عام مانگنا (مستون ہے)

۱۳۵۳- [صحيح] أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب مد القراءة، ح: ۵۰۴۵ من حديث جرير به.

۱۳۵۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ح: ۲۲۶ من حديث إسماعيل ابن
عليه وغيره به.



- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل اور تیرے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۳۵۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ
الْأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ
الَّيْلِ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ نُورُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ
الْحَمْدُ. أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ مَالِكُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ
الْحَمْدُ. أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ،
وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ،
وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ
حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ،
وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ
أَتَيْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ.
فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ. وَمَا
أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ. أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ
الْمُؤَخِّرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ.
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ».

۱۳۵۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے بیدار
ہوتے تو فرماتے: [اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ.....
فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ
وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ
إِلَّا أَنْتَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِكَ] "اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں
کا زمین کا اور جو کوئی ان کے درمیان ہیں ان کا نور ہے
اور تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو آسمانوں کو زمین کو اور
جو کوئی ان کے درمیان ہیں ان کو قائم رکھے والا ہے۔ اور
تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو آسمانوں کا زمین کا اور
جو کوئی ان کے درمیان میں ہیں ان کا مالک ہے اور
تیرے ہی لیے تعریف ہے تو ہی حق ہے تیرا وعدہ حق ہے
تیری ملاقات حق ہے تیرا فرمان حق ہے جنت حق ہے
جہنم حق ہے قیامت حق ہے (تمام) انبیاء حق ہیں اور
حضرت محمد ﷺ حق ہیں۔ اے اللہ! میں تیرا مطیع فرمان
ہوں تجھ پر ایمان لایا ہوں میرا اعتماد تجھی پر ہے میں تیری
ہی طرف رجوع کرنے والا ہوں (مخالفین حق سے) تیری
ہی مدد سے بحث و تکرار کرتا ہوں تجھی کو اپنا فیصل
بنا تا ہوں تو میرے سب گناہ معاف فرمادے جو میں نے
پہلے کیے بعد میں کیے چھپ کر کیے اور جو علانیہ کیے تو ہی
آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے
صرف تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں

۱۳۵۵- أخرجه البخاري، التهجذ، باب التهجذ بالليل، ح: ۱۱۲۰ وغيره، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة
الليلى ودعائه بالليل، ح: ۷۶۹ من حديث سفیان بن عيينة، وله طرق أخرى.



۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل اور تیری توفیق کے بغیر نہ بچاؤ ہے نہ طاقت۔“

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ابو بکر خلد الباہلی کی سند سے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے..... پھر مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا شَفِيْعَانُ بْنُ عَمِيْنَةَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلُ، خَالَ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، سَمِعَ طَاوَسًا، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِلتَّهَجُّدِ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد کے لیے جاگیں تو پہلے یہ دعا پڑھیں پھر وضو وغیرہ کر کے نماز شروع کریں۔ ② اللہ

آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب انوار اسی کے دیے ہوئے اور پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اللہ کی ذات کی تجلی برداشت کرنا اس دنیا میں تو پہاڑ کے لیے بھی ممکن نہیں البتہ جنت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا جیسے کرم صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم، 'الإيمان' باب معرفة طريق الرؤية' حدیث: ۱۸۴) ③ "تو حق ہے" اس میں اللہ کے وجود کا اقرار بھی ہے اور یہ ظہار بھی کہ اس کے تمام احکام درست ہیں خواہ ہمیں ان کی حکمت کا علم ہو یا نہ ہو۔ ④ اللہ کے وعدوں سے مراد وہ امور ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ فلاں کام کا یہ ثواب ہے اور فلاں کام کے نتیجے میں دنیا یا آخرت میں یہ سزا ملے گی۔ ⑤ اللہ کی ملاقات سے مراد یہ ہے کہ موت کے بعد جی اٹھنا یقینی ہے جس کے بعد اپنی زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور یہ مطلب بھی ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی۔ ⑥ اللہ کے فرمان کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعے سے ہمیں ماضی کے جو واقعات بتائے ہیں وہ یقیناً اسی طرح پیش آئے تھے جس طرح بیان کیے گئے ہیں۔ اسی میں کائنات کی تخلیق کے مسائل بھی آجاتے ہیں اور انبیاء کے کرام کا اپنی اقوام کو تبلیغ کرنا ایذاؤں پر صبر کرنا تو ہم سے انکار کرنے والوں پر عذاب آنا وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اس میں وہ ابدی اور دائمی قوانین بھی شامل ہیں جو انبیاء کے کرام کے ذریعے سے ہمیں بتائے گئے ہیں مثلاً: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْهَرْ بِهِ﴾ (النساء: ۱۱۳) "جو شخص برا کام کرے گا اسے اس کی سزا مل جائے گی۔" اور ﴿مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَ مَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَ مَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ﴾ (صحیح مسلم، البر والصلوة و الأدب، باب استحباب العفو و التواضع' حدیث: ۲۵۸۸) "صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے اللہ بندے کی عزت ہی میں اضافہ فرماتا ہے اور جو کوئی بھی اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور بلندی عطا فرماتا ہے۔" ⑦ جنت اور جہنم کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حقیقت میں موجود ہیں ان کا ذکر تشبیہ اور استعارہ کے طور پر نہیں کیا گیا ان کی نعمتوں اور عذاب کی جو تفصیل قرآن مجید اور صحیح احادیث میں وارد ہے وہ شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ ⑧ "قیامت

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

حق ہے، یعنی اس کے لیے اللہ نے جو وقت مقرر کیا ہے اس وقت یقیناً آئے گی اور اس کی جو تفصیلات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں وہ سب یقینی ہیں۔ ⑩ تمام انبیاء کرام ﷺ اور بالخصوص حضرت محمد ﷺ کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام حضرات اپنے اپنے وقت پر اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے وہ سچے تھے اور کردار کی تمام خوبیوں کے حامل اور ہر قسم کی عملی اور اخلاقی کمزوریوں سے پاک تھے انھوں نے اللہ کے احکام اپنی اپنی امت تک پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور اپنی طرف سے مسائل گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب نہیں کیے۔ ⑪ [مُحَمَّدٌ حَقٌّ] تک وہ عقیدہ بیان ہوا ہے جو ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے اور اس کے بعد ایک مخلص مومن کا اللہ کے ساتھ تعلق اور اس کے مختلف پہلو اجاگر کیے گئے ہیں۔ ⑫ یہ دعا اس لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں صحیح عقیدے کا اقرار اللہ کے صحیح تعلق کی وضاحت اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا اور آخر میں پھر اللہ کی تعریف اور اپنے عجز کا اظہار ہے۔ رات کے آخری حصے کی تنہائی میں جب بندہ اللہ کے سامنے عبودیت کا اس انداز سے اظہار کرتا ہے تو یقیناً اسے اللہ کی رضا اور قرب کے عظیم درجات حاصل ہوتے ہیں۔ وباللہ التوفیق.

۱۳۵۶- حضرت عاصم بن حمید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ رات کے قیام (تہجد) کی ابتدا کس چیز سے کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی آپ دس بار [اللَّهُ أَكْبَرُ] دس بار [الْحَمْدُ لِلَّهِ] دس بار [سُبْحَانَ اللَّهِ] اور دس بار [أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ] کہتے تھے۔ پھر فرماتے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَأَرْزُقْنِي وَ عَافِنِي] ”اے اللہ! مجھے بخش دے مجھے ہدایت دے مجھے رزق عنایت فرما اور مجھے آرام و راحت سے بہرہ ور فرما۔“ اور آپ قیامت کے دن (میدان حشر میں) کھڑے ہونے کی تیاری سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے۔

۱۳۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: مَاذَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ بِهِ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ. كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا. وَيَحْمَدُ عَشْرًا. وَيُسَبِّحُ عَشْرًا. وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا. وَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَأَرْزُقْنِي وَ عَافِنِي» وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضَيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

🌟 فائدہ: [ضَيْقِ الْمَقَامِ] سے پناہ کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جب قیامت کے دن تیرے سامنے پیش ہو کر زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہے اس وقت مشکل نہ بنے آسانی سے حساب کتاب سے فراغت ہو جائے۔

۱۳۵۶- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح: ۷۶۶ من حديث زيد به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۳۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
عُمَرَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ:
حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِمَا كَانَ يَسْتَفْتِي النَّبِيُّ
ﷺ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ
يَقُولُ: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ
وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ،
عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ
عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. اهْدِنِي لِمَا
اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ لَتَهْدِي
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».



قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
۱۳۵۷- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے سوال کیا: نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے تو اپنی نماز
کس طرح شروع کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ
کہتے تھے: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ
إِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا
فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ
بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَي صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ»
”اے اللہ! اے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے مالک! اے
آسمانوں اور زمین کے خالق! اے پوشیدہ اور ظاہر
(سب چیزوں) کا علم رکھنے والے! اپنے بندوں میں تو
ہی فیصلہ کرے گا جس چیز میں وہ اختلاف کرتے
تھے۔ حق کے جن مسائل میں اختلاف کیا گیا ہے ان
میں مجھے اپنے حکم سے ہدایت نصیب فرما بے شک تو ہی
سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔“

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ: أَحْفَظُوهُ - جِبْرِئِيلُ - مَهْمُورَةٌ. فَإِنَّهُ كَذَّأ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.
(امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے استاد) عبدالرحمن بن عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا: (اس دعا میں) جبرئیل کا لفظ ہمزہ کے ساتھ
یاد کرو کیونکہ نبی ﷺ سے اسی طرح مروی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد میں یہ دعائیہ دعا کے استفتاح کے طور پر پڑھی جاسکتی ہے۔ ② جبرائیل میکائیل اور
اسرافیل علیہم السلام اللہ کے مقرب ترین اور افضل ترین فرشتے ہیں لیکن وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور اللہ ان کا بھی رب ہے
رب کی صفات اور اختیارات میں ان کا بھی کوئی حصہ نہیں۔ توحید کا یہ نکتہ توجہ کے قابل ہے۔ ③ بندوں کے اختلافات
کا فیصلہ دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت اور ان پر وحی کے نزول کے ذریعے سے کر دیا گیا ہے پھر بھی بعض لوگ
نئے نئے شبہات پیدا کر کے اختلاف ڈالتے ہیں یا حق واضح ہو جانے کے بعد بھی حق کو قبول نہیں کرتے اور ہنگولنے

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
 سے باز نہیں آتے۔ ان کا فیصلہ قیامت ہی کو ہوگا جب انھیں سزا ملے گی اور نیک لوگ اللہ کے انعامات سے بہرہ ور
 ہوں گے۔ ① ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے اللہ سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ② جبرئیل کا لفظ کنی
 طرح پڑھا جاسکتا ہے جبرئیل، جبرئیل، جبرئیل، جبرئیل، جبرئیل لیکن اس دعا میں جبرئیل ہمزہ کے ساتھ
 ہے۔ ③ محدثین کرام حدیث کے الفاظ پر بھی توجہ دیتے تھے اور ہر لفظ اس طرح روایت کرنے کی کوشش کرتے تھے
 جس طرح استاد سے سنا ہو حالانکہ روایت بالمعنی جائز ہے۔ محدثین کے اس طرز عمل سے ان کی دیانت اور صداقت
 ظاہر ہوتی ہے اور یہ کہ ان کی روایت کردہ احادیث قابل عمل اور قابل اعتماد ہیں بشرطیکہ صحت حدیث کے معیار پر
 پوری اتریں۔

(المعجم (۱۸۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمِّ
 يُصَلِّي بِاللَّيْلِ (التحفة ۲۲۰)

باب ۱۸۱۔ رات کو کتنی رکعت پڑھیں

۱۳۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں
 نے فرمایا: نبی ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد
 صبح صادق تک گیارہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ہر دو
 رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے اور ان
 رکعتوں میں (اتالمبا) سجدہ کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے
 سر اٹھانے سے پہلے کوئی شخص بچاس آیتیں پڑھ سکتا تھا۔
 پھر جب مؤذن نماز فجر کی پہلی اذان دے کر خاموش ہوتا
 تو آپ ﷺ اٹھ کر پہلی سی دور رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔

۱۳۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ، عَنِ
 الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ؛ ح :
 وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ :
 حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ
 الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَهَذَا
 حَدِيثٌ أَبِي بَكْرٍ. قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ
 يُصَلِّي، مَا بَيْنَ أَنْ يُفْرَغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى
 الْفَجْرِ، إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. يُسَلِّمُ فِي كُلِّ
 اثْنَتَيْنِ. وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ. وَيَسْجُدُ فِيهِنَّ
 سَجْدَةً، يَقْدِرُ مَا يَقْرَأُ أَحَدَكُمْ خَمْسِينَ آيَةً،
 قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ. فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَدِّنُ مِنَ
 الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَامَ فَرَكَعَ
 رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۳۵۸۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الطبري، باب في صلاة الليل، ح: ۱۳۳۶ عن عبد الرحمن بن إبراهيم وغيره به،
 أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۳۶ من حديث
 الزهري به * الزهري صرح بالسماع عند ابن حبان وغيره، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز تہجد کا وقت نماز عشاء سے فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ ② نماز تہجد میں رسول اللہ ﷺ کا معمول، و ترسیت گیارہ رکعت پڑھنے کا تھا۔ ③ نماز تہجد میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا بھی درست ہے اور چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا بھی درست ہے۔ ④ تہجد کی نماز کے بعد ایک وتر پڑھنا بھی جائز ہے اور تین یا پانچ رکعت پڑھنا بھی درست ہے۔ ⑤ نماز تہجد میں جب قیام طویل کیا جائے تو اسی نسبت سے رکوع اور سجدہ بھی طویل کرنا چاہیے۔ ⑥ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے جب کہ اس وقت تہجد اور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ⑦ فجر کی سنتوں میں قراءت مختصر ہوتی ہے۔

۱۳۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں
حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔
عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ
النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت گیارہ رکعت والی حدیث کے مخالف نہیں بلکہ ان کے درمیان علمائے حدیث یوں تطبیق دیتے
ہیں: عشاء کی سنت یا فجر کی سنت کی دو رکعت ملا کر تیرہ رکعت کہا جاسکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ حدیث:
۱۳۶۱) تیرہ رکعت کی ایک اور صورت آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۳۶۲)

۱۳۶۰ - حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ نے ﷺ رات کو نو رکعتیں پڑھتے تھے۔
إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ.

🌞 فائدہ: اس میں آٹھ رکعت تہجد اور ایک رکعت وتر شامل ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ چھ رکعت تہجد پڑھ کر تین رکعت
وتر کی نماز ادا کی ہو۔

۱۳۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْدٍ بِنِ حضرت عامر بن شراحیل شععی رضی اللہ عنہ سے

۱۳۵۹- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۳۷
عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

۱۳۶۰- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه، ح: ۴۴۳ عن هناد به، وقال: 'صحیح'، وله شواهد عند
مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا... الخ، ح: ۷۳۰ وغيره.

۱۳۶۱- [صحیح] * عیید بن میمون مستور (تقریب)، وأبو إسحاق عنمن، وتقدم، ح: ۴۶، وله شواهد كثيرة جدًا.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز) تیرہ رکعت ہوتی تھی۔ ان میں آٹھ رکعتیں (بطور نوافل) ہوتی تھیں اور آپ تمہیں وتر پڑھتے تھے اور دو رکعتیں فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔

مَبْنُونٌ، أَبُو عُبَيْدٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُثْمَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ غَامِرِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبَدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ. فَقَالَ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً. مِنْهَا ثَمَانٍ. وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ. وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ.

۱۳۶۲- حضرت زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے (دل میں) کہا آج رات میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (تہجد) دیکھوں گا چنانچہ میں آپ کی چوکھٹ یا نیچے (کے نچلے حصے) پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو) اٹھے آپ نے (پہلے) بلکی دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو بہت ہی طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے پہلے والی رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے بھی کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھا۔ یہ کل تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

۱۳۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ بْنِ ثَابِتِ الزُّبَيْرِيِّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجَعْفِيِّ. قَالَ: قُلْتُ، لِأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اللَّيْلَةَ. قَالَ، فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ، أَوْ فُسْطَاطَهُ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. ثُمَّ رُكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ. ثُمَّ رُكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رُكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رُكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رُكْعَتَيْنِ. ثُمَّ أَوْتَرَ. فَثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً.

🕌 فائدہ: گزشتہ روایت میں فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعتیں مذکور ہیں جب کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کے علاوہ بھی گیارہ کے بجائے تیرہ رکعتیں پڑھنا درست ہے۔

۱۳۶۲- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۶۵ من حديث مالك به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۳۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا
مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ مَحْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ،
عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ نَامَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ خَالَتُهُ. قَالَ،
فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ.
وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي
طُولِهَا. فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ. حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ
اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ،
اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ. فَجَعَلَ يَمْسُحُ النَّوْمَ
عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ. ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ آيَاتٍ مِنْ
آخِرِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ. ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنْ
مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ. ثُمَّ
قَامَ يُصَلِّي.

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل
۱۳۶۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ وہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے
ہاں سوئے اور وہ ان کی خالہ تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
نے بیان فرمایا: میں نیکی کے عرض میں لیٹا اور رسول اللہ
ﷺ اور آپ کی اہلیہ اس کے طول میں لیٹ گئے۔ نبی
ﷺ سو گئے۔ جب آدھی رات ہوئی یا آدھی رات سے
تھوڑا سا پہلے یا تھوڑا سا بعد کا وقت تھا تو نبی ﷺ بیدار ہو
گئے اور نیند دور کرنے کے لیے چہرے پر ہاتھ پھیرنے
لگے پھر آپ نے سورہ آل عمران کی آخری دس آیات
پڑھیں پھر ایک (کھوٹی پر) لنگی ہوئی مشک کی طرف گئے
اور اس سے وضو کیا آپ نے خوب اچھی طرح وضو کیا
پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔



قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ
مِثْلَ مَا صَنَعَ. ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ.
فَوَضَّعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى
رَأْسِي. وَأَخَذَ أُذُنِي الْيُمْنَى يَمْتَلِيهَا. فَصَلَّى
رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ
رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ أَوْتَرَ.
ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمَوَدُّنُ. فَصَلَّى
رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی اٹھ
کھڑا ہوا۔ میں نے اسی طرح کیا (آیات پڑھیں اور
وضو کیا) جس طرح نبی ﷺ نے کیا تھا پھر میں جا کر
آپ کے (بائیں) پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ (اور نبی ﷺ
کی اقد میں نماز شروع کر دی) رسول اللہ ﷺ نے اپنا
دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا (اور مجھے اپنے پیچھے سے
اپنے دائیں پہلو میں کر لیا) اور میرا دایاں کان پکڑ کر
مروڑنے لگے۔ نبی ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

عَنْ عَمْرٍو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَسْلَمَ مَعَكَ؟ قَالَ: «حُرٌّ وَعَبْدٌ» قُلْتُ: هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَقْرَبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أُخْرَى؟ قَالَ: «نَعَمْ. جَوْفُ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ پہلے حدیث: ۱۳۵۱ کے تحت گزر چکا ہے اس کے بعض فوائد وہاں ذکر کیے گئے ہیں۔

② حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے ابھی ہجرت نہیں کی تھی۔ واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب اسلام عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حدیث: ۸۴۲) ③ آزاد اور غلام سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما ہیں، یعنی تمھوڑے سے افراد جو اسلام لائے تھے ان میں نمایاں حضرات یہ تھے۔

۱۳۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے شروع حصہ میں سوتے تھے اور آخری حصے میں عبادت کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيُحْيِي آخِرَهُ.

🌞 فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو تہجد پڑھنے اور آرام کرنے کے سلسلے میں کئی انداز سے عمل فرمایا ہے جن میں سے ایک صورت یہ بھی ہے۔

۱۳۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ الْعُمَانِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ. وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ

۱۳۶۵- أخرجه البخاري، التهجذ، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، ح: ۱۱۴۶، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلی اللہ علیہ وسلم في الليل . . . الخ، ح: ۷۳۹ من حديث أبي إسحاق به.

۱۳۶۶- أخرجه البخاري، التهجذ، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، ح: ۱۱۴۵، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة فيه، ح: ۷۵۸ من حديث مالك عن الزهري به.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں؟ (اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہتا ہے) حتیٰ کہ صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔“ اسی لیے سلف رات کے پہلے صبح کے بجائے آخری حصے میں نماز پڑھنا زیادہ پسند کرتے تھے۔

الأَعْرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى، حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ كُلِّ لَيْلَةٍ، فَيَقُولُ: مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيهِ؟ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ» فَلِذَلِكَ كَانُوا يَسْتَجِيبُونَ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ عَلَى أَوْلِيهِ.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں رات کے آخری حصے میں نماز اور دعا کی فضیلت کا بیان ہے۔ ② اللہ کی رحمت اتنی عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بندوں کو اپنی ذات سے مانگنے کو کہتا ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کا پہلے آسمان پر تشریف لانا اسی طرح اللہ کی صفت ہے جس طرح اس کا عرش پر تشریف فرما ہونا اور کلام کرنا۔ ان صفات پر ایمان لانا چاہیے انکار یا تاویل کرنا جائز نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات جیسی نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

۱۳۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُضْعَبٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ يُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ نِصْفُهُ أَوْ ثُلُثَا، قَالَ: لَا يَسْأَلَنَّ عَبْدِي غَيْرِي. مَنْ يَدْعُنِي أَسْتَجِبْ لَهُ. مَنْ يَسْأَلُنِي أُعْطِهِ. مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي أُغْفِرْ لَهُ. حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

۱۳۶۷- حضرت رفاعہ (بن عرابہ) جنہی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ جب آدھی یا دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو فرماتا ہے: میرے بندوں کو میرے سوا کسی سے ہرگز نہیں مانگنا چاہیے۔ جو مجھے پکارے گا میں اس کی دعا قبول کروں گا۔ جو مجھ سے مانگے گا میں اسے دوں گا۔ جو مجھ سے بخشش طلب کرے گا میں اسے بخش دوں گا۔“ (یہ کیفیت مسلسل جاری رہتی ہے) حتیٰ کہ صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① مہلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کو سونے اور آرام کرنے کا وقت دیتا ہے۔ بندوں

۱۳۶۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۶/۴ بإسناد صحيح عن يحيى بن، وصرح بالسماع عند الآجري في الشريعة وغيره، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۷۵۸ وغيره.

۰۔ ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

سے جو نہیں گھنٹے عبادت میں مشغول رہنے کا مطالبہ نہیں کرتا یا یہ مطلب ہے کہ حدیث میں مذکور نداء ایک خاص وقت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ ⑤ آدمی رات یا تہائی رات باقی ہو تو اٹھ کر تہجد پڑھنا اور دعا کرنا ابتدائی رات میں تہجد پڑھنے اور دعا کرنے سے افضل ہے البتہ جس شخص کو یہ خطرہ ہو کہ وہ افضل وقت میں بیدار نہیں ہو سکے گا وہ عشاء کے بعد ہی تہجد وغیرہ ادا کر سکتا ہے تاکہ ثواب سے بالکل محروم نہ رہ جائے۔ ⑥ بندوں کو اپنی امید اور خوف کا مرکز صرف اللہ کی ذات کو بنانا چاہیے کیونکہ جو راحت یا تکلیف مخلوق کے ہاتھ سے پہنچتی ہے وہ بھی اللہ کی رحمت اور حکمت کی بنیاد پر اسی کے حکم سے پہنچتی ہے۔ ⑦ رات کی نفل عبادت دن کی نفل عبادت سے افضل ہے۔

(المعجم ۱۸۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِيهَا مِنْ عِبَادَاتٍ
 أَنَّ يَكْفِي مِنَ قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ۲۲۲)

۱۳۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «الْآيَاتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ ، كَفَّمَتَاهُ» .

۱۳۶۸ - حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہما نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے حضرت ابوسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں (یہ شان رکھتی ہیں کہ) جو شخص انھیں ایک رات میں پڑھ لے وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔“

قَالَ حَفْصُ فِي حَدِيثِهِ : قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ : فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ فَحَدَّثَنِي بِهِ .
 راوی حدیث حفص اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (بعد میں) میری ملاقات حضرت ابوسعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی جب کہ وہ (کعبہ شریف کا) طواف کر رہے تھے تو انھوں نے (خود) یہ حدیث مجھے سنائی۔

☀️ فائدہ: کافی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جس کو تہجد کا وقت نہ ملا وہ کم از کم یہ دو آیتیں ہی تلاوت کر لے تو اسے اللہ کی وہ رحمت حاصل ہو جائے گی جو تہجد پڑھنے والے کو حاصل ہوتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ پریشانیوں اور آفات سے بچاؤ کے لیے کافی ہوں گی۔

۱۳۶۸ - أخرجه البخاري، المغازي، ج: ۴۰۰، ۵۰۴، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواصها سورة البقرة... الخ، ج: ۸۰۸ من حديث الأعمش به.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۳۶۹- حَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَنْصُورٍ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ
آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ، كَفَتَاهُ».

(المعجم (۱۸۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَلِّي إِذَا نَعَسَ (التحفة ۲۲۳)

۱۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی
ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اونگھ آئے تو اسے
چاہیے کہ سو جائے حتیٰ کہ نیند پاتی رہے۔ (کیونکہ) اگر
وہ اونگھ کی حالت میں نماز پڑھے گا تو کیا معلوم وہ (اللہ
سے) بخشش مانگنے لگے تو (نیند کے غلبے کی وجہ سے) پتہ نہ
چلے اور) اپنے آپ کو برا بھلا کہہ دے۔“
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ
مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ الْعُمَانِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قَالَ النَّبِيُّ : «إِذَا
نَعَسَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ
النُّؤْمُ. فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ،
لَعَلَّهُ يَذْهَبُ فَيَسْتَعْفِرُ، فَيَسْبُ نَفْسَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز فرض ہو یا نفل اس کی ادائیگی کے وقت انسان کو ہوش و حواس میں ہونا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور دعا کے الفاظ سمجھ کر پڑھے اور اس طرح اس کے دل اور روح کو پورا فائدہ حاصل ہو۔ ② نماز تہجد کا وقت بہت وسیع ہے اس لیے ضروری نہیں کہ انسان اپنے آپ کو مجبور کر کے ساری رات یا رات کے خاص حصے میں جاگنے کی کوشش کرے۔ ③ نیند کے غلبے کے وقت نماز پڑھنا مناسب نہیں بلکہ پہلے نیند پوری کر لے یا کوئی اور دوسرا طریقہ اختیار کر لے جس سے نیند ختم ہو کر دل اور دماغ ہوشیار ہو جائے مثلاً: وضو کر لے یا اٹھ کر پہل قدمی کر لے۔ ④ جو شخص قیام اللیل کا عادی نہیں اسے چاہیے کہ تھوڑے عمل سے شروع کرے مثلاً: پہلے پہل دس پندرہ منٹ نماز اور

۱۳۶۹- [صحیح] انظر الحديث السابق .

۱۳۷۰- [صحیح] أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من ناس في صلاته . . . الخ، ح : ۷۸۶ عن أبي بكر ابن أبي شيبة وغيره به، أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم . . . الخ، ح : ۲۱۲، وسلم أيضاً وغيرهما من حديث مالك عن هشام به .

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

اذکار میں گزارے پھر آہستہ آہستہ اضافہ کر کے آدھا گھنٹہ پھر ایک گھنٹے تک لے جائے۔

۱۳۷۱- حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مُوسَى
الليثي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صَهْبِيبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلًا
مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ. فَقَالَ: «مَا هَذَا
الْحَبْلُ؟» قَالُوا: لِيُزَيَّبَ. نُصَلِّي فِيهِ. فَإِذَا
فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فَقَالَ «حُلُوهُ. حُلُوهُ.
لِيُصَلَّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ. فَإِذَا فَتَرَ فَلْيُعْمِدْ».

۱۳۷۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ کو دو ستونوں کے درمیان (ایک ستون سے دوسرے ستون تک) ایک رسی بندھی ہوئی نظر آئی۔ فرمایا: ”یہ رسی کبھی ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: زینب رضی اللہ عنہا کی ہے وہ اس مقام پر نماز پڑھا کرتی ہیں جب تھک جاتی ہیں تو (غظت دور کرنے کے لیے) اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے کھول دو اسے کھول دو۔ انسان کو (ذہنی اور جسمانی) نشاط (اور آماجگی) کی حالت میں نماز پڑھنی چاہیے۔ جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابیات میں متعدد خواتین کا نام زینب تھا۔ ان میں سے دو خاتین اہمات المؤمنین ہیں۔

اس حدیث میں کس زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔ ان کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۳/۳۷۰) حدیث: ۱۱۵۰② عبادت اور ذکر کی مقدار اس حد تک مقرر کرنی چاہیے کہ انسان بہت زیادہ مشقت محسوس نہ کرے۔ ③ مشقت محسوس کرنے کی صورت میں اپنے طور پر مقرر نقلی عبادت میں کمی کرنا جائز ہے۔

۱۳۷۲- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حَمِيدٍ بْنِ
كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ
أَبِي بَكْرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَامَ
أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعَجَمَ الْقُرْآنَ عَلَى
لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، اضْطَجَعَ».

۱۳۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب رات کو قیام کرنے پھر اس کی زبان پر قرآن مشکل ہو جائے اور اسے پتہ نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو (اسے چاہیے کہ) وہ لیٹ جائے۔“

۱۳۷۱- أخرجه البخاري، التهجيد، باب ما يكره من التشديد في العبادة، ح: ۱۱۵۰، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره... الخ، ح: ۷۸۴ من حديث عبدالوارث به.
۱۳۷۲- [صحيح] أبو بكر مستور، ولحديثه شواهد عند مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نعى في صلاته أو استعجم عليه القرآن... الخ، ح: ۷۸۷ وغيره.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها قیام اللیل اور تہجد سے متعلق دیگر احکام و مسائل

🌟 فائدہ: قرآن مشکل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدھ کی وجہ سے قرآن پڑھنا مشکل ہو جائے اور نیند کی وجہ سے اپنے کپے ہوئے الفاظ بھی سمجھ میں نہ آ رہے ہوں تو نماز اور تلاوت ختم کر کے سونے کے لیے لیٹ جانا چاہیے۔

(المجموع ۱۸۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ
بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ (التحفة ۲۲۴)
باب: ۱۸۵- مغرب اور عشاء کے درمیان (نفل) نماز

۱۳۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ [الْمَدِينِيُّ]، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، عَشْرِينَ رَكْعَةً، بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۳۷۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعت نماز پڑھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر تعمیر کر دیتا ہے۔“

۱۳۷۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. وَأَبُو عَمْرٍو حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو. قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنِ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي عَمْرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمِ الْيَمَامِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ، لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ، عُذِلَتْ لَهُ عِبَادَةٌ عَشْرَةَ سَنَةً».

۱۳۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھی اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہی تو اس کو بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ہوگا۔“

🌟 فائدہ: بعض لوگ اس نماز کو اذانین کے نام سے پکارتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ صلاۃ الاذانین نماز چاشت (غنی) کا دوسرا نام ہے جیسے کہ ارشاد نبوی ہے: [صَلَاةُ الْاُذَانَيْنِ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ] (صحیح مسلم صلاۃ

۱۳۷۳- [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، يعقوب بن الوليد، قال فيه الإمام أحمد: من الكنايين الكبار، وكان يضع الحديث، وقال الحاكم: يروي عن هشام بن عروة المناكير، قلت: واثنقوا على ضعفه" انتهى، وكذب ابن معين وغيره، وله شاهد ضعيف جدًا عند ابن عدي ۱۷۹۸/۵ في عمرو بن جرير الجلي، كذبه أبو حاتم.

۱۳۷۴- [ضعيف جدًا] تقدم، ح: ۱۱۶۷.

۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نوافل سے متعلق احکام ومسائل

المسافرين، باب صلاة الأوابين حين ترمض الفصال، حدیث: ۴۸، "اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں (ریت کی گرمی سے) جلنے لگیں۔" مذکورہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں اس لیے دونوں ناقابل حجت ہیں۔ نماز چاشت کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

(المعجم ۱۸۶) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ (التحفة ۲۲۵)**

باب: ۱۸۶۔ نفل نماز گھر میں ادا کرنا

۱۳۷۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ
عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَرَجَ نَفْرٌ مِنْ أَهْلِ
الْعِرَاقِ إِلَى عُمَرَ . فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَيْهِ، قَالَ
لَهُمْ: مِمَّنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: مِنَ أَهْلِ الْعِرَاقِ .
قَالَ: فَيَا ذِينَ جِئْتُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ . قَالَ،
فَسَأَلُوهُ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ . فَقَالَ
عُمَرُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَمَّا
صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ فَنُورٌ . فَنُورُوا بِيُوتِكُمْ» .

۱۳۷۵ - حضرت عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ عراق سے چند افراد حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ملنے کے لیے
(وطن سے) آئے جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت
میں حاضر ہوئے تو انھوں (حضرت عمر) نے کہا: آپ
لوگ کس قوم سے تعلق رکھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: عراق
کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا: آپ لوگ اجازت لے کر
آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے
(حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے) گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق
سوال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ
ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے
فرمایا: "آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا نور (کا باعث) ہے
اس لیے اپنے گھروں کو نور کیا کرو۔"



حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ : حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ
عَمْرٍو ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَيْسَةَ ، عَنْ
أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ
عُمَيْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، عَنْ عُمَرَ

امام ابن ماجہ نے اپنے استاد محمد بن ابی حسین کی سند
سے یہ روایت بیان کی تو عاصم بن عمرو اور عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہما کے درمیان عمیر کا واسطہ بیان کیا۔

۱۳۷۵ - [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'لهذا إسناده ضعيف' * عاصم بن عمرو وثقه ابن حبان، وأبو حاتم،
وضعه البخاري، والعقيلي، و'أرسل عن عمر' كما في التهذيب وغيره، والسند الثاني معلول * أبو إسحاق عن
وعمير مستور .

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نوافل سے متعلق احکام و مسائل

ابن الخطاب، عن النبي ﷺ. نحوه.

۱۳۷۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص اپنی نماز پوری کر لے
تو اسے چاہیے کہ اس کا ایک حصہ اپنے گھر کے لیے بھی
رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر
میں بھلائی عطا فرمائے گا۔“

۱۳۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ،
عَنْ أَبِي سُوَيْبَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
«إِذَا قُضِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاتُهُ، فَلْيَجْعَلْ لِنَيْتِهِ
مِنْهَا نَصِيبًا. فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي نَيْتِهِ مِنْ
صَلَاتِهِ خَيْرًا».

نوائد و مسائل: ① مردوں کے لیے فرض نماز مسجد میں ادا کرنا ضروری ہے۔ ② نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل
ہے۔ فرض نمازوں کی سنتیں بھی نوافل میں شامل ہیں۔ ③ نفل نماز مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔ ④ گھر میں نفل
نماز ادا کرنا گھر میں خیر و برکت کا باعث ہے۔ ⑤ عورتیں مسجد میں نماز ادا کر سکتی ہیں تاہم ان کا گھر میں نماز پڑھنا
افضل ہے۔ اگر وہ جماعت کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو گھر کی عورتیں مل کر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں۔

۱۳۷۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھروں کو قبریں نہ بنا لو۔“

۱۳۷۷- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْرَمَ،
وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ. قَالَ: حَدَّثَنَا
يَعْقُبُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ،
عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَتَّخِذُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا».

نوائد و مسائل: ① ذکر الہی دل کی زندگی ہے۔ ذکر نہ کرنے والا مردے کی مانند ہے۔ نماز ذکر کا بہترین طریقہ
ہے۔ ② قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے۔ ③ گھروں کو قبریں بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قبرستان میں نماز
نہیں پڑھی جاتی اسی طرح گھروں میں نماز پڑھنے سے پرہیز نہ کرو کہ فرض نمازوں کے علاوہ تمام نفل نمازیں بھی مسجد

۱۳۷۶- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد... الخ، ج: ۷۷۸ من حديث الأعمش به، وصححه البغوي، والבוصيري.

۱۳۷۷- أخرجه البخاري، الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر، ج: ۴۳۲، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ج: ۷۷۷ من حديث يحيى القطان به.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

ہی میں ادا کرنے لگو بلکہ نفل نماز میں گھر میں بھی پڑھا کرو۔

۱۳۷۸- حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سی چیز افضل ہے؟ گھر میں نماز پڑھنا یا مسجد میں نماز پڑھنا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میرا گھر نہیں دیکھ رہے کہ وہ مسجد سے کتنا قریب ہے؟ مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے“ سوائے اس کے کہ فرض نماز ہو۔“

۱۳۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلْفٍ :

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ : أَيُّمَا أَفْضَلُ؟ الصَّلَاةُ فِي بَيْتِي أَوْ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ؟ قَالَ : «أَلَا تَرَى إِلَى بَيْتِي؟ مَا أَقْرَبُهُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَأَنْ أَصَلِّيَ فِي بَيْتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ . إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً .»



فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو نفل نماز گھر میں پڑھنا پسند ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ مسجد میں آنے جانے میں مشقت ہوتی تھی جیسے کہ مسجد دور ہونے کی صورت میں ہو سکتی ہے بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ گھر میں نفل نماز ادا کرنا افضل ہے۔ ② عالم آدمی جب سوال کرنے والے کو اپنا عمل بیان کر دے تو یہ بھی مسئلہ بتانے کی ایک صورت ہے اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے مسائل کو زیادہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

باب: ۱۸۷- نماز صبحی کا بیان

(المعجم ۱۸۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

الصُّبْحِيِّ (التحفة ۲۲۶)

۱۳۷۹- حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے کہا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کثیر تعداد میں موجود تھے میں نے نماز صبحی کے متعلق دریافت کیا تو مجھے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی شخص ایسا نہ ملا جو مجھے بتائے کہ

۱۳۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي زَيْنَادٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ : سَأَلْتُ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، وَالنَّاسِ مُتَوَافِرُونَ ، أَوْ مُتَوَافُونَ ، عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِيِّ فَلَمْ أَحِذْ

۱۳۷۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۳۴۲ عن ابن مهدي به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۰۲، وقال

البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات."

۱۳۷۹- [صحیح] تقدم، ح: ۶۱۴ من حديث الزهري عن عبد الله به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز صحیحی (چاشت) سے متعلق احکام و مسائل
 أَحَدًا يُخْبِرُنِي أَنَّهُ صَلَّىهَا، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نِي فِي نَمَازٍ بِرُحْمِي هِيَ الْبَيْتِ حَضْرَتِ امِ هَانِي
 ﷺ، غَيْرَ أَمْ هَانِي فَأَخْبَرْتَنِي أَنَّهُ صَلَّىهَا ﷺ نِي مَجْهِي بَيَا كِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ نِي اس نَمَازِ كِ آخِ
 نَمَانَ رَكَعَاتٍ. ركعتیں پڑھی تھیں۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے اس نماز کی شریعت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ
 کا ارشاد مروی ہے جو حدیث: ۱۳۷۴ کے فائدہ میں ذکر ہوا۔ ② اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس نماز کا علم شاید اس لیے
 نہیں ہوا کہ نبی ﷺ یہ نماز ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے اور جب پڑھتے تو گھر میں پڑھتے تھے۔

۱۳۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ
 بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ
 مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ
 أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى الضُّحَى نِيَّتِي
 عَشْرَةَ رَكَعَةً، بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ
 فِي الْجَنَّةِ». حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو
 شخص صبحی کی بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے
 جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر کرے گا۔“

۱۳۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
 حَدَّثَنَا شَيْبَانَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ
 الرُّشَكِ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ:
 سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي
 الضُّحَى؟ قَالَتْ: نَعَمْ. أَرْبَعًا. وَيَزِيدُ مَا
 سَاءَ اللَّهُ. حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
 انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا:
 کیا نبی ﷺ صبحی (چاشت) کی نماز پڑھتے تھے؟ انھوں
 نے فرمایا: ہاں چار رکعت پڑھتے تھے اور اس سے زیادہ
 بھی پڑھ لیتے تھے جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی نبی اکرم ﷺ کو

۱۳۸۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، ح: ۴۷۳ عن أبي كريب به،
 وقال: 'غريب' * وابن إسحاق صرح بالسمع عنده، وموسى بن فلان بن أنس مجهول كما في التقريب وغيره.

۱۳۸۱- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى، وأن أقلها ركعتان... الخ، ح: ۷۱۹
 من حديث شعبة به.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز استخارہ سے متعلق احکام و مسائل

ضعفی (چاشت) کی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور مسئلہ تو ایک صحابی کی روایت سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ ① ضعیفی کی نماز آٹھ رکعت سے کم یا زیادہ بھی پڑھی جاسکتی ہے اس کی کم از کم مقدار دو رکعت ہے۔ (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحیٰ..... حدیث: ۷۲۱۷۲۰) فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھی تھیں۔ حدیث: ۱۳۷۹ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

۱۳۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ شَدَّادِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَيَّ شُفْعَةَ الضُّحَى، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

۱۳۸۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نماز ضعیفی کا دو گانہ پابندی سے ادا کرے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کی طرح (بہت زیادہ) ہوں۔“

باب: ۱۸۸- نماز استخارہ کا بیان

(المعجم ۱۸۸) - بِأَبِ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ
الاسْتِخَارَةِ (التحفة ۲۲۷)

۱۳۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السَّلْمِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُتَكَدِّرِ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاسْتِخَارَةَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. يَقُولُ: «إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ. وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ. وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ.

۱۳۸۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ (کی دعا) اسی طرح (اہتمام سے) سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرض کے علاوہ دو رکعتیں (نفل) پڑھے پھر کہے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ..... اللَّهُمَّ إِنَّ كُنْتُ تَعَلَّمُ هَذَا الْأَمْرَ] ”یہاں اس چیز کا نام لے“ [تَحْيِرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي] [یا ایوں فرمایا:] [تَحْيِرًا لِي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي وَ آجِلِهِ

۱۳۸۲- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، ح: ۴۷۶ من حديث النهاس به، وقال: "ولا نعرفه إلا من حديثه" * والنهاس هذا ضعيف كما في التفریب وغيره.

۱۳۸۳- أخرجه البخاري، النهجد، باب ماجاء في التطوع مثني مثني، ح: ۱۱۶۲ وغيره من حديث عبدالرحمن به.

۵۔ ابواب اقامۃ الصلوات والسنة فيها

نماز استجارہ سے متعلق احکام و مسائل

فَأَنْتَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ . وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ . وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ . اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ لِهَذَا الْأَمْرِ فَيَسِّمِيهِ ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ خَيْرًا لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي ، أَوْ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَأَقْدِرْهُ لِي يَوْمَسَّرَهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ . وَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ ، فَعَوْلٌ مِثْلُ مَا قَالَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى وَإِنْ كَانَ سُئِرًا لِي ، فَأَضْرِفْهُ عَنِّي وَأَضْرِفْنِي عَنْهُ ، وَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُمَا كَانَ . ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ .

فَأَقْدِرْهُ لِي وَ يَسِّرْهُ لِي وَ بَارِكْ لِي فِيهِ وَ إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ (جس طرح پہلے کہا تھا اسی طرح یہاں کہے) [وَ إِنْ كَانَ سُئِرًا لِي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي (یا کہے) سُئِرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَ آجِلِهِ ، فَأَضْرِفْهُ عَنِّي وَأَضْرِفْنِي عَنْهُ وَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُمَا كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ] "اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (حصول خیر کی) طاقت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو (ہر چیز پر) قدرت رکھتا ہے اور میں (کسی چیز پر) قدرت نہیں رکھتا تو (غیب) جانتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو (تمام) پوشیدہ امور سے باخبر ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میری دنیا، میری معاش اور انجام کار میں بہتر ہے..... (یا فرمایا) میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں بہتر ہے..... تو اسے میرے لیے مقدر کر دے اسے میرے لیے آسان فرما دے اور میرے لیے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے برا ہے (یعنی) پہلے جملے والے الفاظ (دوبارہ) کہے (کہ میری دنیا میں میری معاش میں اور میرے انجام کار میں..... یا میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں) تو اس کام کو مجھ سے دور ہٹا دے اور مجھے اس سے (بہتر کام کی طرف) پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر کر دے جہاں کہیں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی (اور مطمئن) کر دے۔"

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز حاجت سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① "استحارے" کا مطلب اللہ سے خیر اور بہتری کی درخواست ہے۔ جب کسی کام کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لینا بہتر ہے کہ اگر اس کا انجام میرے لیے بہتر ہے تو یہ خیریت سے مکمل ہو ورنہ جو کچھ میرے لیے بہتر ہو وہ حاصل ہو جائے۔ ② استحارے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی جائے۔ اس کے علاوہ جو مختلف قسم کے استحارے مشہور ہیں وہ سب غیر مسنون ہیں۔ ③ استحارے کے بعد خواب آنا شرط نہیں بلکہ کام کا انتظام کرنا چاہیے اگر بہتر ہوگا تو خیریت سے مکمل ہو جائے گا ورنہ کوئی رکاوٹ آ جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا اس انداز سے مکمل ہونا میرے حق میں بہتر نہیں۔ اسی طرح اگر استحارے کے بعد اس کام پر دل مطمئن ہو جائے تو وہ کام کر لیا جائے ورنہ چھوڑ دیا جائے۔ ④ دعا میں "هَذَا الْأَمْرُ" کی جگہ مطلوبہ کام کا نام لینا چاہیے مثلاً: هَذَا النُّكاحُ (یہ نکاح) هَذَا السَّفَرُ (یہ سفر) هَذِهِ التَّجَارَةُ (یہ تجارت) وغیرہ یا هَذَا الْأَمْرُ" کہتے وقت دل میں اس کام کا تصور کر لیا جائے۔ ⑤ "مجھے اس سے پھیر دے" کا مطلب یہ ہے کہ میں وہ کام نہ کروں اور دل میں بھی یہ خیال نہ رہے کہ کاش یوں کر لیتا تو بہتر ہوتا۔

(المعجم ۱۸۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

باب: ۱۸۹- نماز حاجت کا بیان

www.KitaboSunnat.com الْحَاجَّةُ (التحفة ۲۲۸)

۱۳۸۴- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی السلمی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "جس کو اللہ سے یا مخلوق میں سے کسی سے کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہیے کہ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے پھر کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ..... فَضِيئَهَا لِي" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظیم والا اور کرم والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ چیزیں (اعمال و فضائل) مانگتا ہوں جو تیری رحمت کا سبب ہیں اور تیری بخشش کا باعث بننے والے (اعمال) اور ہر نیکی میں حصہ

۱۳۸۴- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْأَعْبَادَانِيُّ، عَنْ قَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللَّهِ، أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ لِيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ. شُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَيْمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالسَّلَامَةَ

۱۳۸۴- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الحاجة، ح: ۴۷۹ من حديث فالد

به، وقال: "هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ"، وانظر، ح: ۴۱۶ لعله.

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مِنْ كُلِّ إِثْمٍ . أَسْأَلُكَ أَلَّا تَدَعَ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ . وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا لِي . ثُمَّ يَسْأَلُ اللَّهَ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا شَاءَ . فَإِنَّهُ يُقَدِّرُ .

تماز حاجت سے متعلق احکام و مسائل اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرا کوئی گناہ معاف کیے بغیر کوئی غم ختم کیے بغیر اور کوئی حاجت جو تیری رضا کے مطابق ہو پوری کیے بغیر نہ چھوڑے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی جو حاجت چاہے مانگ لے۔ اس کی قسمت میں وہ چیز ہو جائے گی۔“

۱۳۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ بْنُ سَيَّارٍ : حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ حُرَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِبَ الْبَصَرَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي . فَقَالَ : «إِنْ شِئْتَ أَخْرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ . وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ» فَقَالَ : ادْعُهُ . فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ وُضُوئَهُ . وَيُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ . وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ : «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ . يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى . اللَّهُمَّ فَسِّغْهُ فِيَّ» .

۱۳۸۵- حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے شفا دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے آخرت کی بھلائی چاہوں اور وہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں دعا کر دوں۔“ اس نے کہا: دعا ہی کر دیجیے۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے پھر یہ دعا مانگے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَ اَتُوْجَّهٖ فَسِّغْهُ فِیَّ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبی رحمت حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ اے محمد! میں آپ کے ذریعے سے اپنی اس حاجت کے سلسلے میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ! نبی ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔“

فَالَ أَبُو إِسْحَاقَ : هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ . ابواسحاق نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۳۸۵- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: ۱۱۸، ح: ۳۵۷۸ من حديث عثمان بن عمر به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وزاد الحاكم: ۱/۳۱۳، ۵۱۹ في الأخير: "وشفعتني فيه"، وصححه هو، والذهبي وغيرهما مرة على شرطهما، ومرة قالوا: "صحيح" ولا أشير إلى هذا الاختلاف للاختصار إلا نادراً لأن لهما أوهاماً في بعض الأحيان، ولهذا الشرح المختصر لا يتحمل الردود، فليتنبه.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

☀️ فوائد ومسائل: ① شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے کسی بندے کے ہاتھ میں نہیں اس لیے شفا کی درخواست اللہ ہی سے کرنی چاہیے۔ ② کسی نیک بزرگ شخص سے اپنے حق میں دعا کرانا جائز ہے۔ ③ بیماری اور مصیبت پر صبر کرنا درجات کی بلندی کا باعث ہے لیکن اس سے نجات کی دعا کرنا بھی توکل اور رضا کے معنائی نہیں۔ ④ ضرورت پوری ہونے کی نیت سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا اور پھر مناسب دعا کرنا اس سے دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ ⑤ صحابی نے نبی اکرم ﷺ سے شفا کی درخواست نہیں کی بلکہ شفا کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی اور خود بھی دعا کی۔ گویا نبی ﷺ کی دعا اس شخص کی دعا کی قبولیت کے لیے تھی اس لیے اسے ”شفاعت“ کہا گیا۔ ⑥ بعض لوگوں نے اس حدیث سے روایتی وسیلہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ اس میں نبی اکرم ﷺ کی ذات کو وسیلہ نہیں بنایا گیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کو وسیلہ بنایا گیا ہے اور پھر یہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تھا وفات کے بعد قبر شریف میں آپ کو مخاطب نہیں کیا گیا۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کو وفات کے بعد مخاطب کرنا قرآن مجید کے اس فرمان کے بھی خلاف ہے: ﴿وَلَا تَحْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَحْهَرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ (الحجرات: ۳) ”رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکار لیتے ہو“ بلکہ اس کا ادب بتاتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّ الدِّينَ بُنِيَ عَلَى التَّوَكُّلِ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ (الحجرات: ۵۳) ”جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو آوازیں دیتے ہیں وہ اکثر بے عقل ہوتے ہیں۔ اگر وہ لوگ صبر کریں حتیٰ کہ آپ خود ان کے پاس باہر تشریف لے آئیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔“ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ حجرہ مبارک میں دفن ہونے کے بعد نبی ﷺ کو نہ پکارا جائے حتیٰ کہ قیامت کو وہ خود ہی باہر تشریف لے آئیں۔

(المعجم ۱۹۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ

باب ۱۹۰۔ نمازِ تسبیح کا بیان

التَّسْبِيحِ (الصحفة ۲۲۹)

۱۳۸۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَبُو عِيْسَى الْمَسْرُوقِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «يَا عَمَّ أَلَا

۱۳۸۶ - حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”چچا جان! کیا میں آپ کو ایک تھنہ نہ دوں؟ آپ کو فائدہ نہ پہنچاؤں؟ آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟“ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! ضرور ایسا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آپ چار رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں

۱۳۸۶ - [حسن] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة التسبيح، ح: ۴۸۲ من حديث زيد العكلي به، وقال: ”غريب“، وانظر، ح: ۲۵۱، لعلته، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

أَخْبُوكَ، أَلَا أَنْفَعُكَ، أَلَا أَصْلُكَ» قَالَ: بَلَى. يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ. فَإِذَا انْقَضَتِ الْقِرَاءَةُ فَقُلْ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ أَنْ تَرَكَعَ. ثُمَّ ارْزُقْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْزُقْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْزُقْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْزُقْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ. فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ. وَهِيَ ثَلَاثُمِائَةٍ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ. فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ، غَفَرَهَا اللَّهُ لَكَ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ يَقُولُهَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: «فَلْهَا فِي جُمُعَةٍ. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ» حَتَّى قَالَ: «فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ».

نماز تسبیح سے متعلق احکام و مسائل

سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ جب قراءت مکمل ہو جائے تو رکوع کرنے سے پہلے پندرہ بار یوں کہیں: [سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللهُ أَكْبَرُ] ”اللہ پاک ہے اور تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے“ پھر رکوع کریں تو (رکوع کی حالت میں رکوع کی تسبیحات پڑھنے کے بعد) یہ تسبیح دس بار پڑھیں پھر رکوع سے سر اٹھائیں تو (توڑے کے اذکار کے بعد) دس بار یہ کہیں پھر سجدہ کریں تو (سجدے کی تسبیحات کے بعد) دس بار یہی پڑھیں پھر سر اٹھائیں تو (جلسے کی دعا پڑھ کر) دس بار یہ پڑھیں پھر سجدہ کریں تو (سجدے کی تسبیحات کے بعد) دس بار یہی پڑھیں پھر (سجدے سے) سر اٹھائیں تو کھڑے ہونے سے پہلے (جلسۃ استراحت میں) دس بار یہی پڑھیں۔ یہ ایک رکعت میں پچھتر تسبیحات ہیں اور چار رکعتوں میں تین سو تسبیحات ہیں۔ اگر آپ کے گناہ صحرائے عالم کی ریت (کے ذروں) کے برابر بھی ہوں گے تو (اس نماز کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ وہ سب بخش دے گا۔“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو روزانہ یہ نماز نہ پڑھ سکے تو (کیا کرے؟) آپ نے فرمایا: ”بیتے میں ایک بار پڑھ لیں۔ اگر آپ سے یہ بھی نہ ہو سکے تو مینے میں ایک بار پڑھ لیں۔“ حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ورنہ سال میں ایک بار تو پڑھ لیں۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی وسیع اور بے کراں رحمت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس نے بعض آسان اور بظاہر معمولی اعمال کا ثواب بہت زیادہ رکھ دیا ہے لہذا اس قسم کے اعمال پر توجہ دے کر ہمیں اللہ کی رحمت زیادہ سے زیادہ

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز تسبیح سے متعلق احکام و مسائل

حاصل کرنی چاہیے۔ ① اگر کوئی نیکی کثرت سے نہ ہو سکے تو کبھی کبھار جب ہو سکے اسے انجام دینا چاہیے۔ یہ سوچ کر چھوڑ نہیں دینی چاہیے کہ ہم سے اس پر پابندی کے ساتھ عمل نہیں ہو سکتا۔ ② اللہ کی تسبیح اور حمد و تعریف کے کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہیں لہذا عام اذکار میں بھی ان کو اہمیت دینی چاہیے مثلاً: [سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ] کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کلمات زبان پر جھلکے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں اور قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں ان کا وزن بہت زیادہ ہوگا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری کی آخری حدیث) نماز تسبیح میں بھی تسبیح 'حمز' تو حید اور کبیر کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے اس لیے یہ نماز اس قدر عظیم ثواب کی حامل ہے۔ ③ نیکی کی تلقین کرنے کے لیے ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے جس سے سامعین کے دل میں اس نیکی کا شوق پیدا ہو جائے۔

۱۳۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: "اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ آپ کو بدیہ نہ دوں؟ آپ کو تھمہ نہ دوں؟ آپ کے لیے دس خوبیاں (دس قسم کے گناہوں کا کفارہ بن جانے والا عمل) نہ بیان کروں؟ جب آپ وہ کام کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے پچھلے پرانے اور نئے غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے چھوٹے اور بڑے پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے۔ دس خوبیاں یہ ہیں (دس قسم کے گناہوں کا کفارہ بن جانے والا عمل) آپ چار رکعات ادا کریں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت بھی پڑھیں۔ جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہوں تو کھڑے کھڑے کہیں: [سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ] "اللہ پاک ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے

۱۳۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ ابْنُ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: «يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْتُحُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ لَكَ عَشْرَ خِصَالٍ. إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَقَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، وَخَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، وَصَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، وَسِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ. عَشْرُ خِصَالٍ، أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ. فَإِذَا فَرَعْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ قُلْتَ وَأَنْتَ قَائِمٌ. سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ. خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً. ثُمَّ تَرَكَعَ

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

فَتَقُولُ، وَأَنْتَ رَاجِعٌ عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا. فَذَلِكَ خَمْسَةٌ وَسَعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. تَفْعَلُ فِي أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ. إِنْ اسْتَطَمْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَبِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَبِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَبِي عُمْرِكَ مَرَّةً».

ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں پھر رکوع کریں اور رکوع میں دس بار یہی تسبیح کہیں پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس بار یہی کہیں پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس بار یہ پڑھیں پھر سجدے سے سر اٹھا کر یہی تسبیح دس بار کہیں پھر سجدہ کریں اور دس بار یہ تسبیح پڑھیں پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو دس بار یہی پڑھیں اس طرح ہر رکعت میں پچھتر بار تسبیح ہوگی۔ چاروں رکعات میں اسی طرح پڑھیں۔ اگر آپ میں طاقت ہو تو ہر روز ایک بار ضرور یہ نماز پڑھیں۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو ہفتے میں ایک بار پڑھ لیں۔ اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو مہینے میں ایک بار پڑھیں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساری عمر میں ایک بار پڑھ لیں۔“

باب: ۱۹۱- نصف شعبان کی رات
(شعب براءت) کا بیان

(المعجم ۱۹۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ
النُّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ (التحفة ۲۳۰)

۱۳۸۸- حضرت علیؑ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس رات اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہوتے ہی پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور صبح صادق طلوع ہونے تک کھتا رہتا ہے: کیا کوئی مجھ سے بخشش مانگئے والا ہے کہ میں اسے معاف کر دوں؟“

۱۳۸۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنبَأَنَا ابْنُ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النُّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ،

۱۳۸۸- [إسناده موضوع] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: (۲۳/ ۱۰۷) ترجمة ابن أبي سيرة) من حديث الحسن بن علي به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف ابن أبي سيرة واسمه أبو بكر بن عبدالله بن محمد أبي سيرة، قال في أحمد بن حنبل وابن معين يضع الحديث"، وضعفه ابن رجب في لطائف المعارف * إبراهيم بن محمد لا يعرف، ولعله ابن أبي يحيى (متروك)، راجع التهذيب وغيره.



o- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها شب راعت سے متعلق احکام و مسائل

فَقَوْمُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا. فَإِنَّ اللَّهَ
يَنْزِلُ فِيهَا لِيُغْرِبَ الشَّمْسُ إِلَى سَمَاءِ
الدُّنْيَا. فَيَقُولُ: أَلَا مِنْ مُسْتَعْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ
لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلَى فَأَعَافِيَهُ أَلَا
كَذَا أَلَا كَذَا، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے کہ اسے رزق دوں؟
کیا کوئی (کسی بیماری یا مصیبت میں) مبتلا ہے کہ میں
اسے عافیت عطا فرما دوں؟“

☀️ فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع (من گھڑت) ہے اس لیے چند روزہ شعبان کے روزے کی کوئی اصل نہیں۔ اسی طرح اس رات میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے آسمان دینا پر نزول کا مسئلہ ہے جیسا کہ اس روایت میں اور اگلی روایت میں ہے وہ بھی صحیح نہیں البتہ صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات کو پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے۔ اس نزول کی کیفیت کیا ہے؟ اسے ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں تاہم اس صفت نزول پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

۱۳۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْخَزَاعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُو بَكْرٍ.
قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ بَنِي
حَبَّاجٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ
عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ
ذَاتَ لَيْلَةٍ. فَخَرَجْتُ أَطْلُبُهُ. فَإِذَا هُوَ
بِالْبَيْعِ، رَافِعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ. فَقَالَ:
«يَا عَائِشَةُ أَكُنْتُ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكَ
وَرَسُولُهُ؟» قَالَتْ، قَدْ قُلْتُ: وَمَا بِي ذَلِكَ.
وَلَكِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ.
فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النُّصْفِ مِنْ
شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرِ مِنَ

۱۳۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (گھر میں) نہ پایا۔ میں آپ کی تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ بیچ میں ہیں اور آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا ہوا ہے۔ (جب مجھے دیکھا تو) فرمایا: ”عائشہ! کیا تجھے یہ ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: میں نے عرض کیا: مجھے یہ خوف تو نہیں تھا لیکن میں نے سوچا (شاید) آپ اپنی کسی (اور) زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو آسمان دینا پر نزول فرماتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ (لوگوں) کو معاف فرمادیتا ہے۔“



۱۳۸۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، ح: ۷۳۹ من حديث يزيد به، وقال: "سمعت محمدًا (البخاري) يضعف هذا الحديث، وقال: يحيى لم يسمع من عروة، والحجاج بن أرطاة لم يسمع من يحيى بن أبي كثير"، وانظر أيضًا، ح: ۱۱۲۹، ۴۹۶.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها شب براءت سے متعلق احکام و مسائل
عَدَدٍ شَعَرَ غَنَمٍ كَلْبٍ .

۱۳۹۰- حَدَّثَنَا زَائِدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنِ زَائِدِ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ ابْنِ لَهَيْعَةَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْزَبٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النَّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ . فَيَغْفِرُ لَجَمِيعِ خَلْقِهِ . إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ» .

۱۳۹۰- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات (اپنے بندوں پر) نظر فرماتا ہے، پھر مشرک اور (مسلمان بھائی سے) دشمنی رکھنے والے کے سوا ساری مخلوق کی مغفرت فرمادیتا ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ .

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد محمد بن اسحاق کی سند سے یہ روایت بیان کی تو انھوں نے ضحاک بن عبدالرحمن اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے درمیان ضحاک کے باپ کا واسطہ بیان کیا۔

🌟 نوادہ و مسائل: ① شب براءت (شعبان کی پندرہویں رات) کے فضائل میں عتیقی روایات آتی ہیں وہ سب کی سب اکثر علماء کے نزدیک ضعیف ہیں حتیٰ کہ یہ (۱۳۹۰) روایت بھی اس لیے ان علماء کے نزدیک اس رات کی کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اکثر روایات ضعیف ہیں لیکن صرف یہ روایت (۱۳۹۰) ان کے نزدیک حسن ہے اس لیے ان کے موقف کی زد سے اس حدیث میں شب براءت کی فضیلت کا بیان ہے۔
② اس رات اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرنا مناسب ہے آتش بازی اور مخصوص کھانے تیار کرنا یا اس قسم کی دوسری رکبیں سب خود ساختہ ہیں ان سے پرہیز ضروری ہے۔ افضل اوقات کے فضائل و برکات سے صرف توحید والے کو حصہ ملتا ہے، مشرک اکبر کا مرتکب ان سے محروم رہتا ہے۔ ③ مسلمان بھائی سے ناحق دشمنی رکھنا اللہ کی رحمت سے

۱۳۹۰- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۵۱۰ من حديث أبي الأسود به على تصحيح فيه، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف عبدالله بن لهيعة وتدليس الوليد بن مريم" * والضحاك بن أيمن مجهول (تقريب)، وفيه علة أخرى، والوزير بن سليم، وعبدالرحمن بن عرزب مجهولان (تقريب)، وللحديث طرق عن معاذ، وأبي ثعلبة، وعبدالله بن عمرو، وأبي هريرة، وأبي بكر، وعوف بن مالك، وعائشة، ولا يصح منها شيء .



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

www.KitaboSunnat.com

مردی کا باعث ہے۔

باب: ۱۹۲۔ شکر کے طور پر نماز پڑھنے یا
سجدہ کرنے کا بیان

(المعجم ۱۹۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ
وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ (الصفحة ۲۳۱)

۱۳۹۱۔ حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو جہل کا سر کاٹے جانے کی خوشخبری دی گئی آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

۱۳۹۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ :
حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَبْعَاءَ : حَدَّثَنِي شُعْبَاءُ ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
صَلَّى ، يَوْمَ بُشِّرَ بِرَأْسِ أَبِي جَهْلٍ رَمَعْتَيْنِ .

۱۳۹۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کام ہو جانے کی خوشخبری دی گئی تو آپ سجدے میں گر پڑے۔

۱۳۹۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَرَ بْنِ
صَالِحِ الْجَمْرِيِّ : أَنبَأَنَا أَبِي : أَنبَأَنَا ابْنُ
لَهْبَعَةَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ
عَمْرٍو بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ السَّهْمِيِّ ، عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بُشِّرَ بِحَاجَةٍ ،
فَحَرَ سَاجِدًا .

☀️ فائدہ: کسی بھی خوشی کے موقع پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے ایک سجدہ کرنا مستحسن ہے۔ یہ سجدہ کافی طویل بھی ہو سکتا ہے۔

۱۳۹۳۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو وہ سجدے میں گر پڑے۔

۱۳۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى :
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ
الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ
مَالِكٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : لَمَّا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ
حَرَ سَاجِدًا .

۱۳۹۱۔ [سناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في تهذيبه: (۲۰۶/۳۵) ترجمة شعباء) من حديث سلمة به * شعباء لا تعرف (تقريب).

۱۳۹۲۔ [حسن] انظر، ح: ۳۳۰ لعلته.

۱۳۹۳۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث كعب بن مالك وقول الله تعالى: * وعلى الثلاثة الذين خلفوا * ح: ۴۴۱۸ من حديث الزهري به مطولاً.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها ----- نماز سے گناہ معاف ہو جانے کا بیان

☀️ فائدہ: حضرت کعب بن مالک حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم غزوہ تبوک سے محض سستی کی بنا پر کسی محقول عذر کے بغیر پیچھے رہ گئے تھے جس پر اللہ کے حکم سے تمام مسلمانوں نے ان تینوں حضرات سے پچاس دن تک بایکٹ کر دیا۔ اتنی طویل مدت تک یہ حضرات پریشان رہے اور توبہ کرتے رہے آخر پچاس دن بعد توبہ قبول ہوئی تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کو ان کی زندگی کا افضل ترین دن قرار دیا۔ (صحیح البخاری، المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، حدیث: ۳۳۱۸) قرآن مجید میں سورۃ توبہ آیت: ۱۱۸ میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

۱۳۹۳- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوشی والا معاملہ پیش آتا تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جاتے۔

۱۳۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُرَاعِيُّ، وَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَنَاهُ أَمْرٌ بِسْمِهِ أَوْ يُسْرُهُ بِهِ، خَرَّ سَاجِدًا، مُكْرًا لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

باب: ۱۹۳- نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(المعجم ۱۹۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنْ الصَّلَاةَ كَفَّارَةً (التحفة ۲۳۲)

۱۳۹۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ اس سے جو فائدہ دینا ہوتا دے دیتا اور جب مجھے کوئی اور آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا تا تو میں اس سے قسم لیتا۔ اگر وہ قسم کھاتا تو میں اس پر اعتبار کر لیتا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث سنائی اور

۱۳۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا يَسْرَعٌ وَ سَفْيَانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِئِيِّ، عَنْ أَسْمَاءِ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ إِذَا

۱۳۹۴- [سنادہ حسن] أخرجه أبو داود، الجهاد، باب في سجود الشكر، ح: ۲۷۷۴ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، ح: ۱۵۷۸، وقال البوصيري: "موقوف" لكنه صحيح الإسناد ورجاله ثقات.

۱۳۹۵- [سنادہ حسن] أخرجه أبو داود، الوتر، باب في الاستغفار، ح: ۱۵۲۱ من حديث عثمان بن المغيرة به، وحسنه الترمذي، ح: ۴۰۶، وابن عدي وغيرهما، وصححه ابن حبان.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز سے گناہ معاف ہو جانے کا بیان

سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا، يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ. وَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ غَيْرُهُ، اسْتَحْلَفْتُهُ. فَإِذَا حَلَفَ صَدَّقْتُهُ. وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي وَصَدَّقَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيَتَوَضَّأُ، فَيُحَسِّنُ الوُضُوءَ. ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، وَقَالَ مِسْعَرٌ: ثُمَّ يُصَلِّي وَيَسْتَعْفِرُ اللَّهُ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① حدیث نبوی قبول کرنے میں احتیاط اور صحیح غلط میں امتیاز کا عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شروع ہوا ہے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ اس لیے قسم نہیں لیتے تھے کہ انھیں صحابہ کی روایت پر یقین نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ دوسرے لوگ حدیث کی اہمیت کو محسوس کریں اور وہی حدیث بیان کریں جو انھیں خوب اچھی طرح یاد ہو اس کے علاوہ یہ فائدہ بھی پیش نظر تھا کہ اگر وہ حدیث کسی کو سنائیں تو پورے اعتماد سے سنائیں کہ حدیث صحیح ہے۔ ③ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت پر اتنا یقین تھا کہ ان کی سنائی ہوئی حدیث بے چون و چرا تسلیم کر لیتے تھے۔ ④ وضو اور نماز گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں۔ ⑤ نماز کے باوجود دل میں نادم ہوتے ہوئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرنا ضروری ہے! البتہ بعض چھوٹے گناہ صرف وضو سے یا صرف نماز سے بھی معاف ہو جاتے ہیں۔



۱۳۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَانَ اللَّيْثُ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ شُعْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَظْهَرَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ شُعْبَانَ التَّقْفِيِّ أَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِيلِ، فَقَاتَهُمُ الْغَزْوُ. فَرَابَطُوا. ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ أَبُو أَيُّوبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ. فَقَالَ

۱۳۹۶ - حضرت عاصم بن شعیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے ذات سلاسل کی جنگ کی لیکن یہ لوگ (عاصم اور ان کے کچھ ساتھی) جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔ (بعد میں پہنچے چنانچہ) وہ لوگ (کچھ عرصہ) محاذ پر مورچہ زن رہے (لیکن دوبارہ جنگ کی نوبت نہ آئی تو) پھر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس

۱۳۹۶ - [حسن] أخرجه النسائي: ۹۱، ۹۰/۱، الطهارة، باب ثواب من توضأ كما أمر، ح: ۱۴۴ من حديث الليث بن سعد، ولم يشك فيه، وكذا رواه الجماعة عن الليث بن سعد، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۶۶، وأشار المنذري إلى أنه حسن، وله طريق آخر عند البخاري في التاريخ الكبير: ۴۲/۷، وأصل الحديث شواهد * شعبان هو ابن عبد الرحمن بن عاصم الثقفي.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز سے گناہ معاف ہو جانے کا بیان

عَاصِمٌ: يَا أَبَا أَيُّوبَ فَاتَنَا الْغَزْوُ الْعَامَ. وَقَدْ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ مَنْ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ الْأَرْبَعَةِ، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَدُلُّكَ عَلَى أَيْسَرَ مِنْ ذَلِكَ. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أَمَرَ، وَصَلَّى كَمَا أَمَرَ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ» أَكْذَلِكُ يَا عُقْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

واپس آ گئے۔ اس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حضرت ابو ایوب اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ عامم رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو ایوب! ہم تو اس سال جہاد سے محروم رہ گئے۔ ہمیں بتایا گیا کہ جو شخص چار مسجدوں میں نماز پڑھے اس کا گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! میں تجھے اس سے آسان عمل بتاتا ہوں! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص وضو کرے جس طرح حکم دیا گیا ہے اور نماز اس طرح پڑھے جس طرح حکم دیا گیا ہے تو اس کے گزشتہ عمل معاف ہو جائیں گے۔“ عقبہ! کیا یہ حدیث اسی طرح ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! (اسی طرح ہے۔)



فوائد ومسائل: ① ایک غزوہ ذات سلاسل ۸ھ میں فتح مکہ سے پہلے ہوا تھا۔ یہ اور جنگ ہے جو ذات سلاسل کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں واقع ہوئی۔ ② ”سلاسل“ کا مطلب ریت کے ٹیلوں کا سلسلہ ہے۔ یہ دونوں جنگیں صحرائی علاقے میں واقع ہونے کی وجہ سے ذات سلاسل کے نام سے معروف ہوئیں۔ ③ حضرت عامم رضی اللہ عنہ کا جنگ میں شریک نہ ہونا گناہ نہیں تھا کیونکہ ہر جہاد میں کچھ بھاد شریک ہوتے ہیں کچھ جنگی حالات کے لیے یا کسی اور جنگ میں شریک ہونے کے لیے یا دوسرے فرائض انجام دینے کے لیے پیچھے رہتے ہیں۔ اس جنگ میں حضرت عامم رضی اللہ عنہ کا پیچھے رہ جانا شاید ان کی کسی کوتاہی کی وجہ سے پیش آیا ہوگا کہ وہ ارادہ رکھنے کے باوجود شریک نہ ہو سکے ہوں گے اس لیے انھوں نے اپنا ایک گناہ شمار کیا۔ ④ چار مساجد سے مراد مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور مسجد قبا ہیں جن کی زیارت کے لیے جانے کی ترغیب احادیث میں مروی ہے۔ ⑤ حکم کے مطابق وضو اور نماز سے مراد اچھی طرح آداب و سنن کو ملحوظ رکھتے ہوئے وضو کرنا اور نماز پڑھنا اور نماز میں توجہ اور خشوع و خضوع کا اہتمام کرنا ہے، یعنی بہترین انداز سے وضو کر کے بہترین انداز سے نماز ادا کی جائے۔ ⑥ سنت کے مطابق وضو اور نماز اتنا پڑا اہل ہے کہ اس سے بعض بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۳۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: ۱۳۹۷ - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں

۱۳۹۷ - [استادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۷۲، ۷۱/۱ عن يعقوب به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ :
 حَدَّثَنِي ابْنُ أَحْيَى ابْنُ شِهَابٍ ، عَنْ عَمِّهِ :
 حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّ
 عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَانَ
 ابْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ : قَالَ عُثْمَانُ : سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «أَرَأَيْتَ لَوْ تَكَانَ
 بِفَنَاءِ أَحَدِكُمْ نَهْرٌ يَجْرِي يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ
 خَمْسَ مَرَّاتٍ ، مَا تَكَانَ يَتَمَيُّ مِنْ دَرَنِيهِ؟»
 قَالَ : لَا شَيْءَ . قَالَ : «فَإِنَّ [الصلوة]
 تُذْهِبُ الذُّنُوبَ كَمَا يُوْذِهُبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ» .

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے
 فرمایا: ”بھلا بتاؤ! اگر کسی کے گھر کے سامنے (صاف پانی
 کا) ایک دریا بہتا ہو وہ اس میں روزانہ پانچ بار غسل
 کرے تو اس (کے جسم) پر کتنی میل باقی رہ جائے گی؟“
 حاضرین نے کہا: بالکل نہیں رہے گی۔ نبی ﷺ نے
 فرمایا: ”نماز گناہوں کو اسی طرح ختم کر دیتی ہے جس
 طرح پانی سے میل کچھل ختم ہو جاتی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مسنون وضو اور نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② شرعی مسئلہ مثالیں دے کر بیان
 کرنے سے زیادہ سمجھ میں آتا ہے اور زیادہ یاد رہتا ہے۔ دوسرے علمی مسائل کی بھی یہی کیفیت ہے۔



۱۳۹۸ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ :
 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ ، عَنْ سُلَيْمَانَ
 التَّمِيمِيِّ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ ، عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ
 امْرَأَةٍ ، يَعْنِي مَا دُونَ الْفَاحِشَةِ . فَلَا أُدْرِي مَا
 بَلَغَ . غَيْرَ أَنَّهُ دُونَ الزُّنَا . فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ .
 فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ . فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ : ﴿وَأَقِمِ
 الصَّلَاةَ طَرَفِي الْأَثَارِ وَزُلْفَا مِنَ الْأَيْلِ إِنَّ
 الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ أَلْسِنَاتٍ ذَلِكَ ذِكْرِي
 لِلذَّاكِرِينَ﴾ . [هود : ۱۱۴] قَالَ : يَا رَسُولَ

۱۳۹۸ - حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا سے کم تر ناجائز
 حرکت کی۔ یہ تو معلوم نہیں کہ اس نے کس حد تک غلطی
 کی تاہم زنا نہیں کیا پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر
 ہوا اور یہ بات عرض کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
 کر دی: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنْ
 اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ أَلْسِنَاتٍ ذَلِكَ
 ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ﴾ ”دن کے کناروں میں بھی نماز
 قائم کیجیے اور رات کی گھڑیوں میں بھی یقیناً نیکیاں برائیاں
 کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں

۱۳۹۸ - أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، ح: ۵۲۶، ۴۶۸۷، ومسلم، التوبة، باب قوله
 تعالى: "إن الحسنات يذهبن السيئات"، ح: ۲۷۶۳ من حديث سليمان بن.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها
 اللہ اَلیٰ ہذہ؟ قَالَ: «لَمَنْ اَخَذَ بِهَا» .
 کے لیے۔“ صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ
 (رعایت) صرف میرے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ”جو بھی اس پر عمل کرے اس کے لیے ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مرد کا کسی عورت کو اور عورت کا کسی مرد کو گناہ آلود نظر سے دیکھنا چھوٹا اور بوس و کنار وغیرہ
 کرنا یہ سب گناہ کے کام ہیں اور حدیث میں انھیں بھی ”زنا“ قرار دیا گیا ہے، تاہم یہ بدفعلی سے کم تر درجے کے گناہ
 ہیں اس لیے جب کوئی شخص ایسی حرکت کا ارتکاب کر کے دل میں نادم ہو، توبہ کرے اور وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کا
 گناہ معاف ہو جائے گا، البتہ ناجائز جنسی عمل کے ارتکاب پر حد کا نفاذ ضروری ہے، حد لگ جانے سے وہ بھی معاف
 ہو جاتا ہے۔ ② مومن کے دل میں اللہ کا خوف ہونا چاہیے۔ اگر نفس امارہ اور شیطان کے غلبے سے غلطی ہو جائے تو فوراً
 اس کے ازالہ اور معافی کی فکر ہونی چاہیے۔ ③ دن کے کناروں کی نمازیں فجر اور عصر کی ہیں جن کے درمیان ظہر کی
 نماز آجاتی ہے اور رات کی نمازیں مغرب اور عشاء ہیں، یعنی نماز پنجگانہ کی ادا ہو گئی گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔

باب: ۱۹۴۔ پانچ نمازوں کی فرضیت
 اور محافظت کا بیان

(المعجم ۱۹۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ
 الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا
 (التحفة ۲۳۳)

۱۳۹۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری امت پر
 پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں یہ حکم لے کر واپس آیا حتیٰ کہ
 موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ کے
 رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا:
 اس نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انھوں نے
 فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی
 امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں دوبارہ اپنے رب کی
 طرف گیا تو اس نے نصف نمازیں معاف فرمادیں۔
 میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انھیں بتایا۔ انھوں نے

۱۳۹۹- حَدَّثَنَا حَزْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى
 الْعَضْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ:
 أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ بَرِيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،
 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ: «فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ خَمْسِينَ
 صَلَاةً. فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ. حَتَّى آتَيْتِ عَلِيَّ
 مُوسَى. فَقَالَ مُوسَى: مَاذَا افْتَرَضَ رَبُّكَ
 عَلَيَّ أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ
 صَلَاةً. قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ. فَإِنَّ
 أُمَّتَكَ لَا تَطِيقُ ذَلِكَ. فَرَجَعْتُ رَبِّي.

۱۳۹۹- أخرجه البخاري، الصلاة، كيف فرضت الصلاة في الإسراء، ح: ۳۴۹، ۱۶۳۶، ۳۴۲، ومسلم،
 الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات وفرض الصلوات، ح: ۱۶۳ من حديث يونس به.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بجگا نہ نماز کی فریضت اور محافظت کا بیان

فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں پھر اپنے رب کی طرف گیا تو اس نے فرمایا: یہ (ادا کرنے میں) پانچ ہیں اور یہی (ثواب میں) پچاس ہیں۔ میرا فرمان تبدیل نہیں ہوتا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انھوں نے فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے میں نے کہا: مجھے اپنے رب سے شرم محسوس ہوتی ہے۔“

فَوَضَعَ عَنِّي شَطْرَهَا . فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبِرْتُهُ . فَقَالَ : ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ . فَرَأَجَعْتُ رَبِّي . فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ . لَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ . فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى . فَقَالَ : ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ . فَقُلْتُ : قَدْ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي .“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث واقعہ معراج کا ایک حصہ بیان کرتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح

البخاری، الصلاة، باب کیف فرضت الصلاة في الإسراء، حدیث: ۳۳۹) ② حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو فرمایا کہ آپ کی امت زیادہ نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں بنی اسرائیل سے اس قسم کا تجربہ ہوا تھا کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کے مطابق نمازیں ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی۔ (صحیح مسلم، الإيمان، باب الإسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلى السنوات و فرض الصلوات، حدیث: ۱۲۴) ③ پچاس نمازوں کا حکم تبدیل کر کے پانچ کر دینا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے اور مسلمانوں پر اللہ کا احسان عظیم ہے۔ اس احسان کا شکر صرف اسی طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ پانچوں نمازیں پابندی سے اور پورے آداب کا لحاظ رکھ کر بروقت ادا کی جائیں۔ ④ پانچ نمازوں کو پچاس قرار دے کر فرمایا کہ میرا فرمان تبدیل نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ خود اسی کا قانون ہے کہ صحیح انداز سے خلوص کے ساتھ ادا کی ہوئی نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا لکھا جاتا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَلِهَا﴾ (الأنعام: ۱۶۰) ”جو نیکی لے کر حاضر ہوا، اس کا دس گنا (بدل) ملے گا۔“ ⑤ آخری بار رسول اللہ ﷺ نے مزید تخفیف کی درخواست کرنے سے اجتناب فرمایا کیونکہ پانچ پر پچاس کے ثواب کی خوشخبری میں یہ ارشاد تھا کہ اب مزید تخفیف نہیں کی جائے گی۔



۱۴۰۰- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۴۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ

ہے، انھوں نے فرمایا: تمہارے نبی ﷺ کو پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا تھا تو انھوں نے تمہارے رب سے تخفیف

الْبَاهِلِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَصَمٍ أَبِي عُلْوَانَ ، عَنِ ابْنِ

۱۴۰۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/۳۶۵، والمزي في تهذيب الكمال: (۱۵/۳۰۸، ۳۰۷/۱۵) ترجمة عداذه بن عاصم، من حديث أبي الوليد هشام بن عبد الملك به * شريك تقدم، ج: ۱۴۹، وعنن، وشيخه مختلف فيه، ولحدیثهما شواهد معنوية، انظر الحديث السابق.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ نَبِيُّكُمْ ﷺ بِخَمْسِينَ صَلَاةً. فَنَازَلَ رَبُّكُمْ أَنْ يَجْعَلَهَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ.

۱۴۰۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: ”پانچ نمازیں ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں تو جو شخص انہیں اس طرح لے کر حاضر ہوا کہ ان کے حق کو غیر اہم سمجھ کر ان میں کمی نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے وعدہ فرمائے گا کہ اسے جنت میں داخل کر دے گا اور جو انہیں اس طرح لے کر آیا کہ ان کے حق کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ان میں کمی کی (پوری نمازیں ادا نہ کیں) تو اسے اللہ کے ہاں کوئی عہد حاصل نہیں ہوگا (اللہ کی مرضی ہے) چاہے اسے عذاب دے چاہے بخش دے۔“

۱۴۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ ابْنِ مُحَيَّرِيزٍ، عَنِ الْمُخَدَّجِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَلَى عِبَادِهِ. فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يَنْتَقِصْ مِنْهُنَّ شَيْئًا، اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ. فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَهْدًا أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ قَدْ انْتَقِصَ مِنْهُنَّ شَيْئًا، اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، لَمْ يَكُنْ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ. إِنْ شَاءَ عَذَبَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَّرَ لَهُ.»

فوائد ومسائل: ① صرف پانچ نمازیں فرض ہیں۔ باقی سب نفل ہیں لیکن بعض نمازوں کی تاکید زیادہ ہے بعض کی کم تاہم ان کی ادائیگی میں بھی کوتاہی کرنا جائز نہیں کیونکہ فرضوں کی کمی نوافل سے پوری ہوگی۔ ② کمی کرنے سے مراد بعض نمازیں ترک کر دینا یا نماز کی ادائیگی کے دوران میں خشوع و خضوع وغیرہ کا خیال نہ رکھنا ہے۔ ③ دین کے فرائض کو کاٹنا حد اہمیت نہ دینا اللہ کی رضا سے محرومی کا باعث ہے۔ ④ نماز صحیح طریقے اور پابندی سے ادا کرنے والا یقیناً جنت میں جائے گا اگرچہ بعض گناہوں کی وجہ سے کچھ وقت کے لیے جہنم میں بھی بھیج دیا جائے گا۔ ⑤ نماز کو اہمیت نہ دینا مغفرت سے محرومی کا باعث بن سکتا ہے اس لیے ترک نماز کو کفر قرار دیا گیا ہے کہ جس طرح کافر جنت میں نہیں جاسکتا اسی طرح بے نماز بھی عذاب کا مستحق ہوگا۔

۱۴۰۱۔ [حسن] أخرجه أبو داود، الوتر، باب فيمن لم يوتر، ح: ۱۴۲۰ من حديث محمد بن يحيى بن حبان، وصححه ابن حبان، وابن عبد البر، والنووي، والمنذري، وله شواهد.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

جنگا نہ نماز کی فرضیت اور محافظت کا بیان

۱۴۰۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اسی اثنا عشر ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے مسجد میں اونٹ بٹھایا اس کا گھٹنا باندھا پھر کہا: آپ لوگوں میں محمد ﷺ کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی مجلس میں ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ انھوں نے کہا: یہ سفید قام جو ٹیک لگا کر تشریف فرما ہیں۔ اس آدمی نے کہا: عبدالمطلب کے بیٹے! نبی ﷺ نے فرمایا: ”(بات کرو) جواب دے رہا ہوں۔“ اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ دریافت کروں گا اور سوال میں سختی ہوگی آپ دل میں (ناراضی) محسوس نہ کیجیے گا۔ آپ نے فرمایا: ”جو چاہو پوچھ لو۔“ آدمی نے کہا: آپ کو آپ کے رب کی اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ گواہ ہے ہاں (یہی بات ہے۔)“ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ گواہ ہے ہاں (ایسا ہی ہے۔)“ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سال میں اس مہینے (رمضان) کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ گواہ ہے ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا

۱۴۰۲- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَانَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاحَهُ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ. ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَّكِيٌّ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ. قَالَ فَقَالُوا: هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِيُّ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتِكَ» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي سَأَلْتُكَ وَمَشَّدْتُ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ. فَلَا تَجِدَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ. فَقَالَ: «سَلْ مَا بَدَأَ لَكَ» قَالَ لَهُ الرَّجُلُ: نَسَدْتُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ. اللَّهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْحَمْسِ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصُومَ هَذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، اللَّهُ



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها بیجا نہ نماز کی فریضت اور محافظت کا بیان

أَمْرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَعْيُنِي إِنَّا
فَتَسَمَّيْنَاهَا عَلَيَّ فَقَرَأْنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «اللَّهُمَّ نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: أَمَنْتُ بِمَا
جِئْتُ بِهِ. وَأَنَا رَسُولٌ مِنْ وَرَائِي مِنْ
قَوْمِي. وَأَنَا ضِمَامٌ بِنُ ثُعَلْبَةَ أَخُو نَبِيِّ سَعْدِ
بْنِ بَكْرِ.

ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے
دولت مندوں سے یہ صدقہ (زکاۃ) لے کر ہمارے غریبوں
میں تقسیم فرمائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ گواہ
ہے ہاں۔“ اس شخص نے کہا: میں آپ کی لائی ہوئی
(شریعت) پر ایمان لے آیا ہوں اور میں اپنے پیچھے اپنی
قوم کے افراد کی طرف سے پیغام رساں بن کر آیا ہوں۔
میں بنو سعد بن بکر (قبیلہ) کا ایک فرد ضمام بن ثعلبہ ہوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں مسجد سادہ اور کچی تھی اس لیے اونٹ وغیرہ کے آنے سے منع
نہیں کیا گیا۔ لیکن ہے اونٹوں کے بٹھانے کے لیے جگہ مخصوص ہو۔ اس بنا پر آج کل مسجد کے ساتھ سائیکلو، سکوٹر
اور گاڑیوں وغیرہ کے لیے جگہ خاص کی جاسکتی ہے۔ ② مجلس میں معزز شخصیت کے لیے نمایاں نشست مخصوص کی
جاسکتی ہے تاکہ آنے والے اجنبیوں کو پہچاننے میں مشکل نہ ہو۔ ③ اگر مسائل سوال کرتے ہوئے ادب و احترام کا
مناسب خیال نہ رکھ سکے تو عالم کو چاہیے کہ ناراضی محسوس نہ کرے۔ ④ ایک راوی کی روایت (خبر واحد) قابل قبول
ہے جب کہ وہ راوی قابل اعتماد (ثقة) ہو۔ ⑤ عالم کے پاس سفر کر کے جانا اور اس سے مسائل کی تحقیق کرنا
مستحسن ہے۔ ⑥ نازل سند کے ساتھ حدیث معلوم ہو تو عالی سند حاصل کرنے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ⑦ قراءت
علی الشیخ بھی حصول علم کا ایک درست طریقہ ہے۔ ⑧ جب قوم کسی فرد کو اپنا نمائندہ منتخب کر لے تو پھر اس کی کارروائی پر
اعتماد کرنا چاہیے الا یہ کہ اس سے واضح غلطی سرزد ہو جائے۔

۱۴۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَرَ بْنِ
سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارِ الْحَمِصِيِّ: حَدَّثَنَا
بَيْتَهُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ أَبِي السُّلَيْكِ: أَخْبَرَنِي دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ
الْمُسَيْبِ: إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ

۱۳۰۳- حضرت ابو قتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے فرمایا:
میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور
میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص انھیں
وقت پر پابندی سے ادا کرے گا میں اسے جنت میں
داخل کروں گا اور جس نے انھیں پابندی سے ادا نہ کیا

۱۴۰۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب المحافظة على الصلوات، ح: ۴۳۰ من حديث بقية به *
وضارة مستور، ولم أجد تصريح سماع الزهري فيه، وأشار البوصيري إلى ضعفه، وللحديث شاهدان ضعيفان عند
أحمد: ۲۴۴/۴، ح: ۱۸۳۱۲، والدارمي، ح: ۱۲۲۹.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَفْتَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهَدْتُ عِنْدِي عَهْدًا أَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لَوْفَتْهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ، فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي.»

باب: ۱۹۵- مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

(المعجم ۱۹۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۲۳۴)

۱۴۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا کسی بھی مسجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔“

۱۴۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رِيَّاحٍ. وَعُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي مَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.»



امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے اپنے استاد ہشام بن عمار سے انھوں نے سفیان بن عیینہ سے انھوں نے زہری سے انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① دنیا میں سب سے افضل مسجدیں تین ہیں: مسجد حرام جس کے اندر خانہ کعبہ ہے، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ اس لیے ان تینوں مسجدوں کی زیارت کے لیے اور وہاں عبادت کی نیت سے سفر کرنا جائز اور ثواب کا کام ہے۔ ان کے علاوہ کسی بھی مقام مسجد حرام وغیرہ کی طرف اس نیت سے سفر کر کے جانا جائز نہیں کہ وہاں عبادت کا ثواب زیادہ ہوگا کیونکہ قبرستان میں تو نماز پڑھنا منع ہے اور دوسری تمام مساجد کا ثواب برابر ہے لہذا سفر کا فائدہ نہیں

۱۴۰۴- أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدية، ح: ۱۱۹۰، ومسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدية، ح: ۱۳۹۴ من حديث مالك به. أخرجه أيضاً من حديث سفیان به.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

البدن مسجد قباء کی فضیلت بھی دیگر احادیث سے ثابت ہے اس لیے یہ پتھی مسجد ہے جس کی مدینے میں ہوتے ہوئے زیارت کے لیے جانا مستحب ہے۔ ① مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے اس لیے جب مدینہ شریف جانے کا موقع ملے تو زیادہ سے زیادہ نمازیں مسجد نبوی میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اس میں چالیس نمازیں پوری کرنے کی شرط نہیں۔ ② بعض روایات میں مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر آیا ہے مثلاً: سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۳۱۳ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔

۱۴۰۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا، أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ. إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.»

۱۳۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دوسری مسجدوں میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔“

🌞 فائدہ: ”میری اس مسجد“ سے مراد مسجد نبوی کا صرف وہ حصہ نہیں جو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں مسجد میں شامل تھا بلکہ اس میں ہونے والے بعد کے تمام اضافے بھی شامل ہیں کیونکہ ان اضافوں کی حیثیت الگ مسجد کی نہیں اس لیے مسجد نبوی کے پرانے یا نئے جس حصے میں بھی نماز ادا کی جائے یہ ثواب حاصل ہو جائے گا البتہ اگلی صفوں کی افضلیت جس طرح دوسری مساجد میں ہے وہاں بھی ہے۔

۱۴۰۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: أَنَّ أَبَانَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيَمَا سِوَاهُ. إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ»

۱۳۰۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری مسجد میں نماز مسجد حرام کے سوا کسی بھی مسجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔“

۱۴۰۵- أخرجه مسلم من حديث ابن نمير وغيره به، انظر الحديث السابق.

۱۴۰۶- [استادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۴۳، ۳۹۷ من حديث عبيد الله بن عمرو الرقي به، وصححه البوصيري، وابن عبد الهادي في التقيح وغيرهما.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها بیت المقدس کی مسجد میں نماز کا بیان
فیما سواہ .

☀️ فائدہ: مسجد نبوی کی ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر نہیں بلکہ ہزار نمازوں سے بہتر ہے اسی طرح مسجد حرام کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر نہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہے تاہم خشوع و خضوع، آداب و ارکان کے لحاظ اور توجروا نابت وغیرہ کی کمی بیشی کی بنا پر اس ثواب میں بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ۱۹۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ
فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ (التحفة ۲۳۵)

۱۳۰۷- نبی ﷺ کی آزاد کردہ خاتون حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں مسئلہ بتا دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ حشر شرف کی سرزمین ہے۔ وہاں جا کر نماز پڑھا کرو گویا تم اس جگہ میں ایک نماز پڑھا سکتے ہو اور جگہ ہزار نمازیں پڑھنے کی طرح ہے۔“ میں نے عرض کیا: یہ فرمائیے کہ اگر مجھے سفر کر کے وہاں جانے کی طاقت نہ ہو (تو کیا کروں؟) فرمایا: ”اس مسجد کے لیے تیل بھیج دو جس سے اس میں چراغ جلانے جائیں۔ جس نے یہ کام کیا وہ بھی ایسے ہی ہے جیسے وہ شخص جو (زیارت کے لیے) وہاں گیا۔“

۱۴۰۷ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقْفِيُّ : حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي سُوْدَةَ ، عَنْ أَحِبِّهِ عَثْمَانَ بْنَ أَبِي سُوْدَةَ ، عَنْ مَيْمُونَةَ ، مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ . قَالَ : «أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ . ائْتَوْهُ فَصَلُّوا فِيهِ . فَإِنَّ صَلَاةَ فِيهِ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ» قُلْتُ : أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَتَحَمَّلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ : «فَتَهْدِي لَهُ زَيْنًا يُسْرَجُ فِيهِ . فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَهُوَ كَمَنْ أَتَاهُ» .

۱۴۰۸ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَهْمِ

۱۴۰۷- [سنادہ ضعیف] أخرجه أحمد: ۶/۶۳ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه البوصيري، وضعفه عبدالحق، وابن القطان، وقال الذهبي: "هذا حديث منكر جداً" * زياد وأخوه ثقتان، راجع التهذيب وغيره، وللحديث طريق منثور عند أبي داود، ح: ۴۵۷ وغيره * ثور عنن، وعثمان لم يصرح بالسماع عن ميمونة.

۱۴۰۸- [صحیح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ۲/۲۸۸، ح: ۱۳۳۴ عن عبيدالله بن الجهم به * أيوب لم ينفرد به، تابعه الأوزاعي عند الحاكم: ۱/۳۰، ۳۱، وأخرج أحمد، والحاكم: ۲/۳۴ وغيرهما من حديث ربيعة بن يزيد حدثني عبدالله بن فيروز الدلمي به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۶۳۳، والحاكم، والذهبي، وللحديث طريق آخر صحيح عند النسائي: ۲/۳۴، ح: ۶۹۴.



۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

بیت المقدس کی مسجد میں نماز کا بیان

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اللہ سے تین چیزیں مانگیں: ایسا فیصلہ جو اللہ کے فیصلے کے مطابق ہو اور ایسی بادشاہت جو ان کے بعد کسی کے شایان نہ ہو اور جو شخص بھی اس مسجد میں صرف نماز کی نیت سے آئے وہ گناہوں سے اسی طرح پاک صاف ہو جائے جس طرح اس دن (گناہوں سے پاک) تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزیں تو انہیں مل چکیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری بھی مل ہی گئی ہے۔“

الْأَنْطَاطِي: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ [السَّيْبَانِي] يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الدَّبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَمَّا فَرَعَ سُليْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، سَأَلَ اللَّهَ ثَلَاثًا: حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ، وَمُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ، وَالْأَيُّ يَأْتِي هَذَا الْمَسْجِدَ أَحَدًا، لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ، إِلَّا خَرَجَ مِنْ دُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ» فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا الثَّلَاثُ فَقَدْ أُعْطِيَهُمَا. وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ أُعْطِيَ الثَّلَاثَةَ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اللہ کے فیصلے کے مطابق کا مطلب یہ ہے کہ انہیں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق ملے اور ان سے اجتہادی غلطی نہ ہو۔ ② پہلی دو درخواستوں کی قبولیت قرآن میں مذکور ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَأَتَيْنَاهُ الْحُكْمَةَ وَفَضْلَ الْخِطَابِ﴾ (ص: ۲۰) ”ہم نے اسے حکمت دی اور بات کا فیصلہ کرنا۔“ نیز ارشاد ہے: ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ ③ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُحَاءً حَيْثُ أُصَابَ ④ وَالشَّيْطَانِ كُلِّ بِنَاءٍ وَعَوَاصٍ ⑤ وَآخَرِينَ مُقَرَّبِينَ فِي الْأَصْفَادِ﴾ (ص: ۳۵) ”انہوں نے کہا: اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے سوا کسی کے لائق نہ ہو بلاشبہ تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے چنانچہ ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے نرمی سے پہنچا کر دیتی تھی اور ہر عمارت بنانے والے غوطہ خور شیطاں (جنات) کو بھی (ان کے ماتحت کر دیا)۔ اور دوسرے (جنات) کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔“ ⑥ اس حدیث میں بیت المقدس کی زیارت اور وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

۱۴۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الدَّبَلِيِّ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

۱۳۰۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کجاوے کس کس طرف تین

۱۴۰۹ - أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب: ۱، ح: ۱۱۸۹، ومسلم، الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، ح: ۱۳۹۷ من حديث الزهري به.

۵۔ **أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها**
 عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُشَدُّ الرَّحَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى».

مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی فضیلت
 مسجدوں کی طرف سفر کیا جاسکتا ہے۔ مسجد حرام میری یہ
 مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔“

☀️ **فائدہ:** کسی اور مسجد قبر پہاڑ یا غار وغیرہ کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا یا زیارت کے لیے جانا ممنوع ہے۔
 صرف یہ تین مساجد ایسی ہیں جن کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔ حجاج کرام کو چاہیے کہ جب مکہ سے مدینہ جائیں تو نیت مسجد نبوی کی ہونی چاہیے نہ کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی کیونکہ قبر کی نیت سے سفر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔

۱۴۱۰ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْزُومٍ، عَنْ قُرَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُشَدُّ الرَّحَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَإِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَإِلَى مَسْجِدِي هَذَا».

۱۴۱۰ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کجاوے کس کر سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام کی طرف“ مسجد اقصیٰ کی طرف اور میری اس مسجد کی طرف۔“

☀️ **فائدہ:** زیارت کے لیے سفر صرف ان تین مساجد کی طرف جائز ہے۔ اس کے علاوہ کسی جائز مقصد کے لیے سفر کر کے کسی بھی مقام پر جانا جائز ہے (مثلاً: حصول علم کے لیے جہاد کے لیے علماء و صلحاء سے ملاقات کے لیے اقامت اور احباب سے ملاقات کے لیے یا تجارت اور ملازمت کے لیے اسی طرح جو شخص مدینہ میں موجود ہے تو وہ مسجد قبا میں جائے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ یہ سفر نہیں۔

(المعجم ۱۹۷) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءِ (التحفة ۲۳۶)**
 باب: ۱۹۷ - مسجد قبا میں نماز کی فضیلت کا بیان

۱۴۱۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۴۱۱ - نبی ﷺ کے صحابی حضرت اسید بن ظہیر

۱۴۱۰ - أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدنية، باب مسجد بيت المقدس، ح: ۱۱۹۷ وغيره، ومسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، ح: ۸۲۷ من حديث قُرَعَةَ عن أبي سعيد به .
 ۱۴۱۱ - [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء، ح: ۳۲۴ من حديث أبي أسامة

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب

حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: النَّصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ، رَوَيْتَ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "مَسْجِدٌ قَبَاءٌ فِي مَدِينَةِ مَكَّةَ، مَنْ صَلَّى فِيهِ صَلَاةً، كَانَ لَهُ بِهَا ثَلَاثُونَ حَسَنَةً، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ قَبَاءٍ كَعُمْرَةَ».

فوائد و مسائل: ① مسجد قباء وہ مسجد ہے جو ہجرت کے بعد سب سے پہلے تعمیر ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ مدینہ منجانب سے پہلے چند روز قباء میں تشریف فرما رہے اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی۔ نبی اکرم ﷺ ہفتہ میں ایک بار وہاں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب من اتى مسجد قباء كل سبت، حدیث: ۱۱۹۳) ② مدینہ میں قیام کے دوران میں مسجد قباء کی زیارت کے لیے جانا چاہیے تاکہ عمرے کا ثواب حاصل ہو اور نبی اکرم ﷺ کے اتباع کا ثواب بھی مل جائے۔



۱۴۱۲ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْكُرْمَانِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ بْنَ [سَهْلٍ] بْنِ حُنَيْفٍ يَقُولُ: قَالَ [سَهْلٌ] بْنُ حُنَيْفٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قَبَاءٍ، فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً، كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةَ».

۱۳۱۲ - حضرت ابوامامہ اسعد بن ہبل بن حنیف رضی اللہ عنہما نے اپنے والد حضرت ہبل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجد قباء میں آئے اور اس میں ایک نماز پڑھے اسے ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔“

(المعجم ۱۹۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ (التحفة ۲۳۷)

باب: ۱۹۸ - جامع مسجد میں نماز کا ثواب

ہ، وقال: "حسن غريب"، ونقل المزي وغيره عنه "حسن صحيح"، و صححه المنذري في الترغيب * أبو الأبرد وثقه ابن حبان، والترمذي، وقال الحاكم: ۴۸۷/۱ "صحيح الإسناد إلا أن أبا الأبرد مجهول"، وواقفه الذهبي، وانظر الحديث الآتي.

۱۴۱۲ - [حسن] أخرجه النسائي ۳۷/۲، المساجد، فضل مسجد قباء والصلاة فيه، ح: ۷۰۰ من حديث الكرماني به * محمد بن سليمان ذكره ابن حبان في الثقات، والحديث السابق شاهد له.

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مذہب نبوی کا بیان

۱۴۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے برابر ہے اور اس کا قبیلے (یا محلے) کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔“

۱۴۱۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا زُرَيْقٌ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَلْهَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاةُ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً، وَصَلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجْمَعُ فِيهِ بِخَمْسِمِائَةٍ صَلَاةً. وَصَلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةٍ. وَصَلَاةُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةٍ. وَصَلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ».

باب: ۱۹۹- سب سے پہلے ممبر کیسے بنا؟

(المعجم ۱۹۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ

شَأْنِ الْمَنْبَرِ (التحفة ۲۳۸)

۱۴۱۳- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب مسجد نبوی ایک چھپر کی صورت میں تھی تو رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا: کیا ہم آپ کے لیے کوئی ایسی چیز نہ بنا دیں جس پر آپ جیسے کے دن

۱۴۱۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقِيُّ: حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطَّفِيلِ بْنِ أَبِي بْنِ كَثْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَيَّ إِذْ كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشًا. وَكَانَ يَخْطُبُ إِلَيَّ

۱۴۱۳- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن الجوزي في اللعل المتناهية: ۸۶/۲، ح: ۹۴۶ من حديث ابن ماجه به، وقال: "هذا حديث لا يصح"، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لأن أبا الخطاب الدمشقي لا يعرف حاله"، وقال الحافظ في التقریب: "مجهول"، وقال الذهبي في حديثه: "لهذا منكر جداً" (ميزان الاعتدال: ۵۲۰/۴).

۱۴۱۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۳۷/۵ من حديث عبيد الله بن عمرو به، وتابعه سعيد بن مسلمة بن أبي الحسام المدني عن ابن عقيل به عند عبدالله بن أحمد في زوائد المسند، ص: ۱۳۸، وقال البوصيري في زوائد ابن ماجه: "هذا إسناده حسن" * ابن عقيل ضعيف، وتقدم، ح: ۳۹۰.

ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

منبر نبوی کا بیان

ذَلِكَ الْجِدْعِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ شَيْئًا تَقُومُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَرَاكَ النَّاسُ وَتُسْمِعَهُمْ حُطْبَتَكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» فَصَنَعَ لَهُ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ. فَهِيَ الَّتِي أَعْلَى الْمِنْبَرِ. فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ، وَضَعُوهُ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ. فَلَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقُومَ إِلَى الْمِنْبَرِ، مَرَّ إِلَى الْجِدْعِ الَّذِي كَانَ يَخْطُبُ إِلَيْهِ. فَلَمَّا جَاوَزَ الْجِدْعُ حَارَ حَتَّى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ. فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا سَمِعَ صَوْتَ الْجِدْعِ. فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ حَتَّى سَكَنَ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ. فَكَانَ إِذَا صَلَّى، صَلَّى إِلَيْهِ. فَلَمَّا هَدِمَ الْمَسْجِدَ وَغَيَّرَ، أَخَذَ ذَلِكَ الْجِدْعُ أَبِي بَنِي كَنْبٍ. وَكَانَ عِنْدَهُ فِي بَيْتِهِ حَتَّى بَلَغِي. فَأَكَلَتْهُ الْأَرْضُ وَعَادَ رُفَاتًا.

(خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوا کریں تاکہ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو سکیں اور آپ کا خطبہ (اچھی طرح) سن سکیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اس نے آپ کے لیے (منبر کے) تین درجے بنا دیے۔ وہی (تین میڑھیاں) اب (موجود) منبر کا سب سے بالائی حصہ ہے۔ جب منبر تیار ہو گیا تو صحابہ کرام نے اسے اسی مقام پر رکھا جہاں وہ اب ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ کر منبر پر جانے لگے تو اس تین کے پاس سے گزرے جس سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ اس سے آگے بڑھے تو وہ زور زور سے رونے لگا حتیٰ کہ (شدت غم سے) اس کی آواز پھٹ گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تین کے رونے کی آواز سنی تو (منبر سے) نیچے تشریف لے آئے اس (تین) پر ہاتھ پھیرتے رہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد آپ پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ جب نماز پڑھتے تھے تو اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جب مسجد نبوی کو (دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے) منہدم کیا گیا اور مسجد کی عمارت میں تبدیلی (اور توسیع) کی گئی تو وہ تینا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لے لیا وہ ان کے پاس ان کے گھر ہی میں رہا حتیٰ کہ بہت پرانا ہو گیا پھر اسے دیمک نے کھا لیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① خطبہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے۔ ② خطبہ منبر پر دینا چاہیے۔ ③ بڑھتی کا پیشہ ایک جائز پیشہ ہے۔ ④ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون سے کہا تھا کہ اپنے غلام سے منبر بنوا دو اور اس نے بنوا دیا۔ ممکن ہے پہلے کسی مرد نے یہ تجویز پیش کی ہو اس کے بعد اس غلام سے کہا گیا ہو اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس انصاری خاتون کو یاد دہانی کرا دی ہو۔ واللہ اعلم۔ ⑤ امام اور قائد کو اپنے تابعین کی

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

اچھی رائے قبول کرنی چاہیے۔ ① جب منبر پہلے پہل بنایا گیا تو اس کے تین درجے تھے۔ نبی ﷺ کے بعد اس کے نیچے مزید درجات کا اضافہ کر کے اسے مزید بلند کر دیا گیا۔ ② بظاہر بے جان نظر آنے والی چیزوں میں شعور اور احساس موجود ہے لیکن ہم اسے محسوس نہیں کر سکتے۔ ③ کعبور کے تھے کا آواز سے اس طرح رونا کہ سب لوگ سنیں ایک معجزہ ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو تبرک کے طور پر محفوظ رکھنا درست ہے بشرطیکہ اس نسبت کی صحت کا یقین ہو۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین مثلاً: شیخ البانی رحمہ نے اسے حسن اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے نیز انھوں نے کافی تفصیل سے اس روایت کی بابت لکھا ہے دیکھیے: (الموسوعۃ الحدیثیہ مسنداً لإمام أحمد: ۳۵/۱۷۲۱۷۱) لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

۱۴۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسِيدٍ: حَدَّثَنَا
حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ
النَّبِيِّ رضي الله عنه كَانَ يَخْطُبُ إِلَى جِدْعٍ. فَلَمَّا
اتَّخَذَ الْمُنْبَرَ ذَهَبَ إِلَى الْمُنْبَرِ. فَحَنَّ
الْجِدْعُ فَأَنَاهُ فَاحْتَضَنَهُ فَسَكَنَ. فَقَالَ: «لَوْ
لَمْ أَحْتَضِنَهُ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۱۳۱۵- حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت انس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک تے سے ٹیک لگا
کر خطبہ دیتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے منبر بنوایا تو
آپ منبر کی طرف چلے۔ تا (ستون) رو پڑا۔ نبی ﷺ
اس کے پاس آئے اور اسے سینے سے لگایا۔ تب وہ
خاموش ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اسے گلے سے
نر لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔“

۱۴۱۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ
الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ
أَبِي حَازِمٍ قَالَ: اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي مَنْبَرِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَيْ شَيْءٍ هُوَ؟ فَأَتَوْا سَهْلَ
ابْنَ سَعْدٍ فَسَأَلُوهُ. فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنْ

۱۳۱۶- حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے بارے میں
اختلاف پیدا ہو گیا کہ وہ کس چیز (کی لکڑی) سے بنا ہوا
تھا؟ چنانچہ وہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے
اور ان سے پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: یہ بات مجھ سے

۱۴۱۵- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۴۹/۱، ۲۶۷، ۳۶۳ من حديث حماد به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله نقات"، وقال ابن كثير: "هذا الإسناد على شرط مسلم" (اللبابة والنهاية: ۱۲۹/۶).

۱۴۱۶- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في السطوح والمنبر والخشب، ح: ۳۷۷، ومسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة وأنه لا كراهة في ذلك... الخ، ح: ۵۴۴ من حديث سفیان به.



۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

النَّاسُ أَعْلَمُ بِمِثِّي . هُوَ مِنْ أَثَلِي الْعَايَةِ .
عَمِلَهُ فَلَا نَنْ مَوْلَى فَلَانَّةَ ، نَجَارَ . فَجَاءَ بِهِ .
فَقَامَ عَلَيْهِ حِينَمَا وُضِعَ . فَاسْتَقْبَلَ وَقَامَ
النَّاسُ خَلْفَهُ . فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ
فَرَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ . ثُمَّ
عَادَ إِلَى الْمَنْبَرِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ
الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ .

زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ وہ غابہ کے حجاب سے بنا تھا۔ اسے فلاں خاتون کے فلاں بڑھی غلام نے بنایا تھا۔ وہ اسے لے کر حاضر ہوا۔ جب وہ (اپنے مقام پر) رکھا گیا تو نبی ﷺ اس پر کھڑے ہوئے آپ نے قبیلہ کی طرف منہ کیا۔ لوگ آپ کے پیچھے (آپ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے) تھے رسول اللہ ﷺ نے قراءت کی پھر رکوع کیا پھر (رکوع سے) سر اٹھایا پھر آپ الٹے پاؤں پیچھے بیٹھے حتیٰ کہ زمین پر سجدے کیے پھر دوبارہ منبر پر کھڑے ہو گئے اور قراءت کی پھر رکوع کیا پھر قومہ کیا پھر الٹے پاؤں پیچھے بیٹھے حتیٰ کہ زمین پر سجدے کیے۔“

🌞 **فوائد ومسائل:** ① ”مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔“ یعنی جنہیں زیادہ معلوم تھا وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ② نماز باجماعت میں امام اگر مقتدیوں سے بلند مقام پر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ③ نماز کے اندر کسی ضرورت سے پیچھے بیٹے یا آگے بڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ④ منبر پر کھڑے ہو کر جماعت کرانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اچھی طرح نماز کا طریقہ دیکھ اور سمجھ لیں۔

۱۴۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ :
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ ،
عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ :
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُومُ إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ
أَوْ قَالَ إِلَى جَذْعِ ثُمَّ اتَّخَذَ مَنْبَرًا . قَالَ فَحَنَّ
الْجَذْعُ ؛ قَالَ جَابِرٌ : حَتَّى سَمِعَهُ أَهْلَ
الْمَسْجِدِ ، حَتَّى أَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَسَحَهُ

۱۳۱۷ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک درخت کی جڑ یا فرمایا ایک درخت کے تنے کے قریب کھڑے ہوتے تھے پھر آپ نے منبر بنوایا تو تنارونے لگا حتیٰ کہ مسجد میں موجود لوگوں نے اس کی آواز سنی (وہ روتا رہا) حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے پاس آ کر اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ ایک آدمی نے کہا: اگر آپ ﷺ اس

۱۴۱۷ - [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۶ عن محمد بن أبي عدي به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح"، وقال ابن كثير: "هذا على شرط مسلم" (البداية والنهاية: ۶/۱۲۸)، قلت: حديث حنين الجذع متواتر كما في كطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة للسيوطي: ۹۸.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

نماز میں لمبا قیام کرنے کا بیان

فَسَكَنَ . فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَوْ لَمْ يَأْتِهِ لَحْنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

کے پاس نہ آتے تو وہ قیامت تک روتا رہتا۔

(المعجم ۲۰۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَوَاتِ (التحفة ۲۳۹)

باب: ۲۰۰- نماز میں لمبا قیام کرنے کا بیان

۱۴۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز (تہجد) پڑھی۔ آپ اتنا عرصہ کھڑے رہے کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا۔ (ابوداؤد) فرماتے ہیں (میں نے کہا: وہ کون سا کام تھا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا رہنے دوں۔

۱۴۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمِيرِ بْنِ زُرَّارَةَ ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : صَلَّيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرٍ سَوِيءٍ . قُلْتُ : وَمَا ذَلِكَ الْأَمْرُ؟ قَالَ : هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأُتْرِكَهُ .



فوائد و مسائل: ① نماز تہجد باجماعت جائز ہے۔ ② نماز تہجد میں طویل قراءت افضل ہے۔ ③ شاگردوں کو تربیت دینے کے لیے ان سے مشکل کام کروانا جائز ہے اگرچہ اس میں مشقت ہو۔ ④ استاد کا خود نیک عمل کرنا شاگردوں کو اس کا شوق دلاتا اور ہمت پیدا کرتا ہے۔ ⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس قدر شوق رکھتے تھے کہ افضل کام کو چھوڑ کر جائز کام اختیار کرنے کو انھوں نے ”براکام“ قرار دیا۔ ⑥ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا تھا اب اتباع اور محبت کا تقاضا ہے کہ اس نیکی میں آخر تک ساتھ دیا جائے اس لیے بیٹھ جانے کو انھوں نے برا سمجھا کہ یہ محبت کے تقاضے کے خلاف ہے۔

۱۴۱۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ ، سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ : قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ . فَقِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ غَفَرَ

۱۴۱۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا حتیٰ کہ آپ کے قدم مبارک سوچ گئے۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف کر

۱۴۱۸- أخرجه البخاري، التهجيد، باب طول القيام في صلاة الليل، ح: ۱۱۳۵، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ۷۷۳ من حديث الأعمش به.

۱۴۱۹- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك... الخ، ح: ۴۸۳۶، ومسلم، صفات المنافقين، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، ح: ۲۸۱۹ من حديث سفیان به.

ہ۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها کثرت سے سجدے کرنے کا بیان
 اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ: دے دیے ہیں (پھر آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟)
 «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا». فرمایا: ”کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

🌞 فوائد ومسائل: ① پیغمبر گناہ سے معصوم ہوتے ہیں لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی گناہ سرزد ہو جائے گا تو اس کو پہلے سے معاف کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس سے مقصد رسول اللہ ﷺ کے بلند مقام و مرتبہ کا اظہار ہے یا ”گناہ“ سے مراد وہ اعمال ہو سکتے ہیں جہاں نبی اکرم ﷺ نے کسی مصلحت کی بنا پر افضل کام کو چھوڑ کر دوسرا جائز کام اختیار فرمایا۔ ② اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اعلیٰ مقام دے تو اسے چاہیے کہ شکر کا زیادہ اہتمام کرے۔ ③ شکر کا بہترین طریقہ عبادت میں محنت کرنا ہے، خصوصاً نماز اور تلاوت قرآن مجید میں۔ نماز تہجد میں یہ دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔

١٤٢٠ - حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامِ الرَّفَاعِيُّ
 مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانَ:
 حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي
 حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ
 غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ.
 قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا».

١٣٢٠ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ (طویل نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ کے
 قدموں پر درم آجاتا۔ عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ
 کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ نبی ﷺ نے
 فرمایا: ”تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

١٤٢١ - حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ:
 حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ
 أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
 سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:
 «طَوَّلُ الْقُنُوتِ».

١٣٢١ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا:
 ”لباقنوت (طویل قیام والی نماز)۔“

(المعجم ٢٠١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ
 الشُّجُودِ (التحفة ٢٤٠)

١٤٢٠ - [صحیح] قواء البوسری، والسند معلول، ولكن له شواهد كثيرة، منها ما أخرجه ابن خزيمة في
 صحيحه، ح: ١١٨٤ من حديث محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة به، وإسناده حسن، وانظر الحديث
 السابق.

١٤٢١ - أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت، ح: ٧٥٦ من حديث أبي عاصم به.



۵۔ أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

۱۴۲۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيَّانِ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثُوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ أَبَا فَاطِمَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَسْتَقِيمُ عَلَيْهِ وَأَعْمَلُهُ. قَالَ: «عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ. فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيئَةٌ».

کثرت سے سجدے کرنے کا بیان
۱۳۲۲- حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیے جس پر میں قائم رہوں اور اسے کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کثرت سے سجدے کیا کر کیونکہ تو اللہ کے لیے جو بھی سجدہ کرے گا اس کی وجہ سے اللہ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا اور تیری ایک غلطی معاف کر دے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کے تمام اعمال ہی اللہ کے قرب کا باعث ہیں لیکن سجدے کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ اللہ کے سامنے عاجزی کا سب سے بڑا مظہر ہے اور یہ عجز ہی عبادت کی روح ہے۔ ② طویل قیام کی فضیلت تلاوت قرآن کی وجہ سے ہے اور سجدے کی فضیلت عجز و نیاز کی وجہ سے، اس لیے طویل سجدہ بھی ایک عظیم عمل ہے جیسے کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طویل سجدوں کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، التطبيق، باب هل يجوز أن تكون سجدة أطول من سجدة، حدیث: ۱۱۳۲) ③ سجدے سے درجات بھی بلند ہوتے ہیں اور گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

۱۴۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَمْرٍو مَلَاوَتِمْسَ نَعْنُ فِي حَدِيثِ شَايِدِ اللَّهِ

۱۳۲۳- حضرت معدان بن ابو طلحہ بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے عرض کیا: مجھے کوئی حدیث بتائیے شاید اللہ

۱۴۲۲- [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۲/۳۲۱، ۳۲۲، ح: ۸۰۹ من حديث بقية عن عبد الرحمن بن ثابت ابن ثوبان به مطولاً، مكحول تابعه الحارث بن يزيد الحضرمي عند الطبراني، وللحديث طرق أخرى، منها ما أخرجه الطبراني من حديث أبي عبد الرحمن الحبلي عن أبي فاطمة به، وقال المنذري: "رواه ابن ماجه بإسناد جيد"، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي، وأخرج النسائي، ح: ۴۱۷۲ من طريق آخر عن كثير بن مرة به، وإسناده صحيح.

۱۴۲۳- أخرجه مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ۴۸۸ من حديث الوليد به بلفظ: "عليك بكرة السجود لله فإنك لا تسجد لله سجدة إلا رفعك الله بها درجة وحط عنك بها خطيئة".

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

کثرت سے سجدے کرنے کا بیان

مجھے اس سے فائدہ پہنچائے۔ وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا تو وہ خاموش رہے۔ میں نے تین بار یہی کہا تو مجھ سے فرمایا: اللہ کے لیے سجدے کیا کر کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جو بندہ اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے اس کی وجہ سے اللہ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔“

الأوزاعي. قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعْطِيُّ: حَدَّثَهُ مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيُّ قَالَ: لَقَيْتُ ثَوْبَانَ فَقُلْتُ لَهُ: حَدَّثَنِي حَدِيثًا عَنِ اللَّهِ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ. قَالَ: فَسَكَتَ. ثُمَّ عُدْتُ فَقُلْتُ مِثْلَهَا. فَسَكَتَ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَقَالَ لِي: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ لِلَّهِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ».

قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ.

حضرت معدان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میری ملاقات حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے ان سے یہی درخواست کی تو انھوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا۔

١٤٢٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ الْمُرِّيِّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ ابْنِ حَلْبَسٍ، عَنِ الصَّنَائِحِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً. فَاسْتَكْبَرُوا مِنَ السُّجُودِ».

۱۳۲۲- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جو بندہ بھی اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے اللہ اس کے بدلے میں اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس (سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف کرتا ہے اور اس (سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اس لیے سجدے کثرت سے کرو۔“

فائدہ: کثرت سجدے کرنے میں سنت اور نفل نمازوں کی ادائیگی بھی شامل ہے اور سجدہ شکر، سجدہ تلاوت وغیرہ کی کثرت بھی۔

١٤٢٤- [صحیح] أخرجه أبو نعیم فی الحلیة ٥/ ١٣٠ من حدیث الولید به، وصرح بالسماع من شیخه خالد، وضعفه البوصیری لضعف الولید، ح: ٢٥٥، ولكن له شواهد كثيرة، منها الحدیث السابق.

نماز کی اہمیت کا بیان

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

باب ۲۰۲- بندے سے سب سے

(المعجم ۲۰۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَوَّلِ مَا

پہلا حساب نماز کا ہوگا

يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةَ (التحفة ۲۴۱)

۱۳۳۵- حضرت انس بن حکیم ضبی رضی اللہ عنہ سے

۱۴۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تو اپنے شہر والوں کے پاس پہنچے تو انھیں بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”مسلمان بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا، وہ فرض نماز ہے۔ اگر اس نے پوری نمازیں پڑھی ہوں گی تو ٹھیک ہے ورنہ کہا جائے گا: دیکھو کیا اس کو کوئی نفل بھی ہیں؟ اگر اس کے نفل ہوئے تو اس کے فرضوں کی کمی نفلوں سے پوری کر دی جائے گی، پھر دوسرے فرض اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔“

وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ: إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَ مِصْرِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ فَإِنْ أَتَمَّهَا، وَإِلَّا قِيلَ: انظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أَكْمَلَتِ الْفَرِيضَةَ مِنْ تَطَوُّوعِهِ. ثُمَّ يُفَعَّلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ الْمَقْرُوضَةِ مِثْلَ ذَلِكَ».



☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح

قرار دیا ہے نیز ہمارے شیخ نے بھی تحقیق میں اس کی بابت لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی حدیث کے بعض حصے اس کے شاہد ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت سنن ابوداؤد میں بھی ہے وہاں پر ہمارے شیخ لکھتے ہیں کہ یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے لیکن اس کے بعد آنے والی روایت (۸۶۶) اس سے کفایت کرتی ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۱۵/۲۹۹/۳۰۰) ② اس حدیث میں فرض نماز کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ ③ فرض نماز فرض روزے فرض حج اور فرض زکاة پر خاص توجہ دینی چاہیے کہ ان میں حتی المقدور کوتاہی نہ ہو۔ ④ نفل نمازوں، نفل روزوں، نفل حج و عمرہ اور نفل صدقات و خیرات کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ ⑤ نفل نمازوں میں سب سے اہم وہ نمازیں ہیں جنھیں سنت

۱۴۲۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب قول النبي ﷺ: "كل صلاة لا ينمها صاحبها تتم من تطوعه"، ح: ۸۶۴ من حديث الحسن عن أنس بن حكيم به، و صححه الحاكم، و الذهبي، و الحديث الآتي شاهد لبعضه.

۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة هيها جہاں فرض نماز پڑھی جائے وہیں نفل نماز پڑھنے کا بیان
مؤکدہ کہا جاتا ہے اور وہ فرض نماز سے پہلے یا بعد میں ادا کی جاتی ہیں اس کے بعد نماز تہجد اہم ہے۔ ⑤ رواہ ہونے
والے لشکر و کمنا مناسب فصیح کرنا بہت مفید ہے تاکہ وہ آئندہ زندگی میں اس سے فائدہ اٹھائے۔

۱۴۲۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ
الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا
حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ
زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ، عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ
ابْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَادُ:
أَبْنَانًا حُمَيْدًا، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ وَ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَّارَةَ
ابْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ. فَإِنْ أَكْمَلَهَا كُتِبَتْ لَهُ نَافِلَةٌ.
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَكْمَلَهَا، قَالَ اللَّهُ شُبْحَانَهُ
لِلْمَلَائِكَةِ: انظُرُوا، هَلْ تَجِدُونَ لِعَبْدِي مِنْ
تَطَوُّعٍ؟ فَأَكْمَلُوا بِهَا مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيضَتِهِ.
ثُمَّ تَوَخَّذُوا الْأَعْمَالَ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ».

۱۳۲۶- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی
ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن بندے سے جس عمل کا
سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی (فرض) نماز
ہے۔ اگر اسے پورا ادا کیا ہوگا تو (باقی نمازیں) اس کے
لیے نفل لکھ دی جائیں گی۔ اگر انہیں پورا نہیں ادا کیا ہوگا
تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: دیکھو کیا تمہیں میرے
بندے کے کوئی نفل ملے ہیں؟ اس نے اپنے فرائض میں
جو کوتاہی کی تھی وہ ان (نوافل) سے پوری کر دو پھر
دوسرے اعمال کا حساب بھی اسی انداز سے ہوگا۔“

باب: ۲۰۳- جہاں فرض نماز پڑھی جائے
وہیں نفل نماز پڑھنے کا بیان

۱۴۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
۱۳۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

۱۴۲۶- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، الباب السابق، ح: ۸۶۶ من حديث حماد به، و صححه
الحاكم على شرط مسلم، وله شاهد عند أحمد بإسناد حسن.

۱۴۲۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، ح: ۱۰۰۶ من حديث ليث بن أبي سليم به، وضعفه البخاري في
صححه، ح: ۸۴۸ بقوله: "ولم يصح" * ليث تقدم حاله، ح: ۲۰۸، وإبراهيم مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة،
وأثر على لم أجده في مصنف ابن أبي شيبة بهذا اللفظ، وأخرج ابن أبي شيبة بإسناد ضعيف عن علي نحوه بدون

۵- ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها

سجد میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لینے کا بیان
ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ
جب وہ نماز پڑھے تو آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو
جائے۔“ یعنی نفل وسنت پڑھتے وقت۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ
حَجَّاجِ بْنِ عُثَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: «أَيَعِزُّ أَحَدُكُمْ، إِذَا صَلَّى، أَنْ
يَتَمَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ
شِمَالِهِ» يَعْني السُّبْحَةَ.

☀️ فائدہ: نماز کے اس ادب سے اکثر لوگ غافل ہیں۔ فرض نماز کے بعد سنتیں اور نفل اسی جگہ نہیں پڑھنے چاہئیں یا
تو جگہ بدل لے یا اپنے ساتھی سے کوئی بات چیت کر لے مثلاً: سلام کر کے اس کی خیریت دریافت کر لے یا اذکار
مسنونہ کرنے کے بعد اسی جگہ پڑھ لے۔ یہ مضمون صحیح احادیث میں بھی بیان ہوا ہے، اسی لیے بعض حضرات کے
زردیک یہ روایت بھی صحیح ہے۔

۱۳۲۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس جگہ (نفل یا سنت)
نماز نہ پڑھے جہاں اس نے فرض نماز ادا کی ہے حتیٰ کہ
وہاں سے ایک طرف ہٹ جائے۔“

۱۴۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ، عَنْ عَثْمَانَ
ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ
فِي مَقَامِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةُ، حَتَّى
يَنْتَحِيَ عَنْهُ».

امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے اپنے استاد کثیر بن عبید حمصی
سے انھوں نے یقیہ سے انھوں نے ابو عبد الرحمن حمصی
سے بواسطہ عثمان بن عطاء حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اسی
طرح روایت کیا۔

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبِيدٍ الْجَمَصِيُّ: حَدَّثَنَا
بَقِيَّةُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ
عَثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.
(المعجم ۲۰۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوَاتُطِ الْمَكَانِ
فِي الْمَسْجِدِ يُصَلِّي فِيهِ (التحفة ۲۴۳)

باب: ۲۰۴- مسجد میں نماز کے لیے ایک
جگہ مقرر کر لینے کا بیان

۴۴ قولہ: "من السنة"، فيه مدلس، وقد عنعن، وعباد بن عبدالله تقدم حاله، ح: ۱۲۰.

۱۴۲۸- [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الإمام يتطوع في مكانه، ح: ۱۶۶ من طريق آخر عن عطاء
به، وقال: "عطاء الخراساني لم يدرك المغيرة بن شعبة"، فالسند منقطع، وله شواهد، فالحديث حسن.



۵- أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها

مسجد میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لینے کا بیان

۱۳۲۹- حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے تین کاموں سے منع فرمایا ہے: کوئے کی طرح ٹھونکیں مارنے سے، درندے کی طرح بازو پھیلانے سے اور اس بات سے کہ آدمی نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لے جس طرح اونٹ (بازے میں اپنے لیے) جگہ مقرر کر لیتا ہے۔“

۱۴۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ . ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ . قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَحْمُودٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبِلٍ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ : عَنْ نَقْرَةِ الْعُرَابِ ، وَعَنْ فَرْشَةِ السَّمْعِ ، وَأَنْ يُوطِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ كَمَا يُوطِنُ الْبَعِيرُ .

☀️ فوائد و مسائل: ① کوئے کی طرح ٹھونکیں مارنے کا مطلب جلدی جلدی بجدے کرنا ہے۔ یہ عمل نماز میں توجہ اور خشوع کے خلاف ہے اس لیے تمام ارکان الطینان سے پورے اذکار اور دعائیں پڑھتے ہوئے ادا کرنے چاہئیں۔ ② عجمہ کرتے وقت صرف ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں کہنیوں تک بازو زمین پر پھیلا دینا درست نہیں۔ ③ نماز کے لیے جگہ مقرر کرنا اور دوسروں کو وہاں نماز پڑھنے سے روکنا جائز نہیں کیونکہ مسجد سب کے لیے مشترک ہے ہاں اگر جگہ خالی دیکھ کر وہاں نماز پڑھتا ہے اور اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ وہیں نماز پڑھے تو جائز ہے یا مثلاً: ایک شخص صف میں دائیں طرف کھڑا ہونا پسند کرتا ہے تو یہ جائز ہے جب کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھایا نہ جائے۔

۱۳۳۰- حضرت یزید بن ابوعبید رضی اللہ عنہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ضحیٰ کے نفل پڑھنے کے لیے تشریف لاتے تو اس ستون کی طرف جاتے جو صحف کے پاس ہے۔ اس کے قریب نماز پڑھتے۔ میں (یزید بن ابوعبید) مسجد کے کسی حصے کی طرف اشارہ

۱۴۳۰- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَأْسِبٍ : حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ ، عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي إِلَى سُبْحَةِ الضُّحَى فَيَعْمِدُ إِلَى الْأَسْطُوَانَةِ دُونَ

۱۴۲۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب صلاة من لا يقم صلبه في الركوع والسجود، ح: ۸۶۲ من طريق آخر عن أبي عبد الحميد جعفر بن عبد الله الأنصاري به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي * تميم موقوف عند الجمهور وتعديله راجح .

۱۴۳۰- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة إلى الأسطوانة، ح: ۵۰۲، ومسلم، الصلاة، باب دنو المصلي من السترة، ح: ۵۰۹ من حديث يزيد بن أبي عبيد به .

۵۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کے دوران میں جوتے رکھنے سے متعلق احکام و مسائل
 [الْمُضْحَفُ]، فَيُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهَا. فَأَقُولُ کر کے کہتا: آپ یہاں کیوں نہیں نماز پڑھ لیتے؟ وہ
 لَهُ: أَلَا تُصَلِّي هُنَا؟ وَأَشِيرُ إِلَى بَعْضِ فرماتے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ اہتمام سے
 تَوَاجِهِيَ الْمَسْجِدَ. فَيَقُولُ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔
 اللَّهُ ﷺ يَتَحَرَّى هَذَا الْمَقَامَ.

☀️ فائدہ: افضل مقام پر نماز پڑھنے کی کوشش کرنا درست ہے بشرطیکہ اس سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو اور پہلے پہنچنے والے کو وہاں سے ہٹایا نہ جائے۔

(المعجم ۲۰۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ تَوَضُّعِ النَّعْلِ إِذَا خُلِعَتْ فِي الصَّلَاةِ
 باب: ۲۰۵۔ نماز پڑھتے وقت اگر جوتے اتارے جائیں تو کہاں رکھے جائیں؟
 (التحفة ۲۴۴)

۱۴۳۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز پڑھی تو اپنے جوتے اپنی بائیں طرف رکھے۔
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ، فَجَعَلَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① جوتے پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جوتے اتار کر پڑھنا بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۰۳۸) ② جوتے اتار کر نماز پڑھیں تو انھیں بائیں طرف رکھیں۔

۱۴۳۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

۱۳۳۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے جوتے اپنے پاؤں میں رکھو (پہنے رہو) اگر انھیں اتارو تو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھو۔ انھیں اپنی دائیں طرف نہ رکھنا، نہ اپنے

۱۴۳۱ - [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح: ۶۴۸ من حديث يحيى بن * وصرح ابن جريج بالسمع عنده، و صححه ابن خزيمة، وابن حبان.

۱۴۳۲ - [إسناده ضعيف جدًا] وانظر، ح: ۲۶۰، لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، عبدالله بن سعيد متفق على تضعيفه".



ہ۔ ابواب إقامة الصلوات والسنة فيها نماز کے دوران میں جو تے رکعتوں سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلْزِمَ نَعْلَيْكَ قَدَمَيْكَ. فَإِنْ خَلَعْتَهُمَا فَاجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ. وَلَا تَجْعَلْهُمَا عَنْ يَمِينِكَ، وَلَا عَنْ يَمِينِ صَاحِبِكَ، وَلَا وَرَاءَكَ، فَتُؤَذِي مَنْ خَلَقَكَ».

ساتھی کے دائیں طرف رکھنا، نہ اپنے پیچھے رکھنا کہ اپنے پیچھے والے (نمازی) کو تکلیف دو۔“

🌞 نو آمد مسائل: ① اس سند کے ساتھ تو یہ روایت ضعیف ہے، تاہم صحیح ابن خزیمہ میں یہ حدیث ان الفاظ میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے اپنے دائیں طرف نہ رکھے نہ اپنے بائیں طرف رکھے سوائے اس حال کے کہ اس کے بائیں طرف کوئی نہ ہو۔ (نمازی کو) چاہیے کہ نہیں اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لے۔“ (صحیح ابن خزیمہ، الصلاة، جماع ابواب الصلاة علی البسط، باب ذکر الزجر عن وضع المصلي نعليه عن يساره اذا كان عن يساره مصلي.....) اس پر علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”اس کی سند حسن ہے جیسے کہ میں نے صحیح ابوداؤد حدیث: (۶۶۱) میں بیان کیا ہے اور اس سے پہلے والی روایت: (۱۰۰۹) کی سند کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔“ (صحیح ابن خزیمہ حاشیہ حدیث: ۱۰۱۶) یعنی شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ ② جو تے بائیں طرف رکھنا اس وقت منع ہیں جب بائیں طرف کوئی نمازی موجود ہو۔ اس صورت میں وہ اس نمازی کی دائیں طرف ہو جائیں گے۔ ③ جو تے پیچھے رکھنا جائز ہے لیکن اگر پیچھے کوئی اور شخص نماز پڑھ رہا ہو تو یہ جو تے اس کے لیے اذیت کا باعث ہوں گے اس صورت میں اپنے پیچھے نہ رکھے ہاں ایسی جگہ رکھ سکتا ہے جہاں وہ کسی دوسرے نمازی کے دائیں طرف نہ ہوں، یعنی بالکل پیچھے یا بالکل بائیں طرف رکھے۔ ④ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جب دائیں طرف جو تے رکھنا ممنوع ہے تو نمازی کا اپنے آگے جو تار رکھنا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ جب ایک شخص جو توں سمیت نماز پڑھے گا (جو کہ ایک جائز امر ہے) تو اس صورت میں بھی تو جو تے دوسرے نمازی کے آگے ہی ہوں گے اس لیے شخص جو توں کے آگے ہونے کو تو ممنوع نہیں سمجھا جا سکتا۔ ممانعت کی واضح نص ہونی چاہیے جو کہ ہمارے علم کی حد تک نہیں ہے۔ دوسرا استدلال تجمیع طبری کی اس روایت سے کیا جاتا ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”جب تمہارا کوئی شخص جو تے اتارے تو انھیں اپنے سامنے نہ رکھتا کہ جو توں کی اقتداء لازم نہ آئے.....“ (الحدیث) لیکن شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف ہی نہیں سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الضعيفة، حدیث: ۹۸۶) اس لیے اس حدیث سے بھی استدلال صحیح نہیں۔ اس اعتبار سے نمازی کے آگے جو تے ہونے یا رکھنے کی ممانعت کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ نمازی کے آگے جو تے رکھنے کو خلاف ادب تصور کر کے اس سے بچنے کو بہتر قرار دیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم.

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۶) أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ (التحفة ۴)

جنازے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي عِبَادَةِ الْمَرِيضِ (التحفة ۱)

باب: ۱- مریض کی عیادت کا بیان

۱۳۳۳- حضرت علیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ستور کے مطابق مسلمان کے مسلمان پر چھتہ ہیں۔ جب اس سے ملے تو سلام کہئے جب وہ اسے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے جب اسے چھینک آئے تو اسے دعائے جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

۱۴۳۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتَّةٌ بِالْمَعْرُوفِ: يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ. وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ. وَيُسَمِّئُهُ إِذَا عَطَسَ. وَيَعُوذُهُ إِذَا مَرَضَ. وَيَتَّبِعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ. وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

🌟 فوائد و مسائل: ① مسلمان معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو صحیح رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بہت سی چیزیں بتائی ہیں جن میں یہ چھ چیزیں بھی شامل ہیں۔ ان کی اہمیت کی وجہ سے انھیں ”مسلمان کا حق“ قرار دیا گیا ہے تاکہ ہر مسلمان دوسرے بھائی کے بارے میں ان امور کا خیال رکھے جس کے نتیجے میں باہمی محبت قائم ہوگی اور لڑائیاں جھگڑے ختم ہو کر امن قائم ہو جائے گا۔ ② سلام ایک دعا ہے۔ جب مسلمان اپنے بھائی سے ملتا ہے تو اسے سلامتی کی دعا دیتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل میں اس بھائی کے لیے نفرت یا

۱۴۳۳- [صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في تشييت العاطس، ح: ۲۷۳۶ عن هناد به، وقال: "حسن" * الحارث ضعيف كما تقدم، ح: ۹۵، وفي السند علة أخرى، وله شواهد عند مسلم، ح: ۲۱۶۲ وغيره، دون قوله: "ويحب له ما يحب لنفسه"، ولهذا اللفظ أيضا شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز مریض کی عیادت سے متعلق احکام و مسائل

بغض نہیں ہے، یعنی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے لیے برائے سوئے، تیمی وہ سلام کا حق ادا کر سکے گا۔ جس کو سلام کیا جائے اس کا بھی فرض ہے کہ انہی جذبات کے ساتھ سلام کا جواب دے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۳۳۵) ① سلام کے آداب میں یہ بھی ہے کہ چھوٹا بڑے کو سوار پیدل کو چلنے والا بیٹھنے والے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الاستئذان، باب تسلیم القلیل علی الكثير، حدیث: ۶۲۳۱) و باب یسلم الراكب علی الماشی، حدیث: ۶۲۳۲) ② دعوت سے مراد کھانے کی دعوت ہے۔ یہ دعوت کسی امیر آدمی کی طرف سے دی جائے یا غریب آدمی کی طرف سے اسے قبول کرنا چاہیے، خواہ وہ معمولی کھانا ہی پیش کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے بکری کے ایک پائے کی دعوت دی جائے تو میں اس (دعوت) کو قبول کروں گا اور اگر مجھے تھدے کے طور پر بکری کا ایک پایا دیا جائے تو اسے قبول کروں گا۔“ (صحیح البخاری، النکاح، باب من أحب الی کراع، حدیث: ۵۱۷۸) ③ [و یجسبہ إذا دَعَا] کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو پکارے تو وہ اس کی بات سنے، یعنی سنی ان سنی نہ کر دے، ممکن ہے اسے کسی مدد یا مشورے کی ضرورت ہو۔ اگر مدد کرنا یا مشورہ دینا ممکن ہو تو اس کا بھلا ہونا جائے گا اور مدد کرنے یا مشورہ دینے والے کو ثواب مل جائے گا۔ ④ چھینک پر دعائے کا مطلب یہ ہے کہ جسے چھینک آئے وہ [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہے تو دوسرے کو چاہیے کہ ضرور [يَرْحَمُكَ اللَّهُ] کہے، یعنی اللہ تجھ پر رحمت فرمائے۔ یہ مسلمان کی مسلمان کے لیے دعا ہے۔ جب [يَرْحَمُكَ اللَّهُ] کہا جائے تو چھینکنے والے کو چاہیے کہ یوں کہے: [يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بَالِكُمْ] ”اللہ تمہاری رہنمائی فرمائے اور تمہارے کام سنوارے۔“ (صحیح البخاری، الأدب، باب: إذا عطس كيف يُسَمَّتْ؟، حدیث: ۲۲۳۳) ⑤ اگر چھینکنے والا [الْحَمْدُ لِلَّهِ] نہ کہے تو اسے [يَرْحَمُكَ اللَّهُ] نہ کہا جائے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الزهد والرقائق، باب تسمیت العاطس، و كراهة التناؤب، حدیث: ۲۹۹۱) ⑥ بیمار کی خیریت معلوم کرنے کے لیے جانا بھی بیمار مسلمان کا دوسروں پر حق ہے۔ اس موقع پر مریض کو تسلی بخشی دینا اور اس کے لیے دعا کرنا مسنون ہے، مثلاً یہ کہنا: [لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى] ”کوئی حرج نہیں اللہ نے چاہا تو (یہ بیماری گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔“ (صحیح البخاری، المرض، باب عیادة الأعراب، حدیث: ۵۶۵۶) اور یہ دعا بھی رثی چاہیے: [أَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبِّ النَّاسِ أَشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَاؤِكَ، شِفَاءٌ لَا يُعَادِرُ سَقَمًا] ”اے انسانوں کے رب! بیماری دور فرمادے، شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل باقی نہ چھوڑے۔“ (صحیح البخاری، المرض، باب دعاء العائد للمریض، حدیث: ۵۶۷۵) ⑦ میت کے ساتھ جانا اور اس کا جنازہ پڑھنا بھی لازمی حق ہے۔ جنازہ پڑھ کر واپس آ جانا جائز ہے۔ لیکن قبر تیار کرنے اور دفن کرنے میں مدد دینا اور دفن سے فارغ ہو کر آنا دگنے ثواب کا باعث ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۳۹) ⑧ مؤمن کے لیے اچھی چیز چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

مریض کی عیادت سے متعلق احکام و مسائل

اس کی خیر خواہی کرے اور اس سے اس قسم کا سلوک کرے جس قسم کے سلوک کی وہ خود دوسروں سے توقع رکھتا ہے؛ مثلاً: جس طرح ایک آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور بے عزتی نہ کی جائے اسی طرح اسے دوسروں کا احترام کرنا اور دوسروں کی بے عزتی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جس طرح وہ چاہتا ہے کہ مشکل میں دوسرے اس کی مدد کریں اسے چاہیے کہ خود بھی دوسروں کی مدد کرے۔

۱۴۳۴- حضرت ابو سعید عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان کے ذمے مسلمان کے چار کام ہیں: جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے جب وہ اسے دعوت دے تو قبول کرے جب وہ فوت ہو جائے تو (اس کے جنازے میں) حاضر ہو اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔“

۱۴۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، بَكْرُ بْنُ

خَلْفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ أَلْفَحْ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَرْبَعٌ خِلَالٍ: يُسَمِّئُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَا، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيَعُوذُهُ إِذَا مَرِضَ».

۱۴۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ چیزیں مسلمان کے مسلمان پر حقوق میں شامل ہیں: سلام کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، جنازے میں حاضر ہونا، بیمار کی عیادت کرنا اور جب چھینکے والا اللہ کی تعریف کرے (الْحَمْدُ لِلَّهِ كَمَا هِيَ) تو اسے دعا دینا (بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ كَمَا هِيَ)۔“

۱۴۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: رَدُّ التَّحِيَّةِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَشُهُودُ الْجَنَازَةِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَتُسْمِيَةُ الْعَاطِسِ إِذَا حَجَدَ اللَّهُ».

۱۴۳۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔“

۱۴۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا مَرِضَ الْمُسْلِمُ فَارْحَمْهُ».

۱۴۳۷- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۳/۵ عن يحيى بن سعيد به، وصححه البوصيري، والحاكم: ۶۴/۴، والذهبي.

۱۴۳۸- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۳۲/۲ عن محمد بن بشر به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله

ثقات". أخرجه البخاري، المرض، باب عيادة المغمى عليه، ح: ۵۶۵۱، ومسلم، الفرائض، باب ميراث

الكلالة، ح: ۱۶۱۶ من حديث سفیان به مطولاً.

۶- ابواب ماجاء في الجنائز

مریض کی عیادت سے متعلق احکام و مسائل

الصَّنْعَائِي: حَدَّثَنَا شَفِيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُكَدَّرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا شِيبًا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَأَنَا فِي بَنِي سَلَمَةَ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ﷺ پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میں بنو سلمہ کے محلے میں تھا۔

۱۴۳۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ حَمِيدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَعُودُ مَرِيضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۱۳۳۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ تین دن کے بعد ہی بیمار کی عیادت فرماتے تھے۔

۱۴۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُثْبَةُ بْنُ خَالِدِ السَّكُونِيُّ، عَنْ مُوسَى ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْرَاهِيمَ التَّبَيْي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَتَقَسَّمُوا لَهُ فِي الْأَجْلِ. فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَزِدُّ شَيْئًا. وَهُوَ يَطِيبُ بِنَفْسِ الْمَرِيضِ».

۱۳۳۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اسے زندگی کی امید دلاؤ اس سے (تقدیر کا فیصلہ تو) کچھ نہیں ملتا لیکن بیمار کا دل خوش ہو جاتا ہے۔“

۱۴۳۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

۱۳۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو اس سے فرمایا: ”تمہارا کس چیز کو جی چاہتا



۱۴۳۷- [إسناده ضعيف جداً] انظر، ح: ۳۵۱ لعلته، وفيه علل أخرى، وقال أبو حاتم: "هَذَا حَدِيثٌ بَاطِلٌ مُوَضَّوعٌ"، وله شاهد موضوع - لا يستشهد به - عند الطبراني في الأوسط * فيه نصر بن حماد وهو كذاب كما قال ابن معين رحمه الله.

۱۴۳۸- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه الترمذي، الطب، باب تطيب نفس المريض، ح: ۲۰۸۷ من حديث عفة، به، وقال: "غريب" * موسى بن محمد التيمي منكر الحديث كما في التقريب وغيره.

۱۴۳۹- [إسناده ضعيف] * صفوان بن هبيرة لين الحديث كما في التقريب، وانظر، ح: ۳۴۴۰.

۶- ابواب ما جاء في الجنانز ----- مريض کی عیادت سے متعلق احکام و مسائل

ہے؟“ اس نے کہا: گندم کی روٹی کو جی چاہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کے پاس بھیجے۔“ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کا مریض کسی چیز کی خواہش کرے تو وہ اسے کھلا دے۔“

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ: «مَا تَشْتَهِي؟» قَالَ: أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزَ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلَيَّ أُخِيهِ» ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا اشْتَهَى مَرِيضٌ أَحَدَكُمْ شَيْئًا، فَلْيُطْعِمْهُ».

۱۴۴۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک بیمار کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا: ”تمہارا کسی چیز کو جی چاہتا ہے؟ کیا کھک کی خواہش ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے کھک (ایک خاص قسم کی روٹی) منگوادی۔

۱۴۴۰- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْهَمَّانِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى مَرِيضٍ يُعْوِذُهُ. فَقَالَ: «أَتَشْتَهِي شَيْئًا؟ أَتَشْتَهِي كَهَكَآ؟» قَالَ: نَعَمْ. فَطَلَبُوا لَهُ.

۱۴۴۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جب تو کسی مریض کے پاس جائے تو اسے کہہ کہ تیرے لیے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔“

۱۴۴۱- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرَّهُ أَنْ يَدْعُوَ لَكَ. فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ».

باب: ۲- بیمار کی عیادت کرنے والے کے ثواب کا بیان

(المعجم ۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا (التحفة ۲)

۱۴۴۰- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف"، وانظر، ح: ۳۴۴۱ * يزيد بن أبان تقدم، ح: ۱۰۸۰، وفيه علل أخرى.

۱۴۴۱- [إسناده ضعيف] وقال المنذري: "رواته ثقات مشهورون، إلا أن ميمون بن مهران لم يسمع من عمر"، ورواه الحسن بن عرفة عن كثير عن عيسى بن إبراهيم الهاشمي عن جعفر به، ولهذا من المزيد في متصل الأسانيد ولكن طريق ابن ماجه أيضا محفوظ بدليل تصريح سماع كثير من جعفر، وأشار الحافظ في التهذيب إلى خطأه في ذكر تصريح السماع بين كثير وجعفر، فيصير الحديث ضعيفا جدًا، لأن الهاشمي هذا منكر الحديث.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

مریض کی عیادت سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۴۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۳۳۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پاس عیادت کے لیے آتا ہے تو وہ مریض کے پاس آ کر بیٹھے تک جنت کے پھل چھتا آتا ہے۔ جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو اس پر رحمت سایہ لگن ہو جاتی ہے۔ اگر (عیادت) صبح کے وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں۔“

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَتَى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَائِدًا، مَشَى فِي خِرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسَ. فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ. فَإِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمِيبَ. وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يَبْضِيعَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① مسلمان بھائی کی عیادت اتنا ثواب کا کام ہے کہ اس مقصد کے لیے چلنا جنت کے باغ

میں چلنے اور جنت کے پھل چھنے کے برابر ہے۔ اتنے زیادہ ثواب کے عمل کی وجہ سے امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ ② عیادت کے لیے مریض کے پاس بیٹھنا اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔ ③ فرشتوں کا رحمت کی دعا کرنا بھی اس شخص کے بلند مقام کو ظاہر کرتا ہے اور اس میں اللہ کی رحمت کی خوش خبری ہے کیونکہ فرشتے اللہ کے حکم ہی سے کسی کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

۱۴۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۳۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَيَانَ الْقَسْمَلِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُوْدَةَ، عَنْ

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَے فرمایا: ”جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو اسے آسمان سے ایک آواز دینے والا

۱۴۴۲- [حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء، ح: ۳۰۹۸ عن عثمان به، وصححه الحاكم، والذهبي * الأعمش عن، تقدم، ح: ۱۷۸، وعن كشيخه الحكم بن عتيبة، كما في ح: ۱۱۹۲، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ۷۱۰ وغيره.

۱۴۴۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في زيارة الإخوان، ح: ۲۰۰۸ عن محمد بن بشار وغيره به، وقال: "حسن غريب"، وقال الإمام المباركفوري رحمه الله ليس في النسخ الموجودة عندنا لفظ حسن بل فيها: "حديث غريب" (تحفة الأحوذى)، وصححه ابن حبان (مؤرد)، ح: ۷۱۲، وقال: أبو سنان لهذا هو الشيباني، "اسمه سعيد بن سنان" (الإحسان)، ح: ۲۹۶۱، ولهذا وهم منه، راجع تحفة الأشراف وغيره، وقال الترمذي: "أبو سنان اسمه عيسى بن سنان"، والشاهد الذي ذكره الترمذي، أخرجه مسلم، ح: ۲۵۶۷، وليس فيه ما يشهد له.



۶- أبواب ما جاء في الجنائز قریب الوقات شخص سے متعلق احکام و مسائل
 أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
 عَادَ مَرِيضًا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: طِبْتَ
 وَطَابَ مَمْسَاكَ، وَتَبَوَّأَتْ مِنَ الْجَنَّةِ مَنزِلًا».

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی دہلے نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المشكاة للألبانی، حدیث: ۵۰۵۱۵۷۵۵، التحقیق الثانی) ① یہ فرشتوں کی طرف سے عیادت کرنے والے کے لیے خوش خبری ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دعا ہواں صورت میں ترجمہ یوں ہوگا: "تو پاک رہے" (حیرتی زندگی پاک اعمال اور نیک سیرت کے ساتھ گزرے) "تیرا چلنا بھی پاک ہو" (آخرت میں تو جنت میں پہنچے) اور تجھے جنت میں گھر نصیب ہو۔"

(المعجم ۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ
 الْمَيِّتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (النسخة ۳)
 باب ۳- مرنے والے کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 کی تلقین کرنا

۱۴۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَخْمَرِيُّ، عَنْ بَرِيدِ بْنِ
 كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْقُنُوا مَوْتَانِكُمْ:
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں مرنے والے سے مراد قریب الوقات شخص ہے۔ ② تلقین سے عام طور پر علماء نے یہ مراد لیا ہے کہ قریب الوقات شخص کے پاس [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] پڑھا جائے تاکہ وہ بھی جن کر پڑھ لے۔ علامہ محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے حاشیہ میں یہی فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجنائز، باب تلقین الموتی لا إله إلا الله) نواب وحید الزمان خاں نے سنن ابن ماجہ کے حاشیہ میں اس مقام پر فرمایا: "مستحب ہے کہ میت، یعنی جو مر رہا ہو اس کو زری سے یہ کلمہ یاد دلائیں اور زیادہ اصرار نہ کریں ایسا نہ ہو کہ انکار کر بیٹھے۔" البتہ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی رائے اس سے مختلف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تلقین سے مراد کلمہ تو حید پڑھ کر اسے صرف سنانا ہی نہیں بلکہ اس سے کہا جائے کہ وہ بھی پڑھے۔ اس کی دلیل میں انھوں نے ایک حدیث پیش کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی عیادت کو تشریف لے گئے تو فرمایا: "ماموں جان! لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہیے۔ "اس نے کہا: "میں ماموں ہوں یا چچا؟" آپ نے فرمایا: "بلکہ

۱۴۴۴- أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقین الموتی: لا إله إلا الله، ح: ۹۱۷ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - قریب الوقات فخص سے متعلق احکام و مسائل

ماوں۔“ اس نے کہا: تو [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہا میرے لیے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ (مسند احمد: ۱۵۲/۳) ⑤ اس حدیث سے دُفن کے بعد تلقین مراد لینا درست نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ایسے نہیں کیا اور نہ کسی صحابی سے صحیح سند سے یہ عمل مروی ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے البتہ دُفن کے بعد میت کے حق میں استقامت کی دعا کرنا مستحسن ہے۔ (سنن ابی داؤد، الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف، حدیث: ۴۳۳)

۱۴۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۳۳۵- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مرنے والوں کو [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کی تلقین کرو۔“

ابن بلال، عَنْ عَمَارَةَ بْنِ عَزْرَةَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَانِكُمْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

۱۴۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۱۳۳۶- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مرنے والوں کو ان الفاظ کی تلقین کرو: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ]“ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظیم و کریم ہے پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! زندوں کے لیے یہ ذکر کیسا ہے؟ فرمایا: ”زیادہ اچھا، زیادہ عمدہ۔“

حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَانِكُمْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ لِلْأَحْيَاءِ؟ قَالَ: «أَجْوَدُ، وَأَجْوَدُ».

(المعجم ۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِيهَا بِمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ إِذَا حُضِرَ (التحفة ۴)

باب: ۳- قریب الوقات بیمار کے پاس کیا کہا جائے؟

۱۴۴۵- أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ۹۱۶ من حديث سليمان بن بلال به.

۱۴۴۶- [إسناده ضعيف] * [إسحاق بن عبد الله مستور (تقريب)]، لم يوثقه أحد فيما أعلم.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز

تقریب الوفاات مخصوص سے متعلق احکام و مسائل

۱۳۳۷ھ- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم بیمار کے پاس جاؤ۔“ یا فرمایا: ”مرنے والے کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ تم جو کچھ (اس وقت) کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔“

۱۴۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرَ تَمُّ الْمَرِيضِ أَوْ الْمَيِّتِ، فَقُولُوا خَيْرًا. فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ».

(ام المومنین نے فرمایا) جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوسلمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم کہو: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِئِهِ وَأَغْفِرْ لِي مِنْهُ عَفْوَ حَسَنَةً] ”اے اللہ! مجھے اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا اچھا بدل عطا فرما۔“ ام المومنین نے فرمایا: میں نے یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر (خاوند) عطا فرمادیا یعنی اللہ کے رسول (حضرت محمد ﷺ)۔

قَلَّمَا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ. قَالَ: «فُقُولِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِئِهِ، وَأَغْفِرْ لِي مِنْهُ عَفْوَ حَسَنَةً». قَالَتْ: فَمَعَلَتْ. فَأَغْفِرْ لِي اللَّهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ. مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

🌞 نو اند مسائل: ① تقریب الوفاات بیمار آدمی کی عیادت بھی ضروری ہے۔ ② وفات کے بعد اہل علم و فضل حضرات کو بھی چاہیے کہ میت والوں کے گھر میں جا کر میت کے لیے مغفرت کی اور متعلقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کریں۔ ③ ہمارے ملک میں جو رواج ہے کہ باہر درمی یا صفیں بچھا کر تین دن تک بیٹھے رہتے ہیں لوگ آتے ہیں اور بار بار ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے ہیں یہ طریقہ سنت سے ثابت نہیں اور اس موقع پر فاتحہ پڑھنے کا بھی جواز نہیں۔ ہاتھ اٹھانے بغیر میت کے لیے اور اس کے ورثاء کے لیے دعا کی جاسکتی ہے۔ ④ میت کے ورثاء کو چاہیے کہ وہ مرنے والے کے خلا کو پر کرنے کے لیے یہ مسنون دعا پڑھیں تاکہ انھیں اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔ ⑤ کسی بھی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: «إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ» اللَّهُمَّ اجْرِنِي فِي مَصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا» (صحیح مسلم الجنائز، باب: ما يقال عند المصيبة؟، حدیث: ۹۱۸) ”ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری

۶- ابواب ما جاء في الجنائز

تقريب الوفاات شخص سے متعلق احکام و مسائل

مصیبت میں اجر عطا فرما اس کی جگہ بہتر بدل عطا فرما۔“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر یہ دعا بھی پڑھی تھی۔ (صحیح مسلم الجنائز، باب ما ینقل عند المصیبة؟، حدیث: ۹۱۸)

۱۴۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۱۳۲۸- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَنَاسٍ بِالنُّهَيْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْرُوْهُمَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ» يَعْنِي يَسْرًا.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورہ بقرہ کے بارے میں فرمایا: ”اسے اپنے فوت ہونے والوں کے پاس پڑھا کرو۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے اس لیے قریب الرگ شخص پر سورہ بقرہ پڑھنے کا رواج صحیح نہیں ہے اس کی بجائے اس کے لیے دعا کی جائے کہ یا اللہ! اس کے لیے اس دشوار مرحلہ کو آسان فرما دے۔



۱۴۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : ۱۳۳۹- حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک اپنے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ. جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فَضَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ كَعْبًا الْوَفَاةَ، أَتَتْهُ أُمُّ بَشْرٍ بِنْتُ الْبُرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ. فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنْ لَقِيتَ فَلَانًا فَأَقْرَأْ عَلَيْهِ

والد کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا (اور موت کے آثار ظاہر ہونے لگے) تو حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور کہا: اے ابو عبدالرحمن (کعب بن مالک)! اگر (عالم ارواح میں) فلاں سے (حضرت بشر رضی اللہ عنہ سے) آپ کی ملاقات ہو تو اسے میرا سلام کہہ دیجیے گا، انھوں نے کہا: ام بشر! اللہ آپ کی مغفرت کرے، ہمیں اتنی فرصت کہاں ہوگی؟

۱۴۴۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، والجنائز، باب القراءة عند الميت، ح: ۳۱۲۱ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، وضعفه الدارقطني * أبو عثمان هذا مجهول كما قال ابن المديني وغيره، وله شاهد ضعيف موقوف.

۱۴۴۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۹/۶۴، ۶۵، ح: ۱۲۲ من حديث محمد بن إسحاق به، ولم أجد تصريح سماعه، وانظر، ح: ۱۲۰۹، وللحديث علة أخرى، أخرجه الترمذي، ح: ۱۶۴۱ وغيره من طريق آخر عن الزهري به مختصراً، وقال: 'حسن صحيح'، والحديث الآتي: (۴۲۷۱) يعني عنه.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز - حالت نزع کا بیان

مِئِي السَّلَامَ. قَالَ: غَفَرَ اللَّهُ لِكَ يَا أُمَّ بَشِيرٍ
نَحْنُ أَشْعَلُ مِنْ ذَلِكَ. قَالَتْ: يَا أَبَا
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: «إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي طَيْرٍ
خَضِيرٍ، تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ» قَالَ: بَلَى.
قَالَتْ: فَهَوَ ذَاكَ.

☀️ نوادر و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے آئندہ آنے والی حدیث: (۳۲۱) اس سے کفایت کرتی ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② میت کو جنت میں اس کے درجے کے مطابق نیا جسم مل جاتا ہے۔ ③ جنت کی راحت اور جہنم کا عذاب مرنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ ④ ان معاملات کا تعلق عالم غیب سے ہے جو اس دنیا سے بالکل مختلف جہان ہے۔ اس کے حالات کو دنیا کے حالات کی روشنی میں سمجھنا ممکن نہیں اس لیے معنی بات قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہو اس پر ایمان رکھنا چاہیے اس کی کیفیت کی بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔

۱۴۵۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ :
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ
الْمَاجِشُونِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ
قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ
يَمُوتُ. فَقُلْتُ: اقْرَأْ عَلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
السَّلَامَ.

(المعجم ۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ
يُوجِرُ فِي التَّنَزُّعِ (التحفة ۵)

۱۴۵۱ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ :
۱۳۵۱ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

۱۴۵۰ [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۹۱/۴ عن محمد بن مقاتل المروري عن يوسف بن يعقوب الماجشون به،
وأخرجه: ۶۹/۳ عن أبي إبراهيم إسماعيل بن محمد عن الماجشون به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح،
ورجاله ثقات إلا أنه موقوف."

۱۴۵۱ [سناده ضعيف] وصححه البوصيري * الوليد بدلس تدليس النسوية ولم يصرح بالسماع المسلسل، وتقدم

۶- أبواب ماجاء في الجنائز

حالت نزع کا بیان

رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جب کہ ان کے پاس ان کا ایک رشتہ دار تھا جس پر موت کی سختی طاری تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رنج دیکھا تو فرمایا: ”عائشہ! اپنے رشتہ دار پر غم نہ کرو یہ بھی اس کی نیکیوں میں سے ہے۔“

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا حَمِيمٌ لَهَا يَخْفُهُ الْمَوْتُ. فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ مَا بِهَا قَالَ لَهَا: «لَا تَبْتِئِي عَلَى حَمِيمِكَ. فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهِ».

۱۳۵۲- حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مومن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔“

۱۴۵۲- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْمُتَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ».



☀️ فوائد ومسائل: ① [جبین] کا ترجمہ عام طور پر پیشانی کیا جاتا ہے لیکن حافظ صلاح الدین یوسف رضی اللہ عنہ نے تفسیر ”حسن البیان“ میں سورہ صافات آیت: ۱۰۳ کی تفسیر میں لکھا ہے: ”ہر انسان کے چہرے پر دو جبینیں (دائیں اور بائیں) ہوتی ہیں اور درمیان میں پیشانی (جہت) ہے۔“ ② جبین کے پسینے کا ایک مطلب تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ مومن پر موت کی سختی کی وجہ سے اسے پسینہ آ جاتا ہے۔ ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسے بہت زیادہ سختی نہیں ہوتی بلکہ محض پسینہ آنے جیسی مشقت ہوتی ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مومن حلال کمائی کے لیے کوشش اور محنت کرتے ہوئے یا زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی کوشش کرتے ہوئے دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا آخری وقت آ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۵۳- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۴۵۳- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ: حَدَّثَنَا

﴿ فی ح: ۲۵۵ ﴾

۱۴۵۲- [صحیح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أن المؤمن يموت بعرق الجبين، ح: ۹۸۲ من حديث يحيى بن سعيد به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۳۶۱، ووافقه الذهبي * قتادة لم يفرده به بل تابعه كهمس بن الحسن التميمي عند النسائي: ۶/۴، ح: ۱۸۳، وإسناده صحيح.

۱۴۵۳- [إسناده ضعيف جداً] وقال البوصيري: "في [إسناده نصر بن حماد، كذب يحيى بن معين وغيره"، وشيخه مجهول (تقريب).

۶- أبواب ما جاء في الجنائز میت کی آنکھیں بند کرنے سے متعلق احکام و مسائل

نَضْرُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ كَرْدَمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، مَتَى تَنْقَطِعُ مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ مِنَ النَّاسِ؟ قَالَ: «إِذَا عَايَنَ».

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: بندہ لوگوں کو پہچاننا کب چھوڑ دیتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب وہ (آخرت کی چیزوں یا موت کے فرشتوں کا) مشاہدہ کر لیتا ہے۔“

(المعجم ۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْمِيزِ الْمَيِّتِ (التحفة ۶)

باب: ۶- میت کی آنکھیں بند کرنا

۱۴۵۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَرَارِيُّ، عَنْ حَالِدِ بْنِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي فِلَالَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بِنْتِ ذَوْيَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ أَبِي سَلَمَةَ، وَقَدْ شَقَّ بَصْرُهُ، فَأَعْمَصَهُ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ، تَبِعَهُ النَّبْصَرُ».

۱۳۵۳- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ (کی میت) کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا: ”جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظراس کا تعاقب کرتی ہے۔“



🌞 نوادہ و مسائل: ① مطلب یہ ہے کہ جب روح پرواز کرتی ہے تو نظراس کا تعاقب کرتی ہے لیکن نظر کہاں تک تعاقب کر سکتی ہے تعاقب کے تو صرف چند لمحات ہی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد انسان کا ہر عضو بے حس ہو جاتا ہے اور آنکھیں بھی بے حس اور بے نور ہو جاتی ہیں۔ اب انھیں کھلے رہنے دینے کا کیا فائدہ؟ اب وہ ان آنکھوں سے دیکھ تو نہیں سکے گا۔ ② آنکھیں بند کر دینے میں یہ حکمت ہے کہ اگر میت کی آنکھیں کھلی رہیں تو یہ ایک ناپسندیدہ منظر ہوتا ہے اور بعض انسان اس سے خوف محسوس کر سکتے ہیں لیکن اگر آنکھیں بند ہوں تو اس کی ظاہری کیفیت نیند سے مشابہ ہوتی ہے جو ایک مانوس منظر ہے اس طرح دیکھنے والے کو میت ایک قابل احترام صورت میں نظر آتی ہے۔ مسلمان کے احترام کا تقاضا ہے کہ اس کی میت اس انداز سے نہ رکھی جائے جو ناپسندیدہ منظر پیش کرے۔

۱۴۵۴- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في إغماض الميت والدعاء له إذا حضر، ح: ۹۲۰ من حديث معاوية بن عمر

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

۱۴۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، سُلَيْمَانُ بْنُ
تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا قَزَعَةُ
ابْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ، عَنِ
الرُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ شَدَّادِ
ابْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا
حَضَرْتُمْ مَوْتَانِكُمْ، فَأَغْمِضُوا الْبَصَرَ. فَإِنَّ
الْبَصَرَ يَتَّبِعُ الرُّوحَ. وَقُولُوا خَيْرًا. فَإِنَّ
الْمَلَائِكَةَ تَوَمَّنُ عَلَيَّ مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ».

میت کو بوسہ دینے سے متعلق احکام و مسائل
۱۳۵۵- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے فوت ہونے
والوں کے پاس موجود ہو تو (ان کی) آنکھیں بند کر دیا
کر و کیونکہ نظر بھی روح کے پیچھے پیچھے جاتی ہے اور اچھی
بات کہو کیونکہ (اس وقت) گھر والے جو کچھ کہتے ہیں
فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھتے ہیں کہ
گزشتہ حدیث اس سے کفایت کرتی ہے نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
(الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۳۶۰/۲۸) لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر
شواہد کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② وفات کے بعد میت کا ذکر اچھے انداز میں کرنا چاہیے اور اس
کے حق میں وعائے خیر کرنی چاہیے، مثلاً یوں کہے: اللہ اس پر رحمت کرے اللہ اسے معاف کرے اللہ اسے جنت
دے۔ اس کے بارے میں نامناسب باتیں کرنے اور اس کے عیب بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اسی
طرح پس ماندگان کے بارے میں بھی اچھی بات کہیں، مثلاً: اللہ تمہیں صبر عطا فرمائے اللہ آپ لوگوں کی مدد
فرمائے۔ جیسے کہ حدیث: ۱۱۳۳۷ اور اس کے فوائد میں ذکر ہوا۔



(المعجم ۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ
الْمَيِّتِ (التحفة ۷)

۱۴۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ
۱۳۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون

۱۴۵۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۲۵/۴ من حديث قزعة به، وصححه الحاكم: ۳۵۲/۱، والذهبي،
وحسنه البوصيري، والحديث السابق يعني عنه قزعة بن سويد ضعيف، وضعفه الجمهور.
۱۴۵۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في تقبيل الميت، ح: ۳۱۶۳ من حديث سفيان به،
وصححه الترمذي، ح: ۹۸۹، والحاكم عاصم ضعيف كما تقدم، ح: ۹۰۷، وله شاهد عند البزار (مختصر زوائد
البزار، ح: ۵۵۹) عن العمري عن عاصم بن عبيد الله عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه به، الخ، وقال الحافظ ابن
حجر: "إسناده لين".

۶- ابواب ما جاء في الجنائز میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ. فَكَأَنِّي أَنْظَرُ إِلَى دُمُوعِهِ تَسِيلُ عَلَى خَدَّيْهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما کبار صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف تیرہ افراد اسلام لائے تھے۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔ جنگ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ نواب وحید الزمان خان رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ ② غم کی وجہ سے رونا اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے منافی نہیں بلکہ رحمت اور نرم ولی کی علامت ہے۔ ③ مذکورہ روایت سننا ضعیف ہے رسول اللہ ﷺ سے میت کو بوسہ دینا ثابت نہیں البتہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو وفات کے بعد بوسہ دیا تھا جیسا کہ آئندہ روایت میں مذکور ہے۔

۱۴۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانَ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

(المعجم ۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الْأَمِيَّتِ (التحفة ۸)

۱۴۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَبْرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ

۱۳۵۸- حضرت ام عطیہ (سبیہ بنت کعب انصاریہ) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے

۱۴۵۷- أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ۴۴۵۵-۴۴۵۷ من حديث يحيى به.

۱۴۵۸- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يستحب أن يغسل وترًا، ح: ۱۲۵۴ من حديث الثَّقَفِيِّ، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۹۳۹ من حديث أيوب به.

۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

آپ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے تینوں کے ساتھ تین بار یا پانچ بار غسل دو۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو اس سے زیادہ بار غسل دے دینا اور آخری بار غسل دینے وقت پانی میں کافور یا فرمایا: تھوڑا سا کافور ڈال لینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔“ ہم نے (غسل دینے سے) فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ”اسے اس کے جسم سے متصل پہنا دو۔“

نُغْسِلُ ابْنَتَهُ أُمَّ كَثْلُومٍ. فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. وَاجْعَلْنَ فِي الْأَخِيرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ. فَإِذَا فَرَعْتُنَّ فَأَذِنِّي» فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ. فَأَلْفَى إِلَيْنَا حَفْوَهُ. وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِثَابَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① عورت کو جو تیس غسل دیں اور مرد فوت ہو جائے تو اسے مرد ہی غسل دیں البتہ خاوند کا

بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۶۶۳/۱۶۶۴) ② بیری کے تینوں کو پانی میں جوش دیا جائے اور اسی پانی سے میت کو غسل دیا جائے اس طرح صفائی بہتر ہوتی ہے یا آج کل صابن سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ ③ میت کے جسم پر ایک سے زیادہ بار پانی بہایا جائے لیکن تعداد طاق ہو۔ ④ کافور کی خوشبو کبڑے کبڑوں کو دور رکھتی ہے۔ میت کے جسم پر آخری بار جو پانی بہایا جائے اس میں کافور ڈال لینا چاہیے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے لباس سے اور دوسری ایسی اشیاء سے جو نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے مس ہوئی ہوں برکت لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے یقینی ہو صحابہ و تابعین نے کسی اور شخصیت سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو تہرک کے طور پر محفوظ نہیں کیا۔



۱۴۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۳۵۹ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث دوسری سند سے مروی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے طاق بار غسل دو“ اور یہ الفاظ بھی ہیں: ”اسے تین بار یا پانچ بار غسل دو“ اور یہ الفاظ بھی ہیں: ”اس کی دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے غسل دینا شروع کرو“ اور اس میں یہ بھی ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”ہم نے ان کے بالوں کو ننگھی کر کے تین ٹہنیں بنا دیں۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الرَّقِيقِيُّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَثْلُومٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ. وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا» وَكَانَ فِيهِ: «ابْدَأُوا بِمِيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا» وَكَانَ فِيهِ: «أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَمَسَّطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ».

۶- أبواب ماجاء فی الجنائز

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① میت کو غسل دیتے وقت پہلے جسم کے دائیں حصے کو غسل دیا جائے پھر بائیں حصے کو اور اس سے پہلے اعضائے شمو کو دھویا جائے اس میں دائیں ہاتھ دائیں بازو اور دائیں پاؤں کو بائیں جانب والے مذکورہ اعضاء پر اولیت دی جائے۔ ② عورت کے بالوں کو کنگھی کرنا اور بالوں کے تین حصے کر کے پیچھے ڈالنا چاہیے۔ ایک روایت میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد بھی ہے: [فَضَفْرُنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَالْقَيْنَا هَا خَلْفَهَا] (صحیح البخاری، الجنائز، باب یلقى شعر المرأة خلفها، حدیث: ۱۲۶۳) "ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی رضی اللہ عنہا کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنائیں اور وہ ان کے پیچھے ڈال دیں۔" ممکن ہے بالوں کو گوندھ کر مینڈھیوں یا چوٹیوں کی شکل دی گئی ہو اور ممکن ہے کہ بالوں کی لٹوں کو تیشیہ کے طور پر مینڈھیاں کہہ دیا ہو لیکن "ضَفْرُنَا" کے لفظ سے بظاہر پہلے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم.

۱۶۶۰- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا رُوْحُ بْنُ عَبَّادَةَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُبْرِزْ فِخْذَكَ، وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فِخْذِي حَتَّى وَلَا مَيِّتٍ».

۱۳۶۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "اپنی ران ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ کی ران کو نہ دیکھو۔"

☀️ **فوائد و مسائل:** ٹانگ کا گھٹنے سے اوپر کا حصہ "فِخْذ" (ران) کہلاتا ہے۔ اور اس سے متعلق یہ (۱۳۶۰) روایت ضعیف ہے اسی لیے اس کے متعلق علماء میں اختلاف ہے کہ یہ ستر میں شامل ہے یا نہیں اور کسی کی ران کو دیکھنا شرعاً ناجائز ہے یا ممنوع۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستر میں شامل تو نہیں تاہم اسے چھپانا افضل ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: "ابن عباس، جربہ اور محمد بن جحش رضی اللہ عنہم سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ران ستر ہے۔" اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران سے کپڑا ہٹا دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے لحاظ سے زیادہ قوی ہے اور حضرت جربہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرنے میں احتیاط ہے تاکہ علماء کے اختلاف سے نکل جائیں....." (صحیح البخاری، الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ، قبل حدیث: ۳۷۱، علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے احکام الجناز میں ران کے ستر ہونے کو ترجیح دی ہے امام ترمذی نے [إِنَّ الْفِخْذَ عَوْرَةٌ] "ران ستر ہے۔"

۱۶۶۰- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه أبو داود، الحمام، باب النهي عن التعري، ح: ۴۰۱۵، وضعفه بقوله: * هذا الحديث فيه نكارة * حبيب عنين وتقدم ذكره في، ح: ۳۸۳، ولم يسمع من شيخه هذا الحديث بل سمعه من عمرو ابن خالد الواسطي، وهو كذاب كما تقدم، ح: ۹۶۶.

۶- أبواب ماجاء في الجنائز ----- میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

والی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (جامع الترمذی، الأدب، باب ماجاء أن الفخذ عورة، حدیث: ۲۷۵۰)

۱۴۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجَمْعِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مُبَشَّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِيُغَسَّلَ مَوْتَاكُمْ الْمَأْمُونُونَ».

۱۳۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے مردوں کو وہ لوگ غسل دیں جو قابل اعتماد ہوں۔“ (تاکہ اگر میت کے بارے میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جس کا ظاہر کرنا مناسب نہیں تو وہ اسے راز رکھ سکیں۔)

۱۴۶۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ وَحَنَطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ، وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَأَى، خَرَجَ مِنْ حَظِيَّتِهِ مِثْلَ يَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

۱۳۶۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میت کو غسل دیا، کفن دیا، خوشبو لگائی اور اسے اٹھایا (قبرستان کو لے جاتے ہوئے اس کی چارپائی کو کندھا دیا) اس کا جنازہ پڑھا، اس کی جو چیز نظر آئی (جو ظاہر کرنے کے قابل نہ ہو) اسے ظاہر نہ کیا، وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے جس طرح اپنی ماں کے ہاں پیدا ہونے کے دن (گناہوں سے پاک صاف) تھا۔“



☀️ فائدہ: یہ روایت تو صحیح نہیں ہے تاہم دوسرے دلائل سے واضح ہے کہ میت کے بارے میں معلوم ہونے والی نامناسب باتوں کو راز میں رکھنا ثواب ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپالیا اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرمادیتا ہے۔“ (المستدرک للحاکم، الجنائز: ۳۲۲/۱) اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح الترغیب، حدیث: ۳۹۳۲)

۱۴۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

۱۳۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۴۶۱- [استادہ موضوع] أخرجه ابن عدي: ۲۴۱۱/۶ من حديث بقیة ثنا مبشر بن عبيد به، وانظر، ح: ۱۱۲۹ لعلہ.

۱۴۶۲- [استادہ موضوع] أخرجه ابن عدي: ۱۷۷۷/۵ من حديث المحاربي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۱۶۶۰ لعلہ «عمرو هو الواسطي، وعباد بن كثير البصري متروك» قال أحمد: روى أحاديث كذب (تقريب).

۱۴۶۳- [صحیح] أخرجه الترمذی، الجنائز، باب ماجاء في الغسل من غسل الميت، ح: ۹۹۳ عن محمد بن عبد الملك به، وقال: "حسن"، وله طريق آخر حسن عند أبي داود، ح: ۳۱۶۲ وغيره، وله شواهد كثيرة، منها ما

۶- ابواب ما جاء في الجنائز میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل
ابن أبي السَّوَّارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ».

☀️ فائدہ: یہ حکم استحبابی ہے و جو بی نہیں یعنی غسل دینے کے بعد غسل کرنا افضل ہے واجب نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے تو کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔“ دیکھیے:
(سنن الدارقطني، حدیث: ۹۶۷۷/۲۱۲۲)

باب: ۹- خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا

(المعجم ۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا (التحفة ۹)

۱۳۶۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اگر مجھے پہلے وہ خیال آتا جو بعد میں آیا تو نبی ﷺ کو ازواج مطہرات ہی غسل دیتیں۔

۱۴۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدِ الْوُهَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَيْرَ نِسَائِهِ.

☀️ فائدہ: خاوند اور بیوی کا باہمی تعلق ایسا ہے جو کسی اور کا نہیں اور ان کا ایک دوسرے سے جسم کے کسی حصہ کا پردہ بھی نہیں اس لیے سب سے زیادہ انہی کا حق ہے کہ ایک دوسرے کو غسل دیں۔ اس میں ان لوگوں کا رد بھی ہے جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد خاوند بیوی ایک دوسرے کا نہ چہرہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

۱۴۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے

﴿ أخرجه البيهقي، وإسناده حسن.

۱۴۶۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في سنن الميت عند غسله، ح: ۳۱۴۱، وأحمد: ۶/۲۶۷ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصرحه ابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم به.
۱۴۶۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۷/۲۲۸ به، ومن طريقه الدارقطني: ۷۴/۲، وصرحه ابن حبان

٦- أبواب ما جاء في الجنائز

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ ابْنِ عُثْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْبَيْعِ. فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا فِي رَأْسِي. وَأَنَا أَقُولُ: وَإِرَأْسَاهُ. فَقَالَ: «بَلْ أَنَا، يَا عَائِشَةُ وَإِرَأْسَاهُ» ثُمَّ قَالَ: «مَا ضَرَّكَ لَوْ مِتَّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكَ فَفَسَّلْتُكَ وَكَفَّشْتُكَ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَدَفَنْتُكَ».

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیع سے آئے تو دیکھا کہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے اور میں کہہ رہی ہوں: ہائے میرا سرا! نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلکہ عائشہ! میں (کہتا ہوں): ہائے میرا سرا!“ پھر فرمایا: ”تھمارا کیا نقصان ہے اگر تمہاری وفات مجھ سے پہلے ہوگئی؟ (اس صورت میں) میں خود تمہارے لیے (کفنِ دفن کا) اہتمام کروں گا، تمہیں خود غسل دوں گا، خود کفن پہناؤں گا، خود تمہارا جنازہ پڑھوں گا اور خود دفن کروں گا۔“



فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ حدیث کے بعض حصے کے شواہد صحیح بخاری میں ہیں جبکہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۶۲۸۱/۳۳ و الإرواء، حدیث: ۷۰۰) لہذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② یہ واقعہ ۲۹ صفر ۱۱ھ بروز پیر کا ہے۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم، ص: ۱۲۳) یہ اس مرض کی ابتدا تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ ③ جسمانی تکلیف کا اظہار تو کل اور رضا بالقضاء کے منافی نہیں۔ ④ خاندانِ نبویؐ کو غسل دے سکتا ہے اور کفن پہنا سکتا ہے۔ بعض علماء نے اس حکم کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دیا ہے لیکن تخصیص کی کوئی دلیل نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اس کی عمومیت ثابت ہے جیسا کہ موطا اور ترمذی کی روایات میں ہے: [أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ عَسَلَتْ أَبَا بَكْرٍ حِينَ تَوُفِّيَ] ”ابو بکر کی وفات پر اسماء بنت عمیس نے انھیں غسل دیا۔ (موطا امام مالک، الجنائز، باب غسل الميت، والسنن الكبرى للبيهقي، ۳/۳۹۷) ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد ہے کہ انھوں نے اپنی زوجہ محترمہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کو ان کی وفات پر غسل دیا تھا۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني، الجنائز، باب الصلاة على القبر والسنن الكبرى للبيهقي، ۳/۳۹۷) اس لیے باقی امت کے لیے بھی یہی حکم ہے اور اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دینا صحیح نہیں ہے۔



۶- ابواب ما جاء في الجنائز میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ

النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۱۰)

باب ۱۰- نبی ﷺ کو غسل دیے جانے

کا بیان

۱۳۶۶- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کو غسل دیے گا ارادہ کیا تو (گھر کے) اندر سے ایک (نامعلوم) آواز دینے والے نے آواز دی: رسول اللہ ﷺ کی قمیص نہ ۱۳۱ رو۔ (چنانچہ قمیص سمیت غسل دیا گیا۔)

۱۴۶۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْأَزْهَرِ الْوَأَسْطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا أَخَذُوا فِي غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّخِيلِ: لَا تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَمِيصَهُ.

۱۳۶۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جب نبی ﷺ کو غسل دیا تو انھوں نے وہ چیز معلوم کرنی چاہی جو میت سے ظاہر ہوا کرتی ہے لیکن ایسی کوئی چیز محسوس نہ ہوئی تو انھوں نے فرمایا: اس پاک ہستی پر میرا باپ قربان ہوا! (اے نبی!) آپ زندگی میں بھی پاک تھے وفات کے بعد بھی پاک ہیں۔

۱۴۶۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خِزَامٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى: أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا غَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ ذَهَبٌ يَلْتَمِسُ مِنْهُ مَا يَلْتَمِسُ مِنَ الْمَمِيَّتِ، فَلَمْ يَجِدْهُ. فَقَالَ: يَا أَيُّهَا الطَّيِّبُ، طَيِّبَتْ حَيَاتًا وَطَيِّبَتْ مَيِّتًا.

🌟 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سناضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تخریج المختارہ) رقم: ۴۵۲ و سنن ابن ماجہ للذکور

۱۴۶۶- [حسن] أخرجه المزي في تهذيبه: ۲۲/ ۳۰۰ من حديث أبي معاوية به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف أبي بردة واسمه عمرو بن يزيد...". وأخرجه الحاكم: ۱/ ۳۵۴ عن أبي قتيبة سالم (وفي نسخة: سلمة) بن الفضل الأدمي بمكة عن إبراهيم بن هاشم النبوي ثنا أبو بكر بن أبي شيبة ثنا أبو معاوية ثنا أبو بردة مريد بن عبدالله به، وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي، وله شاهد عند أبي داود وغيره، وقد تقدم، ح: ۱۴۶۴.

۱۴۶۷- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳/ ۳۸۸ وغيره من طرق عن معمر به، وصححه البوصيري، والحاكم: ۳/ ۵۹ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأوردته الضياء في المختارة: ۲/ ۴۷۶۲، ورواه ابن المبارك وغيره عن معمر به مرسلًا، ورجحه الدارقطني في العلل: (السؤال: ۳۷۱)، وروى صالح بن كيسان عن الزهري حدثني سعيد بن المسيب به مرسلًا (ابن سعد: ۲/ ۲۸۱)، وله شاهد عن الشعبي نحوه، قال الذهبي: مرسل جيد (السيرة النبوية، ص: ۵۷۶).

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز - کفن سے متعلق احکام و مسائل

بشار عواد، حدیث: (۱۳۶۷) ① غسل دینے سے قبل میت کا بیٹھ آہستہ سے ملنا چاہیے۔ اگر کوئی نجاست ظاہر ہو تو اسے دھو دیا جائے۔ ② اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ عام طور اس موقع پر میت سے ایسی چیز نظر آ جاتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے ایسی کوئی چیز ظاہر نہیں ہوئی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے والے حضرات یہ تھے: حضرت عباس، حضرت علی، حضرت عباس کے دو صاحبزادے فضل اور قثم، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران، حضرت اسامہ بن زید اور حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہم حضرت عباس، حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ حضرت اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی (الرحیق المصنوع، ص: ۲۳۴)

۱۴۶۸ - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ: ۱۳۶۸ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے میرے کنویں بزرگس کی پانی کی سات مشکوں سے غسل دینا۔“

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَغْسِلُونِي بِسَبْعِ قَرَبٍ، مِنْ بَيْرِي بِئْرِ عَرَسٍ».

🌞 نوادہ و مسائل: ① بزرگس مدینہ میں اس طرف ایک کنواں تھا جہاں قبیلہ بنو نضیر کی رہائش ہوا کرتی تھی یہ کنواں اپنے پانی کی عمدگی کی وجہ سے مشہور تھا۔ (معجم البلدان: ۱۹۳/۳) ② مذکورہ روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفْنِ النَّبِيِّ ﷺ (النحفة ۱۱)

۱۴۶۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۳۶۹ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

۱۴۶۸ - [سناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في التهذيب: ۳۷۸/۶ من حديث أبي بكر بن أبي، عاصم عن عباد، وقال البوصيري: "لهذا إسناده ضعيف" * عباد وثقه جماعة، وضعفه جماعة، وكان يشتم عثمان رضي الله عنه، ويقول: "الله أعدل من أن يدخل طلحة والزبير الجنة لأنهما بايعا علياً ثم قاتلاه"، فسنه لا يحتج به أبداً، ولم يخرج عنه البخاري إلا مقروناً.

۱۴۶۹ - أخرجه البخاري، الجنائز، باب الثياب البيض للكفن، ح: ۱۲۶۴، ۱۲۷۱، ۱۲۷۳، ومسلم، الجنائز،



۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز کفن سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بَيْضَ يَمَانِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ. فَقِيلَ لِعَائِشَةَ: إِنَّهُمْ كَانُوا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ كُفِّنَ فِي جَبْرَةٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ جَاءُوا بِبُرْدِ جَبْرَةٍ، فَلَمْ يَكْفُتُوهُ.

ﷺ کو تین سفید یعنی کپڑوں (چادروں) میں کفن دیا گیا ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو دھاری دار چادروں میں کفن دیا گیا تھا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ دھاری دار چادریں لائے تھے لیکن آپ ﷺ کو ان میں کفن نہیں دیا گیا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① کفن کا سفید ہونا بہتر ہے جیسے آگے حدیث: (۱۳۷۳) میں بھی آرہا ہے۔ ② رنگ دار یا دھاری دار کپڑے کا کفن بنانا بھی جائز ہے۔ اگر جائز نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے لیے ایسا کفن تیار نہ کرتے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ مرد و عورت کفن کے کپڑوں میں برابر ہیں۔ عورت کے لیے کفن میں مرد سے زیادہ کپڑے استعمال کرنے کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

۱۴۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَلْفٍ السَّقْلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: هَذَا مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي مُعَيْدٍ، حَفْصِ ابْنِ غِيْلَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رِبَاطٍ بَيْضَ سُحُولِيَّةٍ.

۱۳۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی چادروں میں کفن دیا گیا۔

🌟 فائدہ: ”سحول“ یمن کا ایک شہر ہے وہاں کے بٹے ہوئے کپڑے سحولی کہلاتے ہیں۔

۱۴۷۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: هَذَا مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي مُعَيْدٍ، حَفْصِ ابْنِ غِيْلَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رِبَاطٍ بَيْضَ سُحُولِيَّةٍ.

۱۳۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

باب في كفن الميت، ح: ۹۴۱ من طرق عن هشام به مطولاً ومختصراً، ولفظ ابن ماجه أتم.

۱۴۷۰۔ [إسناده حسن] وحسنه البوصيري.

۱۴۷۱۔ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۵۰۴ لعلته، وفيه علة أخري، وله طريق آخر ضعيف عند أبي داود، ح: ۳۱۵۳، وقال النووي: "هذا الحديث ضعيف، لا يصح الاحتجاج به، لأن يزيد بن أبي زياد مجمع على ضعفه"، يعني استقر الإجماع على ضعفه في عهد النووي رحمه الله، وانظر، ح: ۵۰۴، ۲۱۱۶.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

کفن سے متعلق احکام و مسائل
ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں
کفن دیا گیا۔ ایک نبی ﷺ کی وہ قمیص جسے آپ وفات
کے وقت پہنے ہوئے تھے اور نجرانی چادروں کا ایک جوڑا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ
أَبِي زَيْنَادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَفَّنَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: قَمِيصُهُ
الَّذِي فُيِضَ فِيهِ، وَحُلَّةٌ نَجْرَانِيَّةٌ.

باب ۱۲- کفن کس طرح کا ہونا بہتر ہے؟

(المعجم ۱۲) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا يُسْتَحَبُّ
مِنَ الْكَفْنِ** (التحفة ۱۲)

۱۳۷۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے بہترین
کپڑے سفید ہیں لہذا اپنے مُردوں کو ان میں کفن دیا
کردا اور خود بھی پہنو۔“

۱۴۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:
أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءِ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عُمَانَ بْنِ حُثَيْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ. فَكَفَّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ،
وَالنُّسُوحَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں سفید لباس کی تعریف ہے اور اسے بہترین قرار دیا گیا ہے۔ اس لباس
میں وقار اور رعنائی ہے جو مردانہ طلال کے مطابق ہے تاہم رنگ دار لباس پہننا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ رنگ
ایسا نہ ہو جو عرف عام میں عورتوں کے لباس کا رنگ تصور کیا جاتا ہو کیونکہ مردوں کے لیے عورتوں سے مشابہت
حرام ہے۔ ② کفن کے لیے سفید کپڑا بہتر ہے تاہم ہلکے رنگ کا کوئی کپڑا بھی استعمال ہو سکتا ہے ارشاد نبوی
ہے: ”جب تمہارا کوئی فرد فوت ہو جائے اور اسے وسعت حاصل ہو تو چاہیے کہ اس کا کفن حبرہ (مفتش دھاری
دار چادر) کا ہو۔“ (سنن أبي داود الجنائز، باب: في الكفن، ۳۱۵۰)

۱۳۷۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین کفن جوڑا ہے۔“

۱۴۷۳- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى:
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ
حَاتِمِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ

۱۴۷۲- [سننہ حسن] أخرجه أبو داود، اللباس، باب في البياض، ح: ۴۰۶۱ من حديث ابن خثيم به، وصححه
الترمذي، ح: ۹۹۴، وابن حبان، ح: ۱۴۳۹-۱۴۴۱.

۱۴۷۳- [سننہ حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب كراهية المغالاة في الكفن، ح: ۳۱۵۶ من حديث ابن وهب
به، وصححه الحاكم، والذهبي، وله شاهد عند الترمذي وغيره.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - میت کے آخری دیدار کی اجازت کا بیان

أبيه، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْمَحْلَةُ».

فائدہ: [حَلَّة] ایک ہی طرح کی دو چادروں کو کہتے ہیں۔

۱۴۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی اپنے بھائی کے
عَمَّارٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ معاملات کا نگران بنے تو اسے اچھا کفن دے۔“
ابن سيرين، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: «إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَحَاهُ
فَلْيُحْسِنِ كَفَنَهُ».

فائدہ: اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ صاف سترا ہوا اتنا موٹا ہو کہ بدن کو چھپالے اتنا بڑا ہو کہ پورا جسم چھپ جائے اور درمیانی قسم کا ہو۔ بہت زیادہ نفیس اور قیمتی مراد نہیں ہے۔

المعجم ۱۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظْرِ إِلَى باب: ۱۳- کفن پہننا کا آخری
الْمَيِّتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ (التحفة ۱۳) دیدار کرنا

۱۴۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ابن سمرّة: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ کے فرزند حضرت
حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے
لَمَّا قُبِضَ إِبْرَاهِيمُ، ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُمْ اس کے کفن میں (پوری طرح) نہ لپیٹنا جب تک میں
النَّبِيِّ ﷺ: «لَا تُدْرِجُوهُ فِي أَكْفَانِهِ حَتَّى اسے دکھ نہ لوں۔“ پھر آپ ﷺ ان کے پاس آ کر ان
نَظَرَ إِلَيْهِ» فَأَتَاهُ فَأَنْكَبَ عَلَيْهِ، وَبَكَى. پر جھک گئے اور رو پڑے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے تاہم دیگر روایات سے ثابت ہے کہ میت کا چہرہ بھی دیکھنا جائز ہے اور غم اور صدے کی وجہ سے آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہو جانا بھی قابل ملامت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے فرزند

۱۴۷۶- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب أمر المؤمن بإحسان كفن أخيه، ح: ۹۹۵ عن ابن بشار به،

قال: "حسن غريب"، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ۹۴۳ وغيره.

۱۴۷۷- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصري * أبو شيبَةَ يوسف بن إبراهيم ضعيف (تقريب).

۶- ابواب ما جاء في الجنائز

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر رونا ایک اور روایت میں بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۸۹) اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر زیارت کی اور بوسہ دیا۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۳۵۷) یہ واقعہ غسل اور کفن سے پہلے کا ہے تاہم یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ میت کی زیارت غسل اور کفن سے پہلے بھی جائز ہے اور بعد میں بھی کیونکہ بظاہر فرق کی کوئی دلیل نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ (التحفة ۱۴)

۱۳۷۶- حضرت بلال بن ریحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انہوں نے فرمایا: جب حضرت حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے اقارب میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو وہ فرماتے: کسی کو اس کی اطلاع نہ کرنا، میں ڈرتا ہوں کہ یہ بھی نبی (اعلان) میں شامل نہ ہو۔ میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو موت کے اعلان سے منع کرتے سنا ہے۔

۱۴۷۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَلِيمٍ، عَنْ يَلَالِ بْنِ يَحْيَى قَالَ: كَانَ حَدِيثَهُ، إِذَا مَاتَ لَهُ النَّسِيبُ قَالَ: لَا تُؤَذِّنُوا بِهِ أَحَدًا. إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ نَعِيًا. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، بِأَذْنَيْ هَاتَيْنِ، يَنْهَى عَنِ النَّعْيِ.

فوائد ومسائل: ① جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو چند افراد کو مقرر کیا جاتا کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں گھوم پھر کر اس کی وفات کا رور و کر اعلان کریں۔ مرنے والا جتنی اہم شخصیت کا حامل ہوتا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا۔ اسے "نعی" کہتے تھے۔ ② سادہ طریقے سے ایک دوسرے کو اطلاع دینا جائز ہے تاکہ لوگ اس کے کفن و دفن کا اہتمام اور نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ جب جہشہ میں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی اور نماز جنازہ عابثانہ ادا فرمائی۔ علاوہ ازیں جنگ موتہ میں حضرت زیدؓ حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے خبر ہوئی آپ نے اسی وقت مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان حضرات کی شہادت کی خبر دی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری،

۱۴۷۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية النعي، ح: ۹۸۶ من حديث حبيب العيسى به، وقال: "حسن صحيح" # حبيب بن سليم وثقه ابن حبان، والترمذي، وقال الذهبي في الكاشف: صالح الحديث، وشيخه بلال بن يحيى وثقه ابن القطان، وابن معين وغيرهما، ولكن قال ابن معين: "روايته عن حذيفة مرسله"، وبه ضعف الحديث.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز ----- جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

الحنائز؛ باب الرجل يعنى إلى أهل الميت بنفسه، حديث: ۱۲۳۵، ۱۲۳۶ اس جنگ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کی اور کامیابی سے واپس لوٹے۔ اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ”اللہ کی کواڑ“ کے نام سے یاد فرمایا تھا چنانچہ ان کا لقب ”سیف اللہ“ مشہور ہو گیا۔ ⑤ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے اور اس میں بھی معائنات سے مراد اعلان کا وہ جاہلی انداز ہے جس کی وضاحت بطور بالا میں کی گئی ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ

باب: ۱۵- جنازے کے ساتھ جانا

الْجَنَائِزِ (التحفة ۱۵)

۱۴۷۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَائِزِ، فَإِنْ تَكُنْ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ. وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنِ رِقَابِكُمْ».

۱۳۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنازے کو جلدی (قبرستان کی طرف) لے جایا کرو اگر میت نیک ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف لے جا رہے ہو اگر دوسری صورت ہے تو ایک بری چیز کا بوجھ پائی گردنوں سے اتار رہے ہو۔“

فوائد و مسائل: ① میت کو غسل اور کفن دینے کے بعد دفن کرنے میں بلاوجہ تاخیر کرنا درست نہیں۔

② بعض لوگ دفن کرنے میں اس لیے دیر کر دیتے ہیں کہ متوفی کے بعض قریبی رشتہ دار دوسرے شہر یا ملک سے آئیں گے تب دفن کیا جائے گا یہ روانہ غلط ہے۔ بعد میں آنے والے قبر پر جا کر میت کے حق میں دعا کریں اور چاہیں تو قبر پر نماز جنازہ ادا کر لیں اس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے کہ ایک خاتون مسجد نبوی کی صفائی کیا کرتی تھی ایک رات اس کی وفات ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور اس کا جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا جب رسول اللہ ﷺ کو اس خاتون کی وفات کا علم ہوا تو اس کی قبر پر جا کر جنازہ پڑھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن، حديث: ۱۳۷۷)

③ جلدی دفن کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نیک مومن جلد اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے کیونکہ اس کے لیے اس جہان میں خیر ہی خیر ہے اور برا آدمی جتنی جلدی گھر سے نکلے اتنا ہی بہتر ہے تاکہ دفن کرنے والے اپنے فرض سے جلد سبک دوش ہو جائیں۔

۱۴۷۷- أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح: ۱۳۱۵، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة،

ج: ۹۴۴ من حديث سفیان به.

۶- أبواب ماجاء في الجنائز

جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

۱۴۷۸- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ:

۱۳۷۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ
ابْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: مَنْ اتَّبَعَ جِنَازَةَ فَلْيَحْمِلْ
بِحَوَائِبِ السَّرِيرِ كُلِّهَا. فَإِنَّهُ مِنَ الشُّنَّةِ. ثُمَّ
إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ. وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدْعُ.

ہے انھوں نے فرمایا: جو شخص جنازہ اٹھائے (کدھا
دے) اسے چاہیے کہ چار پائی چاروں طرف سے (باری
باری) اٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے۔ اس کے بعد اگر
چاہے تو مزید ثواب حاصل کرنے کے لیے چاہے تو رہنے دے۔

۱۴۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۳۷۹- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ قَابِطٍ:
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ
أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى جِنَازَةَ
يُسْرِعُونَ بِهَا. فَقَالَ: «لِتَكُنْ عَلَيْكُمْ
السَّكِينَةُ».

روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ دیکھا جسے بڑی
تیزی سے لیے جا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”اطمینان سے چلو۔“

۱۴۸۰- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبِيدٍ

۱۳۸۰- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت

الْحَمَصِيُّ: حَدَّثَنَا بَيْتَةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ
أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ،
عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: رَأَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا رُكِبَانًا عَلَى دَوَابِّهِمْ،
فِي جِنَازَةٍ. فَقَالَ: «أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنَّ مَلَائِكَةَ
اللَّهِ يَمْشُونَ عَلَى أَفْدَائِهِمْ وَأَنْتُمْ رُكِبَانٌ؟».

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کے ساتھ کچھ لوگوں کو جانوروں پر
سوار ہو کر جاتے دیکھا تو فرمایا: ”کیا تم لوگ حیائیں
کرتے کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں اور تم
سوار ہو؟“

۱۴۷۸- [إسناده ضعيف لانقطاعه] وقال البوصيري: "منقطع فإن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه، قاله أبو حاتم،

وأيوزرة وغيرهما"، وانظر: ح: ۱۶۰۶.

۱۴۷۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۴۰۳، ۴۱۲ من حديث شعبة به * ليث هو ابن أبي سليم كما في

المسند، وتقدم حاله، ح: ۲۰۸، وضعفه البوصيري.

۱۴۸۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية الركوب خلف الجنائز، ح: ۱۰۱۲ من

حديث أبي بكر بن أبي مریم به * أبو بكر لهذا ضعيف، وكان قد سرق بيته فاخبط " (تقريب).

۶۔ ابواب ماجاء في الجنائز

فائدہ: مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں اس لیے ان سے کسی بھی مسئلے کا اثبات نہیں ہوتا۔ باری باری چارپائی کے چاروں کولوں کو کندھا دینا ضروری ہے نہ سواری پر سوار ہو کر جنازے میں شریک ہونے میں کوئی قباحت ہے البتہ سواری پر ہونے کی صورت میں بہتر ہے کہ وہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلے تاہم واپس پر یہ پابندی از خود ختم ہو جاتی ہے۔

۱۴۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ. سَمِعْتُ الْمُعْبِرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: الرَّائِبُ خَلْفَ الْجِنَازَةِ وَالْمَاشِي مِنْهَا حَيْثُ شَاءَ.

۱۳۸۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جہاں چاہے (آگے پیچھے دائیں یا بائیں)۔“

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے بھی سوار ہو کر جانا جائز ہے اگرچہ افضل نہیں البتہ سوار کو جنازے کے پیچھے رہنا چاہیے۔

(المعجم ۱۶)۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ
باب: ۱۶۔ جنازے کے آگے چلنا
أَمَامَ الْجِنَازَةِ (التحفة ۱۶)

۱۴۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ۱۳۸۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”میں نے نبی ﷺ ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے چلنے دیکھا ہے۔“

۱۴۸۱۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على الأطفال، ح: ۱۰۳۱ وغيره من طريق سعيد عن زياد عن أبيه عن المغيرة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وراجع "نيل المقيود في تخریج سنن أبي داود"، ح: ۳۱۸۰، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وانظر، ح: ۱۵۰۷، وفي سننه زيادة.

۱۴۸۲۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب المشي أمام الجنائز، ح: ۳۱۷۹ من حديث سفيان بن عيينة به، وأخرجه الترمذي، ح: ۱۰۰۷ به، وأخرجه مرسلًا، وقال: "أهل الحديث كلهم يرون أن الحديث المرسل في ذلك أصح"، وضعفه النسائي، وأحمد وغيرهما، وحقق الحافظ في التلخيص وغيره بأنه مدرج (والحديث الآتي شاهد له، والله أعلم).

۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے سوگ اور ماتمی لباس پہننے کی ممانعت کا بیان

سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ وَأَبَا بَكْرٍ
وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ.

☀️ فائدہ: [إِتْبَاعُ الْجِنَائِزِ] ”جنازوں کے پیچھے جانا“ اس لفظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ساتھ جانے والے کبھی افراد کو پیچھے چلنا چاہیے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ”پیچھے جانے“ کے لفظ سے ”ساتھ جانا“ مراد ہے اس لیے ساتھ جانے والے جس طرح میت کی چارپائی کے پیچھے چل سکتے ہیں اسی طرح آگے بھی چل سکتے ہیں لہذا دائیں یا بائیں چلنا تو بالاولیٰ جائز ہے۔

۱۴۸۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ابو بکر و عثمان رضی اللہ عنہم جنازے کے آگے چلتے تھے۔

۱۴۸۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ
الْجَهَنَّمِيُّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمَّالُ
قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ التُّرْسَانِيُّ:
أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ، عَنِ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ
يَمْشُونَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ.

۱۴۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنازے کے پیچھے چلا جاتا ہے جنازہ کسی کے پیچھے نہیں چلتا جو اس سے آگے چلے وہ اس کے ساتھ نہیں۔“

۱۴۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:
عَبْدُ الْوَالِدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
الْتِّمِّيِّ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ الْحَنْفِيِّ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«الْجِنَازَةُ مَتَّبِعَةٌ وَلَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ. لَيْسَ مَعَهَا
مَنْ تَقَدَّمَهَا».

(المعجم ۱۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّلَبُّ مَعَ الْجِنَازَةِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے سوگ اور ماتمی کپڑے پہننا منع ہے

۱۴۸۳- [حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي أمام الجنائز، ح: ۱۰۱۰ من حديث محمد بن بكر، به، ونقل عن البخاري قال: 'لهذا حديث خطأ، أخطأ فيه محمد بن بكر' وفيه علة أخرى، انظر، ح: ۱۷۰۷، وانظر الحديث السابق فهو شاهد له.

۱۴۸۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الإسراع بالجنائز، ح: ۳۱۸۴ من حديث يحيى التيمي، به، واستغربه الترمذي، ح: ۱۰۱۱، وضعفه البخاري * يحيى لين الحديث، وأبو ماجدة مجهول (تقريب).

۶- ابواب ما جاء في الجنائز - - جنازے کی ادائیگی میں تاخیر کرنے اور اسکے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت کا بیان
 ۱۴۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ : حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو بزرہ
 ۱۳۸۵- حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو بزرہ
 اہلسنیؓ سے روایت ہے ان دونوں نے کہا: ایک
 جنازے میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔
 آپ نے دیکھا کہ کچھ افراد نے (اوڑھنے والی)
 چادریں اتار پھینکی ہیں اور صرف قمیص پہن کر چل رہے
 ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جاہلیت کا عمل
 اختیار کر رہے ہو؟ کیا تم جاہلیت کے کام سے مشابہت
 اختیار کرتے ہو؟ میرا جی چاہا تھا کہ تمہیں ایسی بدعا
 دوں کہ تمہاری صورتیں تبدیل ہو جائیں۔“ چنانچہ انھوں
 نے اپنی چادریں اوڑھ لیں اور دوبارہ یہ غلطی نہیں کی۔
 وَأَمَّا يَوْمَئِذٍ لِّلَّذِينَ
 تَأْخُذُونَ؟ أَوْ بَصْنَعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشْبَهُونَ؟
 لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَدْعُوَ عَلَيْكُمْ دَعْوَةَ تَرْجِعُونَ
 فِي غَيْرِ صُورِكُمْ“ قَالَ: فَأَخَذُوا أُرْدِيَّتَهُمْ
 وَلَمْ يَبْعُدُوا لِلذِّكِّ.

فائدہ: جو کام غیر مسلموں میں رائج ہیں مسلمانوں کو انھیں اختیار کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے غیر
 مسلموں سے مشابہت حرام ہونے کے دلائل قرآن و حدیث میں موجود ہیں اس لیے خوشی کا موقع ہو یا غمی کا
 یہودی نصاریٰ اور ہندوؤں کے رسم و رواج سے اجتناب کرنا فرض ہے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ لَا
 تُوَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ وَلَا تَتَّبَعُ بِتَارٍ (التحفة ۱۸)
 باب: ۱۸- جب جنازہ تیار ہو جائے تو (نماز جنازہ
 کی ادائیگی اور دفن میں) دیر نہ کی جائے اور جنازے
 کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے

۱۴۸۶- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى : حضرت علیؓ سے روایت ہے رسول اللہ

۱۴۸۵- [إسناده موضوع] أخرجه الطبراني: ۱۸/۲۳۹، ۲۴۰، ح: ۶۰۱ من حديث أحمد بن عبدة (في الأصل
 عبدة) به، وضعفه البوصيري * نفع بن الحارث هو أبوداود الأعمى كذب ابن معين والساجي وغيرهما، وقال ابن
 عبد البر: "أجمعوا على ضعفه، وكذب بعضهم، وأجمعوا على ترك الرواية عنه" (تهذيب التهذيب)، وعلي بن
 الحرز متروك الحديث كما قال النسائي.

۱۴۸۶- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الوقت الأول من الفضل، ح: ۱۷۱، ۱۰۷۵ من
 حديث ابن وهب به موطأ، وقال في الرواية الثانية: "هذا حديث غريب، وما أرى إسناده متصلاً"، وصححه
 الحاكم: ۱۶۲/۲، ۱۶۳، والذهبي * سعيد ثقة وثقه العجلي، وابن حبان وغيرهما، ولا عبرة بمن جهله، ولأصل
 الحديث شواهد.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

جنائز میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا بیان

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيُّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَ بْنِ
عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: «لَا تَوَخَّرُوا الْجَنَائِزَ إِذَا حَضَرَتْ».

۱۴۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
الصَّنْعَائِيُّ: أَنبَأَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ،
قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْقُضَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ
أَبِي حَرِيرٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَنِي قَالَ: أَوْضَى
أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، جِئِنَ حَضْرَةَ
الْمَوْتِ، فَقَالَ: لَا تَتَّبِعُونِي بِمَجْمَرٍ. قَالُوا
لَهُ: أَوْ سَمِعْتَ فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ. مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۳۸۷- حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے کہا: جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی
وفات کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کرتے ہوئے
فرمایا: میرے ساتھ (خوشبو سلگانے والی) انگلیٹھی نہ
لے جانا۔ حاضرین نے کہا: کیا آپ نے اس مسئلہ میں
کوئی حدیث سنی ہے؟ فرمایا: ہاں اللہ کے رسول ﷺ
سے سنی ہے۔



🌞 فوائد و مسائل: ① ہندو اور جو کسی آگ کو مقدس سمجھتے ہیں، اس لیے ان کے ہاں خوشی اور غمی کی رسموں میں
آگ کا استعمال ہوتا ہے۔ ہندو مردے کو دفن کرنے کے بجائے آگ میں جلاتے ہیں۔ میت کے ساتھ آگ
لے جانے میں ان غیر مسلموں سے ایک طرح مشابہت ہوتی ہے۔ ② اس سے قبروں پر چراغ جلانے کی
ممانعت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جب جنازے کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے تو دفن کے بعد قبر پر آگ رکھنا
بالا وہی منع ہوگا، اس کے علاوہ چراغ جلانے میں مال کا ضیاع ہے جو حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ
نے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی کراهیة
أن یتخذ علی القبر مسجدًا، حدیث: ۳۲۰) امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ علامہ احمد
محمد شاکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی حکم لگایا ہے۔

(المعجم ۱۹) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ صَلَّى**
عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (التحفة ۱۹)
باب: ۱۹- جس کا جنازہ مسلمانوں کی ایک
جماعت پڑھے

۱۴۸۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۹۷/۴ عن معتمر به، وحسنه البوصيري * أبو حريز ضعفه أحمد
والجمهور، وانظر، ح: ۲۴۳۰، وللحديث شواهد موقوفة عند مالك: (۱/۲۲۶) وغيره.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز جنازے میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا بیان

۱۴۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ، عَنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کا جنازہ سو مسلمان
الأعمش، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، پڑھیں اسے بخش دیا جائے گا۔“
عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ عُفِرَ لَهُ».

۱۴۸۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ غلام حضرت کریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا:
الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سَلِيمٍ: حَدَّثَنِي حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔
حَمِيدُ بْنُ زِيَادِ الْخَرَّاطِ، [عَنْ شَرِيكَ بْنِ انھوں نے مجھے فرمایا: کریم! اٹھ کر دیکھو! کیا میرے
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ] عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى بیٹے (کا جنازہ پڑھنے) کے لیے کوئی آیا ہے؟ میں نے
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: هَلَكَ ابْنُ لِعَبْدِ اللَّهِ کہا: جی ہاں۔ فرمایا: تیرا بھلا ہوتا ہے خیال میں کتنے
ابنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لِي: يَا كُرَيْبُ قُمْ فَانظُرْ افراد ہیں؟ چالیس تو ہوں گے؟ میں نے کہا: نہیں! بلکہ
هَلِ اجْتَمَعَ لِابْنِي أَحَدًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. اس سے بھی زیادہ ہیں۔ فرمایا: تو میرے بیٹے کو (نماز
فَقَالَ: وَيَحْكُ كَمْ تَرَاهُمْ؟ أَرْبَعِينَ؟ قُلْتُ: جنازہ کے لیے) لے چلو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں
لَا. بَلْ هُمْ أَكْثَرُ. قَالَ: فَاخْرُجُوا بِابْنِي نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو
فَأَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: «مَا چالیس مومن کسی مومن کے حق میں دعا کریں اللہ ان کی
مِنْ أَرْبَعِينَ مِنْ مُؤْمِنٍ يَشْفَعُونَ لِمُؤْمِنٍ إِلَّا سفارش قبول فرماتا ہے۔“
شَفَعَهُمُ اللَّهُ».

۱۴۸۸- [صحیح] وقال البوصيري: 'إسناده صحيح ورجاله رجال الصحيحين' * الأعمش عنن، وقد تقدم،
ح: ۱۷۸، وروى حجاج بن نصير (وهو ضعيف وكان يقبل التلقين)، (تقريب) عن شعبة عن الأعمش به، حلية
الأولياء: ۲۰۸/۷، وله طريق آخر ضعيف عند أبي نعیم: ۲۲۸/۷ عن سعد عن أبي هريرة به، وأخرج الطبراني في
الكبير، ومن طريقه صاحب الحلية: ۳۹۱/۸ من حديث ابن عمر به، وفيه مشر بن أبي المليلج ترجمه البخاري في
التاريخ الكبير، وقال: "روى عنه شعبة، بعد في البصريين" وشعبة لا يروي إلا عن ثقة عنده، مقدمة لسان الميزان،
وله شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ۹۴۷، وبه صح الحديث.

۱۴۸۹- [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۴۰۸/۱۱، ح: ۱۲۱۵۸ من حديث إبراهيم بن المنذر به، وأخرجه
مسلم، ح: ۹۴۸ من طريق آخر عن حميد بن زياد أبي صخر عن شريك بن عبدالله بن أبي نمر عن كريب مولى ابن
عباس به، باختلاف يسير ولفظه: "ما من رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته أربعون رجلاً، لا يشركون بالله شيئاً إلا
شفعهم الله فيه".

٦- أبواب ما جاء في الجنائز جنازے میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا بیان

سُؤَالٌ وَمَسْأَلٌ ①: نماز باجماعت جنازہ کی ہو یا کوئی دوسری نماز اس میں جتنے زیادہ افراد شریک ہوں اسی قدر افضل ہوتی ہے اس لیے مسلمانوں کو جنازہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونا چاہیے تاکہ ہر نمازی کو زیادہ سے زیادہ ثواب ملے۔ ②: پہلی حدیث میں سوا افراد کے جنازہ پڑھنے پر میت کی مغفرت کا ذکر ہے جبکہ دوسری حدیث میں چالیس افراد کا ذکر ہے۔ ممکن ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے سوا افراد کی دعا سے میت کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہو بعد میں امت محمدیہ پر مزید احسان فرماتے ہوئے چالیس افراد کی دعا سے مغفرت کی بشارت دے دی ہو۔ ③: یہ وعدہ ایسے مسلمان افراد کے جنازہ پڑھنے پر ہے جو شرک کے مرتکب نہ ہوں کیونکہ صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”جو مسلمان وفات پا جائے اور اس کے جنازے میں چالیس ایسے آدمی شریک ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ ان کی سفارش قبول فرمالتا ہے۔“ (صحیح مسلم الجنائز، باب من صلی علیہ أربعون شفوعا فیہ، حدیث: ۹۳۸)

۱۳۹۰- حضرت مالک بن ہمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی موجودگی میں جب کوئی جنازہ لایا جاتا اور وہ محسوس کرتے کہ اس کے ساتھ آنے والوں کی تعداد کم ہے تو انھیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے پھر جنازہ پڑھاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس میت کا جنازہ مسلمانوں کی تین صفیں ادا کریں اس کے لیے (مغفرت یا جنت) واجب ہو جاتی ہے۔“

۱۴۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَزْزِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ السَّامِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: كَانَ إِذَا أُتِيَ بِجِنَازَةٍ، فَتَمَّالَ مَنْ بَعَثَهَا، جَزَأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا. وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا صَفَّ صُفُوفَ ثَلَاثَةَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَيِّتٍ إِلَّا أَوْجَبَ».

سُؤَالٌ فائدہ: یہ روایت سندا ضعیف ہے تاہم بعض حضرات نے مالک بن ہمیرہ کے اثر کو حسن قرار دے کر اس مسئلے کا اثبات کیا ہے نیز مذکورہ روایت سے امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کا اثبات کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار: ۲۴/۳)

۱۴۹۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في الصف على الجنائز، ح: ۳۱۶۶ من حديث ابن إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۰۲۸، والنووي، وصححه، والحاكم، والذهبي * ابن إسحاق عنمن، وفيه علة أخرى قادمة.

۶- ابواب ماجاء فی الجنائز --- فوت شدہ کو تجھے الفاظ میں یاد کرنے کا بیان

(المعجم ۲۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّاءِ

عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۲۰)

۱۳۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”واجب ہوگی۔“ پھر ایک اور جنازہ گزرا اس کے بارے میں بری رائے ظاہر کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”واجب ہوگی۔“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کے حق میں بھی فرمایا: واجب ہوگی اور اس کے حق میں بھی فرمایا: واجب ہوگی۔ (اس کا کیا مطلب ہے؟) فرمایا: ”لوگوں کی گواہی (اور اس کے نتیجے میں جنت ہے یا جہنم) مومن زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔“

۱۴۹۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَرُّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجِنَازَةٍ فَأَنْصَبِي عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ: «وَجِبَتْ». ثُمَّ مَرُّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ، فَأَنْصَبِي عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: «وَجِبَتْ» فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ لِهَذِهِ وَجِبَتْ. وَلِهَذِهِ وَجِبَتْ. فَقَالَ: «شَهَادَةُ الْقَوْمِ. وَالْمُؤْمِنُونَ شُهُودٌ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① نیک مومن اسی کی تعریف کرتے ہیں جو اپنی زندگی نیکی پر قائم رہ کر گزرا گیا ہو اور اسی کو برا کہتے ہیں جس میں واقعی برائی موجود ہو اس لیے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مرنے والا اپنی نیکیوں کی وجہ سے جنتی ہوگا یا بد کرداری کی وجہ سے اللہ کی ناراضی کا سامنا کرے گا۔ ② اس تعریف اور مذمت سے وہ تعریف اور مذمت مراد ہے جو میت کے بارے میں ایک مومن کی واقعی رائے ہو۔ اگر کسی ذاتی رجحان کی وجہ سے کسی کی خامی کا ذکر کیا جاتا ہے یا کسی کی برائی ذکر کرنے سے اس لیے اجتناب کیا جاتا ہے کہ اب وہ اپنے اعمال کا بدلہ پانے کے لیے اپنے رب کے حضور پہنچ چکا ہے تو اس کی برائیاں ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟ تو اس قسم کے اظہار رائے سے فرق نہیں پڑتا۔ ③ اچھائیاں اور برائیاں خوبیاں اور خامیاں ہر انسان میں ہوتی ہیں اس لیے اکثر حالات کا اعتبار کیا جائے گا اور اکثر لوگوں کی رائے کی اہمیت ہوگی۔ ④ زندگی میں اچھے اخلاق اختیار کرنے اور دوسروں کے کام آنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ مرنے کے بعد لوگ اچھی رائے کا اظہار کریں اور نماز جنازہ میں دل سے دعائیں کریں۔

۱۴۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۴۹۱- أخرجه البخاري، الشهادات، باب تعديل كم يجوز؟، ح: ۲۶۴۲، ومسلم، الجنائز، باب فيمن ينسب عليه خير أو شر من الموتى، ح: ۹۴۹ من حديث حماد بن زيد به.

۱۴۹۲- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۴۹۸، ۴۹۹ وغيره من حديث محمد بن عمرو اللبني به، وصححه

٦- ابواب ما جاء في الجنائز

متعلق احکام وسائل

انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا اس کی اچھی عادتوں کی وجہ سے اس کی تعریف کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگی۔“ پھر لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے تو اس کی بری عادتوں کی وجہ سے اس کے بارے میں بری رائے ظاہر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگی“ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔“

باب: ۲۱- جنازہ پڑھاتے وقت امام کہاں کھڑا ہو؟

۱۴۹۳- حضرت سرہ بن جندب فزاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کا جنازہ پڑھا جو نفاس کے ایام میں فوت ہو گئی تھی تو نبی ﷺ اس کی کمرے کے مقابل کھڑے ہوئے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ عَلِيُّ النَّبِيِّ ﷺ بِجِنَازَةٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهَا خَيْرًا، فِي مَنَاقِبِ الْحَيْرِ. فَقَالَ: «وَجِبَتْ». ثُمَّ مَرَّوْا عَلَيْهِ بِأُخْرَى. فَأَثْنَى عَلَيْهَا سُورًا، فِي مَنَاقِبِ الشَّرِّ. فَقَالَ: «وَجِبَتْ. إِنَّكُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ».

(المعجم ۲۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ۲۱)

۱۴۹۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ. قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ أَحْبَبْتَنِي، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ سُمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ الْفَزَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا. فَقَامَ وَسَطَهَا.

۱۴۹۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلَّى عَلَى جِنَازَةِ رَجُلٍ. فَقَامَ جِوَالِ رَأْسِهِ. فَجِئَءَ بِجِنَازَةِ أُخْرَى، بِامْرَأَةٍ.

۱۴۹۳- حضرت ابو غالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے ایک مرد کا جنازہ پڑھایا تو اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے پھر ایک عورت کا جنازہ لایا گیا حاضرین نے کہا: ابو حمزہ! (انس بن مالک) اس



◀ البوصيري.

۱۴۹۳- أخرجه البخاري، الحيفض، باب الصلاة على النفساء وستنها، ح: ۳۲۲، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ومسلم، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلاة عليه، ح: ۹۶۴ من حديث حسين بن ذكوان المعلم به. ۱۴۹۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت إذا صلى عليه، ح: ۳۱۹۴ من حديث نافع أبي غالب به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۰۳۴.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی قراءت کا بیان

کا جنازہ پڑھا دیجیے تو آپ چار پائی کے وسط کے مقابل کھڑے ہوئے (اور جنازہ پڑھایا۔) حضرت علاء بن زیاد (عدوی) رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوہریرہ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ مرد کے جنازہ میں اس طرح (سر کے برابر) کھڑے ہوئے تھے جس طرح آپ کھڑے ہوئے ہیں اور عورت کے جنازہ میں اس طرح (سر کے مقابل) کھڑے ہوئے تھے جس طرح آپ کھڑے ہوئے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: (یہ مسئلہ) یاد کر لو۔

فَقَالُوا: يَا أَبَا حَمَزَةَ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَامَ حَيَالًا وَسَطَ السَّرِيرِ. فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زَيْدٍ: يَا أَبَا حَمَزَةَ هَلْ كُنَّا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ مِنَ الْجِنَازَةِ مَقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ. وَقَامَ مِنَ الْمَرْأَةِ مَقَامَكَ مِنَ الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: اخْفَظُوا.

فوائد ومسائل: ① نماز جنازہ ادا کرتے وقت امام کو مرد کے سر کے قریب اور عورت کی کمر کے قریب کھڑے ہونا چاہیے۔ ② امام ابوہریرہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت میں یہی قول منقول ہے البتہ حنفی مذہب کا مشہور قول یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت امام کو اس کے سینے کے برابر کھڑا ہونا چاہیے۔

(المعجم ۲۲) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ**
عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ۲۲)

۱۴۹۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ نبی ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی۔

۱۴۹۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ عَنِ مِقْسَمِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

فائدہ: مذکورہ روایت سداً ضعیف ہے لیکن معناً و متناصح ہے کیونکہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی

۱۴۹۵- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في القراءة على الجنائز بفاتحة الكتاب، ح: ۱۰۲۶ عن أحمد بن منيع به، وقال: 'ليس إسناده بذلك القوي، إبراهيم بن عثمان هو أبو شيبة الواسطي متكرر العبث' انتهى، وكذبه شعبة كما في عمدة القاري وغيره، وقال الحافظ: متروك الحديث (تقريب).

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز

نماز جنازہ کی دعاؤں کا بیان

بابت صحیح بخاری میں حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ پڑھا تو انھوں نے: "فاتحہ کی قراءت کی اور کہا: یہ سنت ہے۔ (صحیح البخاری، الجنائز، باب قراءۃ فاتحۃ الكتاب علی الجنائز، حدیث: ۱۳۳۵) اور صحابی کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس کا صحابی کے قیاس اور اجتہاد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول "یہ سنت ہے۔" سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بھی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ سنن النسائي کی روایت میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الجنائز، باب الدعاء، حدیث: ۱۹۹۱) بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر احادیث کی روشنی میں قابل عمل اور قابل حجت ہے نیز آئندہ آنے والی حدیث سے بھی اسی مسئلے کا اثبات ہوتا ہے۔

۱۴۹۶ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَاصِمٍ،
التَّبِيلِ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالَا:
حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ جَعْفَرِ
الْعَبْدِيِّ: حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ:
حَدَّثَنِي أُمُّ شَرِيكٍ الْأَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ: أَمَرَنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ
بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.
(المعجم ۲۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّعَاءِ
فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ۲۳)

۱۳۹۶ - حضرت ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

باب: ۲۳ - نماز جنازہ کی دعاؤں

۱۴۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ
ابْنِ مَيْمُونٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ

۱۳۹۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: "جب تم میت کی نماز (جنازہ) پڑھو تو اس کے لیے خلوص سے دعا کرو۔"

۱۴۹۶ - [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۹۷/۲۵، ح: ۲۵۲ من طريق حماد بن بشير (الجهضمي) عن أبي عبدالله الشامي (مرزوق) عن شهر بن حوشب به * وشهر حسن الحديث كما حققته في نيل المصنوع في تخریج سنن أبي داود، وانظر، ح: ۲۷۰۴، وللحديث شواهد عند الطبراني وغيره، انظر مجمع الزوائد: ۳/۳۲ إن شئت.
۱۴۹۷ - [حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الدعاء للميت، ح: ۳۱۹۹ من حديث محمد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، وصرح ابن إسحاق بالسماع عنده.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز

نماز جنازہ کی دعائوں کا بیان

أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى النَّمِيَّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ».

🌟 فوائد و مسائل: ① نماز جنازہ کا اصل مقصد میت کے لیے دعائے مغفرت ہے اور دعا کی قبولیت کے لیے خلوص قلب شرط ہے اس لیے ہر مسلمان کو جنازہ کی دعائیں یاد کرنی چاہئیں۔ ان میں سے تین دعائیں آگے آ رہی ہیں۔ ② بعض لوگوں نے اس حدیث سے نماز جنازہ کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا سمجھا ہے یہ غلط فہمی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی حدیث میں یہ مروی نہیں کہ آپ نے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی ہو البتہ میت کو دفن کرنے کے بعد میت کی استقامت کے لیے دعا کرنا مسنون ہے۔ (سنن ابی داؤد، الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف، حدیث: ۳۲۲۱)

۱۳۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۱۴۹۸- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

رسول اللہ ﷺ جب جنازہ کی نماز پڑھاتے تو یوں فرماتے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَابِئِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَأَنْتَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأُحْيِهِ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَيَّ الْإِيمَانَ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ] "اے اللہ! ہمارے زندوں مردوں حاضر غائب چھوٹوں بڑوں، مذکر اور مؤنث (سب) کی مغفرت فرما دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھا اور جسے فوت کرے اس کا خاتمہ ایمان پر کرنا۔ اے اللہ! اس (جانے والے) کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر دینا۔"

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَعَابِئِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرْنَا وَأَنْتَانَا. اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأُحْيِهِ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ. وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَيَّ الْإِيمَانَ. اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ».

🌟 فوائد و مسائل: ① نماز جنازہ کا اصل مقصد میت کے لیے دعا کرنا ہے لیکن اس موقع پر ضامن دوسرے

۱۴۹۸- [حسن] أخرجه البيهقي: ۴/ ۴۱ من حديث ابن إسحاق به، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ۳۲۰۱ وغيره، وضححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي * يحيى صرح بالسماع، وله شواهد كثيرة.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی دعائوں کا بیان

مسلمانوں کے لیے بھی دعا کی جاسکتی ہے۔ حدیث میں مذکور دعا ایک ایسی ہی دعا ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ ⑤ اسلام اور ایمان ہم معنی الفاظ کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف معانی میں بھی۔ جب یہ دونوں الفاظ اکٹھے استعمال ہوں تو اسلام سے مراد ظاہری اعمال اور ایمان سے مراد باطنی اور قلبی اعمال ہوتے ہیں۔ زندگی میں دل کے ایمان اور یقین کے ساتھ ظاہری اعمال کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ معاشرے میں ظاہری اعمال کی بنیاد ہی پر مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز ہوتا ہے۔ وفات کے وقت دل میں یقین اور ایمان ہونا ضروری ہے کیونکہ آخرت میں نجات کا دار و مدار اسی پر ہے، اس لیے دعائے جنازہ میں اسلام پر زندگی اور ایمان پر وفات کی درخواست ہے۔ ⑥ ”ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا۔“ اس سے مراد شہید دار عزیز یا دوست کی وفات پر صبر اور دوسرے متعلقہ اعمال سے حاصل ہونے والا ثواب ہے مثلاً: نماز جنازہ میں شرکت کفن و دفن کا اہتمام اور فوت ہونے والے کے اقارب کو تسلی تفتی اور ان کے غم میں تخفیف کی کوشش، میت کے اقارب کے لیے کھانا تیار کرنا وغیرہ۔ ان اعمال سے حاصل ہونے والے ثواب کو میت کا ثواب کہا گیا ہے یعنی وفات کی وجہ سے زندوں کو حاصل ہونے والا ثواب۔ اس ثواب کی دعا کا یہ مطلب ہے کہ ہمیں یہ اعمال خلوص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے کرنے کی توفیق ملے۔ ⑦ ”اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی وفات کے غم میں نفس امارہ کے آسانے سے یا شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے ناجائز اعمال کا ارتکاب نہ ہو جائے جو گمراہی ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ مرنے والا اپنی زندگی میں نیکی کی تلقین کرتا تھا برائی سے منع کرتا تھا صحیح اور غلط کے امتیاز میں رہنمائی کرتا تھا اس کے دنیا چھوڑ جانے کے بعد اس کی رہنمائی باقی نہیں رہی، اب ہمیں اللہ کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے کہ وہ ہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں گمراہی سے محفوظ رکھے۔



۱۴۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
 ۱۳۹۹- حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 اِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ
 کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کا جنازہ پڑھا تو
 مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جِنَاحٍ: حَدَّثَنِي
 میں نے آپ کو یوں فرماتے سنا: [اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ
 يُوسُفَ بْنَ مَيْسَرَةَ بْنَ حَلْبَسٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ
 فُلَانَ فِي ذِمَّتِكَ، وَ حَبْلِي جَوَارِكَ، فَعَفِ مِنْ فِتْنَةِ
 الْأَسْفَعِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ
 الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ، وَ أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ
 رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَأَسْمَعُهُ يَقُولُ «اللَّهُمَّ
 'فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ'
 إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانَ فِي ذِمَّتِكَ، وَ حَبْلِي
 ”اے اللہ! فلاں کا بیٹا فلاں تیرے سپرد اور تیری

۱۴۹۹- [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الدعاء للميت، ح: ۳۲۰۲ من حديث الوليد به، وصرح بالسماع

عند ابن المنذر في الأوسط: (۴۴۱/۵)، وصرحه ابن حبان.

۶- أبواب ماجاء فی الجنائز - نماز جنازہ کی دعاؤں کا بیان

جَوَارِكُ. فَفَعِه مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَقَاءِ وَالْحَقِّ، فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ» .
حفاظت میں ہے اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھنا تو وفا اور حق والا ہے اس کی بخشش فرما دے اور اس پر رحمت فرما بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عذاب قبر حق ہے اس لیے نبی اکرم ﷺ نے میت کے لیے عذاب قبر سے پناہ کی دعا فرمائی لیکن اس کا تعلق عالم غیب سے ہے جس طرح ہم اللہ اور رسول کی بتائی ہوئی دوسری بہت سی چیزوں پر بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اسی طرح عذاب قبر پر بھی ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ زندہ لوگوں کے حواس کی گرفت سے باہر ہے۔ ② قبر کا عذاب کفر و شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے؛ مثلاً: جسم اور کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانا اور چغلی کھانا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب قبروں میں مدفون دو شخصوں کو عذاب ہوتے سنا تو فرمایا: ”ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے کام کی وجہ سے نہیں ہو رہا (ایسا گناہ نہیں تھا جس سے بچنا بہت دشوار ہو) ہاں ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا“ دوسرا لگائی بھائی کرتا پھرتا تھا۔ (ایک کی بات دوسرے کو بتا کر آپس میں لڑا دیتا تھا۔) (صحیح البخاری، الوضوء، باب من الکبائر ان لایستتر من بولہ، حدیث: ۲۱۶) ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مذکورہ دعا جنازے میں بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔

۱۵۰۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّبَالِيُّ: حَدَّثَنَا فَرَجُ بْنُ الْفَضَالَةِ: حَدَّثَنِي عِصْمَةُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَارْحَمْهُ. وَاعْفُ مِنْ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنْ الدَّنَسِ» وَأَبْدَلَهُ بِدَارِهِ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ

۱۵۰۰- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک انصاری آدمی کا جنازہ پڑھایا۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَارْحَمْهُ، وَاعْفُ مِنْ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنْ الدَّنَسِ، وَأَبْدَلَهُ بِدَارِهِ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ

۱۵۰۰- [صحیح] أخرجه الطبرانی: ۵۹/۱۸، ح: ۱۰۸ من طريق آخر عن عصة بن راشد وغيره به، أخرجه مسلم، ح: ۹۶۳ من حديث حبيب بن عبيد عن جبير بن نفير عن عوف به نحوه، وهو المحفوظ.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنانز۔ نماز جنازہ کی دعاؤں کا بیان

الْأَيْتُصُّ مِنَ الدَّنَسِ. وَأَبْدِلُهُ بِدَارِهِ دَاراً
خَيْراً مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْراً مِنْ أَهْلِهِ. وَقِهِ
فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ.
النَّارِ ”اے اللہ! اس پر رحمت فرما“ اس کی مغفرت فرما
اس پر رحم کر اے عافیت دے اے معاف کرنے
اسے پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال اے گناہوں
سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل
کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اسے اس کے گھر کے
بدلے اس کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے کنبے سے بہتر
کنبہ عطا فرما اور اسے قبر کی آزمائش سے اور آگ کے
عذاب سے محفوظ فرما۔“

قَالَ عَوْفٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي مَقَامِي ذَلِكَ
أَتَمَّنِي أَنْ أَكُونَ مَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلِ.
حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس مقام پر میرا جی چاہا
کہ کاش میں اس (فوت شدہ) آدمی کی جگہ ہوتا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے یہ دعا فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① یہ دعا بھی اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں صرف میت کے لیے دعا ہے جو نماز جنازہ کا
اصل مقصود ہے۔ ② پانی برف اور اولوں کے ساتھ دھونے سے اس کی کامل صفائی اور طہارت مراد ہے چونکہ
گناہوں کا شیطان سے اور جہنم کی آگ سے تعلق ہے اس لیے گناہوں کا اثر ختم کرنے کے لیے ٹھنڈی چیزوں
کا ذکر کیا گیا۔ ③ دنیا کے گھر سے بہتر گھر جنت کا گھر ہے اور دنیا کے اہل و عیال سے بہتر اہل و عیال جنت کی
حوریں ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اس کے لیے دخول جنت کی دعا ہے۔ ④ اس میں عذاب قبر کا ثبوت ہے۔ ⑤ اس
میں نماز جنازہ جبری آواز سے پڑھنے کا بھی ثبوت ہے۔

۱۵۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ
أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَا أَبَاحَ لَنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَلَا أَبُو بَكْرٍ، وَلَا عُمَرُ
فِي شَيْءٍ مَا أَبَاحُوا فِي الصَّلَاةِ عَلَى
الْمَيِّتِ. يَعْنِي لَمْ يَوْقُتْ.
۱۵۰۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں
نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہم نے ہمیں کسی چیز میں اتنی چھوٹ نہیں دی، جتنی نماز
جنازہ میں دی ہے۔ “یعنی اس کے لیے وقت کی حد مقرر
نہیں کی۔

۶- ابواب ما جاء في الجنائز (المعجم ۲۴) - باب ما جاء في التكبير

باب: ۲۳- نماز جنازہ میں چار تکبیریں

کہنے کا بیان

۱۵۰۲- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور چار تکبیریں کہیں۔

۱۵۰۲- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْإِنْسَانِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيَّ عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ وَكَبَّرَ عَلَيَّ أَرْبَعًا.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت سناضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ درست ہے کیونکہ دوسری صحیح احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کی دلیل کے طور پر حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ (شاہ حبشہ) کی غائبانہ نماز جنازہ کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں کی تھیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجنائز، باب التكبير على الجنائز، حدیث: ۱۳۳۳) سنن ابن ماجہ کی حدیث: ۱۵۰۳ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۱۵۰۳- حضرت ابو بکر ابراہیم بن مسلم ہجری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ان کی ایک بیٹی کا جنازہ پڑھا۔ انھوں نے اس کے جنازے میں چار تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد وہ کچھ عرصہ ٹھہرے۔ فرماتے ہیں: میں نے صفوں کے اطراف سے لوگوں کو سبحان اللہ کہتے سنا۔ انھوں نے سلام پھیر کر کہا: کیا تمہارا خیال تھا کہ میں پانچ تکبیریں

۱۵۰۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَجْرِيُّ قَالَ: صَلَّى مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ جَنَازَةَ ابْنَتِهِ لَهُ. فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا. فَمَكَثَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ شَيْئًا. قَالَ فَسَمِعْتُ الْقَوْمَ يُسَبِّحُونَ بِهِ مِنْ تَوَاجِحِ الصُّفُوفِ. فَسَلَّمْتُ ثُمَّ قَالَ: أَكُنْتُمْ تُرَوْنَ أَنِّي مُكَبِّرٌ خَمْسًا؟ قَالُوا:

۱۵۰۲- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۷۶۰ ملته.

۱۵۰۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۵۶/۴، ۳۸۲ من حديث إبراهيم بن مسلم الهجري به مطولاً، وانظر، ح: ۷۷۷ ملته، وأخرج البيهقي: ۳۵/۴ بإسناد قوي عن أبي يعفور وقدان عن ابن أبي أوفى به نحوه مختصراً.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی تکبیرات کا بیان

تَخَوَّفْنَا ذَلِكَ. قَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأَفْعَلْ. وَلَكِنْ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَكْتَبِرُ أَرْبَعًا. ثُمَّ يَمْكُئُهُ
سَاعَةً. فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ
يُسَلِّمُ.

کہہ دوں گا؟ حاضرین نے کہا: ہمیں تو یہی خطرہ محسوس
ہوا تھا۔ انھوں نے فرمایا: میں تو ایسے نہیں کرنے لگا تھا
لیکن رسول اللہ ﷺ چار تکبیریں کہہ کر تھوڑی دیر ٹھہرتے
تھے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا وہ کہتے (مناسب دعا
پڑھتے) پھر سلام پھیرتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل چوتھی تکبیر کے فوراً بعد سلام پھیرنے کا بھی تھا اور چوتھی
تکبیر کے بعد کوئی دعا پڑھ کر سلام پھیرنے کا بھی اس لیے دونوں ہی طریقے درست ہیں۔ مذکورہ روایت بعض
حضرات کے نزدیک حسن ہے۔

۱۵۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامَ الرَّفَاعِيُّ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنِ
الْمُنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ أَرْبَعًا.

۱۵۰۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ نبی ﷺ نے (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کیں۔

فائدہ: احادیث میں تکبیرات جنازہ کی بابت مروی ہے کہ تکبیرات جنازہ تین سے لے کر نو تک ہیں مگر چار
پر سلف اور خلف کا اجماع ہے اور اکثر روایات بھی اسی کی بابت ہیں نیز صحیح بخاری میں بھی تکبیرات جنازہ چار ہی
مروی ہیں۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۲۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ كَبَّرَ
خَمْسًا (التحفة ۲۵)

۱۵۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

۱۵۰۵- حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم

۱۵۰۴- [صحیح] أخرجه البيهقي: ۵۵/۴ من حديث يحيى بن اليمان به مطولاً، وقال: "هذا إسناد ضعيف"
حجاج هو ابن أوطاة (۴۹۶، ۱۱۲۹)، والمنهال بن خليفة ضعيف (تقريب) قلت: أما التكبير على الجنائز أربعاً ثابت
بأسانيد صحيحة، أخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما، انظر، ح: ۱۵۳۴ وغيره من هذا الكتاب، وكان الإمام ابن
ماجه جمع الغرائب فقط في هذا الباب.
۱۵۰۵- أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ۹۵۷ عن ابن بشار وغيره به.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز - بچے کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

لوگوں کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک جنازہ میں انھوں نے پانچ تکبیریں کہیں۔ میں نے (اس کے متعلق) سوال کیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح (پانچ) تکبیریں کہا کرتے تھے۔

يَعْيَىٰ بِنِ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَأَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ زَيْدُ ابْنِ أَرْقَمَ يَكْبُرُ عَلَىٰ جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا. وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلَىٰ جَنَائِزِهِ خَمْسًا. فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْبُرُهَا.

☀️ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ پانچ تکبیریں بھی جائز ہیں اس صورت میں میت کے لیے کچھ دعائیں تیری تکبیر کے بعد پڑھ لی جائیں کچھ چوتھی تکبیر کے بعد۔ اس کے بعد پانچویں تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیا جائے۔

۱۵۰۶- حضرت کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (نماز جنازہ میں) پانچ تکبیریں کہیں۔

۱۵۰۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّافِعِيُّ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَبَّرَ خَمْسًا.

باب: ۲۶- بچے کی نماز جنازہ کا بیان

(المعجم ۲۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ

عَلَى الطِّفْلِ (التحفة ۲۶)

۱۵۰۷- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔“

۱۵۰۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رُوْحُ بْنُ عُبَادَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ: حَدَّثَنِي عَمِّي زَيْنَادُ بْنُ جُبَيْرٍ: حَدَّثَنِي أَبِي جُبَيْرُ بْنُ حَيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① سنن ابوداؤد کی روایت میں یہ حدیث ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے: ”تا تمام بچے کی نماز

۱۵۰۶- [صحیح] ۵ [ابراہیم بن علی ضعیف (تقریب)، وکثیر تقدم حاله، ح: ۱۶۵، والحديث السابق شاهد له.

۱۵۰۷- [إسناده صحيح] انظر، ح: ۱۴۸۱ لتخريجه.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز بچے کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

جنازہ ادا کی جائے اور اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔“ (سنن أبی داؤد الجنائز، باب المشي أمام الحنزة، حدیث: ۳۱۸۰) ① مردہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ اس صورت میں پڑھنی چاہیے جبکہ وہ حمل کے چار ماہ پورے ہونے پر یا اس کے بعد پیدا ہوا ہو کیونکہ جنین میں اسی وقت روح ڈالی جاتی ہے لہذا اس کے بعد پیدا ہونے والے ہی کو ’میت‘ قرار دیا جاسکتا ہے۔

۱۵۰۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب بچہ (پیدائش کے وقت) روئے تو (اس کے فوت ہونے پر) اس کا جنازہ پڑھا جائے اور اس کی وراثت تقسیم کی جائے۔“
وَوُورِثَ .

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ روایت میں دو مسئلے بیان ہوئے ہیں ایک بچے کی نماز جنازہ کا جس کا ذکر گزشتہ روایت میں بھی ہے اور ہمارے فاضل محقق نے اسے صحیح قرار دیا ہے دوسرا مسئلہ بچے کے وارث ہونے کا ہے یہ مسئلہ سنن ابن ماجہ کی ایک دوسری روایت: ۲۷۵۱ میں بھی مروی ہے جسے ہمارے فاضل محقق نے سندا حسن قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سندا ضعیف ہونے کے باوجود دیگر روایات کی رو سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحه، رقم: ۱۵۳۱۵۳) ② پیدائش کے وقت بچے کا رونا اس کے زندہ پیدا ہونے کی علامت ہے اس لیے جب وہ زندہ پیدا ہونے کے تھوڑی دیر بعد فوت ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہوگا جو طویل عرصہ زندہ رہ کر فوت ہونے والے کا ہوگا۔ گزشتہ حدیث کے فوائد میں بیان ہو چکا ہے کہ جنازہ نامتام بچے کا بھی پڑھا جائے گا البتہ وراثت کے لیے شرط ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو یعنی مردہ پیدا ہونے والا بچہ وراثت نہیں ہوگا اس لیے اس کی وراثت بھی تقسیم نہیں ہوگی اگرچہ تخلیق مکمل ہونے پر پیدا ہوا ہو۔

۱۵۰۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۱۵۰۸- [ضعيف] انظر، ح: ۲۶۹، لعلته، وفيه علة اخرى، وله شواهد كلها ضعيفة، منها ما رواه إسحاق بن يوسف الأزرق عن سفیان الثوري عن أبي الزبير عن جابر به نحوه، أخرجه البيهقي: ۸/۹، من طريق سليمان بن أحمد اللخمي (الطبراني صاحب المعجم الكبير والأوسط)، وقال الطبراني: لم يروه عن سفیان إلا إسحاق به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۲۳، والحاكم: ۳۴۸/۴، ۳۴۹، على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وتعبه الحافظ في التلخيص: ۱۱۳/۲، الثوري تقدم (۱۶۲) وقد عنعن، وكذا شيخه.

۱۵۰۹- [إسناده ضعيف جداً] وضعفه البوصيري، والحافظ ابن حجر في التلخيص: ۱۱۴/۲، ح: ۷۵۳ *



۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز..... رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی وفات اور جنازے کا بیان

حَدَّثَنَا الْبُخْتَرِيُّ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ فَإِنَّهُمْ مِنْ أَفْرَاطِكُمْ».

(المعجم ۲۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَذَكَرٍ وَفَاتِهِ

(التحفة ۲۷)

۱۵۱۰۔ حضرت اسماعیل بن ابوالخالد رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: وہ تو بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اگر تقدیر یہ ہوتی کہ حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی اور نبی ہو تو آپ کے (یہ) فرزند زندہ رہتے۔ لیکن نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۵۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ. وَلَوْ قَضَى أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ. وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

نوائد و مسائل: ① اس میں اشارہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت سے نہیں نوازا گیا نہ آئندہ کسی کو نبوت ملے گی۔ اگر امت محمدیہ میں سے کسی کے لیے نبوت ہوتی تو ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے ہوتی۔ جب ان کو نہیں ملی تو کسی اور کو کیسے مل سکتی ہے۔ ② ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہ الفاظ وارد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔" دیکھیے: (مسند احمد: ۱۵۲/۳) اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو نبوت نہیں ملی جن میں اتنی خوبیاں تھیں کہ اگر انھیں نبوت ملتی تو اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکتے تھے، پھر کسی اور کو نبوت کیسے مل سکتی ہے؟

۱۵۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَيْبَةَ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ

۱۵۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھا

البختري بن عبيد: "ضعيف متروك"، وأبو عبيد بن سلمان الطائفي مجهول (تقریب).

۱۵۱۰۔ أخرجه البخاري، الأدب، باب من سمى بأسماء الأنبياء، ح: ۶۱۹۶ عن ابن نمير به.

۱۵۱۱۔ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۱۴۹۵ لعلته المدمرة.

۶- أبواب ما جاء في الجنان

رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی وفات اور جنازے کا بیان

ابْنُ عُثَيْبَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا مَاتَ ابْنُ أَبِي هَيْمٍ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ. وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا. وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقْتُ أَوْحَالَهَ الْقَبْطُ، وَمَا اسْتَرَقَّ قَبْطِي».

اور فرمایا: ”اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے اور اگر وہ زندہ رہتا تو نبی صدیق ہوتا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس کے ماموں قبلی آزاد ہو جاتے پھر کسی قبلی کو غلام نہ بنایا جاتا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ جملہ: ”اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔“ مرفوع حدیث کے طور پر ثابت نہیں، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کے طور پر صحیح ہے اور مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت اس جملے [ولو عاش..... وما استرق قبلي] کے سوا صحیح ہے نیز دکتور بشار عواد نے بھی مذکورہ روایت کو آخری جملے [لَعَتَقْتُ أَوْحَالَهَ الْقَبْطُ] کے سوا صحیح قرار دیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعه: 1/ ۲۸۵-۲۸۸ حدیث: ۲۴۰) و صحیح سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۲۳۲، و سنن ابن ماجہ للذکتور بشار عواد، حدیث: ۱۵۱۱) ② حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کی دودھ پینے کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ شرف بخشا کہ انھوں نے جنت کی حوروں کا دودھ پیا۔ ممکن ہے کہ یہ شرف حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص ہو اور ممکن ہے کہ اہل ایمان کے جو شیر خوار بچے فوت ہو جاتے ہیں ان سب کے لیے ایسا ہو۔ بہر حال یہ فیسی امور ہیں اس لیے حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔

۱۵۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِمْرَانَ: ۱۵۱۲ - حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ فاطمة بنت الحسين، عن أبيها الحسين بن علي قال: لما توفي القاسم بن رسول الله ﷺ قالت خديجة: يا رسول الله ﷺ درت لبيبة القاسم. فلو كان الله أباه حتى يستكمل رضاعه. فقال رسول الله ﷺ: «إن إتمام رضاعه في الجنة» قالت: لو أعلم

انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (میری چھاتیوں میں) قاسم کا دودھ بہت اتر آیا ہے، کاش اللہ تعالیٰ اسے اتنی زندگی دیتا کہ دودھ پلانے کی مدت پوری ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی دودھ پینے کی مدت جنت میں پوری ہوگی۔“ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول!

۱۵۱۲ - [إسناده ضعيف جدًا] * هشام بن زياد أبو الوليد تقدم حاله، ح: ۹۵۹، وأمہ لا تعرف (آخر التعريب).

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز شہداء کی نماز جنازہ اور ان کی تدفین سے متعلق احکام و مسائل

ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهَوْنَ عَلَيَّ أَمْرُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى فَأَسْمَعَكَ صَوْتَهُ» قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلْ أَصْدَقَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ.

اگر مجھے یہ بات معلوم ہو جائے تو اس پر میرا غم کچھ ہلکا ہو جائے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تجھے اس کی آواز سنا دے۔“ انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول! میں اللہ اور اس کے رسول کی بات پر یقین رکھتی ہوں۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ (التحفة ۲۸)

باب: ۲۸۔ شہداء کے جنازے اور تدفین کا بیان

۱۵۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَيْتُ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلَيَّ عَشْرَةَ عَشْرَةَ. وَحَمْرَةَ هُوَ كَمَا هُوَ يُرْفَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ.

۱۵۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: غزوہ احد کے دن شہداء کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ان میں سے دس دس افراد کا جنازہ ادا کرنے لگے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جہاں تھے وہیں رہے (ان کی میت سامنے رہی) دوسروں کی مہتمیں اٹھالی جاتی تھیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت جیسے تھی ویسے ہی (سامنے) پڑی رہتی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① وہ شہید جو کفار کے ساتھ معرکہ میں جام شہادت نوش کرتا ہے اسے غسل نہیں دیا جاتا اگرچہ اس پر جنابت کی وجہ سے غسل واجب بھی ہو بلکہ اسے اس کے جنگی لباس ہی میں دفن کرنے کا حکم ہے جیسا کہ جنگ احد میں حضرت حمزہ اور حضرت حظلہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ یہ صورت حال پیش آئی تھی کہ وہ جنگ سے پہلے جیسی تھے پھر جنگ میں شہید ہو گئے تو نبی ﷺ نے انھیں بغیر غسل دیے دفن کرنے کا حکم دیا، پھر فرمایا: ”میں نے دیکھا کہ فرشتے ان دونوں کو غسل دے رہے ہیں۔“ دیکھیے: (الطبرانی، ۳۹۱/۱۱، حدیث: ۱۳۰۹۳) ان کے علاوہ دیگر شہداء کو بھی بغیر غسل دیے دفن کیا گیا تھا۔ دیکھیے: (أحكام الجنائز؛ للآلبانی، ص: ۷۳) ② شہید معرکہ کی نماز جنازہ کے بارے میں علماء کی دو آراء ہیں۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”شہید معرکہ کی نماز جنازہ میں صبح بات یہی ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے کیونکہ اس بارے میں دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔“ شیخ البانی رحمہ اللہ دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”شہید معرکہ کی نماز

۱۵۱۳۔ [حسن] انظر، ح: ۵۰۴، وفيه علة أخرى، وللحديث شواهد عن الطحاوي في معاني الآثار وغيره: (۵۰۳/۱) وسنده حسن.

۶- أبواب ماجاء فی الجنائز شہداء کی نماز جنازہ اور ان کی تدفین سے متعلق احکام و مسائل

جنازہ پڑھنا واجب تو نہیں البتہ پڑھنا افضل ہے کیونکہ جنازہ دعا اور عبادت ہے۔“ تفصیل کے لیے دیکھیے:

(أحكام الجنائز؛ ص: ۱۰۶)

۱۵۱۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ احد کے شہداء میں سے دو دو تین تین آدمیوں کو ایک ہی کپڑے سے ڈھانپ دیتے تھے پھر فرماتے: ”ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟“ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو لحد میں اسے آگے رکھتے اور فرماتے: ”میں ان کے حق میں گواہ ہوں۔“ نبی ﷺ نے انھیں ان کے خون میں غلٹاں ہی دفن کرنے کا حکم دیا نہ ان کا جنازہ پڑھنا نہ انھیں غسل دیا گیا۔

۱۵۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَا اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي نَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ: «إِيَّاهُمْ أَكْثَرُ أَخَذًا لِلْقُرْآنِ؟» فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمْ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ» وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُعْسَلُوا.



☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت ان لوگوں کی دلیل ہے جو شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں لیکن بعض روایات سے نماز جنازہ پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ روایات میں مذکور ہے اس لیے اس مسئلے میں توسع ہے تاہم نماز جنازہ پڑھنا بھی علماء کے نزدیک مستحب ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کیونکہ نماز جنازہ دعا اور عبادت ہے لیکن اس انتخاب کی بنیاد پر شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کو اشتهار بازی اور دنیاوی اغراض و مقاصد کا ذریعہ بنالینا کوئی پسندیدہ امر نہیں ہے اس طریقے سے تو اس کا جواز اور انتخاب بھی محل نظر ہو جاتا ہے۔ ② خاص حالات میں ایک سے زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔ ③ حفظ قرآن ایک شرف ہے جس کا خیال دفن کرتے ہوئے بھی رکھا جانا چاہیے۔

۱۵۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيَْادٍ: ۱۵۱۵- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ

۱۵۱۴- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، ح: ۱۳۴۳ وغيره من حديث الليث به.

۱۵۱۵- [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في الشهيد يغسل، ح: ۳۱۳۴ من حديث علي بن عاصم به * عطاء اختلط، وتقدم، ح: ۷۰۳، وعلي بن عاصم تكلموا فيه.

۶- ابواب ماجاء في الجنائز

مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے سے متعلق احکام و مسائل
ڈھال وغیرہ) اور چڑا (چڑے کے لمبوسات) اتار
ویسے جائیں اور انھیں خون سمیت ان کے کپڑوں ہی
میں دفن کر دیا جائے۔

عَبَّاسٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِي أُحَدِ
أَنْ يُتْرَعَ عَنْهُمْ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ، وَأَنْ
يُدْفَنُوا فِي ثِيَابِهِمْ بِدَمَائِهِمْ.

۱۵۱۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے
شہیدوں کو شہادت کے مقامات پر واپس لے جانے کا
حکم دیا جب کہ انھیں مدینہ لایا جا چکا تھا۔

۱۵۱۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،
وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، سَمِعَ
نُبَيْحًا الْعَنْزَرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِي
أُحَدِ أَنْ يُرَدُّوا إِلَى مَصَارِعِهِمْ. وَكَانُوا
يُقَلُّوا إِلَى الْمَدِينَةِ.

☀️ نوآمد مسائل: ① شہیدوں کو وہیں دفن کیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوئی ہو۔ یہی افضل ہے۔ ② خاص
ضرورت کے بغیر میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جا کر دفن کرنا مناسب نہیں۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ
عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۲۹)

۱۵۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسجد میں جنازہ
پڑھا اس کے لیے کچھ نہیں۔“

۱۵۱۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَثْبٍ، عَنْ صَالِحِ مَوْلَى
النُّوَامِيَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ جَنَازَةً فِي الْمَسْجِدِ،
فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ».

۱۵۱۶- [صحیح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في الميت يحمل من أرض إلى أرض وكراهة ذلك، ح: ۳۱۶۵
من حديث الأسود بن قيس به، وصححه الترمذي، ح: ۱۷۱۷، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.
۱۵۱۷- [سننہ حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز في المسجد، ح: ۳۱۹۱ من حديث
ابن أبي ذئب به، وحسنه ابن القيم، ولم أر لمضعفه حجة، وروى البيهقي: ۵۲/۴ عن صالح: "فرايت الجنائز
توضع في المسجد، فرايت بأهربية إذا لم يجد موضعاً إلا في المسجد انصرف ولم يصل عليها"، وفي رواية
الطيالسي: ۲۳۱۰ عن ابن أبي ذئب عن صالح قال: "وأدرت رجلاً ممن ادركوا النبي ﷺ وأبا بكر إذا جاؤوا فلم
يجدوا إلا أن يصلوا في المسجد رجعوا فلم يصلوا".

٦- أبواب ما جاء في الجنائز مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کی بابت حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے آخری الفاظ کی بابت اختلاف ہے۔ کسی میں ”فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ“ کسی میں ”فَلَا شَيْءَ لَهُ“ کسی میں ”فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ“ اور کسی میں ”لَيْسَ لَهُ أَجْرٌ“ کے الفاظ ہیں ان الفاظ کی بابت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین لکھتے ہیں کہ ان میں سب سے صحیح ”فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ“ کے الفاظ ہیں۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اسے خاص اجر نہیں ملے گا، صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا، مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جاسکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ علاوہ ازیں امام احمد بن حنبل سے مسجد میں نماز جنازہ کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: یہ سنت ہے نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھایا، اسی طرح حضرت صہیب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ بھی کبار صحابہ کی موجودگی میں مسجد ہی میں پڑھایا تو کسی نے اختلاف نہ کیا، اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا، البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔

١٥١٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ : وَحَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ
سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَجَلَانَ ، عَنْ عَبَادِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :
وَاللَّهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ سَهْلًا
ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ .

١٥١٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بیضاء رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت سمیل رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

قَالَ ابْنُ مَاجَهَ : حَدِيثُ عَائِشَةَ أَفْوَى .
امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث زیادہ قوی ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ کا جواز زیادہ صحیح ہے کیونکہ صالح حدیث: (١٥١٤) کی نسبت جواز والی حدیث: (١٥١٨) زیادہ صحیح ہے۔ ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ بعض افراد کا جنازہ مسجد میں ادا کیا ہے تاہم عام طور پر جنازہ باہر میدان میں ادا کیا جاتا تھا جہاں عمیر وغیرہ بھی پڑھتے تھے یہ جگہ مصلی کہلاتی تھی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجنائز' باب الصلاة على الجنائز

١٥١٨- [صحيح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز في المسجد، ح: ٣١٨٩ من حديث فليح بن صالح مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وقال البخاري: "صالح عن عباد مرسل"، وتابعه محمد بن عبد الله بن عباد عند أبي داود، ح: ٣١٨٩، وهو مجهول (تقريب)، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ٩٧٣، وغيره، ولا تعارض بين الحديثين، لهذا يدل بجواز الصلاة على الميت في المسجد لعذر، والأول محمول على غالب الأحوال.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت کے دفن تک ٹھہرنے والے کے ثواب کا بیان
 بالمصلی والمسجد' حدیث: (۱۳۲۸) ① اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو
 ممنوع قرار دیتے ہیں۔

(المعجم ۳۰) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ**
الَّتِي لَا يَصَلِّي فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يَدْفَنُ
 (التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- ان اوقات کا بیان جن میں
 میت کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا اور اسے دفن
 نہیں کیا جاتا

۱۵۱۹- حضرت عقیقہ بن عامر جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے انھوں نے فرمایا: تین اوقات ایسے ہیں جن سے اللہ
 کے رسول ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے کہ ان (اوقات)
 میں نماز پڑھیں یا ان میں اپنے فوت شدگان کو دفن
 کریں: جب سورج طلوع ہو رہا ہو اور عین دوپہر
 (زوال) کے وقت حتیٰ کہ سورج ڈھل جائے اور جب
 سورج غروب ہونے کے قریب ہوتی کہ (پوری طرح)
 غروب ہو جائے۔

۱۵۱۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا
 وَكَيْعٌ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، جَمِيعاً ، عَنْ مُوسَى
 ابْنِ عَلِيٍّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ :
 سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ يَقُولُ :
 ثَلَاثٌ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ
 نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نُقْبِرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ
 الشَّمْسُ بَارِغَةً ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ
 حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ ، وَحِينَ تَصَيِّفُ
 لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ .

☀️ **فوائد و مسائل:** ① مکروہ اوقات میں جس طرح عام نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح نماز جنازہ بھی مکروہ ہے۔
 ② ان اوقات میں میت کو دفن کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ کوئی خاص مجبوری ہو۔

۱۵۲۰- ۱۵۲۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو رات کے وقت قبر
 میں اتارا اور اس کی قبر میں چراغ لے گئے۔

۱۵۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ :
 أَبَانَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ ، عَنْ مِثَالِ بْنِ
 خَلِيفَةَ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

۱۵۱۹- أخرجه مسلم ، صلاة المسافرين ، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها ، ح : ۸۳۱ من حديث موسى بن
 عليّ بن

۱۵۲۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي ، الجنائز ، باب ما جاء في الدفن بالليل ، ح : ۱۰۵۷ من حديث يحيى بن
 اليمان عن المنهال بن خليفة عن الحجاج بن أرطاة عن عطاء عن ابن عباس به ، وقال : " حسن " ، وضعفه البيهقي ،
 وانظر ، ح : ۱۵۰۴ لعلته .

۶- أبواب ما جاء في الجنائز نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت کے دفن تک ٹھہرنے والے کے ثواب کا بیان

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَذْخَلَ رَجُلًا قَبْرَهُ لَيْلًا،
وَأَسْرَجَ فِي قَبْرِهِ.

🌞 نوادہ و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ امام ترمذی اور شیخ البانی رحمہما نے حسن قرار دیا ہے نیز شیخ البانی رحمہ نے اس کے دیگر شواہد بھی بیان کیے ہیں دیکھیے: (احکام الجنائز، ص: ۱۰۸) لہذا رات کو دفن کرنا مجبوری کے وقت جائز ہے۔ جیسا کہ آئندہ آنے والی حدیث سے بھی یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے جسے ہمارے شیخ نے صحیح مسلم کی حدیث: (۹۳۳) کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل قرار دیا ہے دیکھیے آئندہ حدیث کی تحقیق و تخریج۔ ② رات کو دفن کرتے وقت روشنی کے لیے چراغ وغیرہ جلانا درست ہے خواہ چراغ قبر کے اندر تک لے جانا پڑے۔ ممنوع کام دفن کے بعد قبر کے اوپر چراغ جلانا ہے۔

۱۵۲۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَدْفِنُوا مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَّا أَنْ تَضْطَرُّوا».

۱۵۲۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے فوت ہونے والوں کو رات کو دفن نہ کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کوئی مجبوری ہو۔“

۱۵۲۲- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيِّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ ابْنِ لَهِيْعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلُّوا عَلَيَّ مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ».

۱۵۲۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے فوت ہونے والوں کا جنازہ رات کو بھی پڑھو اور دن کو بھی۔“

🌞 فائدہ: حدیث (۱۵۱۹) میں جو کمرہ اوقات ذکر ہوئے ہیں ان کے علاوہ کسی بھی وقت نماز جنازہ ادا کی

۱۵۲۱- [ضعیف] * إبراهيم بن يزيد الخوزي المكي متروك الحديث (تقريب)، وفيه علة أخري، وله طرق ضعيفة عند ابن الجوزي في العلال المنهاية: ۴۲۷/۲، ح: ۱۵۱۹، ۱۵۲۰ وغيره. وراجع للدفن بالليل معاني الآثار للطحاوي: ۱/۵۱۳، ۵۱۵ وغيره، وحديث مسلم: (۹۴۳) يعني عنه.

۱۵۲۲- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۶/۴ بإسناد صحيح عن يحيى بن إسحاق السليحي أنبا ابن لهيعة عن أبي الزبير به، وزاد في الأخير: "أربع تكبيرات سواء" انظر، ح: ۳۳۰ لعلته * وأبو الزبير تقدم، ح: ۳۹۵، وعنمن، إن صح الإسناد إليه، يحيى بن إسحاق من قدماء أصحاب ابن لهيعة كما في تهذيب التهذيب: ۲/۳۶۱، انظر ترجمة حفص بن هاشم.



۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کا بیان

جاسکتی ہے لیکن رات کو جنازہ پڑھنے میں حاضری کم ہوگی۔ بہت سے مسلمانوں کو اطلاع نہیں ہو سکے گی یا اطلاع کے باوجود ان کو حاضر ہونے میں مشقت ہوگی اس لیے بہتر ہے کہ ایسے وقت جنازہ پڑھا جائے جب زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہو سکیں۔ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى

باب: ۳۱۔ اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنا

أَهْلِ الْقَبِيلَةِ (التحفة ۳۱)

۱۵۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ :
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ
 نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ
 ابْنُ أَبِي، جَاءَ ابْنَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:
 يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي فَمِصْكَ أَكْفَنَهُ فِيهِ.
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَذُنُونِي بِهِ» فَلَمَّا أَرَادَ
 النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ قَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ
 الْخَطَّابِ: مَا ذَاكَ لَكَ. فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ
 ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَنَا بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ:
 ﴿أَسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ﴾». [التوبة:
 ۸۰] فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ
 مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾. [التوبة: ۸۴]

۱۵۲۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 انھوں نے فرمایا: جب عبداللہ بن ابی مرثد اس کے بیٹے
 نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے
 رسول! مجھے اپنی قمیص عنایت فرمائیے میں اس (قمیص)
 میں اسے کفنوں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے
 اس (کا جنازہ تیار ہونے) کی اطلاع دینا“ جب نبی
 ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت
 عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آپ کے لائق نہیں۔ نبی
 ﷺ نے فرمایا: مجھے دو چیزوں میں سے ایک کے
 انتخاب کا اختیار ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے):
 ﴿أَسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ﴾ ”آپ ان کے
 لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں (برابر ہے)“ تب اللہ
 تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى
 أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ ”اے
 نبی! ان میں سے جو مر جائے آپ اس کی نماز (جنازہ)
 ہرگز نہ پڑھیں اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔“

۱۵۲۳۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن في القمص الذي يكف أو لا يكف، ح: ۱۲۶۹ من حديث يحيى
 ابن سعيد به وغيره، ومسلم، صفات المنافقين، باب صفات المنافقين وأحكامهم، ح: ۲۷۷۴ من حديث عبدالله بن
 عمر به.

٦- أبواب ما جاء في الجنائز اہل قلیبکی نماز جنازہ ادا کرنے کا بیان

[قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ
الْفِقْهِ أَنَّ الْقِيَامَ عَلَى الْقَبْرِ بِرُؤْيَا الْحَيِّ]
مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ کسی زندہ شخص کا قبر پر کھڑے
ہونا (اور میت کے لیے دعا کرنا) نیکی ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① عبد اللہ بن ابی منافقوں کا سردار تھا جو زندگی بھر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہا اور مسلمان کہلانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو مختلف انداز سے تکلیفیں پہنچاتا رہا لیکن اس کا بیٹا سچا مسلمان تھا اس کا نام بھی عبد اللہ تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کے لیے ان کے منافق باپ عبد اللہ بن ابی کو پہنانے کے لیے اپنی قمیص عطا فرمائی۔ ③ کفن کے کپڑے بن سلعے ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی خاص صورت حال پیش آجے تو سلا ہوا کپڑا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ اس منافق کی بخشش نہیں ہوگی اس کے باوجود نبی ﷺ نے اس کے لیے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا کیونکہ اللہ سے دعا کرنا ایک نیکی ہے اس کے لیے قبولیت شرط نہیں۔ ⑤ نفاق ایک قلبی کیفیت ہے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا رسول اللہ ﷺ کو بھی یقینی علم حاصل نہیں ہوا۔ جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ (التوبة: ۱۰۱) ”میدنہ والوں میں سے کچھ ایسے (منافق) ہیں جو نفاق پراڑے ہوئے ہیں۔ آپ ان کو نہیں جانتے، ہم انھیں جانتے ہیں۔“ بعد میں نبی اکرم ﷺ کو بتا دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ ⑥ ہم ظاہر کے مطابق عمل کے مکلف ہیں جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کا اقرار کرتا ہے اسے مسلمان سمجھا جائے گا جب تک وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اس کا کافر ہونا ظاہر ہو جائے اس لیے جب تک کسی کا کفر ثابت نہ ہو جائے اس کے مرنے پر اس کا جنازہ پڑھا جائے گا، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اس کے مسلمان رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے جب کہ غیر مسلم یا مرتد کے احکام اس کے برعکس ہوں گے۔ ⑦ اگر دل میں ایمان نہ ہو تو کسی برکت والی چیز کا کوئی فائدہ نہیں اس لیے ظاہری اشیاء سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کے بجائے دل کی اصلاح ضروری ہے۔ ⑧ جس کا کفر معلوم ہو اس کے حق میں دعائے مغفرت جائز نہیں؛ مثلاً: کوئی عیسائی، ہندو یا قادیانی مسیحا یا رشتہ دار ہو تو اس کی وفات پر جس طرح اس کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا اس کے حق میں دعا کرنا بھی درست نہیں۔
(دیکھیے: (التوبة: ۱۱۳))

١٥٢٤ - حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ
الْوَأَيْطِيُّ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا:
١٥٢٣ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مدینہ میں منافقوں کا سردار (عبد اللہ بن ابی)

١٥٢٤ - [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١١ لعلته، والحديث صحيح، انظر الحديث السابق.

۶- أبواب ماجاء في الجنائز اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کا بیان

حَدَّثَنَا يَعْيَسُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنْ غَابِرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَاتَ رَأْسُ الْمَنَافِقِينَ بِالْمَدِينَةِ. وَأَوْصَى أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. وَأَنْ يُكْفَنَهُ فِي قَمِيصِهِ. فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَفَّنَهُ فِي قَمِيصِهِ وَقَامَ عَلَى قَبْرِهِ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾.

مرگیا۔ اس نے (مرنے سے پہلے) وصیت کی کہ نبی ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور اپنی قمیص مبارک کا کفن پہنائیں چنانچہ نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اپنی قمیص میں اسے کفنا یا اور اس کی قبر پر (اس کے حق میں دعا کرنے کے لیے) کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ (التوبة: ۸۴) ”(اے نبی!) ان میں سے جو مرجائے آپ ہرگز اس کی نماز (جنازہ) نہ پڑھیں اور نہ (کبھی) اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔“

🌟 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف اور معناً صحیح قرار دیا ہے۔ جبکہ دیگر محققین نے اس کی بابت لکھا ہے کہ اس روایت میں وصیت کا تذکرہ منکر ہے اس کے علاوہ باقی حدیث صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ للذککور بشرار عواد، حدیث: ۱۵۲۳، وأحكام الجنائز، ص: ۱۲۰)

۱۵۲۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السَّلْمِيُّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عُثْبَةُ بْنُ يَظْطَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْمَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى كُلِّ مَيِّتٍ. وَجَاهِدُوا مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ».

۱۵۲۵- حضرت واہلہ بن اسحق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر میت کا جنازہ پڑھو اور ہر امیر کی قیادت میں جہاد کرو۔“

۱۵۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَابِرٍ بْنُ

۱۵۲۶- حضرت جابر بن اسمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۵۲۵- [إسناده موضوع] انظر، ح: ۷۵۰ لعلته.

۱۵۲۶- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلاة على الفاتل نفسه، ح: ۹۷۸، والترمذي، ح: ۱۰۶۸، وغيرهما من طرق عن سماك به مختصراً، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۶- ابواب ما جاء في الجنان

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

زُرَّارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ جَرِحَ، فَأَذَنَهُ الْجِرَاحَةَ. فَذَبَّتْ إِلَيْهِ مَسَاقِصٌ، فَذَبَحَ بِهَا نَفْسَهُ. فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ: وَكَانَ ذَلِكَ مِنْهُ أَدْبًا.

کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب زخمی ہو گئے۔ انھیں زخم سے تکلیف ہوئی وہ ریگ کر تیر کے پھل تک پہنچا اور اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تمہیہ کے طور پر ایسا کیا۔

سورہ فوائد و مسائل: ① خود کشی کبیرہ گناہ ہے۔ ② کبیرہ گناہ کے مرتکب کا جنازہ پڑھانے سے اگر معزز اور عالم لوگ اجتناب کریں تو اس سے دوسروں کو عبرت ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچنے کی کوشش کریں گے لیکن عوام کو ایسے فیض کا جنازہ پڑھنا چاہیے بغیر جنازہ پڑھے دن نہ کیا جائے۔ ③ ایسے موقع پر امام کو حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کرنا چاہیے اگر اس کے انکار سے غیر مطلوب نتائج برآمد ہونے کا خطرہ ہو اور فائدے سے نقصان بڑھ جائے گا اندیشہ ہو تو جنازہ پڑھانے سے انکار نہ کیا جائے۔ دوسرے موقع پر مناسب انداز سے نصیحت کی جائے۔

باب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ۳۲)

باب ۳۲- قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

۱۵۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ: أَنبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُ الْمَسْجِدَ. فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَسَأَلَ عَنْهَا بَعْدَ أَيَّامٍ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهَا مَاتَتْ. قَالَ: «فَهَلَّا أَذَنْتُمُونِي» فَأَتَى قَبْرَهَا، فَصَلَّى عَلَيْهَا.

۱۵۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام خاتون مسجد کی صفائی کیا کرتی تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کو نظر نہ آئیں تو چند دن بعد ان کے متعلق دریافت فرمایا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ فوت ہو گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟“ پھر نبی ﷺ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا کی۔

سورہ فوائد و مسائل: ① خدام کی خبر گیری اور ان کے حالات معلوم کرنا اخلاقی فرض ہے۔ ② چند دن بعد عابلاً

۱۵۲۷- أخرجه البخاري، الصلاة، باب كنس المسجد والتقاط الخرق والغذى والعيان، ح: ۵۸؛ وغيره، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ۹۵۶؛ من حديث حماد بن زيد به.

۶۔ ابواب ماجاء فی الجنائز

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

اس لیے دریافت فرمایا کہ اس سے پہلے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ کسی کام سے یا کسی رشتہ دار کو ملنے چلی گئی ہوگی یا معمولی بیماری یا مصروفیت کی وجہ سے مسجد کی صفائی کے لیے نہیں آ سکی۔ ⑤ جو شخص کسی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا ہو وہ قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کر سکتا ہے اس کی کیفیت وہی ہوگی جیسے میت چارپائی پر سانسے رکھ کر جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ ⑥ نماز جنازہ کی مذکورہ بالا صورت کے سوا کوئی بھی نماز قبرستان میں ادا کرنا حرام ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”ساری زمین مسجد (عبادت کی جگہ) ہے۔ سوائے قبرستان اور حمام کے۔“ (سنن ابی داؤد، الصلاة، باب فی المواضع التي لا تجوز فيها الصلاة، حدیث: ۳۹۳، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أن الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام، حدیث: ۳۱۷) نیز ارشاد نبوی ہے: ”قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔“ (صحیح مسلم، الجنائز، باب النهی عن الحلوس علی القبر والصلاة علیه، حدیث: ۹۷۳) ⑦ سنن بیہقی میں اس خاتون کا نام ام محجنؓ مذکور ہے۔ دیکھیے: (سنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۸/۳)

۱۵۲۸۔ حضرت زید بن ثابتؓ کے بڑے بھائی

حضرت یزید بن ثابتؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ باہر گئے جب آپ ﷺ بقیع (کے قبرستان) میں پہنچے تو آپ کو ایک نئی قبر نظر آئی، نبی ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہؓ نے کہا: فلاں خاتون ہے (یہ ان کی قبر ہے)۔ آپ نے اسے پہچان لیا۔ فرمایا: ”تم نے مجھے اس کی (وفات کی) اطلاع کیوں نہ دی؟“ انھوں نے کہا: آپ دوپہر کو آرام فرما رہے تھے اور آپ روزے سے تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہ لگی کہ آپ کو تکلیف دیں۔ آپ نے فرمایا: ”یوں نہ کیا کرو۔ مجھے (تم سے دوبارہ ایسے عمل کی) ہرگز خبر نہ ملے۔ جب تک میں تمھارے درمیان (زندہ) موجود ہوں تم میں سے جو

۱۵۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ، وَكَانَ أَكْبَرَ مِنْ زَيْدٍ. قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا وَرَدَ الْبَقِيعَ فَإِذَا هُوَ بِقَبْرِ جَدِيدٍ. فَسَأَلَ عَنْهُ. فَقَالُوا: فَلَانَةٌ. قَالَ فَعَرَفَهَا وَقَالَ: «أَلَا أَدْنُمُونِي بِهَا» قَالُوا: «كُنْتَ قَائِلًا صَائِمًا. فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤَدِّبَكَ. قَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا. لَا أَعْرِفُ مَا مَاتَ مِنْكُمْ مَيِّتٌ، مَا كُنْتُ بَيْنَ أَطْهَرِكُمْ، إِلَّا أَدْنُمُونِي بِهِ. فَإِنْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ لَهُ رَحْمَةٌ» ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ، فَصَفَّقْنَا خَلْفَهُ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا.

۱۵۲۸۔ [مسند صحیح] أخرجه النسائي: ۸۴، ۸۵، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ۲۰۲۴ من حديث

عثمان بن حكيم أبي سهل به، و صححه ابن حبان (موارد)، ح: ۷۵۹-۷۶۱.

٦- أبواب ما جاء في الجنائز

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

کوئی بھی فوت ہو مجھے ضرور اطلاع کیا کرو کیونکہ میری دعائے رحمت کے لیے باعث ہے۔“ پھر آپ ﷺ قبر پر تشریف لے گئے، ہم نے آپ کے پیچھے صف بنالی اور آپ نے اس پر چارنگہ میریں کہیں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اپنے تمام صحابہ کی خبر گیری فرماتے تھے اگرچہ کوئی بظاہر معمولی حیثیت کا حامل ہو۔ لیڈر اور سربراہ کا اپنے کارکنوں سے اس طرح کا تعلق ہونا چاہیے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے آرام کا خیال کیا اور تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا۔ چھوٹوں کو بزرگوں کا اسی طرح خیال رکھنا چاہیے۔ ③ قبر پر جنازہ پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو دفن سے پہلے میت کا جنازہ پڑھنے کا ہے۔

۱۵۲۹- حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما، اپنے والد

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: ایک سیاہ فام خاتون کی وفات ہو گئی۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع نہ دی گئی۔ (بعد میں) آپ ﷺ کو اس کی وفات کا علم ہوا تو فرمایا: ”تم نے مجھے اس کی وفات کی اطلاع کیوں نہ دی؟“ پھر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”اس (کی نماز جنازہ) کے لیے صفیں بناؤ۔“ تب آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

۱۵۲۹- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ

كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ مَاتَتْ وَلَمْ يُؤَدَّنْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ. فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ. فَقَالَ: «هَلَّا أَذْنَمُونِي بِهَا» ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «صَفُّوا عَلَيَّهَا» فَصَلَّى عَلَيْهَا.

۱۵۳۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ (وفات سے پہلے بیماری کے ایام میں) رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام نے اسے رات ہی کو دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ

۱۵۳۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ. وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُهُ. فَدَفَنُوهُ بِاللَّيْلِ. فَلَمَّا أَصْبَحَ

۱۵۲۹- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/ ۴۴۴ عن قتية بن سعيد عن الدراوردي به، وحسنه البوصيري.

۱۵۳۰- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الإذن بالجنازة، ح: ۱۲۴۷ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ۹۵۴ من حديث الشيباني به.

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے خبر کرنے میں تمہیں کیا مانع تھا؟“ انھوں نے کہا: رات کا وقت تھا اور اندھیرا بھی تھا تو ہم نے آپ کو تکلیف دینا پسند نہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کی۔

۱۵۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک قبر پر میت کی تدفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی۔

۱۵۳۲- حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک میت کا جنازہ اس کے دفن کیے جانے کے بعد ادا کیا۔

۱۵۳۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک رات وہ فوت ہو گئی۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ کو اس کی وفات کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے مجھے (اس وقت) کیوں سنا اس کی وفات کی اطلاع دی؟“ پھر آپ صحابہ کو ساتھ لے کر نکلے اور اس کی قبر پر جا کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے پیچھے تمام لوگوں نے اس پر (نماز جنازہ کی) تکبیریں کہیں اور اس

۶- ابواب ما جاء في الجنائز...

أَعْلَمُوهُ. فَقَالَ: «مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تَعْلَمُونِي؟» قَالُوا: كَانَ اللَّيْلُ. وَكَانَتِ الظُّلْمَةُ. فَكَرِهْنَا أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ. فَأَتَى قَبْرَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

۱۵۳۱- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عُذْرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرِ بَعْدَمَا قُبِرَ.

۱۵۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مِهْرَانُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَلَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ بَعْدَمَا دُفِنَ.

۱۵۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَرْحِبِيلٍ، عَنِ ابْنِ لَهَيْعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَتْ سَوْدَاءُ تَقُمُ الْمَسْجِدَ. فَتَوَفِّيَتْ لَيْلًا. فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرَ بِمَوْتِهَا. فَقَالَ: «أَلَا أَدْتُمُونِي بِهَا؟» فَخَرَجَ بِأَصْحَابِهِ، فَوَقَفَ عَلَى قَبْرِهَا، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا وَالنَّاسُ مِنْ

۱۵۳۱- أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ۹۵۵، انظر الحديث السابق من حديث غندر به.

۱۵۳۲- [صحيح] وحسنه البوصيري * محمد بن حميد حافظ ضعيف، وكان ابن معين حسن الرأي فيه (تقريب)،

ويجوز متكلم فيه، فالسند ضعيف، والحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

۱۵۳۳- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۳۰ لعلته.

٦- أبواب ما جاء في الجنائز حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کا بیان
خَلْفِهِ، وَدَعَا لَهَا، ثُمَّ انْصَرَفَ . کے لیے دعائیں کیں (نماز جنازہ پڑھی) پھر واپس آگئے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متنا و معنی صحیح ہے۔ دکتور بشار عواد مزید لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے کیونکہ صحیح روایات مثلاً: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان سے اس کی تائید ہوتی ہے نیز سنن ابن ماجہ (حدیث: ۱۵۲۸) میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے جسے ہمارے فاضل محقق نے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متنا صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، للدکتور بشار عواد، حدیث: ۱۵۳۳، و صحیح ابن ماجہ للالبانی، رقم: ۱۲۵۳)

(المعجم ۲۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی
عَلَى النَّجَاشِيِّ (التحفة ۳۳) نماز جنازہ کا بیان

١٥٣٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نجاشی فوت ہو گیا ہے۔“
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی یقیع
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے پیچھے ہماری صفیں
مَاتَ» فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ إِلَى بنائیں، رسول اللہ ﷺ (خود) آگے بڑھے اور چار
الْبِقِيعِ. فَصَفَّنَا خَلْفَهُ. وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تکبیریں کہیں۔
ﷺ، فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ حبشہ کے بادشاہ تھے ان کا نام احمد تھا۔ (صحیح البخاری، مناقب الأنصار، باب موت النجاشي، حدیث: ۳۸۷۹) حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات ۸ یا ۹ ہجری لکھی ہے اور فرمایا ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک ان کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۲۳۰/۷، حدیث: ۳۸۷۷) ② مذکورہ حدیث سے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے تاہم یہ مسئلہ آج تک علماء کے مابین مختلف فریہ چلا آ رہا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہر ایک میت کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے حتیٰ کہ بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ آدی کو چاہیے کہ ہر شام کو نماز جنازہ پڑھے اور نیت یہ کرے کہ ہر اس

١٥٣٤- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ح: ١٣١٨ من حديث معمر، و مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥١ من حديث الزهري به مطولاً ومختصراً.



۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کا بیان

مسلمان کی نماز جنازہ ہے جو آج روئے زمین پر فوت ہوا ہے۔ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ ہر ایک کی غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں صرف اس شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور شیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے جبکہ ایک تیسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ہر اس شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے جس نے علم نافع وغیرہ کی صورت میں مسلمانوں پر احسان کیا ہو تاہم اس مسئلہ کی بابت ہمارے نزدیک راجح اور اقرب الی الصواب بات درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھنا ہے:

❶ فوت ہونے والا اچھی شہرت اور سیاسی یا مذہبی اور علمی حیثیت کا حامل ہو۔ ہر چھوٹے بڑے کی نماز جنازہ غائبانہ طور پر پڑھنا غیر مستنون ہے۔

❷ غائبانہ نماز جنازہ کی ادائیگی میں سیاسی یا مالی مفادات وابستہ نہ ہوں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مطلوب ہو۔

❸ اس کے لیے اعلانات کرنا، اشتہارات اور بیروز وغیرہ لگانا، مخصوص علمائے کرام یا مذہبی و سیاسی قائدین سے نماز جنازہ پڑھوانا نیز انتظار اور اسی قسم کے دیگر ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنا جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں یہ وبا عام ہے، شرعی طور پر محل نظر ہے لہذا اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔

❹ غائبانہ نماز جنازہ کے موقع پر تقریر یا خطابات کا بھی قطعاً اہتمام نہ ہو ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔ بصورت دیگر فوت ہونے والے شخص کے لیے صرف دعا کرنا ہی زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔ واللہ أعلم بالصواب۔ ❺ غائبانہ نماز جنازہ کا طریقہ وہی ہے جو میت سامنے ہونے کی صورت میں ہے۔

۱۵۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ
الْمُقَفَّلِيِّ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا
هُشَيْمٌ ، جَمِيعًا عَنْ يُونُسَ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ
أَبِي الْمُهَلَّبِ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «إِنَّ أَحَاكُمُ النَّجَاشِيَّ
قَدْ مَاتَ ، فَصَلُّوا عَلَيْهِ» قَالَ فَصَلَّيْنَا

۱۵۳۵۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اس کا جنازہ پڑھ لو“ صحابی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز (جنازہ) ادا کی۔ میں دوسری صف میں تھا۔ آپ نے دو صفیں بنا کر اس کا جنازہ پڑھایا۔

۱۵۳۵۔ أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ۹۵۳ من حديث أبي يونس عن أبي قلابة به.

حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کا بیان

۶- ابواب ما جاء في الجنائز

خَلْفَهُ. وَإِنِّي لَفِي الصَّفِّ الثَّانِي. فَصَلَّى عَلَيْهِ صَفَّيْنِ.

۱۵۳۶- حضرت مجع بن جارية انصاری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو اس کا جنازہ پڑھ لو۔“ تو ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔

۱۵۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَغْمَيْنَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ. فقوموا فصلوا عليه» فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ.

۱۵۳۷- حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے اور فرمایا: ”اپنے ایک بھائی کا جنازہ پڑھو جو تمہارے علاقے سے باہر فوت ہو گیا ہے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ کون ہے؟ فرمایا: ”نجاشی۔“

۱۵۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنِ الْمُثَنَّى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ بِهِمْ فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَيَّ أَحَ لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ أَرْضِكُمْ» قَالُوا: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: «النَّجَاشِيُّ».

۱۵۳۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ نبی ﷺ نے نجاشی رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھا تو چار تکبیریں کہیں۔

۱۵۳۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو السَّكَنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَيَّ النَّجَاشِيَّ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.



۱۵۳۶- [صحیح] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳/ ۳۶۲ وغيره * حمران ضعيف، رمي بالرفض (تقريب)، وفيه علة أخراي، والحديث السابق شاهد له.

۱۵۳۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۷/ ۴ من حديث المثني به، وتابعه جماعة * قتادة مدلس، وتقدم، ح: ۱۷۵، ولم أجد تصريح سماعه، ولحديثه شواهد، انظر، ح: ۱۵۳۴، ۱۵۳۵.

۱۵۳۸- [إسناده صحيح] الفرد به ابن ماجه.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز - - - - - نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت کے دفن تک ٹھہرنے والے کے ثواب کا بیان

(المعجم ۳۴) - بِأَبِّ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ

باب: ۳۳- نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت

کے دفن تک ٹھہرنے والے کا ثواب

صَلَّى عَلَيَّ جِنَازَةً وَمِنْ أَنْتَظَرَ دَفْنَهَا

(التحفة ۳۴)

۱۵۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس

کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جس نے انتظار کیا حتیٰ

کہ اس (کے دفن) سے فراغت ہو جائے اس کے لیے

دو قیراط ثواب ہے۔“ صحابہ نے کہا: دو قیراط کیسے ہوتے

ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”دو پہاڑوں کے برابر۔“

۱۵۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ جِنَازَةً فَلَهُ

قِيرَاطٌ. وَمَنْ أَنْتَظَرَ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ

قِيرَاطَانِ» قَالُوا: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ:

«مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① جس طرح مسلمان کا جنازہ پڑھا فرض ہے اسی طرح اسے دفن کرنا بھی ضروری ہے ان

دووں کاموں کے لیے عام مسلمانوں کے تعاون کی ضرورت ہے لہذا جس طرح ثواب کی نیت سے نماز جنازہ

میں شرکت کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح قبر کھودنے، میت کو دفن کرنے اور قبر کو برابر کرنے میں بھی زیادہ

سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② جس طرح نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کی جاتی ہے اسی

طرح دفن کے بعد بھی اس کی ثابت قدمی کے لیے اور سوالوں کے جواب کی توفیق کے لیے دعا کی جاتی

ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے: ”اپنے بھائی

کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ اس سے اب سوال ہو رہا

ہے۔“ (سنن أبي داود، الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف، حدیث: ۳۲۲۱)

③ قیراط قدیم دور کا ایک سکہ اور ایک وزن ہے۔ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے قیراط کو دینار کا بیسواں یا چوبیسواں

حصہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (النهاية، باده قرط) علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے قیراط کا وزن دو درہم کا بار ہواں حصہ بتلایا

ہے جس کا اندازہ دو روٹی بیان فرمایا ہے۔ آج کل گرام کے پانچویں حصے (۲۰۰ ملی گرام) کو قیراط یا کیرٹ کہتے

ہیں۔ حدیث میں اس سے مراد ثواب کی ایک خاص مقدار ہے جو پہاڑ کے برابر ہے۔ ایک روایت میں ”اُحد

پہاڑ کے برابر“ کے الفاظ بھی وارد ہیں۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۵۳۰) ④ شاگرد کو چاہیے کہ اگر کوئی

بات سمجھ میں نہ آئے تو استاد سے پوچھ لے اور استاد کو بھی دوبارہ وضاحت کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔

۱۵۳۹- أخرجه البخاري، ح: (۱۲۲۵، ۴۷)، النسخة الهندية: ۱/۱۷۷، وتحفة الأشراف: ۱/۴۸، ومسلم،

الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنائز واتباعها، ح: ۹۴۵ من حديث معمر به.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۴۰- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو اس کے دفن تک حاضر رہا اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیراط کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اعد (پہاڑ) کے برابر۔“

۱۵۴۰- حَدَّثَنَا حَمِيدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ جِنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ. وَمَنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ» قَالَ: فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقِيرَاطِ؟ فَقَالَ: «مِثْلُ أَحَدٍ».

۱۵۴۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو حاضر رہا حتیٰ کہ (میت کو) دفن کیا جائے اس کے لیے (ثواب) کے دو قیراط ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے (ثواب کا) قیراط اس اُحد سے بھی بڑا ہے۔“

۱۵۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَبْدِ بْنِ نَابِتٍ، عَنْ زُرَّابْنِ حَبِيشٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ جِنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ. وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ الْقِيرَاطُ أَكْبَرُ مِنْ أَحَدٍ هَذَا».

باب: ۳۵- جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا

(المعجم ۳۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ

لِلْجِنَازَةِ (التحفة ۳۵)

۱۵۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۵۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ أَبَانَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ،

۱۵۴۰- أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ۹۹۶، انظر الحديث السابق من حديث قتادة به، وله شواهد انظر الحديث السابق.

۱۵۴۱- [صحيح] وضعه البوصيري، وانظر، ح: ۱۱۲۹، ۴۹۶، لعلته.

۱۵۴۲- أخرجه البخاري، الجنائز، باب القيام للجنائز، ح: ۱۳۰۸، ۱۳۰۷، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنائز، ح: ۹۵۸، من حديث الليث وسفيان به.



۶۔ أبواب ما جاء في الجنائز ----- جنازہ آنا دیکھ کر کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح :
وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا
حَتَّى تُخَلَّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص راستے میں بیٹھا ہو اور جنازہ آجائے تو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے۔
جب جنازہ گزر جائے تو بیٹھ جائے۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو منسوخ قرار دیا ہے کیونکہ
رسول اللہ ﷺ بعض اوقات کھڑے نہیں ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے: (سنن ابن ماجہ)
حدیث: (۱۵۴۳) لیکن ان دونوں احادیث کو اس طرح بھی جمع کیا جاسکتا ہے کہ کھڑا ہونا واجب قرار نہ دیا جائے
بلکہ اسے مستحب (بہتر) کہا جائے۔ ③ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے میں کیا حکمت ہے؟ حدیث میں اس کے دو
اسباب ذکر ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ موت ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان نمگین اور پریشان ہوتا ہے اور
آخرت کی یاد سے دل پر خوف طاری ہوتا ہے اس کے اظہار کے لیے جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے۔ (سنن
ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۴۳) دوسری وجہ ان فرشتوں کا احترام ہے جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ سنن نسائی
میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو نبی ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: "میں
فرشتوں کی وجہ سے کھڑا ہوا ہوں۔" (سنن النسائي، الجنائز، باب الرخصة في ترك القيام، حدیث: ۱۹۳۱)
④ جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں وہ اس وقت تک نہ بیٹھیں جب چار پائی زمین پر نہ رکھ دی جائے۔
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔
جو اس (جنازے) کے ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے حتیٰ کہ (چار پائی کو زمین پر) رکھ دیا جائے۔" (صحیح البخاری،
الجنائز، باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع عن منابك الرجال فان قعد أمر بالقيام، حدیث: ۱۳۶۰)

۱۵۴۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَمَعْنَدُ بْنُ السَّرِيِّ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ
سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ عَلَيَّ
۱۵۴۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا
تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: "کھڑے ہو جاؤ، موت
کی ایک گھبراہٹ (اور پریشانی) ہوتی ہے۔"

۱۵۴۳۔ [استادہ حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۸۷ من حديث محمد بن عمرو به، و صححه البوصيري.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

النَّبِيِّ ﷺ بِجِنَازَةٍ. فَقَامَ، وَقَالَ: «قُومُوا. فَإِنِ لِّلْمَوْتِ فَرَعًا».

۱۵۴۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِجِنَازَةٍ، فَقُمْنَا. حَتَّى جَلَسْنَا.

☀️ فائدہ: اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا منسوخ ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب [قَامَ] اور [قُمْنَا] کے لفظ میں استمرار (ایک کام بار بار کرنے) کا مفہوم سمجھا جائے اور یوں ترجمہ کیا جائے: ”نبی ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوتے تھے تو ہم بھی کھڑے ہوتے تھے پھر نبی ﷺ بیٹھنے لگے تو ہم نے بھی بیٹھنا شروع کر دیا۔“ لیکن اس کا ایک دوسرا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے یعنی [قَامَ] اور [قُمْنَا] سے ایک دفعہ کا واقعہ سمجھا جائے تو مطلب یہ ہوگا: ”رسول اللہ ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ نبی ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔“ یعنی جب تک نبی ﷺ کھڑے رہے ہم بھی کھڑے رہے جب جنازہ گزر گیا تو نبی ﷺ بیٹھ گئے تب ہم بھی بیٹھ گئے اس صورت میں کھڑا ہونا منسوخ نہیں سمجھا جائے گا۔

۱۵۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتے تو میت کو قبر میں رکھے جانے تک نہ بیٹھتے (ایک بار) نبی ﷺ کو ایک یہودی عالم ملا اس نے کہا: اے محمد! ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ بیٹھنے لگے اور فرمایا: ”ان کی مخالفت کرو۔“

وَعُقْبَةُ بْنُ مَكْرَمٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اتَّبَعَ جِنَازَةً، لَمْ يَتَّعِدْ حَتَّى تُوَضَّعَ فِي اللَّحْدِ. فَعَرَّضَ لَهُ

۱۵۴۴- أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ۹۶۲ من حديث شعبة به.

۱۵۴۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ۳۱۷۶ من حديث أبي الأسباط بشر بن رافع به، وقال الترمذي، ح: ۱۰۲۰ "غريب وبشر بن رافع ليس بالقوي في الحديث" * وعبدالله بن سليمان ضعيف، وأبو منكر الحديث (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة.



۶- أبواب ما جاء في الجنائز زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل
 حَبْرٌ فَقَالَ: لَهْكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ فَجَلَسَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «خَالِفُوهُمْ».

☀️ نوادہ و مسائل: ① اس سے واضح ہوتا ہے کہ میت کی تدفین تک کھڑے رہنا منسوخ ہے بلکہ جب میت کی چارپائی زمین پر رکھ دی جائے تو ساتھ آنے والے بیٹھ سکتے ہیں۔ ② غیر مسلموں سے امتیاز قائم کرنا اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ شریعت میں اس اصول کا لحاظ عبادات میں بھی رکھا گیا ہے اور دوسرے روزمرہ معاملات میں بھی لہذا عیسائیوں کا بڑا دن نیاسال (کیم جنوری کو خوشی منانا) اور ہندوؤں کی بسنت ہولی اور دیوالی شادی ٹمی کی رسمیں مثلاً: غنم کے موقع پر سیاہ لباس پہننا یا بیوہ کی دوسری شادی کو معیوب سمجھنا یا شادی کے موقع پر دولہا کا دلہن کی رشتہ دار عورتوں سے بلا تکلف ملنا اور آپس میں ہنسی مذاق کرنا اور اس طرح کے دیگر معاملات اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہونے کی وجہ سے اور غیر مسلموں کے رواج ہونے کی وجہ سے حرام ہیں جن سے پرہیز انتہائی ضروری ہے۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داؤد (حدیث: ۳۱۷۶) میں بھی مروی ہے وہاں پر بھی ہمارے شیخ نے اس کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت: (۹۶۲) اس سے کفایت کرتی ہے لہذا مسئلہ اسی طرح ہے کہ بعض محققین کے نزدیک میت کو دیکھ کر کھڑا ہونا منسوخ ہے اور بعض کے نزدیک کھڑا ہونا مستحب ہے صرف وجوب منسوخ ہے۔ واللہ اعلم.

المعجم (۳۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِيَمَا يُقَالُ إِذَا

دَخَلَ الْمَقَابِرَ (التحفة ۳۶)

۱۵۴۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى :
 حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ
 عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ،
 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُهُ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ
 فَإِذَا هُوَ بِالْبَيْعِ. فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ،
 دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ. أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَإِنَّا بِكُمْ
 لَاجِقُونَ. اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا
 نَفْتِنَا بَعْدَهُمْ».

۱۵۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک رات نبی ﷺ مجھے (بستر پر) نظر نہ آئے۔ دیکھا تو آپ بقیع (قبرستان) میں تھے۔ (وہاں) آپ نے فرمایا: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ، وَإِنَّا بِكُمْ لَاجِقُونَ۔ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا نَفْتِنَا بَعْدَهُمْ] ”اے مومن لوگوں کی ہستی والو! تم پر سلا تم ہو تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم بھی تم سے آٹنے والے ہیں۔ اے اللہ!

۱۵۴۶ - [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۷۱ من حديث شريك به، انظر، ح: ۹۰۷، لعلته، والحدیث الآتی بغنی

عن.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

ہمیں ان (پرسبر) کے ثواب سے محروم نہ رکھنا اور ان (کی وفات) کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا۔“

سورۃ و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت سے آئندہ آنے والی روایت کفایت کرتی ہے غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر روایات کی وجہ سے معنیاً صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۳۸۶/۳۰، ۳۸۷، ۳۸۸، وصحیح ابن ماجہ: رقم: ۱۲۶۶) ② قبروں کی زیارت مسنون ہے تا کہ موت یاد آئے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو کر آخرت کی طرف توجہ ہو جائے۔ ③ قبروں کی زیارت جس طرح دن کے وقت کی جاسکتی ہے رات کو بھی جائز ہے۔ ④ قبروں کی زیارت کا مقصد فوت ہونے والوں کے لیے دعا ہے فوت شدگان سے کچھ مانگنا جائز نہیں کیونکہ وہ لوگ نہ ہماری باتیں سنتے ہیں نہ ہماری درخواست قبول کر سکتے ہیں۔ ⑤ السلام علیکم کہنے سے انھیں سنانا مقصود نہیں بلکہ ان کے لیے دعا اور ان کے حال سے عبرت حاصل کرنا مقصود ہے کہ جس طرح یہ لوگ کل ہمارے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے آج قبروں میں پڑے ہیں۔ ہم پر بھی عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم اسی طرح دفن ہو جائیں گے اور دوسروں کی دعاؤں کے محتاج ہوں گے۔ ⑥ دعا کا آخری جملہ نماز جنازہ کی دعاؤں میں شامل ہے۔ وہاں پڑھنا درست ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۳۹۸)



۱۵۴۷- حضرت بریدہ بن حبیب السہمی رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا کرتے تھے کہ وہ جب قبرستان میں جائیں (تو یہ دعا پڑھیں چنانچہ) ان میں سے جو شخص (قبرستان میں جا کر) دعا کرتا وہ یوں کہتا: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاجِحُونَ۔ نَسَأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ] ”تم پر سلامتی ہو اے مومنوں اور مسلمانوں کی بستی والو! ہم بھی ان شاء اللہ تم سے آٹنے والے ہیں۔“

۱۵۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ

أَدَمَ: حَدَّثَنَا [أَبُو] أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا سُهَيْبَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ. كَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاجِحُونَ. نَسَأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ.

۱۵۴۷- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: ۹۷۵ من حديث أبي أحمد محمد بن عبد الله به .

۶- ابواب ما جاء في الجنائز قبرستان میں بیٹھنے سے متعلق احکام و مسائل
 ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال
 کرتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر ہم اپنے کسی عزیز یا بزرگ کی قبر کی زیارت کے لیے جائیں یا مسلمانوں کے قبرستان
 میں جائیں تو ہمیں چاہیے کہ ان مسنون الفاظ کے ساتھ ان کے حق میں دعائے خیر کریں۔ ② فاتحہ پڑھ کر ثواب
 پہنچانا سنت سے ثابت نہیں لہذا ایسے اعمال سے اجتناب بہتر ہے۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ (التحفة ۳۷)
 باب: ۳۷- قبرستان میں بیٹھنا

۱۵۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا
 حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ حَبَّابٍ، عَنِ
 الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ
 ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 فِي جِنَازَةٍ. فَعَدَّ جِيَالَ الْقَبْلَةِ.
 ۱۵۴۸- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے
 ساتھ ایک جنازے میں گئے تو آپ ﷺ قبلہ رو ہو کر
 بیٹھ گئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قبر پر پاؤں رکھ کر گزرنا منع ہے اور کسی قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا بھی منع ہے لیکن قبروں کے
 درمیان کسی ضرورت کے تحت بیٹھنا جائز ہے مثلاً: قبر اہلی تیار نہ ہوئی ہو تو انتظار میں بیٹھ جانا درست ہے۔
 ② نماز کے علاوہ بھی قبیلے کی طرف منہ کر کے بیٹھنا بہتر ہے۔

۱۵۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا
 أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ قَيْسٍ، عَنِ
 الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ
 ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 فِي جِنَازَةٍ. فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ. فَجَلَسَ
 وَجَلَسْنَا، كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ.
 ۱۵۴۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے انھوں نے فرمایا: ہم ایک جنازے میں رسول اللہ
 ﷺ کے ساتھ گئے۔ ہم قبر تک پہنچے تو آپ ﷺ بیٹھ
 گئے اور ہم بھی (بڑی خاموشی سے) بیٹھ گئے گویا
 ہمارے سروں پر پرندے ہیں۔

۱۵۴۸- [حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب كيف يجلس عند القبر، ح: ۳۲۱۲ من حديث المنهال به، أخرجه
 مطولاً، ح: ۴۷۵۳، ۴۷۵۴، وصححه البيهقي في إثبات عذاب القبر، وشعب الإيمان * يونس لم ينفرد به.
 ۱۵۴۹- [حسن] انظر الحديث السابق.

۶- ابواب ماجاء في الجنائز۔ میت کو قبر میں اتارنے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ نوادہ و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی احترام کرتے تھے اس لیے آپ کی موجودگی میں بلا ضرورت بات نہیں کرتے تھے۔ ② قبرستان میں فضول باتیں کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ سروں پر پرندے ہونے کا مطلب بہت زیادہ خاموشی سے بیٹھنا ہے، جیسے اگر کسی کے سر پر پرندہ بیٹھ جائے اور وہ اسے پکڑنا چاہتا ہو تو خاموش ہو کر بیٹھتا ہے اور غیر محسوس طریقے سے حرکت کرتا ہے تاکہ پرندہ اڑ نہ جائے۔

(المعجم ۳۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرِ (التحفة ۳۸)

۱۵۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: [بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ] "اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کی ملت پر۔" راوی حدیث ابو خالد نے ایک روایت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: جب میت کو گود میں رکھا جاتا تو آپ فرماتے: [بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ] "اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کے طریقے کے مطابق۔" اور راوی حدیث ہشام نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا: [بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ] وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ "اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کی ملت پر۔"

۱۵۵۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سَلِيمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتَ الْقَبْرَ، قَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ. وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ». وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ مَرَّةً: إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِي لَحْدِهِ قَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ. وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ». وَقَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: «بِسْمِ اللَّهِ. وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ. وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ».



۱۵۵۰- [صحیح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء ما يقول إذا أدخل الميت القبر، ح: ۱۰۶۶ عن عبدالله بن سعيد الأشج، به، وقال: "حسن غريب"، وفيه حجاج بن أوطاة، وقد تقدم، ح: ۴۹۶، ۱۱۲۹، والطريق الأول فيه الليث بن أبي سليم، وتقدم، ح: ۲۰۸، فالسند ضعيف، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۳۲۱۳ وغيره، وأخرج الحاكم: ۱/ ۳۶۶ بإسناد صحيح عن البيهقي رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: "إذا وضع الميت في قبره فليقل الذين يضعونه حين يوضع في اللحد: باسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله ﷺ"، وأخرج الحاكم وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر "أنه كان إذا وضع الميت في قبره (وفي رواية: وضع ميتاً في قبره/ حق) قال: بسم الله وعلى سنة رسول الله"، وفي رواية: وعلى ملة رسول الله ﷺ (حق)، وأخرج البيهقي: ۴/ ۵۶ بإسناد قوي عن علي رضي الله عنه أدخل ميتاً في قبره فقال: "اللهم عبدك وابن عبدك، نزل بك وأنت خير منزل به، ولا نعلم به إلا خيراً، وأنت أعلم به كان يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ﷺ فاغفر له ذنبه ووسع له في مدخله".

۶- أبواب ما جاء في الجنائز میت کو قبر میں اتارا جانے والا تارنے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: جب میت کو قبر میں اتارا جائے تو اتارنے والوں کو چاہیے کہ مذکورہ بالا دعا پڑھیں۔

۱۰۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
الْحَطَّابِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي
مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ دَاوُدَ
ابْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ
قَالَ: سَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَعْدًا وَرَسَّ عَلَيَّ
قَبْرَهُ مَاءً.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس مسئلہ کی بابت ایک روایت سنن ابی داؤد میں مروی ہے جسے محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس میں ہے کہ حارث اعمور نے وصیت کی کہ حضرت عبداللہ بن یزید حطمی رضی اللہ عنہ ان کی نماز جنازہ پڑھا میں چنانچہ انہوں نے جنازہ پڑھا یا پھر انہیں پانچویں کی طرف سے قبر میں اتارا اور فرمایا یہ سنت ہے۔ (سنن ابی داؤد الجنائز، باب کیف یدخل المیت قبرہ، حدیث: ۳۲۱۱) اسے امام بیہقی، شیخ البانی اور شیخ علی زئی نے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں صحابی کا کسی عمل کو سنت کہنے سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے اور اسے اصطلاحاً مرفوع حکمی کہتے ہیں نیز پانی چھڑکنے کا ذکر ہمیں کسی صحیح حدیث سے نہیں مل سکا۔ واللہ اعلم۔

۱۰۵۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ :
حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ . عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ ، عَنْ
عَطِيَّةَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
أَجَذَ مِنْ قَبْلِ الْقَبْلَةِ ، وَاسْتَقْبَلَ اسْتِقْبَالَ .

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم میت کو قبر میں داخل کرنے کا صحیح طریقہ وہی ہے جو گزشتہ حدیث کے فوائد میں مذکور ہے۔ باقی رہا میت کا چہرہ اور جسم قبلہ کی طرف کرنا تو اس کی بابت علمائے کرام بھی لکھتے ہیں کہ یہ عمل کسی صحیح حدیث سے تو ثابت نہیں ہے البتہ چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمانوں کا اسی پر عمل

۱۰۵۱- [إسناده ضعيف] انظر ، ح : ۱۲۴۷ لضعف مندل وشيخه .

۱۰۵۲- [إسناده ضعيف] انظر ، ح : ۳۷ لعلته ، وفيه علة أخرى .

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

قبر بتانے سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المحلی لابن حزم: ۱۴۳/۵، و احکام الجنائز، ص: ۱۹۲) ① حدیث کے الفاظ [واستل استلاماً] کی بابت علمائے محققین لکھتے ہیں ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں ہے کیونکہ امام مزنی نے تحفۃ الاشراف اور امام یوسری نے مصابح الراجحہ میں ان کو ذکر نہیں کیا بلکہ ان الفاظ کی بجائے [واستقبل استقبلاً] کا ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ للذکور بشر عواد، حدیث: ۱۵۵۲)

۱۵۵۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ [الْكَلْبِيُّ] : حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ الْأَوْدِيُّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ : حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي جِنَازَةِ . فَلَمَّا وَضَعَهَا فِي اللَّحْدِ قَالَ : بِسْمِ اللَّهِ . وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ . وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ . فَلَمَّا أُجِذَ فِي تَسْوِيَةِ اللَّيْنِ عَلَى اللَّحْدِ قَالَ : اللَّهُمَّ أَجْزِهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ . اللَّهُمَّ جَافِ الْأَرْضِ عَنْ جَنَّتَيْهَا ، وَصَعْدِ رُوحَهَا ، وَلَقَّهَا مِنْكَ رُوحَهَا ، وَلَقَّهَا مِنْكَ رُضْوَانًا . قُلْتُ : يَا ابْنَ عُمَرَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمْ قُلْتَهُ بِرَأْيِكَ ؟ قَالَ : إِنِّي إِذَا لَقَّادِرٌ عَلَى الْقَوْلِ . بَلَّ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

۱۵۵۳- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک جنازے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر تھا۔ جب انھوں نے میت کو قبر میں رکھا تو فرمایا: [بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ] "اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ کی ملت پر" جب لحد پر پہنچی ایشیں لگانا شروع کی گئیں تو فرمایا: [اللَّهُمَّ أَجْزِهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ - اللَّهُمَّ جَافِ الْأَرْضِ عَنْ جَنَّتَيْهَا، وَصَعْدِ رُوحَهَا، وَلَقَّهَا مِنْكَ رُوحَهَا، وَلَقَّهَا مِنْكَ رُضْوَانًا] "اے اللہ! اسے شیطان سے اور قبر کے عذاب سے بچا دے اے اللہ! اس کے پہلوؤں سے (قبر کی) زمین کو دور رکھ اس کی روح کو بلند کر اور اسے اپنی خوشنودی نصیب فرما۔" (سعید بن مسیب نے فرمایا) میں نے کہا: ابن عمر! کیا آپ نے یہ چیز رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا اپنی رائے سے یہ الفاظ کہے ہیں؟ انھوں نے کہا: تب تو میں باتیں بتانے پر قادر ہوں (نہیں) بلکہ یہ چیز میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

باب: ۳۹- بقلی قبر (لحد) بنانا مستحب ہے

(المعجم ۳۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

اسْتِحْبَابِ اللَّحْدِ (التحفة ۳۹)

۱۵۵۳- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۵/۴ من طريق ابن عدي، عن هشام بن عمار، قال البوصيري: "في إسناده حماد بن عبد الرحمن وهو متفق على تضعيفه" * وشيخه إدريس بن صبيح مجهول، (تقريب).

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز قبر بنائے سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلَمٍ الرَّازِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الْأَعْلَى يُذَكِّرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا، وَالسَّقُّ لِعِزْرِنَا».

۱۵۵۳ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لحد (بغلی قبر) ہمارے لیے ہے اور سق (صندوقی قبر) ہمارے سوا دوسروں کے لیے ہے۔“

🌞 **نوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ لحد بنانا مستحب ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد ہی کھودی گئی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم بشرح النووي، کتاب الجنائز، باب فی اللحد و نصب اللین علی المیت: ۴/۲۹۳۸ حدیث: ۹۲۶۶) لہذا جہاں لحد (بغلی قبر) بن سکتی ہو وہاں لحد بنانا مستحب اور افضل ہے، البتہ سق (صندوقی قبر) بنانا بھی جائز ہے جیسا کہ آئندہ آنے والی احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ واللہ اعلم۔ ② لحد یعنی بغلی قبر سے مراد یہ ہے کہ پہلے گڑھا کھودا جائے، پھر اس میں ایک طرف میت کے لیے جگہ بنا کر اس میں میت کو رکھا جائے اور سق کا مطلب یہ ہے کہ بڑا گڑھا کھود کر اس کے درمیان میں میت کے لیے نسبتاً چھوٹا گڑھا کھودا جائے۔ ③ دونوں طرح قبر بنانا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دونوں طریقوں پر عمل ہوتا تھا جیسے کہ آئندہ حدیث سے ظاہر ہے۔ ④ سق (صندوقی قبر) دوسروں کے لیے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے لیے جائز نہیں۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں میں زیادہ سق (صندوقی قبر) کا رواج ہے اور مسلمان زیادہ تر لحد (بغلی قبر) بناتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۵۵۵ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانَ، عَنْ زَادَانَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا، وَالسَّقُّ لِعِزْرِنَا».

۱۵۵۵ - حضرت جریر بن عبداللہ بخلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی قبر دوسروں کے لیے۔“

۱۵۵۴ - [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في اللحد، ح: ۳۲۰۸ من حديث حكام به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۰۴۵ * عبد الأعلى الثعلبي ضعيف، قال الهيثمي: في المجمع، ح: ۱۴۷۸، 'والأكثر على تضعيفه'، وله شواهد كلها ضعيفة، والله أعلم.

۱۵۵۵ - [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح: ۱۵۶ لعلته.

۶- أبواب ماجاء في الجنائز قبر بنانے سے متعلق احکام و مسائل
 ﷺ فائدہ: یہ روایت معنی صحیح ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک سنداً بھی صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے گزشتہ حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

۱۵۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت
 حَدَّثَنَا أَبُو غَامِرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کرتے ہیں انھوں
 الزُّهْرِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ نے فرمایا: میرے لیے لحد تیار کرنا اور مجھ پر کچی اینٹیں
 سَعِيدٍ، عَنْ غَامِرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ أَنَّهُ لگانا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔
 قَالَ: اِلْحَدُوا لِي لِحْدًا، وَأَنْصِبُوا عَلَيَّ
 اللَّيْنِ نَضْبًا، كَمَا فَعَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ﷺ فائدہ: بغلی (لحد والی) قبر کو بند کرنے کے لیے اینٹیں وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں لیکن کچی اینٹ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے قبر کو کچی اینٹوں سے بند کرنا چاہیے۔

(المعجم ۴۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ (باب ۴۰- صندوقی (شق والی) قبر کا بیان
 (التحفة ۴۰))

۱۵۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ : حضرت انس بن مالکؓ سے روایت
 حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ : حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ فوت ہوئے اس
 فَضَالَةَ : حَدَّثَنِي حُمَيْدُ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ وقت مدینے میں ایک آدمی لحد والی قبر بنایا کرتا تھا اور
 ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ ایک آدمی سیدھی (شق والی) قبر بناتا تھا۔ صحابہؓ نے
 بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ وَآخَرُ يَضْرَحُ . کہا: ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں (بہتر چیز کی
 فَقَالُوا: نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا . دعا کرتے ہیں) اور دونوں کو بلا بھیجتے ہیں جو پیچھے رہ گیا
 فَأُتِيَهِمَا سَبَقَ تَرَكْنَاهُ . فَأُرْسِلَ إِلَيْهِمَا . فَسَبَقَ اسے چھوڑ دیں گے۔ (اور جو پہلے آ گیا) وہ اپنے
 صَاحِبِ اللَّحْدِ . فَلْحَدُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ . طریقے پر قبر تیار کر دے گا) چنانچہ ان دونوں کو پیغام بھیجا
 گیا تو لحد بنانے والا پہلے آ گیا چنانچہ صحابہؓ نے نبی ﷺ کے لیے بغلی قبر تیار کروائی۔

۱۵۵۶- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في اللحد، ونصب اللين على الميت، ح: ۹۶۶ من حديث عبد الله بن جعفر به .
 ۱۵۵۷- [حسن] أخرجه أحمد: ۱۳۹/۳ عن أبي النضر هاشم بن القاسم به، وصححه البوصيري، وقال: "مبارك
 ابن فضالة وثقه الجمهور، وصرح بالتحديث فزال تهمة تدليس"، ولكنه منهم بتدليس التسوية، راجع التقريب، ولم
 أجد تصريح سماع حديد فيه، والحديث الآتي شاهدا له.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز قبر بنانے سے متعلق احکام و مسائل

🌞 **فوائد و مسائل:** ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں طرح قبر بنانا جائز سمجھتے تھے اس لیے دونوں کو بلایا گیا اور یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بھی فوت ہونے والوں کے لیے اپنے اپنے طریقے سے قبر تیار کرتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی طریقہ شرعاً ممنوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ منع فرمادیتے، مثلاً صندوقی (شق والی) قبر بنانے والے کو حکم دے دیتے کہ وہ آئندہ بغلی (لحد والی) قبر بنایا کرے۔ ② بغلی قبر افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے اسی انداز کی قبر پسند فرمائی ہے۔

۱۵۵۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّهَ بْنِ عُبَيْدَةَ
ابْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ طَمْبِيلِ الْمُقْرِيءِ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ
الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
اِخْتَلَفُوا فِي اللَّحْدِ وَالشَّقِّ. حَتَّى تَكَلَّمُوا
فِي ذَلِكَ. وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ. فَقَالَ
عُمَرُ: لَا تَضْحَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَيًّا
وَلَا مَيِّتًا. أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. فَأَرْسَلُوا إِلَى
الشَّقَاقِ وَاللَّاحِدِ جَمِيعًا. فَجَاءَ اللَّاحِدُ،
فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. ثُمَّ دُفِنَ ﷺ.

۱۵۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں بغلی (لحد والی) یا سیدھی (شق والی) قبر کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ انھوں نے اس بارے میں بحث کی حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس زور سے نہ بولو خواہ آپ زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں یا ایسے ہی دیگر الفاظ فرمائے چنانچہ انھوں نے سیدھی (شق والی) قبر بنانے والے اور بغلی (لحد والی) قبر بنانے والے دونوں کو بلا بھیجا۔ بغلی (لحد والی) قبر بنانے والا (پہلے) آ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بغلی (لحد والی) قبر تیار کی پھر رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بحث مباحث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں دونوں طریقے درست تھے۔ قابل غور مسئلہ صرف یہ تھا کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ ② جب کسی معاملہ میں دونوں پہلو قریب قریب برابر ہوں تو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس پر فریقین رضامند ہو جائیں اور اختلاف ختم ہو جائے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے پاس زور

۱۵۵۸ [حسن] وصححه البوصيري * عبد بن طفيل مجهول وشبهه ضعيف (تقريب)، وأخرج الترمذي، حديثنا آخر في وفاة النبي ﷺ، ح: ۱۰۱۸ من طريق آخر عن عبدالرحمن بن أبي بكر عن ابن أبي مليكة به، وضعف عبدالرحمن هذا، وروى محمد بن سهل التميمي بإسناد صحيح، عن عائشة قالت: كان بالمدينة حفارًا حفارًا فلما مات النبي ﷺ قالوا: أين ندفنه؟ فقال أبو بكر: في المكان الذي مات فيه، وكان أحدهما يلحد والآخر يشق، فجاء الذي يلحد فلحد للنبي ﷺ، رواه ابن أبي الدنيا عنه، وأرسله مالك عن هشام عن أبيه به، (البدایة والنہایة: ۲۵۲/۵)، وللحديث شواهد أخرى.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنان۔ قبر بنانے سے متعلق احکام و مسائل

سے نہ بولا جائے۔ یہ احترام وفات کے بعد بھی قائم ہے لہذا قبر مبارک کے قریب بلند آواز سے بات چیت یا بحث و تکرار سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں مسجد نبوی سے باہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رہائش گاہ میں بنائی گئی تھیں۔ بعد میں جب مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجرے بھی مسجد میں شامل ہو گئے۔ اب مسجد کے احرام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہاں بلند آواز سے بات چیت نہ کی جائے لہذا قبر نبوی (علی صاحبہا الصلاة والسلام) کی زیارت کرنے والوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہاں بلند آواز سے صلاۃ و سلام وغیرہ نہ پڑھیں بلکہ زیارت قبور کی سنون دعائیں ہلکی آواز سے پڑھیں۔

(المعجم ۴۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ

باب: ۴۱۔ قبر کھودنا

(التحفة ۴۱)

۱۰۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۵۵۹۔ حضرت ادرع سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کی پہرہ داری کی نیت سے حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بہت بلند آواز سے تلاوت کر رہا ہے۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص ریا کار ہے۔ (بعد میں) جب مدینہ میں وہ شخص فوت ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو تیار کرنے سے (غسل اور کفن وغیرہ سے) فارغ ہوئے اور اس کی چارپائی اٹھائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس سے نرمی کرو اللہ تعالیٰ اس پر نرمی کرے یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا۔“ راوی کہتے ہیں۔ آپ نے اس کی قبر تیار کروائی تو فرمایا: ”اس کی قبر کشادہ کرو اللہ اس پر کشادگی فرمائے۔“ ایک صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو اس (کی وفات) کا بہت غم ہوا ہے۔ فرمایا:

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ الْأَدْرَعِ السَّلْمِيِّ قَالَ: حِثُّ لَيْلَةَ أَحْرَسُ النَّبِيَّ ﷺ. فَإِذَا رَجُلٌ قَرَأَهُ عَالِيَةً. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا مُرَاءٍ. قَالَ فَمَاتَ بِالْمَدِينَةِ. فَفَرَعُوا مِنْ جِهَارِهِ. فَحَمَلُوا نَعْسَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْفُقُوا بِهِ، رَفَقَ اللَّهُ بِهِ. إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ». قَالَ وَحَفَرَ حُفْرَتَهُ فَقَالَ: «أَوْسِعُوا لَهُ. أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيْهِ» فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ حَزِنْتَ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «أَجَلٌ. إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ».

۱۰۵۹۔ [استنادہ ضعیف] انظر، ح: ۲۵۱ لعلہ، وقال ابن مندہ: غریب لا نعرفہ إلا من هذا الوجه، وقال الحافظ فی الإصابة: ۲۶/۱ ت: ۶۳ "فیہ موسی بن عبیدۃ الریدي وهو ضعيف، وقد رويت القصة من طریق زيد بن أسلم من ابن الأدرع، فإله أعلم.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز قبر پر علامت رکھنے کا بیان

”ہاں وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا۔“

۱۵۶۰- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ
حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، عَنْ
هِشَامِ بْنِ عَائِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«الْخَفَرُ وَالْوَأْسُ عَوَا وَأَحْسِنُوا».

فائدہ: یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے شہیدوں کی تدفین کے موقع پر فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: ”قبریں کشادہ گہری اور اچھی کھودو اور دو تین تین (افراد) کو ایک قبر میں دفن کرو اور جسے قرآن زیادہ یاد ہو اسے آگے (قبل کی طرف) رکھو۔“ (سنن النسائي، الجنائز، باب ما يستحب من توسيع القبر، حدیث: ۲۰۱۳)

(المعجم ۴۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَةِ

فِي الْقَبْرِ (التحفة ۴۲)

باب: ۳۲- قبر پر علامت رکھنے کا بیان

۱۵۶۱- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ أَبُو هُرَيْرَةَ
الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ،
عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ نَبِيَطٍ،
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمَ
قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ بِصَخْرَةٍ.

فائدہ: قبر کے سرہانے نشانی کے لیے ایک پتھر لگا دینا کافی ہے، جس سے معلوم ہو کہ یہ قبر ہے، تاکہ کوئی اس پر پاؤں رکھ کر نہ گزے اور کسی دوسری میت کو دفن کرنے کے لیے غلطی سے اس قبر کا کچھ حصہ نہ کھل جائے۔ اس پتھر پر کچھ لکھنا یا کتبہ لگانا منع ہے جیسے کہ حدیث: (۱۵۶۳) میں آ رہا ہے۔

۱۵۶۱- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ما جاء في دفن الشهداء، ح: ۱۷۱۳، عن أزهر بن مروان، وقال: حسن صحيح.

۱۵۶۱- [حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن، وله شاهد من حديث المطلب بن أبي وداعة، رواه أبو داود، ح: ۳۲۰۶، والله أعلم."

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز ----- قبر کو پختہ بنانے اور اس پر کتبہ وغیرہ لگانے کی ممانعت کا بیان

(المعجم ۴۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ
الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُورِ وَتَجْصِيسِهَا وَالْكِتَابَةِ
عَلَيْهَا (النحفة ۴۳)

۱۵۶۲ - حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ،
عَنْ أَبِي الثَّوْبَانِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَقْصِيسِ الْقُبُورِ.
۱۵۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ،
عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ جَبْرِ، عَنْ
سَلِيمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُكْتَبَ عَلَى الْقَبْرِ شَيْءٌ.

۱۵۶۲ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو چونا سچ کرنے سے منع فرمایا۔

☀️ فائدہ: چونا سچ کرنا گزشتہ زمانے میں عمارت میں پختگی پیدا کرنے کا طریقہ تھا، آج کل اس مقصد کے لیے سینٹ استعمال کیا جاتا ہے۔ قبر پر صرف قبر کے گڑھے سے نکلی ہوئی مٹی ڈالنا کافی ہے، مزید مٹی ڈالنا یا قبر کو پختہ کرنا منع ہے۔ اس لحاظ سے اس پر کمرہ یا تپے وغیرہ تعمیر کرنا بالاولیٰ منع ہوگا۔

۱۵۶۳ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے قبر پر کوئی چیز لکھنے سے منع فرمایا ہے۔

☀️ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فوت ہونے والے کا نام اور تاریخ وفات بھی نہیں لکھنی چاہیے۔ نشانی کے لیے کوئی پتھر وغیرہ رکھ دینا کافی ہے۔

۱۵۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا [وَهَيْبٌ]:
۱۵۶۳ - حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبر پر کوئی چیز تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔

۱۵۶۲ - أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، ح: ۹۷۰ من حديث أبوب به باختلاف بغير في اللفظ.

۱۵۶۳ - [صحیح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في البناء على القبر، ح: ۳۲۲۶ من حديث -حفص به، وأخرج الترمذي، ح: ۱۰۵۲ من حديث محمد بن ربيعة عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر قال: "نهى رسول الله ﷺ أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ"، وقال: "حسن صحيح".

۱۵۶۴ - [صحیح] وصححه البوصيري، وقال ابن معين في القاسم بن مخبيرة: "لم يسمع أنه سمع من أحد من الصحابة" (تهذيب)، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ۹۷۰ وغيره من حديث ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر به.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْتَهَى عَلَى الْقَبْرِ.

☀️ فائدہ: قبر پر تعمیر کرنا مطلقاً منع ہے۔ جتنی زیادہ تعمیر ہوگی اسی قدر اس ارشاد مبارک کی خلاف ورزی ہوگی اور اسی لحاظ سے تعمیر کرنے والوں کو گناہ بھی زیادہ ہوگا۔ اگر فوت ہونے والا زندگی میں اس عمل کو پسند کرتا تھا اور خواہش رکھتا تھا کہ اس کی قبر پختہ بنائی جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے تو اسے بھی اتنا ہی گناہ ہوگا۔

(المعجم ۴۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي حَنْوِ الْقَبْرِ

(التحفة ۴۴)

۱۵۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کا جنازہ پڑھا پھر اس کی قبر پر آئے اور اس کے سر کی طرف سے اس پر (مٹی کی) تین لہیں ڈالیں۔

۱۵۶۵- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ

الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ كُلْثُومٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ، ثُمَّ أَتَى قَبْرَ الْمَيِّتِ. فَحَنَى عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا.

☀️ فوائد و مسائل: ① جنازہ پڑھنے والا اگر دفن تک رکے تو اسے چاہیے کہ قبر پر کم از کم تین لہیں مٹی ڈالے۔ ② لپ سے مراد دونوں ہاتھ ملا کر مٹی ڈالنا ہے جسے پنجابی میں "بٹک" کہتے ہیں۔ ایک ہاتھ بھر کر کوئی چیز لینے کو اردو میں "چلو" کہتے ہیں حدیث میں یہ مراد نہیں۔

باب: ۳۵- قبروں پر چلنے اور ان پر

بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

(المعجم ۴۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ

الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُورِ وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا

(التحفة ۴۵)

۱۵۶۵- [إسناده حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ۳۱۲/۱۱ من حديث العباس بن الوليد به، (انظر ترجمة سلمة بن كلثوم) وزاد: "فكبر عليها اربعاً"، صححه ابن أبي داود، وقال أبو حاتم: "إنه باطل"، و صححه ابن الملقن، ح: ۸۲۱.

٦- أبواب ما جاء في الجنائز

قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

١٥٦٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کا انگارے پر بیٹھ جانا اور آگ کا اسے جلادینا اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔“

١٥٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ تُحْرِفُهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ».

١٥٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سُمْرَةَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنِ اللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ مَرْزُوقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ عَقَبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ أُمْسِيَّ عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ، أَوْ أَحْصِفَ نَعْلِي بِرِجْلِي، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُمْسِيَّ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ. وَمَا أَبَالِي أَوْ سَطَّ الْقُبُورِ فَصِيَتْ حَاجَتِي، أَوْ وَسَطَّ الشُّوقِ».

١٥٦٧- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کی قبر پر چلنے کے مقابلے میں مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں انگارے پر یا انگوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنی ٹانگ سے سی لوں (اسی طرح) سر بازار قضاے حاجت کرنا اور قبروں کے درمیان قضاے حاجت کرنا میرے نزدیک برابر ہے۔“



🌞 فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد ہیں اور یہی روایت مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۳۲۸-۳۲۹) میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے لیکن حکم مرفوع ہے جب کہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألبانی، رقم: ۶۳، و سنن ابن ماجہ للذکور بشر عواد، حدیث: ۱۵۶۷) الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② قبروں میں قضاے حاجت کرنا بہت بری حرکت ہے۔ ③ بعض علماء نے قبر پر بیٹھنے سے بھی یہی حکم مراد لیا ہے۔ بعض نے قبر پر چڑھ کر

١٥٦٦- أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، ح: ٩٧١ من حديث سهيل به.

١٥٦٧- [إسناده ضعيف] من أجل عننة المحاربي، و صححه البوصيري في الزوائد، وقال المنذري: "رواه ابن ماجه بإسناد جيد" * عبد الرحمن بن محمد المحاربي تقدم حالة في التذليل، ح: ٦٤٩، وللحديث شواهد، وأخرجه ابن أبي شيبة: ٣/٣٣٨، ٣٣٩ بإسناد صحيح عن عقبه به موقوفاً، وله حكم الرفع.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

بیٹھنا مراد لیا ہے جس طرح ہم کسی اونچی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ اس سے میت کی اہانت ہوتی ہے۔ ⑤ جس طرح آگ پر یا تلوار پر چلنا کوئی پسند نہیں کرتا اسی طرح مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج کل مسلمان اس چیز کی بالکل پروا نہیں کرتے اور قبروں پر سے راستہ بنا لیتے ہیں۔ ⑥ قبروں پر بیٹھنے کا ایک مطلب مجاور بن کر بیٹھنا بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کام بھی دوسرے دلائل کی روشنی میں ممنوع ہے۔ ⑦ حدیث کے آخری جملے کا لفظی ترجمہ یہ ہے: ”مجھے پروا نہیں کہ قبروں کے درمیان قضائے حاجت کروں یا بازار کے درمیان۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے مجبور کیا جائے کہ میں ان دو برے کاموں میں سے ایک کام ضرور کروں تو میری نظر میں دونوں کام برابر ہوں گے۔ یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی قبرستان میں قضائے حاجت کرنے سے شرم نہیں کرتا تو اسے سر بازار قضائے حاجت کرنے سے بھی شرم نہیں کرنی چاہیے۔ اگر وہ بازار میں سب کے سامنے بیٹھ ہو کر نہیں بیٹھ سکتا تو قبروں میں بھی اسے اتنی ہی شرم کرنا ضروری ہے۔

باب: ۳۶- قبرستان میں جو تے اتار کر چلنا چاہیے

(المعجم ۴۶) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلْعِ النَّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ** (التحفة ۴۶)

۱۵۶۸- حضرت بشیر ابن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: ”اے ابن خصاصیہ! تجھے اللہ سے کیا شکوہ ہے (حالانکہ تجھے یہ مقام حاصل ہو گیا ہے کہ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا ہے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی شکوہ نہیں۔ مجھے اللہ نے ہر بھلائی عنایت فرمائی ہے۔ (اسی اثناء میں) آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”انھیں بہت بھلائی مل گئی۔“ پھر مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”یہ بہت سی بھلائی سے محروم رہ گئے۔“ اچانک آپ کی نگاہ ایسے آدمی پر پڑی جو

۱۵۶۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَمِيرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَكٍ، عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْخَصَّاصِيَّةِ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا ابْنَ الْخَصَّاصِيَّةِ مَا تَقِيْمُ عَلَيَّ اللهُ؟ أَصْبَحْتَ تُمَاشِي رَسُولَ اللهِ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَقِيْمُ عَلَيَّ اللهُ شَيْئًا. كُلُّ خَيْرٍ قَدْ أَنَانِيهِ اللهُ. فَمَرَّ عَلَيَّ مَقَابِرَ الْمُسْلِمِينَ. فَقَالَ: «أَدْرَكَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا». ثُمَّ مَرَّ عَلَيَّ مَقَابِرَ الْمُشْرِكِينَ. فَقَالَ: «سَبَقَ هَؤُلَاءِ

۱۵۶۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب المشي بين القبور في النعل، ح: ۳۲۳۰ من حديث الأسود، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

خَيْرًا كَثِيرًا قَالَ: فَالْتَمَتْ فَرَأَى رَجُلًا
يَمْشِي بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِي نَعْلَيْهِ. فَقَالَ: «يَا
صَاحِبَ السَّبْيَيْنِ أَلْقِيَهُمَا».

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عُثْمَانَ يَقُولُ: حَدِيثٌ جَيِّدٌ، وَرَجُلٌ ثِقَةٌ.
امام ابن ماجہ نے اپنے استاذ محمد بن بشار سے بیان
کیا کہ ابن مہدی کہتے ہیں عبد اللہ بن عثمان کہا
کرتے تھے یہ حدیث عمدہ ہے اور اس کا راوی خالد
بن کبیر ثقہ ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① قبرستان میں جوتے پہن کر چلنے کو علامہ نواب وحید الزماں خاں رحمہ اللہ نے کراہت تخریبی
پر محمول کیا ہے کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں قبر میں ہونے والے سوالات کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔
”بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی (ذُن کرنے والے افراد) واپس لوٹتے ہیں حتیٰ کہ وہ ابھی
ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں.....“ (صحیح البخاری
الجنائز، باب المیتِ يَسْمَعُ حَفْنُ السَّعَالِ، حدیث: ۱۳۳۸) ② مومن کے لیے موت خیر کا باعث ہے کیونکہ
موت کے بعد ہی اسے اپنے نیک اعمال کی جزا اور جنت کی نعمتیں ملتی ہیں جب کہ کافر کے لیے موت اس کے
برے اعمال کی سزا کی ابتدا ہے۔ ③ اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا چاہیے اور ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔
④ غلطی پر توبہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غلطی کرنے والے کو براہ راست اس کی غلطی سے آگاہ کر دیا
جائے اور اسے غلطی کے ازالے کا حکم دیا جائے۔ یہ اس صورت میں زیادہ مؤثر ہے جب منع کرنے والا غلطی
کرنے والے کی نگاہ میں قدر و منزلت کا حامل ہو۔ اس صورت میں اس کا احترام اور اس کی عظمت کا احساس
صحیح قبول کرنے کی ایک اہم وجہ بن جاتا ہے۔



504

(المعجم ۴۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ
الْقُبُورِ (التحفة ۴۷)

۱۵۶۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ
كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
۱۵۶۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبروں کی زیارت کیا کر دے
تمہیں آخرت کی یاد دہانی کراتی ہے۔“

۱۵۶۹ - أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ - عز وجل - في زيارة قبر أمه، ح: ۹۷۶ عن أبي بكر
ابن أبي شيبة وغيره به موطأً.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «زُورُوا الْقُبُورَ.
 فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمْ الْآخِرَةَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① قبروں کی زیارت سے مراد عام قبرستان میں جانا ہے جہاں اپنے دوستوں اور بزرگوں کی قبریں ہوں، انھیں دیکھ کر انسان کے ذہن میں یہ سوچ پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح یہ لوگ کبھی ہمارے ساتھ تھے لیکن آج ہم سے جدا ہو چکے ہیں اسی طرح ہم بھی ایک دن یہ دنیا چھوڑ کر رب کے دربار میں حاضر ہو جائیں گے پھر ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ ② جن قبروں پر عمارتیں تعمیر کی گئی ہوں وہاں جا کر آخرت کی یاد کا مقصد حاصل نہیں ہوتا کیونکہ توجہ دنیا کی بے ثباتی کی طرف نہیں ہوتی بلکہ عمارت کے نقش و نگار اور عمارت کی خوبصورتی اور اس کی تعمیر کا انداز انسان کی توجہ کو مشغول کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے قبروں کی زیارت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ③ قبروں کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ وہاں جا کر مدفون مسلمانوں کے لیے دعائے خیر کی جائے جیسے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔ دیکھیے (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۳۶، ۱۵۳۷)

۱۵۷۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ
 الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا زَوْجٌ: حَدَّثَنَا بَسْطَامٌ
 ابْنُ مُسْلِمٍ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا التَّيَّاحِ. قَالَ:
 سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی اجازت دی۔

🌞 فائدہ: اجازت کا لفظ اس لیے فرمایا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا بعد میں اجازت دے دی جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

۱۵۷۱- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ
 الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنَّ ابْنَ
 جُرَيْجٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ هَانِيَةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ
 ۱۵۷۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو (اب) ان کی زیارت کیا کرو

۱۵۷۰- [مسندہ صحیح] أخرجه البيهقي: ۷۸/۴ من حديث بسطام به مطولاً، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرک: ۳۷۶/۱.
 ۱۵۷۱- [مسندہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۷۷/۴، والحاكم: ۳۷۵/۱ من حديث ابن وهب به مطولاً، وصححه البوصيري * أبو يونس ضعيف كما قال ابن معين، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره إلا قوله: ”فإنها ترهّد في الدنيا“، وله شاهد عند البيهقي، والحاكم من حديث أنس رضي الله عنه: ”فإنها ترق القلب وتدمع العين“، وهو في المسند للإمام أحمد: ۳/۲۵۰ من حديث يحيى بن الحارث التيمي عن عمرو بن عامر عن أنس به.

٦- أبواب ما جاء في الجنائز زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل
 ابْنُ الْأَعْدَعِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا. فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا، وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ».

🌞 نوادہ و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سندا ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ [فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا] کے سوا باقی حدیث کے شواہد صحیح مسلم میں ہیں جیسا کہ پہلا جملہ صحیح مسلم کی حدیث میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو ان کی زیارت کیا کرو اور میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا اب جب تک چاہو رکھ سکتے ہو..... الخ۔“ (صحیح مسلم، الأضاحی، باب بیان ماکان من النهی عن اکل لحوم الأضاحی بعد ثلاث فی أول الإسلام و بیان نسخه و إباحته إلی متی شاء، حدیث: ۱۹۷۶) زیارت قبور کی حکمت بھی دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے، جیسے حدیث ۱۵۷۲ میں آ رہا ہے: ”قبروں کی زیارت کرو یہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے۔“ یہ جملہ بھی صحیح مسلم کی ایک حدیث میں وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ره عزوجل فی زیارة قبر أمه، حدیث: ۱۹۷۶) لہذا مذکورہ روایت [فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا] جملے کے سوا شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② جس طرح قرآن مجید کی بعض آیات سے پہلے سے نازل شدہ بعض آیات میں مذکور حکم منسوخ ہو جاتا ہے اسی طرح ایک حدیث سے بھی سابقہ حدیث منسوخ ہو سکتی ہے جیسے کہ اس روایت میں صراحت موجود ہے۔ ③ دنیا میں جائز طریقے سے رزق کماتا اور فخر و تکبر کے بغیر فضول خرچی نہ کرتے ہوئے اپنی ذات پر اور اہل خانہ پر خرچ کرنا جائز ہے لیکن دولت کی ہوس اور عیش و آرام میں انہماک انسان کو آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کا علاج کرنے کے لیے قبرستان میں جانا چاہیے تاکہ اپنی موت یاد آئے اور اگلے جہان کے لیے تیاری کرنے کی رغبت پیدا ہو۔

(المعجم ۴۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ۴۸)

۱۵۷۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، آپ خود بھی روئے اور نبی ﷺ کی کیفیت



۶- أبواب ما جاء في الجنائز - زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

دیکھ کر جو (حضرات آپ کے ہمراہ) آپ کے ارد گرد تھے وہ بھی اشک بار ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے ان کے لیے (والدہ ماجد کے لیے) دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے اپنے رب سے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دے دی اس لیے قبروں کی زیارت کیا کرؤ یہ تمہیں موت کی یاد دلائے گی۔“

قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَن حَوْلَهُ. فَقَالَ: «اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَعْفِرَ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِي. وَاسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أُرْوَرَ قَبْرَهَا فَأْذَنْ لِي، فَرُوِرُوا الْقُبُورَ. فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمْ الْمَوْتَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① غیر مسلموں کے قبرستان میں جانا جائز ہے لیکن وہاں جا کر وہ دعائے پڑھیں جو مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر پڑھی جاتی ہے کیونکہ غیر مسلم کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ ② غیر مسلموں کی قبروں کی زیارت سے بھی موت کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، بشرطیکہ وہاں وہ زیب و زینت اور جھج نہ ہو جو توجہ کو اپنی طرف مبذول کر کے آخرت اور موت کی یاد سے غافل کر دے۔ ③ شفاعت وہی قبول ہو سکتی ہے جو اللہ کی اجازت سے ہو۔ مشرکین کے حق میں شفاعت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ دیکھیے: (التوبة: ۱۱۳) قیامت کے دن بھی گناہ گار مومنوں کے حق میں شفاعت ہوگی شرک اکبر کے مرتکب لوگوں کے حق میں نہیں۔

۱۵۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنُ الْبُخْتَرِيِّ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّجِيمَ، وَكَانَ وَكَانَ. فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: «فِي النَّارِ» قَالَ فَكَأَنَّهُ

۱۵۷۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا والد صلہ رحمی کرتا تھا اور اس میں فلاں فلاں خوبیاں تھیں وہ کہاں ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جہنم میں ہے۔“ اس کو یہ جواب گویا ناگوار گزرا تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے والد کہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو جہاں بھی کسی

۱۵۷۳- [إسناده ضعيفاً] وصححه البوصيري، وأورده الضياء في المختارة، وأخرج البزار (البحر الزخار)، ح: ۱۰۸۹، والطبراني وغيرهما من طريقين (يزيد بن هارون وغيره) عن الزهري عن عامر بن سعد عن أبيه به... الخ، وانظر، ح: ۷۰۷ لعلته، وطريق البزار أرجح من رواية ابن ماجه، ورواه زيد بن أحمز ومحمد بن عثمان بن مخلد كلاهما عن يزيد به من حديث عامر بن سعد عن أبيه.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان
 وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَيُّ
 أَبُوكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَيْثُمَا
 مَرَرْتَ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ، فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ» قَالَ
 فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدُ. وَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِي
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَعَبًا. مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ
 إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ.

مشرک کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے جہنم کی خوش
 خبری دے دے۔ ”بعد میں اس اعرابی نے اسلام قبول
 کر لیا۔ (بعد میں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے) اس نے
 کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مشکل کام میرے
 ذمے لگا دیا ہے، جب بھی میرا گزر کسی کافر کی قبر کے
 پاس سے ہوتا ہے، میں اسے جہنم کی خوشخبری دیتا ہوں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اسے صحیح قرار دیتے

ہیں۔ دیکھیے: (الصحيححة للالباني؛ رقم: ۱۸؛ و سنن ابن ماجه للذكتور بشار عواد؛ حديث: ۱۵۷۴)

② اسلام قبول کیے بغیر بڑی سے بڑی نیکیاں بھی جہنم سے نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتیں۔ ③ نبی ﷺ کی نبوت کا
 یقین ہونے کے باوجود جب تک باقاعدہ اسلام قبول کر کے نبی ﷺ کی اطاعت اور احکام شریعت پر عمل کرنے
 کا وعدہ نہ کیا جائے، نجات نہیں ہوتی، جیسے فرعون کو یقین تھا کہ موسیٰ ﷺ سچے ہیں لیکن ایمان و اطاعت کے بغیر
 اس یقین کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا، اسی لیے حضرت موسیٰ ﷺ نے فرمایا تھا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتَمَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ
 إِلَّا رَبَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا﴾ (نبی اسرائیل: ۱۰۲)
 ”تجھے معلوم ہے کہ یہ (معجزات و دلائل) آسمان اور زمین کے مالک ہی نے بصیرت بنا کر (غور کرنے کے
 لیے) نازل کیے ہیں اور اسے فرعون! میں تو سمجھتا ہوں کہ تو یقیناً تباہ ہونے والا ہے۔“ اسی طرح ابوطالب بھی
 اس بات کا اقرار کرتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کا دین سچا ہے لیکن اسے قبول نہیں کیا، لہذا نبی ﷺ کی قربت بھی اسے
 جہنم سے نہ بچا سکی۔ ④ اگر کوئی ایسا سوال پوچھ لیا جائے جس کا صریح جواب دینا حکمت کے منافی ہو تو مناسب
 انداز سے سائل کو کسی بہتر چیز کی طرف متوجہ کیا جاسکتا ہے۔ ⑤ ہر مشرک کو جہنم کی خوشخبری دینے کا حکم ایک
 نفسیاتی علاج تھا۔ اسے اپنے والد کے جہنمی ہونے کا سن کر جو صدمہ ہوا تھا، اس کا یہ علاج کیا گیا کہ صرف
 تمہارے باپ کے لیے نہیں بلکہ ہر کافر کے لیے یہی حکم ہے، داعی اور عالم کو چاہیے کہ لوگوں کی نفسیات کا خیال
 رکھے لیکن صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح نہ کہے۔

(المعجم ۴۹) - بِبَابِ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ
 زِيَارَةِ النَّسَاءِ الْقُبُورِ (التحفة ۴۹)
 باب: ۳۹- عورتوں کے لیے قبروں کی (بکثرت)
 زیارت کرنا منع ہے

۱۵۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
 ۱۵۷۴- حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۵۷۴- [حسن] أخرجه أحمد: ۴/۴۲۲ من حديث سفيان الثوري به، و صححه البوصيري، والحديث
 الآتي (۱۵۷۶) شاهد له.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

وَأَبُو بَشِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ؛ ح :
وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ؛
ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ:
حَدَّثَنَا الْفَرَيَابِيُّ وَقَبِيصَةُ كُلُّهُمَا عَنْ سُفْيَانَ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُنَيْمٍ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَهْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَعَنَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۵- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ
[الْعَسْقَلَانِيُّ] أَبُو نَصْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ
أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:
لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ.

🌞 **فائدہ:** اس سے مراد بار بار زیارت کرنے والیاں ہیں۔ ”زوارات“ مبالغے کا صیغہ ہے، یعنی ”کثرت سے
یا بار بار زیارت کرنے والی عورتیں“، کبھی کبھار جانے کا جواز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ قبرستان میں جا کر مدفونین کے لیے کس طرح دعا کروں تو رسول اللہ

۱۵۷۵- [حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، ح: ۳۲۳۶، والترمذي، الصلاة، باب
ما جاء في كراهية أن يتخذ على القبر سجداً، ح: ۳۲۰ من حديث ابن جحادة به، بلفظ: "لعن رسول الله ﷺ زائرات
القبور والمنخذين عليها المساجد والسرج"، وحسنه.

۵۷۶- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في كراهية زيارة القبور للنساء، ح: ۱۰۵۶ من
حديث أبي عوانة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۱۷۸.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز ----- عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

ﷺ نے انھیں یہ نہیں فرمایا: ”تم جایا ہی نہ کرو بلکہ فرمایا: یوں کہہ: [السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ..... الخ] رکھیے: (صحیح مسلم الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، حدیث: ۹۷۴)

(المعجم ۵۰) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّبَاعِ**
النِّسَاءِ الْجَنَائِزِ (التحفة ۵۰)

باب: ۵۰- عورتوں کا جنازے کے ساتھ
جانے کا بیان

۱۵۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۵۷۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے لیکن پختہ حکم نہیں دیا گیا۔

عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

☀️ **فائدہ:** پختہ حکم کا مطلب حرمت کی صراحت ہے یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے منع تو فرمایا لیکن زیادہ سختی سے نہیں۔ گویا حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق جنازے کے ساتھ عورتوں کا جانا حرام نہیں مکروہ ہے اور مکروہ سے اجتناب ہی افضل ہوتا ہے۔ نماز جنازہ میں عورتوں کا شریک ہونا جائز ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) نے پیغام بھیجا کہ جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ بھی نماز جنازہ میں شریک ہو سکیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جنازہ امہات المؤمنین کے حجروں کے پاس رکھا گیا تاکہ وہ جنازہ پڑھ لیں پھر اسے مقاعد کی طرف باب الجنائز سے نکال کر قبرستان میں لے جایا گیا۔ (بعد میں) انھیں معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے اس عمل پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں) جنازہ مسجد میں نہیں لے جایا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: ”لوگوں کو جس بات کا علم نہیں ہوتا اس پر کتنی جلدی تنقید کرنے لگتے ہیں۔ ہم پر یہ تنقید کرتے ہیں کہ جنازہ مسجد میں لے جایا گیا“ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی کے اندر ادا کیا تھا۔ (صحیح مسلم الجنائز، باب الصلاة على الجنائز في المسجد، حدیث: ۹۷۴)

۱۵۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: ۱۵۷۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کچھ

عَنْ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِدٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ

۱۵۷۷- أخرجه البخاري، الحيض، باب الطيب للمرأة عند غسلها من الحيض، ح: ۳۱۳، ومسلم، الجنائز، باب نهي النساء عن اتباع الجنائز، ح: ۹۲۸ من حديث حفصة به، أخرجه مسلم عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۱۵۷۸- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷۷/۴ من حديث إسرائيل بن إسماعيل بن سلمان بن أبي المغيرة الكوفي ضعيف (تقريب).



۶- أبواب ماجاء في الجنائز

نوحہ اور بین کرنے کی ممانعت کا بیان

إِسْمَاعِيلَ بْنِ [سَلْمَانَ]، عَنْ دِينَارِ أَبِي عُمَرَ، عَنْ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا نِسْوَةٌ جُلُوسٌ. فَقَالَ: «مَا يُجْلِسُكُمْ؟» قُلْنَ: «نَنْتَظِرُ الْجِنَازَةَ.» قَالَ: «هَلْ تَغْسِلُنَّ؟» قُلْنَ: «لَا.» قَالَ: «هَلْ تُحْمِلُنَّ؟» قُلْنَ: «لَا.» قَالَ: «هَلْ تُذَلِّلُنَّ؟» قُلْنَ: «لَا.» قَالَ: «فَارْجِعْنَ مَا زُورَاتٍ، غَيْرَ مَا جُورَاتٍ.»

خواتین بیٹھی ہیں۔ فرمایا: ”تم کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟“ انھوں نے کہا: جنازے کا انتظار کر رہی ہیں۔ فرمایا: ”کیا غسل دوگی؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”میت کی چار پائی کو (کندھا دوگی؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”میت کو (میت کو) قبر میں اتارنے والوں کے ساتھ تم بھی اتارو گی؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”گناہ لے کر ثواب سے محروم ہو کر واپس چلی جاؤ۔“

باب ۵۱- نوحہ اور بین کرنے کی ممانعت

(المعجم ۵۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْيِ عَنِ

النَّسِاحَةِ (التحفة ۵۱)

511

۱۵۷۹- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

۱۵۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

ہے کہ نبی ﷺ نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا يَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ ”نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔“ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”نوحہ کے بارے میں ہے۔“

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى الصُّهْبَاءِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَلَا يَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ [الممتحنة: ۱۲] قَالَ: «النَّوْحُ.»

نوحہ اور مسائل: ① اس حدیث میں جس آیت کی طرف اشارہ ہے وہ یوں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبِيغِينَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُبَشِّرَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يُسْرِفَنَّ وَلَا يُزَيِّنَنَّ وَلَا يَقْتُلَنَّ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيَنَّ بِيَهْتَانٍ يُفْتَرِيهِنَّ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبِأَعْيُنِهِنَّ وَأَسْتَغْفِرُ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (الممتحنة: ۱۲) ”اے نبی! جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں (اور) وہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، بدکاری نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں اور بیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیا کریں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا معاف کرنے والا ہے۔“

۱۵۷۹- [إسناده حسن] أخرجه الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة الممتحنة، ح: ۳۳۰۷ من حدیث یزید بہ مطولاً، وقال: "حسن غریب".

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

نوحہ اور بین کرنے کی ممانعت کا بیان

① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نوحہ سے پرہیز بھی ان نیک کاموں میں شامل ہے جن احکام کی تعمیل کا وعدہ مسلمان عورتوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے کیا ہے۔ ② نوحہ سے مراد ہے مرنے والے کی خوبیاں ذکر کر کے اور اپنے غم کے اظہار کے لیے مختلف فقرے بول بول کر بلند آواز سے رونا۔ اسلام سے پہلے عورتیں مرنے والوں پر اظہار غم کے لیے اسی طرح روتی تھیں اور اسے مرنے والے سے محبت کا اظہار سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس غلط رسم سے سختی سے منع کیا ہے۔ صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے یا کوئی ایک آدھ جملہ کہہ دیا جائے جو نوحہ کے انداز سے نہ ہو تو وہ جائز ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی ﷺ اشک بار تھے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا تو نبی ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”آکھ سے آنسو پیتے ہیں دل ٹمکن ہے لیکن ہم زبان سے وہی کچھ کہیں گے جس سے اللہ راضی ہو۔ ابراہیم! ہمیں تیری جدائی کا بہت غم ہے۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، باب قول النبی ﷺ إنا بك لمحزونون، حدیث: ۱۳۰۳)

۱۵۸۰ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ :
 حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا:
 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 ابْنُ دِينَارٍ : حَدَّثَنَا حَرِيزٌ ، مَوْلَى مُعَاوِيَةَ
 قَالَ : حَطَبَ مُعَاوِيَةُ بِحَمَصٍ ، فَذَكَرَ فِي
 حُطْبَتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّوْحِ .
 ۱۵۸۰ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام
 حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا:
 حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمص شہر میں خطبہ دیا تو اس خطبے
 کے دوران میں یہ بھی ذکر فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ
 نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۵۸۱ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ
 الْعَنْبَرِيُّ ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى . قَالَ : حَدَّثَنَا
 عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ
 كَثِيرٍ ، عَنْ ابْنِ مُعَانِقٍ أَوْ أَبِي مُعَانِقٍ ، عَنْ
 أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 ۱۵۸۱ - حضرت ابوما لک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نوحہ (بین) جاہلیت کا
 رواج ہے۔ نوحہ کرنے والی اگر توبہ کیے بغیر مرگئی تو
 اللہ تعالیٰ اس کے لیے تارکول کے کپڑے اور آگ کے
 شعلے کی قمیص تیار کرے گا۔“

۱۵۸۰ - [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۷۳/۱۹، ح: ۸۷۶ من حديث إسماعيل به مطولاً * عبدالله بن
 دينار الحمصي (الثامی) ضعيف (تقريب)، ضعفه الجمهور، وتابعه الثقة محمد بن مهاجر الانصاري، وشيخهما
 حريز بالحاء مجهول (تقريب)، فالسند ضعيف، والحديث حسن، له شواهد عند البخاري، ح: ۱۳۰۶، ومسلم،
 ح: ۹۳۶ وغيرهما.

۱۵۸۱ - [حسن] وقال البوصيري: * [إسناده صحيح، ورجاله ثقات، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۶۶۸۶،
 وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۹۳۴ وغيره.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز - نوحہ اور مین کرنے کی ممانعت کا بیان

﴿النَّيِّحَةُ إِذَا مَاتَتْ وَلَمْ تَثْبُتْ قَطَعَ اللَّهُ لَهَا نِيَابًا مِنْ قَطْرَانٍ، وَدِرْعًا مِنْ لَهَبِ النَّارِ﴾.

☀️ فوائد و مسائل: ① جاہلیت سے مراد نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے جب کسی کام کو جاہلیت کا کام قرار دیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کام مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا اسے کافر ہی کرتے ہیں انہی کے لائق ہے۔ ② کافروں کے رسم و رواج اختیار کرنے سے اور ان کی نقل کرنے سے اعتقاد اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ زندگی کے ہر معاملے میں یہ اصول مسلمانوں کے پیش نظر رہنا چاہیے۔ ③ توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ ④ نوحہ کرنے والی کو یہ عذاب قیامت کے دن جہنم میں داخل ہونے سے پہلے ہوگا جیسے آئندہ حدیث سے واضح ہے۔ ممکن ہے جہنم میں بھی ہو۔

۱۵۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

۱۵۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت پر نوحہ کرنا جاہلیت کا رواج ہے۔ نوحہ کرنے والی اگر توبہ کیے بغیر مر گئی تو اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے جسم پر تار کول کی قمیصیں ہوں گی پھر ان پر آگ کے شعلوں کی قمیص پہنائی جائے گی۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رَاشِدِ الْبَيْهَقِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «النَّيِّحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَإِنَّ النَّيِّحَةَ إِنْ لَمْ تَثْبُتْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ، فَإِنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا مَرَايِلُ مِنْ قَطْرَانٍ. ثُمَّ يُغْلَى عَلَيْهَا بِدِرْعٍ مِنْ لَهَبِ النَّارِ».

☀️ فائدہ: یہ حکم عورت کے لیے خاص نہیں بلکہ مرد بھی اگر اس جرم کا ارتکاب کرے گا تو قیامت کو اسے بھی یہی سزا ملے گی۔ حدیث میں عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عرب میں عورتیں ہی نوحہ کرتی تھیں۔ ارشاد نبوی ہے: ”جو شخص رخصتوں پر تھپڑ مارے گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی طرح پکارے (نوحہ کرے) وہ ہم میں سے نہیں۔“ (صحیح البخاری الجنائز، باب: ليس منا من ضرب الحدود، حدیث: ۱۴۹۷ وسنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۸۳) اس میں مرد بھی شامل ہیں۔

۶- ابواب ما جاء في الجنائز مصیبت کے وقت منہ پر طمانچے مارنے اور گریبان چاک کرنے کی ممانعت کا بیان

۱۵۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: ۱۵۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِ بَيْتِهِ قَالَ: جَنَازَةُ كَيْفَ تَجْعَلُهَا فِي جَنْبِهَا
أَبِي يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: جَنَازَةُ كَيْفَ تَجْعَلُهَا فِي جَنْبِهَا
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُشَبَّحَ جَنَازَةٌ مَعَهَا رَأْتُهُ. ساتھ نوحر کرنے والی عورت ہو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ موسوعۃ الحدیثیہ کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت مجموع طرق اور شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعۃ الحدیثیہ مسند الإمام أحمد: ۲۸۰/۲۹۹/۴۰) ② جنازہ کے ساتھ جانا مسلمان کا مسلمان پر ایک اہم حق ہے لیکن گناہ کے ارتکاب کی صورت میں یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دعوت قبول کرنا بھی مسلمان کا مسلمان پر حق ہے لیکن اگر تفریب میں گناہ کے کام ہو رہے ہوں، مثلاً: بے پردگی، تصویر کشی، ویڈیو فلم بنانا، ہندوانہ رواج پر عمل تو ایسی تفریب میں شریک نہ ہونا درست ہے۔ خاص طور پر جب حاضر نہ ہونے سے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو تنبیہ ہونے کی توقع ہو۔

(المعجم ۵۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْمُخْدُودِ وَشِقِّ الْجُيُوبِ (التحفة ۵۲)

۱۵۸۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ. ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
جَمِيعاً عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَرِينَةَ، عَنْ
إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ. ح. وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ
ابْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَ: ۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ

۱۵۸۳- [سناده ضعيف] * أبو يحيى القنات تكلموا فيه، وقال أحمد: 'روى عنه إسرائيل أحاديث كثيرة مناكير جداً' (الزوائد للبوصيري)، وللحديث شواهد ضعيفة.

۱۵۸۴- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، ح: ۱۲۹۴ من حديث سفیان الثوري عن زيد به، والبخاري، ح: ۳۵۱۹، ومسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ۱۰۳ من حديث الأعمش به.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز معصیت کے وقت منہ پر طمانچے مارنے اور گریبان چاک کرنے کی ممانعت کا بیان

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ وَضَرَبَ الْخُدُودَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

فوائد و مسائل: ① دل کا غم اور آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا صبر کے معنائی نہیں؛ البتہ اس کے علاوہ لوگ بے صبری کی وجہ سے جو مختلف قسم کی نامناسب حرکات کرتے ہیں وہ شرعاً ممنوع ہیں۔ ② اسلام سے پہلے لوگوں میں یہ عادت تھی کہ مرنے والے پر اظہارِ غم کے لیے بلند آواز سے میت کی تعریفیں کر کے روتے تھے اور گریبان چاک کر دیتے تھے اسلام میں ان چیزوں سے منع کر دیا گیا ہے۔ ③ [لَيْسَ مِنَّا] ”وہ ہم میں سے نہیں۔“ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسی حرکات کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں مسلمانوں کا یہ طریقہ نہیں کیونکہ یہ اہل جاہلیت کی غلط عادتوں میں سے ہے۔ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۵۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ الْمُحَارِبِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ كَرَامَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، وَ الْقَاسِمِ عَنِ أَبِي أُسَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ الْخَامِسَةَ وَجَهَهَا، وَالشَّاقَّةَ جَبِيهًا، وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَنبِلِ وَالتَّبُورِ.

فوائد و مسائل: ① بربادی اور ہلاکت پکارنے کا مطلب ایسے جملے بولنا ہے جیسے ”میں تباہ ہوگئی۔“ ”میں برباد ہوگئی۔“ وغیرہ۔ ② یہ قسم صرف عورتوں کے لیے نہیں بلکہ مردوں کے لیے بھی اس قسم کی حرکات کرنا منع ہے۔ ③ لعنت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے جو توبہ کیے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

۱۵۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَضْرَتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ

۱۵۸۵- [حسن] وصححه البوصيري، وسنده ضعيف من أجل عبدالرحمن بن يزيد بن عليم وهو بهز بن جابر، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۱۰۰۵ وغيره.

۱۵۸۶- أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب، والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ۱۰۴

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ زیادہ بیمار ہو گئے تو ان کی بیوی حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا بلند آواز سے رونے لگیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کچھ آفاقہ ہوا تو فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں بھی اس سے بے زار ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کا اظہار فرمایا ہے؟ (اس بیماری سے پہلے) وہ انھیں حدیث سنایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں اس شخص سے بے زار ہوں جو (اظہار غم کے لیے) بال منڈوائے یا بین کرے یا کپڑے پھاڑے۔“

حَكِيم الْأَوْدِيِّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ أَبِي الْعَمَّاسِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي بُرْدَةَ. قَالَ: لَمَّا ثَقَلَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ تَصِيحُ بِرَنَةٍ. فَأَقَاقَ، فَقَالَ لَهَا: أَوْ مَا عَلِمْتَ أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرَّئِي مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَحَرَقَ».



516

فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقویٰ کا یہ کمال ہے کہ انھیں سخت بیماری کی حالت میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال رہتا تھا۔ ② گھر میں اگر کوئی غلط کام ہو تو فوراً ٹوک دینا چاہیے۔ ③ جاہلیت میں اظہار غم کے لیے لوگ سر کے بال منڈوا دیا کرتے تھے۔ آج کل بعض لوگ جو ڈاڑھی منڈوانے کے عادی ہوتے ہیں، غم کے موقع پر شیو کرنا بند کر دیتے ہیں۔ اس میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک لحاظ سے اہل جاہلیت سے مشابہت ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی ڈاڑھی رکھنے کا تعلق غم سے جوڑ دیا گیا ہے جب کہ ڈاڑھی صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سنت نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کی سنت ہے اس لیے اسے ان امور فطرت میں شمار کیا گیا ہے جن کا تمام شریعتوں میں حکم دیا گیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ) حدیث (۲۹۳) اسی طرح اظہار غم کے لیے سیاہ لباس پہننا بھی کفار کی نقل ہے جب کہ دین اسلام میں کفار سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔

باب: ۵۳- میت پر رونے کا بیان

(المعجم ۵۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِكَاءِ

عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۵۳)

۱۵۸۷- حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

◀ من حديث جعفر بن عون به .

۱۵۸۷- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي ۱۹/۴، الجنائز، باب الرخصة في البكاء على الميت، ح: ۱۸۵۹ من حديث محمد بن عمرو عن مسلمة به * سلمة مستور لم أجد من وثقه، وقال السندي: "قال (الحافظ) في الفتح: رجاله ثقات".

۶۔ ابواب ماجاء في الجنائز میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

نبی ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون کو دیکھا (جو رو رہی تھی) تو اسے بلند آواز سے منع کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عمر! اسے رونے دو آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں دل کو غم پہنچا ہے اور وقت زیادہ نہیں گزرا (غم تازہ ہے)۔“

وَعَلِيٌّ بْنُ مُحَمَّدٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا وَيْكِعُ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي جِنَازَةٍ . فَرَأَى عُمَرُ امْرَأَةً فَصَاحَ بِهَا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «دَعَهَا يَا عُمَرُ . فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ ، وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ ، وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ» .

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے عفان سے انھوں نے حماد بن سلمہ سے انھوں نے ہشام بن عمرو سے انھوں نے وہب بن کیسان سے انھوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے انھوں نے سلمہ بن ازرق سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے اسی (مذکورہ بالا) روایت کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَرْقِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، بِنَحْوِهِ .

۱۵۸۸۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحب زادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کا ایک بیٹا (علی بن ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ) حالت نزع میں تھا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ تشریف لائیں۔ نبی ﷺ نے پیغام بھیجا (کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو کہہ دیں: ”اللہ ہی کا ہے جو وہ لے لے اور اسی کا ہے جو وہ دے دے اور اس کے پاس ہر چیز کی ایک مدت مقرر ہے اس لیے

۱۵۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي السَّوَارِبِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بْنُ زِيَادٍ : حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ : كَانَ ابْنُ لِبْعَضِ بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَبْغِي . فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا . فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا أَنَّ «لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى . وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى . فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ» . فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ ،

۱۵۸۸۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يعذب الميت ببعض بقاء أهله عليه... الخ، ح: ۲۸۴ وغیره، ومسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: ۹۲۳ من حديث عاصم به.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

فَأَقْسَمَتِ عَلَيْهِ . فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَمَّتْ مَعَهُ . وَمَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَأَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ ، وَعَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ . فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا الصَّبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، وَرُوحُهُ تَقَلُّمٌ فِي صَدْرِهِ . قَالَ حَبِيبُهُ قَالَ : كَأَنَّهَا شَنَّةٌ . قَالَ : فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . فَقَالَ لَهُ عَبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ : مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ : «الرَّحْمَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللَّهُ فِي بَنِي آدَمَ . وَإِنَّمَا يَرَحِمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحَمَاءَ» .



میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل (زینب رضی اللہ عنہا کو چاہے کہ) وہ مہر کریں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔ انھوں نے قسم دی (کہ نبی ﷺ ضرور تشریف لائیں) چنانچہ رسول اللہ ﷺ انھ کھڑے ہوئے آپ کے ساتھ میں بھی تھا اور حضرت معاذ بن جبل ابی بن کعب اور عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہم) بھی روانہ ہوئے جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچایا گیا جبکہ بچے کی جان اس کے سینے میں تھی (سانس اکھڑ چکا تھا معلوم ہوتا تھا آخری وقت ہے) راوی نے غالباً یہ بھی کہا: یوں لگتا تھا کہ جیسے پرانی منگ ہے (جس طرح اس میں پانی حرکت کرتا ہے۔ اس طرح سانس مشکل سے آ رہا تھا) رسول اللہ ﷺ اشک بار ہو گئے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (تعب سے) کہا: اللہ کے رسول! یہ کیا؟“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں رکھی ہے اور اللہ بھی اپنے ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مصیبت کے وقت صبر اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہے۔ ② انسان کو مصیبت کے وقت یہ سوچنا چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے ہم سے لیا ہے وہ ہمارا نہیں تھا بلکہ اللہ ہی کا تھا لہذا ہم نے اللہ کی ایک امانت واپس کی ہے۔ ③ یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ اپنی نعمت ایک مدت تک ہمارے پاس رہنے دیتا ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھاتے اور دل خوش کرتے ہیں اور جب وہ اپنی امانت واپس لیتا ہے تو پھر صبر کرنے پر بھی ہمیں اجر و ثواب عطا فرماتا ہے یہ بھی اس کا ایک احسان ہے۔ ④ دل کا غم اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے معنی نہیں۔ ⑤ کسی کو قسم دے کر کوئی مطالبہ کرنا جائز ہے۔ ⑥ جس کام کے لیے قسم دی جائے اگر وہ شرعاً ممنوع نہ ہو تو اسے پورا کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ ⑦ عَم کا موقوع ہو یا خوشی کا اگر مسئلہ پوچھا جائے تو وضاحت کر دینی چاہیے۔ ⑧ اپنی یا کسی کی مصیبت پر دل کا غمگین ہونا نرم دلی کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ⑨ اللہ کی مخلوق پر رحمت و شفقت کرنے سے بندے کو اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔ ⑩ وفات کے

۶- ابواب ماجاء فی الجنائز میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل
وقت تمام رشتہ داروں کا حاضر ہونا ضروری نہیں، تاہم گھر والوں کی یہ خواہش جائز ہے کہ ایسے وقت میں نیک
لوگ قریب ہوں تاکہ ان کی دعا و برکت سے جان کنی کا مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے۔

۱۵۸۹- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ ابْنِ خُنَيْمٍ،
عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ
يَزِيدٍ قَالَتْ: لَمَّا تُوْفِيَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،
إِبْرَاهِيمُ، بَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ
الْمُعْزِيُّ، إِمَّا أَبُو بَكْرٍ، وَإِمَّا عُمَرُ: أَنْتَ
أَحَقُّ مَنْ عَظَّمَ اللَّهُ حَقَّهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا
تَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ. لَوْلَا أَنَّهُ وَعَدُ
صَادِقٌ وَمَوْعُودٌ جَامِعٌ، وَأَنَّ الْآخِرَ تَابِعٌ
لِلْأَوَّلِ لَوْجَدْنَا عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَفْضَلَ
بِمَا وَجَدْنَا. وَإِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ».

ہے انھوں نے فرمایا: جب اللہ کے رسول ﷺ کے فرزند
حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ رو
پڑے۔ تعزیت کرنے والے ایک صاحب حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی یہ شان ہے کہ
آپ اللہ کے حق کی عظمت کا سب سے زیادہ خیال
رکھنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آپ نکھوں
سے آنسو بہتے ہیں دل غمگین ہے (لیکن) ہم وہ الفاظ
نہیں کہیں گے جن سے اللہ ناراض ہو۔ اگر یہ بات نہ
ہوتی کہ یہ (موت) ایک سچا وعدہ ہے (جس سے مفر
نہیں) اور اس وعدہ کی چیز (موت) کی وجہ سے سب
(عالم آخرت میں) اکٹھے ہونے والے ہیں اور بعد والا
بھی پہلے والے کے پیچھے جانے والا ہے تو اسے ابراہیم!
ہمیں (اب) جتنا غم ہوا ہے اس سے کہیں زیادہ ہوتا اور
ہم تیری وجہ سے یقیناً غمگین ہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① کسی عزیز یا دوست کی وفات پر رونا جائز ہے بشرطیکہ جاہلیت کا انداز اختیار نہ کیا جائے۔
② دوسرے افراد کو چاہیے کہ فوت ہونے والے کے اقارب کو مناسب انداز سے تسلی دیں جس سے ان کے غم
میں تخفیف ہو۔ ③ حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مرضی یہی تھی اب اللہ
کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔ یہ ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے صبر کی تلقین ہے۔ ④ اصل صبر یہ ہے کہ غم
کے وقت بھی اپنی زبان اور ہاتھ وغیرہ کو ناجائز امور سے محفوظ رکھا جائے۔ ایسے الفاظ نہ کہے جائیں جن سے اللہ
پر ناراضی کا اظہار ہوتا ہو۔ ⑤ اللہ کے رسول ﷺ نے وفات سے ہونے والے غم کے سلسلے میں ایک اہم اصولی

۱۵۸۹- [سنادہ حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۷۱، ۱۷۰/۲۴، ح: ۴۳۲، ۴۳۳، وابن سعد: ۱/۱۴۳ من
طرق عن يحيى بن سليم به، وحسنه البوصيري، وله شاهد في الصحيح من حديث أنس، البخاري، ح: ۱۳۰۳،
ومسلم، ح: ۲۳۱۵، وللحديث شاهد آخرى.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ کہ موت کا وعدہ سچا ہے اس سے کسی کو مفر نہیں اگر فوت ہونے والا آج نہ جاتا توکل چلا جاتا آخر جانا ہی تھا اور دوسری بات یہ کہ موت سے حاصل ہونے والی جدائی ایک عارضی جدائی ہے اگر ایک فرد ہم سے پہلے فوت ہو کر ہم سے جدا ہو گیا ہے تو پیچھے رہ جانے والے کو بھی فوت ہو کر وہیں پہنچنا ہے پھر یہ جدائی ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد جدائی نہیں ہوگی۔ اگر ان دو امور کی طرف توجہ کی جائے تو موت کا کم یقینا ہلکا ہو جاتا ہے۔

۱۵۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ

ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

حَمَتِهِ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهَا: قُتِلَ

أَخُوكَ. فَقَالَتْ: رَحِمَهُ اللَّهُ، وَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا

لِلَّيِّهِ رَاجِعُونَ. قَالُوا: قُتِلَ زَوْجُكَ.

قَالَتْ: وَاحْزَنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ

لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةٌ، مَا هِيَ لِشَيْءٍ».

۱۵۹۰- محمد بن عبد اللہ بن جحش نے (اپنی بیوی کی)

حضرت حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان فرمایا

کہ (غزوہ احد کے موقع پر) انھیں کہا گیا: آپ

کے بھائی جان (حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ) شہید

ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے

[إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ]۔ (کچھ دیر بعد) لوگوں

نے انھیں کہہ آپ کے خاوند (حضرت مصعب بن

عمیر رضی اللہ عنہ) شہید ہو گئے۔ ان کے منہ سے نکلا ہائے میرا

غم! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کو خاوند سے جو

قلبی تعلق ہوتا ہے وہ اور کسی سے نہیں ہوتا۔“

۱۵۹۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ

الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَنْبَأَنَا

أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِبِنْتِ عَبْدِ الْأَشْهَلِيِّ بِنْتِ

هَلْكَاهُنَّ يَوْمَ أُحُدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۱۵۹۱- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عبد الأشہل کی عورتوں کے

پاس سے گزرے وہ جنگ احد میں ہلاک ہونے والے

اپنے اقارب پر رو رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لیکن حمزہ (رضی اللہ عنہ) پر رونے والیاں کوئی نہیں۔“ (یہ سن

۱۵۹۰- [إسناده ضعيف] * عبدالله بن عمر العمري ضعيف عابد (تقريب) قوي فيما يرويه عن نافع كما تقدم،

ح: ۱۲۹۹، ۲۶۶، وأخرج البيهقي: ۴/ ۶۶، وشيخه الحاكم: ۴/ ۶۱، ۶۲ من طريق الفروي ثنا عبدالله بن عمر

العمري عن أخيه عبيد الله عن إبراهيم * والفروي أيضًا متكلم فيه.

۱۵۹۱- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۴۰، ۸۴، ۹۲ من طرق عن أسامة به، وهو حسن الحديث كما تقدم،

ح: ۱۰۷۲، ورواه أسامة عن الزهري عن أنس به نحوه، أخرجه الحاكم: ۱/ ۳۸۱، وصححه 'علی شرط مسلم'،

ووافقه الذهبي، وأصله في سنن أبي داود، ح: ۳۱۳۶ وغيره.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز نوے سے متعلق احکام و مسائل

«لَكِنَّ حَمْرَةَ لَا يَوَاقِبِي لَهٗ» فَجَاءَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ (کر) انصار کی خواتین آ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے بیکن حَمْرَةَ . فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : لگیں۔ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: ”انوس! «وَيَحْتَهُ مَا انْقَلَبْنَ بَعْدُ؟ مَرُوهُنَّ فَلْيَتَّقِلْنَ ، یہ ابھی واپس نہیں گئیں۔ انھیں حکم دو کہ واپس چلی جائیں وَلَا يَبْكِينَ عَلَيَّ هَالِكٌ بَعْدَ الْيَوْمِ» . اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ روئیں۔“

🌞 نواد و مسائل: ① حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب احد میں شہید ہو گئے۔ ان کے گھرانے کی خواتین ابھی ہجرت کر کے مدینے نہیں آئی تھیں اس لیے نبی ﷺ نے انہما ترحم کے لیے فرمایا: ”حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں۔“ اس کا مقصد رونے والیوں کے عمل کی تعریف کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی بے کسی کا اظہار تھا کہ اس موقع پر ان کے اہل خانہ بھی موجود نہیں ہیں جن کو فطری طور پر سب سے زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے اشاروں پر فدا ہونے والے تھے۔ یہ ان کی محبت کا کمال تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات فرمائی جس سے انھیں محسوس ہوا کہ نبی ﷺ چاہتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے رو دیا جائے تو ان کی خواتین فوراً تیار ہو کر آ گئیں کیونکہ ان کے لیے نبی ﷺ کا دلگیر ہونا اپنے غم و حزن سے زیادہ تکلیف دہ تھا اس لیے انھوں نے اس غم کی وجہ سے آواز سے رونا شروع کر دیا۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ میرا مقصد یہ نہیں تھا اس لیے ان خواتین کو واپس چلے جانے کا حکم دے دیا۔ ④ میت کے گھر جمع ہو کر رونا پینٹنا اور نوح کرنا منع ہے بلکہ نوح کے بغیر بھی میت والوں کے گھر جمع ہونا منع ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۶۱۳) جو شخص تعزیت کے لیے آئے تو وہ تعزیت کر کے چلا جائے۔

۱۵۹۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت
حَدَّثَنَا شَفِيَّانُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجْرِيِّ ، عَنِ ابنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَرَائِي .
ہے، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے مرثیہ گوئی سے منع فرمایا۔

(المعجم ۵۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَيِّتِ
يُعَذَّبُ بِمَا نَبِيحَ عَلَيْهِ (النحفة ۵۴)
باب: ۵۴- نوحہ کرنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے

۱۵۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۵۹۲- [سننہ ضعیف] انظر، ح: ۷۷۷، لعلته، أخرجه أحمد: ۴/۳۵۶، ۲۸۳ من حديث الهجري به مطولا.

۱۵۹۳- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت، ح: ۱۲۹۲، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب بيكاه أهله عليه، ح: ۹۲۷ من حديث شعبة به، ورواه مسلم عن ابن بشار به.

۶- أبواب ماجاء في الجنائز

نوع سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا شَاذَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
جَعْفَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الصَّمَدِ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ،
عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمَيْتُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ
عَلَيْهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر مرنے والے نے یہ وصیت کی ہو کہ میرے مرنے پر نوحہ کیا جائے تو وہ نوحہ کرنے والیوں کے گناہ میں شریک ہے اس لیے سزا کا مستحق ہے۔ اسی طرح اگر اس کے خاندان میں مین کرنے پال نوچنے، گریبان چاک کرنے اور اس طرح کی حرکات کا رواج ہو اور وہ انہیں منع نہ کرے بلکہ اپنے قول و فعل سے اس کی حوصلہ افزائی کرے تب بھی زندوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے اس مردے کو عذاب ہوگا البتہ اگر فوت ہونے والا شخص ان کاموں کو پسند نہیں کرتا تھا نہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا بلکہ منع کیا کرتا تھا تو اب دوسروں کے اعمال کی ذمہ داری اس پر نہیں اس لیے اسے عذاب نہیں ہوگا۔ ② ممکن ہے حدیث کا یہ مطلب ہو کہ نوحہ کرنے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے اسے اس بات پر دکھ ہوتا ہے کہ اس کی وفات پر ناجائز کام کیے جا رہے ہیں۔ واللہ اعلم.



۱۵۹۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حَمِيدٍ بْنِ
كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الدَّرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي سَيْدٌ، عَنْ
مُوسَى بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْمَيْتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ،
إِذَا قَالُوا: وَأَعْضَادَهُ. وَأَكاسِيَاةً».

۱۵۹۳- حضرت اسید بن ابواسید رضی اللہ عنہ نے حضرت
موسیٰ بن ابوموسیٰ اشعری سے انھوں نے اپنے والد
(حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کی کہ نبی
ﷺ نے فرمایا: ”زندہ کے رونے سے فوت شدہ کو
عذاب ہوتا ہے جب وہ (رونے والے) کہتے ہیں:
ہائے میرا بازو! ہائے مجھے لباس دینے والا! ہائے میری

۱۵۹۴- [سنادہ حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية البكاء على الميت، ح: ۱۰۰۳،
وأحمد: ۴/ ۵۱۴ من طريقين عن أسيد به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وأشار المنذري إلى أنه حسن * موسى
ابن أبي موسى وثقه ابن معين، الدوري: ۲/ ۵۹۶، وابن حبان وغيرهما.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز تو سے متعلق احکام و مسائل
 وَاَنَابِرَاةً. وَاجْبِلَاةً. وَنَحْوَ هَذَا. يَتَغَتَّعُ
 مَا كَرِهَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَنْ يُصْطَفُوا وَيُذْكَرُوا
 بِأَسْمَائِهِمْ وَوَسَائِلِهِمْ حَتَّى يُكَفَّرُوا عَنْهُمْ
 وَأَصْلُهُمْ فِيهَا جَدٌّ يُكَفَّرُونَ ﴿۱۸﴾
 وَمَقَالٌ: أَنْتَ كَذَلِكُ؟ أَنْتَ كَذَلِكُ؟
 خدا کرنے والا! ہائے وہ پہاڑ (جیسی عظیم شخصیت) اور
 اس طرح کے الفاظ کہتے ہیں تو اسے جھڑکا اور جھنجھوڑا
 جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: ”کیا تو (واقعی) ایسا ہی ہے؟
 کیا تو ایسا ہی ہے؟“

قَالَ أَسِيدٌ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ. إِنَّ اللَّهَ
 يَقُولُ: ﴿وَلَا تُزْرُ وَازِرَةٌ وَذَرَّ الْأَخْرَى﴾ [طاهر: ۱۸]
 قَالَ: وَيَحْكُ أَحَدُكَ أَنْ أَبَا مُوسَى حَدَّثَنِي
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَتَرَى أَنَّ أَبَا مُوسَى كَذَّبَ
 عَلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ أَوْ تَرَى أَنِّي كَذَّبْتُ عَلَى أَبِي
 مُوسَى؟
 حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کہا: سبحان
 اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَلَا تُزْرُ وَازِرَةٌ وَذَرَّ
 الْأَخْرَى﴾ ”کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ
 نہیں اٹھائے گا۔“ حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا بھلا
 ہوا! میں تو تجھے یہ بتا رہا ہوں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے اللہ
 کے رسول ﷺ کی یہ حدیث سنائی ہے (لیکن تجھے یقین
 نہیں آتا) کیا تیرا خیال ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ
 پر جھوٹ باندھا ہے؟ یا تیرا یہ خیال ہے کہ میں نے
 ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا ہے؟



نوائد و مسائل: ① اس حدیث سے اس عذاب کی وضاحت ہوگئی ہے جو رونے والوں کے رونے کی وجہ
 سے مرنے والے کو ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس حدیث میں رونے سے مراد محض آنسو بہانا نہیں بلکہ زبان
 سے نامناسب الفاظ نکالنا میت کے عذاب کا باعث بنتا ہے۔ ② حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد کے اشکال
 کے جواب میں سند کی صحت کی طرف توجہ دلائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح حدیث کبھی قرآن مجید کے خلاف
 نہیں ہوتی، البتہ بعض اوقات ظاہری طور پر اختلاف محسوس ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر آیت اور حدیث میں اسی
 طرح موافقت پیدا کی جاتی ہے جس طرح قرآن مجید کی دو آیات اگر باہم متعارض محسوس ہوں تو علما نے کرام
 ان کی اس انداز سے وضاحت فرمادیتے ہیں کہ دونوں میں اختلاف نہیں رہتا۔ ③ قرآن مجید کی آیت کا
 مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس بات پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے کہ میرے آباء و اجداد میں سے فلاں صاحب بہت
 بزرگ اور نیک تھے لہذا قیامت میں مجھے بھی نجات مل جائے گی اور نہ کسی کو اس وجہ سے حقیر سمجھنا چاہیے کہ اس
 کے باپ و دادا نیک نہیں تھے بلکہ جو شخص نیک اعمال کرتا ہے اسے ثواب ملے گا اور جو گناہ کرتا ہے اسے عذاب
 ہوگا۔ ④ جو شخص کسی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے تو نیکی کرنے والے کے برابر اسے بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ ایک شخص
 کے عمل کا ثواب دوسرے کو نہیں ملا بلکہ یہ خود اس کے اس عمل کا ثواب ہے جو کہ اس نے نیکی کی ترغیب دی تھی۔
 اس ترغیب کا ثواب دوسرے کے عمل کرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کی ترغیب دینے

۶- ابواب ماجاء في الجنائز مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

کی وجہ سے سزائیں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی آیت اس حقیقت کی تردید نہیں کرتی۔

۱۵۹۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۵۹۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک یہودی عورت مر گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اس پر روتے ہوئے سنا تو فرمایا: ”اس کے گھر والے اس پر رورہے ہیں اور اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔“

حَدَّثَنَا سُوَيْبَانُ بْنُ عَمِيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا كَانَتْ يَهُودِيَّةً مَاتَتْ. فَسَمِعَهُمُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَبْكُونَ عَلَيْهَا. قَالَ: «فَإِنَّ أَهْلَهَا يَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا تُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا».

🌞 فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ پس ماندگان کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا کیونکہ ایک کے عمل کی سزا دوسرے کو نہیں دی جاسکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ایک قانون کے طور پر نہیں فرمائی تھی کہ ہر رونے والے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے بلکہ یہودیوں کو اپنے مرنے والی پر روتے دیکھ کر فرمایا تھا کہ ان کے رونے کا اسے کیا فائدہ؟ وہ تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت ہی رہی ہے یہ رؤس یا نہ رؤس برابر ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی یہ رائے اپنی جگہ درست ہے کہ رونے پینے کا میت کو کیا فائدہ؟ تاہم حدیث کا وہ مفہوم زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ان کے رونے سے بھی اسے عذاب ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی زندگی میں اسے اچھا سمجھتا رہا ہو اس کی تلقین کرتا رہا ہو یا اس کی وصیت کی ہو۔ اگر یہ صورت حال نہ ہو تو پھر ان کے رونے پینے اور بین کرنے سے اسے افسوس تو ہوتا ہے کہ جو موقع عبرت حاصل کرنے کا تھا اس موقع پر بھی وہ گناہ میں ملوث ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں: [باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم «يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ» إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ] [صحیح البخاری، الحناظر، باب: ۳۲] ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا بیان کہ میت کو اس کے بعض گھر والوں کے بعض رونے سے عذاب ہوتا ہے، یعنی جب رونا پیشیا اس (کے خاندان) کی رسم ہو۔“

(المعجم ۵۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ (التحفة ۵۵)

۱۵۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: ۱۵۹۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۵۹۵- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۲۸/۶ من حديث عبد الجبار بن الورد عن ابن أبي مليكة به، وفيه «إنا قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم في رجل كافر إنه ليعذب وأهله يبكون عليه»، ولحديث هشام بن عمار شواهد عند البخاري، ح: ۱۲۸۹، ومسلم، ح: ۹۳۲ وغيرهما.

۱۵۹۶- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أن الصبر في الصدمة الأولى، ح: ۹۸۷ من حديث



۶- أبواب ما جاء في الجنائز مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ: "صَبْرُ ابْتِدَائِ صَدْمَةِ كَيْفَ يَأْتِيهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَبَّانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى».

☀️ فائدہ: وہ صبر جو شرعاً مطلوب ہے یہ ہے کہ جب مصیبت آئے یا تم پہنچے اس وقت اپنے آپ کو غلط حرکات و اقوال سے بچائے کیونکہ جذباتِ غم کی شدت کے موقع پر اپنے آپ پر قابو رکھنا اور جائز و ناجائز کے فرق کا خیال کرنا بہت مشکل ہے۔ جو شخص اس موقع پر احکامِ شریعت کو ملحوظ رکھتا ہے اصل صبر اسی کا ہے جس پر اسے وہ تمام انعاماتِ خداوندی حاصل ہوں گے جن کا قرآن و حدیث میں وعدہ کیا گیا ہے بعد میں جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے خود بخود صبر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ صبر کوئی ایسی چیز نہیں جس پر کسی کی تعریف کی جائے یا اسے ثواب کی امید ہو۔

۱۵۹۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! اگر ابتداءً صدمہ کے وقت صبر کرے اور حصولِ ثواب کی نیت کرے تو میں تیرے لیے جنت میں سے تم کو ثواب پسند نہیں کروں گا۔"

۱۵۹۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: ابْنُ آدَمَ إِذَا صَبَرَ وَاحْتَسَبَتْ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ».

☀️ فائدہ: اس میں صبر کی فضیلت اور اللہ کے ہاں اس نیکی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ اگر احکامِ شریعت کے مطابق صبر کیا جائے تو یہی نیکی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

۱۵۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

الليث به، وقال: "غريب"، وهو متفق عليه من حديث أنس رضي الله عنه نحوه.

۱۵۹۷- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۵۸/۵، والطبراني في الكبير: ۲۲۵/۸، ح: ۷۷۸۸ من طرق عن إسماعيل به، وحديثه عن الشاميين قوي، راجع التقريب وغيره * وثابت صدوق حمصي "شامي" راجع التقريب وغيره * وصححه البوصيري، وأخرجه الطبراني من طريق آخر عن ثابت نحوه مختصراً.

۱۵۹۸- [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب في الاسترجاع عند المصيبة، ح: ۳۵۱۱ من طريق آخر عن عمر ابن أبي سلمة به باختلاف يسير، وقال: "غريب"، وله طريق آخر عند أحمد: ۲۷/۶.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنَ قُدَامَةَ الْجَمْحَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَفْرَغَ إِلَى مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ، مِنْ قَوْلِهِ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي، فَأَجْرُنِي فِيهَا، وَعَوَّضُنِي مِنْهَا، إِلَّا أَجْرَهُ اللَّهُ عَلَيْهَا، وَعَاوَضَهُ خَيْرًا مِنْهَا».

قَالَتْ: فَلَمَّا تُوِّفِي أَبُو سَلَمَةَ ذَكَرْتُ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي هَذِهِ. فَأَجْرُنِي عَلَيْهَا. فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ: وَعَوَّضُنِي خَيْرًا مِنْهَا، قُلْتُ فِي نَفْسِي: أَعَاوَضُ خَيْرًا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ ثُمَّ قُلْتُهَا. فَعَاوَضَنِي اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ. وَأَجْرُنِي فِي مُصِيبَتِي.

مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

ہے انھیں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما نے حدیث سنائی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس پر یثانی میں اللہ کے حکم (کی تعمیل) کا سہارا لیتا ہے، یعنی کہتا ہے: [إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي، فَأَجْرُنِي فِيهَا، وَعَوَّضُنِي مِنْهَا] ”ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنی مصیبت (پر صبر) کا ثواب چاہتا ہوں مجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرما اور اس کا بدل عطا فرما۔“ اللہ تعالیٰ اس (مسلمان) کو اس (مصیبت پر صبر) کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور اسے اس (جہنم جانے والی نعمت) سے بہتر متبادل عطا فرماتا ہے۔“

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو مجھے وہ حدیث یاد آئی جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر مجھے سنائی تھی۔ تب میں نے کہا: [إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي هَذِهِ فَأَجْرُنِي عَلَيْهَا] ”ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنی اس مصیبت (پر صبر) کا ثواب چاہتی ہوں تو مجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرما۔“ جب میں نے یہ کہا جا پا: [وَعَوَّضُنِي خَيْرًا مِنْهَا] ”مجھے اس کا بہتر متبادل عطا فرما“ تو میں نے دل میں سوچا: کیا مجھے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے بہتر متبادل بھی مل سکتا ہے؟ پھر میں نے (دعا کے) یہ الفاظ بھی پڑھ دیے (اور حدیث کی تعمیل میں یہ دعا مانگ ہی لی) تو اللہ نے

مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے حضرت محمد ﷺ دے دیے
اور میری مصیبت کا اجر بھی عطا فرمادیا۔

فوائد ومسائل: ① مصیبت پر صبر کا ثواب آخرت میں بھی ملتا ہے اور دنیا میں بھی صبر کی وجہ سے اللہ کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ ② اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد قرآن مجید میں اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ (البقرة: ۱۵۵-۱۵۷) اور ان صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ ③ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا کمال ظاہر ہوتا ہے کہ بظاہر اس دعا کی قبولیت کا امکان نہیں تھا لیکن پھر بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمان نبوی ﷺ کی تعمیل کرتے ہوئے دعا کی اور ارشاد نبوی کو حق سچ جانا۔ ④ جو لوگ اللہ کے وعدوں پر ایمان رکھتے ہیں اللہ ان کی حاجتیں پوری فرماتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔

۱۵۹۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (آخری مرض کے ایام میں ایک دن) وہ دروازہ کھولا یا پردہ ہٹایا جو آپ کے اور (مسجد میں نماز پڑھنے والے) لوگوں کے درمیان حائل تھا۔ دیکھا تو لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے انھیں اس اچھے حال میں دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا (کہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں)۔ آپ کو یہ امید ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ (کی وفات) کے بعد بھی ان کو ایسے ہی (اچھے) حال میں رکھے گا جو آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا پھر فرمایا: "اے لوگو! جس شخص کو" یا فرمایا: "جس مومن کو کوئی مصیبت

۱۵۹۹- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الشُّكَيْنِ: حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا مُضَعَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَابَ بَيْتِهِ وَبَيَّنَ النَّاسَ. أَوْ كَشَفَ سِتْرًا. فَإِذَا النَّاسُ يُصَلُّونَ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ. فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا رَأَى مِنْ حُسْنِ حَالِهِمْ، وَرَجَاءَ أَنْ يَخْلُقَهُ اللَّهُ فِيهِمْ بِالَّذِي رَأَوْهُمْ. فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّمَا أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فَلْيَتَعَزَّزْ، بِمُصِيبَتِهِ

۱۵۹۹- [إسناده ضعيف] * موسى بن عبيدة ضعيف كما تقدم، ح: ۲۵۱، ولحديثه شواهد مرسله وغيرها عند مالك، وابن سعد، وأبي نعيم في "أخبار أصبهان" وغيرهم، ولا يصح منها شيء.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے ثواب کا بیان

بی، عَنِ الْمُصِيبَةِ الَّتِي تُصِيبُهُ بَعَثِي. فَإِنْ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي لَنْ يُصَابَ بِمُصِيبَةٍ بَعْدِي، أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ مُصِيبَتِي.

کیونکہ میری امت کے کسی فرد کو میری (وفات کی) مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی۔“



نوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بھی امت کا خیال تھا چنانچہ جب انھیں نیکی پر قائم دیکھا تو بہت خوشی ہوئی۔ ② جب مصیبت پر صبر مشکل محسوس ہو رہا ہو تو سوچے کہ اگر میرا عزیز یا بزرگ فوت ہو گیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں یہاں جو بھی آیا اسے جانا ہے۔ جب محمد رسول اللہ ﷺ جسی عظیم شخصیت کی بھی وفات ہو گئی تو پھر اور کون ہے جو ہمیشہ زندہ رہے۔ ③ حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب کوئی مصیبت آئے تو مسلمان رسول اللہ ﷺ پر آنے والی مصیبتوں اور مشکلات کو یاد کرے اور نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھ کر صبر کرے جس طرح نبی ﷺ نے ہر مشکل اور مصیبت کے موقع پر صبر کیا اور مصائب پر جرع فروغ کا راستہ اختیار نہیں کیا اسی طرح ہمیں بھی کرنا چاہیے۔



۱۶۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۰۰- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَزَّاحِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ، فَأَخَذَتْ اسْتِزْجَاعًا، وَإِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا، كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَهُ يَوْمَ أُصِيبَ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے کوئی مصیبت آئی (بعد میں) پھر اسے وہ مصیبت (دوبارہ) یاد آئی تو اس نے نئے سرے سے [إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] پڑھ لیا اگرچہ اس کو گزرے طویل عرصہ گزر گیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھے گا جتنا (اس دن ملا تھا) جس دن مصیبت آئی تھی۔“

(المعجم ۵۶) - بِأَبْ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا (التحفة ۵۶)

۱۶۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۰۱- حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

۱۶۰۰- [سناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۹۵۹ لعلته، وفيه علة أخرى، انظر، ح: ۱۵۱۲، وقال البوصيري: "في إسناده ضعف".

۱۶۰۱- [سناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵۹/۴ من حديث قيس به * قيس ضعفه البخاري، والعقيلي وغيرهما ۴۴

۶- ابواب ما جاء في الجنائز مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے ثواب کا بیان

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنِي قَيْسُ أَبُو عُمَارَةَ، مَوْلَى الْأَنْصَارِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعْزِي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكِرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جو مومن اپنے بھائی کو کسی مصیبت پر تسلی دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت افزائی کا خلعت عطا فرمائے گا۔“

🌟 نوادہ و مسائل: ① یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے تاہم تعزیت کرنا صحیح روایات سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو حسن بھی قرار دیا ہے دیکھیے: (الصحيحه رقم: ۱۹۵، الطبعة الحديدية) والإرواء (رقم: ۷۶۳) ② تعزیت کا مطلب ہے مصیبت زدہ سے یا میت کے اقارب سے اظہار افسوس کرنا انھیں تسلی دینا صبر کی تلقین کرنا اور ایسی باتیں کرنا جس سے ان کا غم ہلکا ہو مثلاً یوں کہے: اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے ان کے درجے بلند فرمائے اور آپ کو صبر پر اجر عظیم دے یا یہ کہنا کہ اللہ کی امانت تھی جو اس نے لے لی وغیرہ۔ ③ تعزیت کرنا مومن سے ہمدردی کا اظہار ہے اور مومن سے ہمدردی ایمان کا جزو ہے۔ ④ [حُلَّة] (خلعت) سے مراد عمدہ لباس ہے جو قیامت کے دن اللہ کی طرف سے بعض نیکوں کے بدلے میں دیا جائے گا جس سے سب لوگوں کے سامنے اس شخص کی عزت و عظمت اور اس کے بلند مقام کا اظہار ہوگا۔

۱۶۰۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زَافِعٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ عَزَى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ».

۱۶۰۲- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اسے بھی اس (مصیبت زدہ) کے برابر ثواب ملے گا۔“

وقال الذهبي في المغني: لا يصح حديثه، ووثقه ابن حبان وغيره، والجرح مقدم، وللحديث شاهدان ضعيفان عن أنس وأبي برة، وروي مقطوعاً من قول طلحة بن عبيد الله بن كريب نحو المعنى.

۱۶۰۲- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في أجر من عزى مصاباً، ح: ۱۰۷۳ من حديث علي بن عاصم به، وقال: "غريب"، وقال البيهقي: "تفرد به علي بن عاصم، وهو أحد ما أنكر عليه، وقد روي عن غيره"، وله متابعات، لا يصح منها شيء * علي تقدم، ح: ۱۵۱۵.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کے ثواب کا بیان

(المعجم ۵۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ

أَصِيبَ بَوَالِدِهِ (التحفة ۵۷)

اس کے ثواب کا بیان

۱۶۰۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کے تین بچے فوت ہو جائیں

وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔“

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَمُوتُ لِرَجُلٍ ثَلَاثَةَ مَنِّ

الْوَالِدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا لَتَجَلَّةَ الْقَسَمِ».

🌞 نوائد و مسائل: ① انسان کو اپنی اولاد سے فطری طور پر زیادہ محبت ہوتی ہے اس لیے اولاد کی وفات پر مہم

کرنے پر خصوصی ثواب ہے۔ ② الولد (اولاد) میں بچے اور بچیاں دونوں شامل ہیں۔ خواہ بچے فوت ہوں یا

بچیاں، ثواب برابر ہے۔ ③ یہ ثواب ماں اور باپ دونوں کے لیے ہے۔ ④ قسم پوری کرنے کا یہ مطلب ہے

کہ وہ جہنم پر سے گزرے گا، جہنم میں داخل نہیں ہوگا جیسے کہ ارشاد الہی ہے: ﴿وَلَوْ إِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ

عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ (مریم: ۷۱) ”تم میں سے ہر ایک اس پر ضرور وارد ہونے والا ہے۔ یہ تیرے رب

کا قطعی فیصلہ ہے۔“ ”یک مومن آسانی سے پار ہو جائیں گے، گناہ گار مومن اور کافر جہنم میں گر جائیں گے۔ اس

کے بعد مومنوں کو اپنے وقت پر جہنم سے نکال لیا جائے گا اور کافر ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہ جائیں گے۔

۱۶۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

نُمَيْرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا

حَدَّثَنَا [حَرِيْزٌ] بْنُ عَثْمَانَ، عَنْ شُرْحِبِيلِ

ابْنِ شُعْمَةَ قَالَ: لَقِيتُ عَثْبَةَ بْنَ عَبْدِ السَّلْمِيِّ

فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا

مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَالِدِ، لَمْ

يَتَلْعُقُوا الْجَنَّةَ، إِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

الْثَّمَانِيَةِ، مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ».

۱۶۰۳- أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح: ۱۲۵۱، ومسلم، البر والصلة، باب

فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح: ۲۶۳۳ من حديث سفيان به.

۱۶۰۴- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۲۵/۱۷، ح: ۳۰۹ من حديث محمد بن عبدالله بن نعيم

وغيره به.



۶- أبواب ما جاء في الجنائز جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کے ثواب کا بیان

۱۶۰۵- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ
الْمَعْنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ،
عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ
مُسْلِمٍ يَتَوَفَّى لَهْمَا ثَلَاثَةَ مِنَ الْوَلَدِ، لَمْ
يَبْلُغُوا الْجَنَّةَ، إِلَّا أَدْخَلَهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ
بِفَضْلِ رَحْمَةِ اللَّهِ إِيَّاهُمْ».

۱۶۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”جن دو مسلمانوں (میاں بیوی) کے
تین بچے فوت ہو جائیں جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں تو
اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کر کے انھیں جنت میں داخل
کر دے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① گناہ کی عمر سے مراد بالغ ہونا ہے کیونکہ بالغ ہونے سے پہلے بچے کے گناہ لکھے نہیں
جاتے جب بالغ ہو جاتا ہے پھر اس کے گناہ لکھے جاتے ہیں۔ ② بچوں کی وفات پر صبر کا ثواب جنت میں
داخل ہے۔ ③ یہ ثواب ماں اور باپ دونوں کے لیے ہے۔ ④ مسلمانوں کے فوت ہونے والے بچے جنتی
ہیں۔ ⑤ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ہر دروازے سے خاص خاص لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔
بعض افراد کو ایک سے زیادہ دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی، بعض حضرات ایسے بھی ہوں گے
جنہیں آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی وہ جس دروازے سے چاہیں گے جنت میں چلے
جائیں گے۔

۱۶۰۶- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ
الْجَهَنمِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ،
عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشِبٍ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ،
مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةَ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْجَنَّةَ
كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ» فَقَالَ
أَبُو دَرْدَا: قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ. قَالَ: «وَأَثْنَيْنِ»

۱۶۰۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے تین بچے
آگے بھیجے جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں وہ اس کے لیے
جہنم سے بچاؤ کے لیے ایک مضبوط رکاوٹ بن جائیں
گے۔“ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے دو بچے
آگے بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اور دو بھی (جہنم سے
حفاظت کا باعث بن جائیں گے)“ قراء کے سردار
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک بچہ

۱۶۰۵- أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح: ۱۲۴۸ من حديث عبدالوارث به.

۱۶۰۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في ثواب من قدم ولداً، ح: ۱۰۶۶ عن نصر به،
وقال: "غريب، وأبو عبيدة لم يسمع من أبيه"، وانظر، ح: ۱۴۷۸ * وأبو محمد مولى عمر مجهول "تقريب".

۶- ابواب ما جاء في الجنائز تا تمام بچے کی پیدائش کا صدمہ اٹھانے کے ثواب کا بیان
فَقَالَ أَبُو بَنِي كَعْبٍ، سَيِّدُ الْقُرَاءِ: قَدَّمْتُ آگے بھیجا ہے۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اور ایک بھی
وَاحِدًا. قَالَ: «وَوَاحِدًا» . (جنہم سے بچاؤ کا باعث ہوگا۔“)

☀️ فائدہ: صحیحین میں تین یا دو بچوں کی وفات پر جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں سے) فرمایا: ”تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے (وہ
فوت ہو جائیں) تو وہ اس کے لیے جنہم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔“ ایک عورت نے کہا: اور دو بچے؟
(کیا ان کی وفات پر صبر کی بھی یہی فضیلت ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو بچے بھی (آگے بھیجنے والی کے
لیے یہی بشارت ہے۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، حدیث:
۱۲۳۹ وصحیح مسلم، البر والصلة والأدب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسب، حدیث: ۳۶۳۳)
اور بعض حسن روایات میں ایک بچے پر بھی جنت کی بشارت ہے بشرطیکہ ایمان و احتساب ساتھ ہو۔ دیکھیے:
(الصحيحۃ: ۳/۳۹۸ رقم: ۱۳۰۸) اس لیے یہ روایت بھی معتبر صحیح ہے۔

(المعجم ۵۸) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أُصِيبَ**
بِسَقَطِ (التحفة ۵۸)
باب: ۵۸- تا تمام بچے کی پیدائش کا
صدمہ اٹھانے کا ثواب

۱۶۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ .
قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
عَبْدِ الْمَلِكِ التَّوْفَلِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«لَسَقَطُ أَقْدَمُهُ بَيْنَ يَدَيَّ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ
فَارِسٍ أَخْلَفَهُ خَلْفِي» .

☀️ فائدہ: آگے بھیجنے سے مراد بچے کا فوت ہونا ہے۔ وقت سے پہلے پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہیں رہتا یا فوت
شدہ پیدا ہوتا ہے۔ اس پر صبر کا بھی ثواب ہے، جیسے دوسری صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ سوار پیچھے چھوڑنے سے
مراد یہ ہے کہ انسان فوت ہو تو اس کا جواں بیٹا موجود ہو جو گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد میں شریک ہو سکے۔ یہ
روایت ضعیف ہے تاہم صحیح الثلثت بچے کی وفات کا اجر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ کوئی بعید نہیں صبر و
احتساب کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ تمام الثلثت والا اجر عطا فرمادے۔ وما ذلك على الله بعزيز.

۱۶۰۷- [إسناده ضعيف] * يزيد بن عبد الملك ضعيف (تقريب)، وقال المزني في التهذيب والأطراف: 'يزيد بن
رومان لم يدرك أبا هريرة' قاله البوصيري .



۶- أبواب ما جاء في الجنائز تا تمام بچے کی پیدائش کا صدمہ اٹھانے کے ثواب کا بیان

۱۶۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تا تمام بچہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا (اصرار کے ساتھ شفاعت کرے گا) جب اس کا رب اس کے والدین کو جہنم میں داخل کرے گا۔ (اس کی اس شفاعت کے نتیجے میں) اسے کہا جائے گا: اے اپنے رب سے جھگڑنے والے تا تمام بچے! اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا چنانچہ وہ انھیں اپنی آنول سے کھینچ کر جنت میں داخل کر دے گا۔“

۱۶۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَبُو بَكْرِ الْبَكَّائِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَسَانَ. قَالَ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عَائِشِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهَا، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ السَّقَطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهُ إِذَا أُدْخِلَ أَبُوَيْهِ النَّارَ. فَيَقَالُ: أَيُّهَا السَّقَطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أَدْخِلْ أَبُوَيْكَ الْجَنَّةَ. فَيَجْرُهُمَا بِسَرَرِهِ حَتَّى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ».

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: يُرَاغِمُ رَبَّهُ، يُعَاذِبُ.

ابو علی نے کہا: ”يُرَاغِمُ رَبَّهُ“ کے معنی ہیں ”يُعَاذِبُ“ کہ وہ اپنے رب سے ناراضی کا اظہار کرے گا۔

۱۶۰۹- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تا تمام بچہ اپنی ماں کو آنول کے ذریعے سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا جبکہ اس نے اس پر صبر کیا ہو۔“

۱۶۰۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ بْنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السَّقَطَ لَيَجْرُ أُمَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ، إِذَا احْتَسَبَتْهُ».

☀️ فائدہ: قیامت کے دن شفاعت وہی کرے گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے گا اور اسی کے حق میں شفاعت کرے گا جس کے حق میں شفاعت کرنے کی اسے اجازت ملے گی۔ جو بچہ اپنی ماں کو کھینچ کر جنت میں لے

۱۶۰۸- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳/ ۳۵۴، ح: ۱۱۸۸۶ من حديث مندل به، وانظر، ح: ۱۲۴۷ لعنه، وأسماء بنت عابسا لا يعرف حالها (تقريب)، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف".

۱۶۰۹- [إسناده ضعيف] * يحيى بن عبيدالله متروك، وأفضح الحاكم فرما بالوضع (تقريب)، وقال البوصيري: "اتفقوا على ضعفه".

۶- ابواب ما جاء في الجنائز میت والوں کے ہاں کھانا بھیجنے کا بیان
جائے گا یہ اللہ کے فضل سے اور اس کی اجازت سے ہوگا، یعنی ایسے بچے کی وفات پر صبر کرنے والی عورت جنت
میں جائے گی۔ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

(المعجم ۵۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ
يُبْعَثُ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ۵۹)

باب: ۵۹- میت والوں کے ہاں کھانا
بھیجنے کا بیان

۱۶۱۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ
جَعْفَرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اصْنَعُوا لِأَلِ
جَعْفَرٍ طَعَامًا. فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَسْغَلُهُمْ، أَوْ
أَمْرٌ يَسْغَلُهُمْ».

۱۶۱۰- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر (بن ابی طالب) رضی اللہ
کی وفات کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جعفر
کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو ان کے پاس وہ چیز
آگئی ہے یا فرمایا: وہ معاملہ آ گیا ہے جس نے انہیں
مشغول کر دیا ہے۔"



☀️ فوائد و مسائل: ① غزوة موتہ عیسائی رومی سلطنت کے خلاف جمادی الاولیٰ ۸ھ (اگست یا ستمبر ۶۲۹ء) میں
پیش آیا۔ ② اس جنگ میں مسلمانوں کے تین عظیم قائد حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر طیار بن ابی طالب
اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کیے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ آخر کار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں
مسلمانوں نے عیسائیوں کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا اور خود مسلمان بھی بڑی حکمت سے کام لے کر سلامتی سے
واپس آ گئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الرحیق المختوم؛ ص: ۵۲۶) ③ میت کے اقارب اور بھائیوں کا
فرض ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کریں۔ یہ نہیں کہ میت والوں کے ہاں خود مہمان بن کر کھانے
کے لیے جمع ہو جائیں۔ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کی ممانعت حدیث: (۱۶۱۲) میں آ رہی ہے۔

۱۶۱۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ،
أَبُو سَلَمَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ
جَعْفَرِ بْنِ أَبِي تَالِبٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اصْنَعُوا
لِأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا. فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَسْغَلُهُمْ، أَوْ
أَمْرٌ يَسْغَلُهُمْ».

۱۶۱۱- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو
رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے
آئے اور فرمایا: "اصنعوا لاهل جعفر طعاما. فقد اتاهم ما يسغلهم، أو أمر يسغلهم"

۱۶۱۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب صناعة الطعام لأهل الميت، ح: ۳۱۳۲ من حديث سفیان
ابن عیینة به، وصححه الترمذی، والحاكم، والذهبی، وابن السکین.
۱۶۱۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد / ۶ / ۳۷۰ من حديث ابن إسحاق به * أم عون مستورة العال، وأم عیسی
(الخزاعية) لا يعرف حالها (تقريب)، والحديث السابق ينفي عنه.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز پر دس میں وفات کا بیان

عَبْدُ اللَّهِ النَّبَجَلِيُّ قَالَ: كُنَّا نَرَى الاجْتِمَاعَ إِلَى
أَهْلِ الْمَيِّتِ، وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ، مِنَ النَّبَاحَةِ.

☀️ نوآمد مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۱۱/۵۰۲۵۰۵) و احکام الجنائز؛ ص: ۱۶۷ و سنن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد؛ حدیث: (۱۲۳) بہر حال اس حدیث کی بابت آخرا الذکر محققین کی رائے ہی راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ② تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جس کسی کی جہاں کہیں میت کے کسی قریبی سے ملاقات ہو وہاں تعزیت کر لے یا اگر میت والے کے ہاں جائے تو تعزیت کر کے واپس آ جائے۔ وہاں بلا ضرورت بیٹھ رہنا اور رشتہ داروں اور ہمسایوں کا جمع رہنا خلاف سنت ہے۔ ③ میت کے گھر والوں کے لیے تو کھانا تیار کیا جانا چاہیے لیکن جب دور و نزدیک سے لوگ آ کر تعزیت کے نام پر مہمان بن بیٹھے ہیں تو کھانا تیار کرنے والے کو ان سب کے لیے کھانا تیار کرنا پڑتا ہے جو ایک ناروا بوجھ ہے۔ ④ اس طرح کے اجتماع کو نوحد سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ نوحد میں بھی عورتوں کا اجتماع ہوتا ہے اور اس اکٹھا کا مقصد سوائے اظہار افسوس کے اور کچھ نہیں ہوتا جبکہ یہ مقصد اس طرح جمع ہونے بغیر بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مردوں کو بھی اظہار افسوس اور تعزیت کے لیے جمع ہو کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں تعزیت اس کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ۶۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ مَاتَ
غَرِيْبًا (التحفة ۶۱)

۱۶۱۳ - حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ .
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُؤَنِّدِ الْهَدَيْلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي رَوَادٍ، عَنْ
عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ : «مَوْتُ غَرِيْبَةٍ شَهَادَةٌ» .

۱۶۱۳ - [سناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ۱۱/۲۴۶، ح: ۱۱۶۲۸، وأبو يعلى، ح: ۲۳۸۱ من حديث الهذلي، به، وهو "لین الحدیث" كما في التقریب، جرحه البخاري وغيره، وله شواهد كلها ضعيفة، راجع التلخیص الحبير: ۲/۱۴۱، ۱۴۲، وبعضها أوردھا ابن الجوزي في الموضوعات: ۲/۲۲۱ .



۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز

بیاری میں وفات کا بیان

۱۶۱۴- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى . قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ : حَدَّثَنِي حَيْسِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَعَاوِرِيُّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : تُوِّفِّي رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ يَمَنُّ وُلْدًا بِالْمَدِينَةِ . فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : «يَا لَيْتَهُ مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ» . فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ النَّاسِ : وَلِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ : «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلَى مُنْقَطِعِ آثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ» .

۱۶۱۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مدینہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا اس کی ولادت بھی مدینہ میں ہوئی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا: ”کاش! وہ اپنے مقام پیدائش کے سوا (کسی اور مقام پر) فوت ہوتا۔“ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آپ یہ تمنا کیوں کر رہے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ کسی اور مقام پر فوت ہوتا ہے تو اس کے لیے مقام پیدائش سے مقام وفات تک پیدائش کر کے (اس کے برابر جگہ) جنت میں دی جاتی ہے۔“

☀️ فائدہ: اللہ کا یہ انعام اس مومن کے لیے ہے جو وطن سے دور فوت ہوتا ہے اور یہ محض اس کا احسان ہے جس میں بندے کی کسی کوشش یا ارادے کو دخل نہیں۔ اس کے نیک اعمال کی وجہ سے اس کے علاوہ بھی جنت میں بہت سی جگہ مل سکتی ہے لیکن یہ خصوصی انعام ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۶۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ مَاتَ مَرِيضًا (الحنفة ۶۲)

باب: ۶۲۔ بیاری میں وفات کا بیان

۱۶۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ . قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ . قَالَ : أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ . قَالَ : حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۱۶۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بیمار ہو کر مراد وہ شہید ہوا، اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا اور اسے صبح و شام جنت سے رزق دیا جاتا ہے۔“

۱۶۱۴- [إسناده حسن] أخرجه النسائي ۷/۴، الجنائز، الموت بغير مولده، ح: ۱۸۳۳ من حديث ابن وهب به، و صححه ابن حبان (موارد)، ح: ۷۲۹.

۱۶۱۵- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات ۲/۳ من حديث ابن جريج به * إبراهيم ابن محمد الأسلمي متروك (تقريب).



۶- ابواب ماجاء في الجنائز مردے کی ہڈیاں توڑنے کی ممانعت کا بیان

أَبِي عَطَاءٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
مَاتَ مَرِيضًا مَاتَ شَهِيدًا وَوُجَّهِ فِئْتَةَ الْقَبْرِ
وَعَدْيِي وَرِيحٌ عَلَيْهِ بِرِزْقِهِ مِنَ الْحَيَّةِ».

☀️ **فائدہ:** اس روایت کی سند میں ایک راوی ”ابن جریج“ ہے۔ اس سے غلطی ہوئی ہے یا ”ابراہیم بن محمد بن ابوعطاء“ نے غلطی کی ہے اس لیے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ اصل میں یہ فضیلت جہاد کے موقع پر سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کے لیے ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دن رات سرحد پر ٹھہرنا ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ (محاذ پر ٹھہرنے کے دوران میں) فوت ہو گیا تو اس کا وہ عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا (اس عمل کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلسل ملتا رہے گا) اور اس کا رزق اسے ملتا رہے گا اور وہ آزمائش سے محفوظ رہے گا۔“ (صحیح مسلم ’الإمارة‘ باب فضل الرباط في سبيل الله عز وجل، حدیث: ۱۶۳)

(المعجم ۶۳) - **بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ** (التحفة ۶۳)
باب: ۶۳- مردے کی ہڈیاں توڑنا منع ہے

۱۶۱۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَّازِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَسْرُ عِظَامِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا».

۱۶۱۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے اس کی زندگی میں توڑنا۔“

☀️ **نوٹس و مسائل:** ① دین اسلام نے جس طرح انسان کی زندگی میں اس کے ساتھ بدسلوکی اور بے حرمتی کو ممنوع قرار دیا ہے اسی طرح اس کے فوت ہو جانے کے بعد بھی اس کی عزت و تکریم اور حرمت کو برقرار رکھا ہے۔ ② موجودہ دور میں پوسٹ مارٹم کے نام سے مردہ انسان کی چیر پھاڑ کا کام غیر شرعی ہے۔ انتہائی شدید شرعی مصلحت کے بغیر اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ سعودی علمائے کرام نے اس مسئلے کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۶۱۶- [استانہ حسن] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في الحفار يجد العظم هل يتكسب ذلك المكان؟، ح: ۳۲۰۷ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه ابن حبان، وابن الجارود وغيرهما، وحسنه ابن القطان الفاسي.



۶- أبواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

① کسی فوجداری دعویٰ کی تحقیق کی غرض سے پوسٹ مارٹم۔ ② وہابی امراض کی تحقیق کی غرض سے پوسٹ مارٹم۔
 ③ تعلیم و تعلم، یعنی اعلیٰ تعلیمی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم۔ پہلی اور دوسری صورت میں پوسٹ مارٹم جائز ہے کیونکہ ان صورتوں میں اسن و دامن اور معاشرے کو دہائی امراض سے بچانے کی بہت سی مصلحتیں کارفرما ہیں اور اس میں اس میت کی بے حرمتی کا جو پہلو ہے، جس کا پوسٹ مارٹم کیا جا رہا ہو وہ ان یقینی اور بہت سی مصلحتوں کے مقابلے میں چھپ جاتا ہے۔ باقی رہی تیسری قسم، یعنی تعلیمی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم تو شریعت اسلامیہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مصالح کو زیادہ سے زیادہ حاصل کیا جائے اور مفاسد کو کم سے کم کیا جائے، خواہ اس کے لیے دوسرے مسائل چیزوں میں سے اس کا ارتکاب کرنا پڑے جس کا ضرر رکم ہو اور اسے ختم کیا جاسکے جس کا نقصان زیادہ ہو اور جب مصالح میں تعارض ہو تو اسے اختیار کر لیا جائے گا جو راجح ہو حیوانی لاشوں کا پوسٹ مارٹم انسانی لاشوں کے پوسٹ مارٹم کا بدل نہیں ہو سکتا اور پوسٹ مارٹم میں چونکہ بہت سی مصلحتیں ہیں جو آج کی علمی ترقی کے باعث طبی مقاصد کے لیے بہت کارآمد ہیں لہذا انسانی لاش کا پوسٹ مارٹم جائز ہے لیکن شریعت نے چونکہ مسلمان کو موت کے بعد بھی اسی طرح عزت و تکریم سے نوازا ہے جس طرح زندگی میں اسے عزت و شرف سے سرفراز کیا ہے جیسا کہ مذکورہ روایت میں ہے۔ اور پوسٹ مارٹم چونکہ عزت و تکریم کے منافی ہے اور اس میں انسانی لاش کی بے حرمتی ہے اور پوسٹ مارٹم کی ضرورت چونکہ غیر معصوم یعنی مرتد اور حربی لوگوں کی لاشوں کے آسانی سے میسر آ جانے کی وجہ سے پوری ہو جاتی ہے لہذا اس مقصد کے لیے غیر معصوم یعنی مرتد اور حربی لوگوں کی لاشوں کو استعمال کرنے پر اکتفا کیا جائے اور ان کے علاوہ دیگر لاشوں کو استعمال نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (اردو) ۲/۴: ۹۸۶ مطبوعہ دارالسلام لاہور۔)

۱۶۱۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ : حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”مردے کی ہڈی توڑنا گناہ کے لحاظ سے ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔“
 زِيَادٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ».

باب: ۶۳- رسول اللہ ﷺ کے مرض

وفات کا بیان

(المعجم ۶۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ

مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (التحفة ۶۴)

۱۶۱۷- [سناده ضعيف] والحديث السابق يعني عنه * عبدالله بن زياد مجهول (تقريب)، وقال الذهبي: " لا يُدرى

من هو؟ "

۶- أبواب ما جاء في الجنائز

۱۶۱۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ :
 حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ
 عُمَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ
 فَقُلْتُ: أَيُّ أُمَّةٍ أَحْبَبْتَنِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ
 ﷺ. قَالَتْ: اسْتَكْبَى فَعَلَقَ بِنُفْثٍ. فَجَعَلْنَا
 نُشْبَهُ نَفْثَهُ بِنَفْثَةِ أَكْلِ الزَّبِيبِ. وَكَانَ يَدُورُ
 عَلَى نِسَائِهِ. فَلَمَّا تَقَلَّ اسْتَأْذَنَهُنَّ أَنْ يَكُونَ
 فِي بَيْتِ عَائِشَةَ وَأَنْ يَدْرُونَ عَلَيْهِ.

۱۶۱۸- حضرت عمید اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار کرتے ہوئے کہا: امی جان! مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے (قرب وفات) مرض کے متعلق بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ آپ پھونک مارنے لگے۔ ہم آپ کی پھونک کو منقعی کھانے والے کی پھونک سے تشبیہ دیتے تھے۔ آپ باری باری ازواج مطہرات کے ہاں اقامت فرماتے تھے۔ جب آپ زیادہ بیمار ہو گئے تو امہات المؤمنین سے اجازت طلب کی کہ نبی ﷺ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ٹھہرے رہیں اور ازواج مطہرات اپنی اپنی باری پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی رہیں۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (ان کے سہارے سے چلتے ہوئے) میرے گھر میں داخل ہوئے اور (ضعف کی وجہ سے) آپ کے قدم مبارک زمین پر لکیر بناتے آرہے تھے۔ ان دو حضرات میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

(عمید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے بیان کی۔ انھوں نے فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ دوسرے صاحب کون تھے جن کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ
 بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرِجْلَاهُ تَمُخَّطَانِ بِالْأَرْضِ.
 أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ.

فَعَدَدْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَتَدْرِي
 مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّهِ عَائِشَةُ؟ هُوَ
 عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.



۱۶۱۸- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المخبض والقدر والخشب والحجارة، ح: ۱۹۸،
 ومسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض أو سفر وغيرهما من يصلي بالناس... الخ،
 ح: ۴۱۸ من حديث الزهري به مطولاً ومختصراً.

۶- أبواب ما جاء في الجنان رسول الله ﷺ کے مرض وقات کا بیان

🌞 فوائد و مسائل: ① "منفی کھانے والے کی پھونک" کا مطلب یہ ہے کہ منفی یا ایسی کوئی اور چیز کھانے والا آدمی بیچوں کو منہ سے نکالتا ہے تو اس انداز سے پھینکتا ہے کہ ہاتھ سے مدد لیے بغیر بیچ دوڑ پڑ جاتے ہیں۔ اس پھونک کا مطلب یا تو دعائیں اور سورتیں پڑھ کر بدن پر دم کرنا ہے جیسے کہ پہلے بھی آپ ﷺ کی ناسازی کے موقع پر اپنے آپ کو دم کر لیا کرتے تھے یا سوتے وقت قرآن مجید کی آخری تین سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مار کر پورے جسم پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ منفی یا انگور زمین پر گر کر اسے غبار لگ جائے تو ہلکی سی پھونک مار کر اسے صاف کر لیا جاتا ہے بخار کی شدت کی وجہ سے آپ کو سانس زور سے آ رہا تھا جیسے کسی چیز پر پھونک ماری جائے۔ اس صورت میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقصد مرض کی شدت کا اظہار ہوگا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے مرض کی شدت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان عدل و انصاف اور مساوات کا اعلیٰ معیار پیش نظر رکھا تاکہ تمام خواتین مطمئن رہیں اور کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ اس کے حق کی ادائیگی میں معمولی سی بھی کمی رہ گئی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصی حکم نازل فرما دیا تھا چنانچہ نبی ﷺ پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان باری کا اہتمام فرض نہیں تھا۔ دیکھیے: (الأحزاب: ۵۱) اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ بیویوں میں یا اولاد میں انصاف کا زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک خیال رکھا جائے۔ ③ مساوات ہی کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ جب شدت مرض کی وجہ سے نبی ﷺ کا روزانہ گھر تبدیل کرنا مشکل ہو گیا تو سب کی اجازت سے ایک گھر میں قیام فرمایا۔ اس دوران میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو برابر خدمت کا موقع دیا۔ ④ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا اظہار ہے کہ ان کے حجرہ شریف کو نبی ﷺ کی آرام گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا اور وفات کے بعد آپ وہیں دفن ہوئے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے افضل ترین بندے ہونے کے باوجود ایک انسان ہی تھے اس لیے دوسرے انسانوں کی طرح آپ کا جسم اطہر بھی بیماری سے متاثر ہوا اور جسمانی طور پر اس قدر ضعف لاحق ہوا کہ بغیر سہارے کے قدم اٹھانا بھی مشکل ہو گیا۔ ⑥ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو سہارا دینے والے دوسرے آدمی کا نام نہیں لیا۔ بعض لوگوں نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراضی پر محمول کیا ہے۔ یہ ان حضرات کی غلط فہمی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والی جنگ (جنگ جمل) میں ان دونوں مقدس ہستیوں کا کوئی قصور نہیں تھا بلکہ یہ منافقین کی سازش تھی۔ جنگ کے دوران میں جو نبی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے جنگ بند ہو گئی۔ بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں شرکت کو نہ صرف اپنی غلطی تسلیم کیا بلکہ اس کے کفارہ کے طور پر بار بار غلام آزاد کرتی رہیں۔ اس صورت میں یہ تصور کرنا ممکن نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لینا پسند نہیں کیا کہ جنگ جمل میں یہ ان کے مقابل کیوں ہوئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ کے دوران میں ایک طرف تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سہارا دیا تھا دوسری طرف تھوڑی دور تک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تھوڑی دور تک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے سہارا دیا تھا۔ ⑦ حضرات تابعین رضی اللہ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۶- ابواب ماجاء فی الجنائز

رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرے آدمی کا نام نہیں لیا تو حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھنے کی جرات نہیں کی کہ اگر ام المومنین رضی اللہ عنہا کسی وجہ سے ان کا ذکر نہیں کرنا چاہتیں تو کوئی بات نہیں کسی اور صحابی سے اس چیز کا علم ہو جائے گا، اس لیے طالب علم کو چاہیے کہ استاد کے جذبات کا زیادہ سے زیادہ احترام کرے۔ اگر استاد کسی وقت کسی وجہ سے ایک مسئلہ کی وضاحت نہیں کرنا چاہتا تو اسے مجبور نہ کرے پھر کبھی اس کی وضاحت ہو جائے گی یا کوئی دوسرا عالم یہ بات بتا دے گا۔

۱۶۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

نے فرمایا: نبی ﷺ ان الفاظ کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کرتے تھے: «أَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ» وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءٌ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا» «اے انسانوں کے رب! بیماری دور کر دے اور شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو بالکل باقی نہ چھوڑے۔“ جس بیماری میں نبی ﷺ کی وفات ہوئی اس کے دوران میں جب طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو میں یہ دعا پڑھتی اور نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے جسم پر پھیرتی تھی۔ (حیات مبارکہ کے آخری دن جب میں نے دم کرنا چاہا) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھ سے نکال لیا اور فرمایا: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَالْجَفْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى» «اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے بلند مرتبہ ساتھیوں سے ملا دے۔“ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آخری الفاظ ہیں جو میں نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے۔

۱۶۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ «أَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ. وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي. لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ. شِفَاءٌ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا» فَلَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ أَمْسُحُهُ وَأَقُولُهَا. فَفَرَعَ يَدَهُ مِنْ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَالْجَفْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى». قَالَتْ: فَكَانَ هَذَا آخِرَ مَا سَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهِ ﷺ.



۱۶۱۹- أخرجه البخاري، المرض، باب دعاء العائد للمريض، ح: ۵۷۴۳، ۵۷۵۰، ۵۷۵۱، ومسلم، الانسلا، باب استحباب رقية المريض، ح: ۲۱۹۱ من حديث أبي معاوية عن الأعمش وغيره من حديث مسلم أبي الضحى به، وتابعه إبراهيم النخعي.

۶- ابواب ماجاء فی الجنائز رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

☀️ **نوائد و مسائل:** ① دعا کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بیماری سے حفاظت یا نجات کے لیے ان الفاظ کے ساتھ اللہ سے دعا فرمایا کرتے تھے۔ ② بیماری کے موقع پر مسنون الفاظ کے ساتھ دعا اور دم کرنا چاہیے تاکہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔ ③ مشکلات کو حل کرنے اور بیماری سے شفا دینے کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ خود نبی ﷺ نے بھی اللہ ہی سے شفا مانگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا: ﴿وَإِذَا مَرَضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِي﴾ (الشعراء: ۸۰/۲۶) اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو وہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔ اس لیے صحت و عافیت کا سوال صرف اللہ سے کرنا چاہیے۔ ④ [الرفیق الاعلیٰ] سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے پہلے رحلت فرما کر جنت میں پہنچ گئے۔ جیسے کہ اگلی حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ کو موت کی تمنا قرار نہیں دینا چاہیے بلکہ یہ اللہ کے فیصلے پر رضامندی (رضا بالقضا) کا اظہار ہے۔ موت کی تمنا اس وقت منع ہے جب اس کا سبب دنیا کی مشکلات سے پریشانی ہو۔ شہادت کی تمنا بھی ممنوع نہیں۔

۱۶۲۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو بھی نبی بیمار ہوتا ہے اسے دنیا اور آخرت میں سے ایک چیز کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا ہے۔“ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر وہ بیماری آئی جس میں آپ کی وفات ہوئی (اس دوران میں ایک دفعہ) نبی ﷺ کی آواز بھاری ہو گئی۔ میں نے سنا تو آپ فرما رہے تھے: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ ”ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعامات نازل کیے ہیں: نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں میں سے۔“ تب مجھے یقین ہو گیا کہ نبی ﷺ کو وہ اختیار دے دیا گیا ہے۔

۱۶۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُمَانِيُّ:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خَيْرٌ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ». قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ مَرَضَهُ الَّذِي قَبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بَحَّةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ [النساء: ۶۹] فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ.

۱۶۲۰- أخرجه البخاري، التفسير، باب: " فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين"، ح: ۴۵۸۶ من حديث إبراهيم بن سعد، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ۲۴۴۴ من حديث سعد بن.

۶۔ أبواب ماجاء في الجنائز

رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

🌞 فوائد و مسائل: ① نبیوں کو دنیا میں رہنے یا اللہ کے پاس جانے کا اختیار دیا جانا ان کے مقام و مرتبہ اور شرف و منزلت کے اظہار کے لیے ہے لیکن انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لیے وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی وفات بھی اسی وقت پر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کر رکھا ہوتا ہے۔ اس مقررہ وقت میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی۔ ② اس بیماری سے مراد مرضی وفات ہے۔ ہر بیماری کے موقع پر اختیار دیا جانا مراد نہیں۔ ③ اس موقع پر نبی ﷺ نے جو آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اس سے ارشاد مبارک [الْحَقْفَنِ بِالرُّفِيقِ الْأَعْلَى] کی وضاحت ہوگی۔ ④ بندوں کے یہ چار گروہ انعام یافتہ ہیں۔ ان میں سے نبوت کا منصب تو محض اللہ کی مشیت کے مطابق اس کے منتخب بندوں کو تقویض ہوا اس میں بندے کی محنت اور کوشش کا کوئی دخل نہیں۔ باقی تینوں درجات (صدق، شہید، صالح) ایسے ہیں کہ بندہ کوشش کرے تو اللہ کی توفیق سے انہیں حاصل کر سکتا ہے۔ مومن کو کوشش کرنی چاہیے کہ ان میں سے کوئی درجہ اسے حاصل ہو جائے۔

۱۶۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اجْتَمَعْنَ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمْ تُعَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةً. فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ كَأَنَّ مَشِيئَتَهَا مَشِيئَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِابْنَتِي» ثُمَّ اجْلَسَهَا عَنْ شِمَالِهِ. ثُمَّ إِنَّهُ أَسْرَأَ إِلَيْهَا حَدِيثًا. فَبَكَتْ فَاطِمَةُ. ثُمَّ إِنَّهُ سَارَهَا. فَصَحَّحَتْ أَيْضًا. فَقُلْتُ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتِ كَأَلْيَوْمٍ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ. فَقُلْتُ لَهَا حِينَ بَكَتْ: أَخَصَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحَدِيثٍ

544

۱۶۲۱- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: (ایک بار) نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن (ایک جگہ) جمع تھیں ان میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی۔ (اتنے میں) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں۔ ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے انتہائی مشابہ تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری بیٹی کو خوش آمدید“ پھر انہیں اپنی بائیں طرف بٹھالیا اور چپکے سے انہیں کوئی بات بتائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پھر چپکے سے کوئی بات بتائی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے ان سے کہا: آپ رو کیوں رہی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ میں نے کہا: میں نے کبھی اس طرح غم کے فوراً بعد خوشی حاصل ہونے نہیں دیکھی

۱۶۲۱- أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل فاطمة [بنت النبي ﷺ] رضي الله عنها، ح: ۲۴۵۰ من حديث زكريا به، وتابعه أبو عوانة.

۶- ابواب ماجاء في الجنائز

رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

جس طرح آج دکھی ہے۔ جب وہ روئی تھیں، تو میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سب کو چھوڑ کر آپ سے خاص طور پر بات کی ہے (یہ تو ایک شرف اور خوشی کی بات ہے) پھر بھی آپ رو رہی ہیں؟ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو اس کے بعد (کسی مناسب موقع پر) میں نے ان سے (پھر) پوچھ لیا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مجھے بتا رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اس سال دو بار دور کیا ہے۔ (اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہی خیال ہے کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اور میں تمہارا بہتر پیش رو ہوں۔“ (یہ سن کر) مجھے رونا آ گیا، پھر نبی ﷺ نے مجھ سے سرگوشی میں فرمایا: ”کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو؟ یا فرمایا: کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟“ اس (خوشخبری) کی وجہ سے مجھے ہنسی آگئی۔

دُونَنَا ثُمَّ تَبْكِينَ؟ وَسَأَلْتَهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأَقْبِسِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. حَتَّى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنِي أَنَّ جِبْرَائِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً. وَأَنَّهُ عَارِضَهُ بِه الْعَامَ مَرَّتَيْنِ «وَلَا أَرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجْلِي. وَأَنْتِ أَوْلُ أَهْلِي لِحَوْقًا بِي. وَنِعْمَ السَّلْفُ أَنَا لِكَ» فَبَكَتُ. ثُمَّ إِنَّهُ سَأَرَنِي فَقَالَ: «أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ؟» فَصَحِحْتُ لَذَلِكَ.

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کے دوران میں پیش آیا جب تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں۔ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رضی اللہ عنہ نے ”الرحیق المختوم“ میں اسے حیات مبارکہ کے آخری دن کا واقعہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آخری دن نہیں بلکہ آخری ہفتے میں کسی دن پیش آیا تھا۔ واللہ اعلم۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم اردو، طبع مکتبہ سلفیہ ص: ۶۲۸) ② اس حدیث میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شرف اور فضیلت کا اظہار ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے خصوصی راز عطا فرمایا۔ ③ راز کے طور پر بتائی ہوئی بات ظاہر کرنا مناسب نہیں کیونکہ راز ایک

٦- أبواب ما جاء في الجنائز رسول الله ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

امانت کی حیثیت رکھتا ہے اور امانت میں خیانت کرنا حرام ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مستقل کی خبر دینا اور واقعات کا اسی طرح پیش آنا آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس قدر پیش گوئیاں فرمائی ہیں وہ سب کی سب یعنی اسی طرح پوری ہوئی ہیں جس طرح فرمائی گئی تھیں جن پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا ابھی وقت نہیں آیا ان کے بارے میں بھی ہمارا ایمان ہے کہ وہ ضرور پوری ہوں گی۔ ⑥ حفاظ کرام کا آپس میں قرآن کا دور کرنا اور بالخصوص رمضان المبارک میں اس کا اہتمام کرنا سنت نبوی ہے۔ ⑦ عمر کے آخری حصے میں نیکی کے کاموں کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔ ⑧ دوست احباب اور اقارب کے لیے اگر کسی خوش کن خبر کا علم ہو تو انہیں خوش خبری فرمائی دینی چاہیے۔

١٦٢٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُضْعَبُ بْنُ الْقَمْدَامِ: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

١٦٢٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی پر تکلیف کی شدت نہیں دیکھی۔

☀️ **فائدہ:** جان نکلنے کی سختی یا زاری اور چیز ہے اور بیماری کی وجہ سے جسم کا تکلیف محسوس کرنا اور چیز ہے۔ بعض اوقات مرض کی شدت کی وجہ سے وفات تک تکلیف رہتی ہے یہ جسمانی تکلیف ہے جس کا انسان کے نیک یا بد ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ جان نکلنے وقت فرشتوں کی سختی کی وجہ سے حاصل ہونے والی تکلیف کا تعلق روح سے ہے اسے قریب بیٹھے ہوئے لوگ بھی محسوس نہیں کر سکتے البتہ یہ تکلیف نیک لوگوں کو نہیں ہوتی، گناہ گاروں اور کافروں کو ان کے جرائم کے مطابق کم یا زیادہ ہوتی ہے۔

١٦٢٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى

١٦٢٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ کا آخری وقت تھا۔ آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ

١٦٢٢- أخرجه البخاري، المرض، باب شدة المرض، ح: ٥٦٤٦ من حديث سفیان وغيره به، ومسلم، البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن ... الخ، ح: ٢٥٧٠ عن ابن نمير عن مصعب.

١٦٢٣ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في التشديد عند الموت، ح: ٩٧٨ من حديث الليث به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤٦٥/٢ و٥٦/٣، ٥٧، والذهبي، وعند الترمذي وغيره: يزيد بن عبدالله بن الهاد عن موسى به • وموسى وثقه الترمذي، والحاكم وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

ابن سرجس، عن القاسم بن محمد، عن عائشة قالت: رأيت رسول الله ﷺ وهو يموت وعندة فلدح فيه ماء. فيدخل يده في القدح، ثم يمسح وجهه بالماء ثم يقول: «اللهم أعني على شكرات الموت».

تھا۔ نبی ﷺ پیالے میں ہاتھ ڈالتے پھر پانی (والا ہاتھ) چہرے پر پھیر لیتے پھر فرماتے: ”اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔“

🌞 نوادہ و مسائل: ① یہی واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ لِمَوْتِ سَكَرَاتٍ» اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یقیناً موت کی سختیاں ہوتی ہیں۔“ (صحیح البخاری المغازی) باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث: (۴۳۳۹) ② رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری وقت میں چہرے پر پانی والا ہاتھ پھیرا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آخری ایام میں سخت بخار تھا اس لیے وفات سے چار دن پہلے (جمعرات اور جمعے کی درمیان رات) عشاء کے وقت نبی ﷺ نے غسل فرمایا تھا تاکہ بخار کی شدت کم ہو تو نماز باجماعت ادا فرمائیں لیکن ضعف کی شدت کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہ لے جاسکے۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے آخری وقت بھی اللہ کی طرف توجہ فرمائی اور اسی کا ذکر فرمایا اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ سخت سے سخت حالات میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف توجہ کرے۔

۱۶۲۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عَيْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: أَخِرُ نَظْرَةَ نَبِيِّهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كَشَفَ السَّتَارَةَ يَوْمَ الْإِنْتِنِ. فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةٌ مُمْصَحَفٌ وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ. فَأَرَادَ أَنْ يَتَحَرَّكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ ابْتُئْتُ. وَأَلْقَى السَّجْفَ. وَمَاتَ فِي آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

۱۶۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے آخری بار رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت اس وقت کی جب سوموار کے دن نبی ﷺ نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ کا) پردہ ہٹایا میری نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو وہ یوں محسوس ہو رہا تھا گویا قرآن مجید کا ایک ورق ہو۔ (اس وقت) لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز (خبر) ادا کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (اپنی جگہ سے) ہٹنا چاہا تو نبی ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ (وہیں) کھڑے رہو اور پردہ گرادیا۔ اسی دن کے آخری

۱۶۲۴- أخرجه البخاري، الأذان، باب: أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، ح: ۶۸۰، ومسلم، الصلاة، باب: اختلاف الإمام... الخ، ح: ۴۱۹، من طرق عن الزهري به مطولاً ومختصراً.

۶۔ ابواب ماجاء في الجنائز

رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

حصے میں آپ کی وفات ہوئی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کو ورق سے تشبیہ دی کیونکہ بیماری اور کمزوری کی وجہ سے چہرے پر سرخی کی بجائے زردی اور سفیدی غالب تھی۔ مصحف کا ورق اس لیے فرمایا کہ قرآن مجید کا ورق مومنوں کے دلوں میں محبت، احترام اور عقیدت کا حامل ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک بھی ان صفات سے متصف تھا۔ ② علمائے سیرت کے مشہور قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی وفات چاشت (عجمی) کے وقت، یعنی دو پہر سے پہلے ہوئی۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم، ص: ۲۳۰) ③ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں سترہ نمازیں پڑھائی تھیں۔ (الرحیق المختوم، ص: ۲۴۶)

۱۶۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۲۵۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا، اس کے دوران میں آپ فرمایا کرتے تھے: ”نماز (کی حفاظت کرو) اور (ان لوٹنڈی غلاموں کی) جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہیں۔“ آپ نے یہ الفاظ بار بار فرمائے حتیٰ کہ آپ کی زبان مبارک رک گئی۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَالِحِ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ سَفِيْنَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ: «الصَّلَاةُ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ». فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى مَا يَبْقَىٰ بِهَا لِسَانُهُ.



🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اجماعی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲/۳۳، ۳/۲۶۱، والإرواء: ۴/۲۳۸، و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد) حدیث: ۱۶۲۵) ② رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری لمحات میں جو نصیحت فرمائی وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلام میں یہ دونوں پہلو انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ③ حقوق اللہ میں نماز سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جسے مسلمان اور کافر کے درمیان پہچان قرار دیا گیا ہے اور اس کے ترک کو کفر و شرک قرار دیا گیا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الشَّرْكِ وَالْكَفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ] (صحیح مسلم، الإيمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة)

۱۶۲۵۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/۳۱۱، ۳/۲۶۱، من حديث همام به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح على شرط الشيخين" * قتادة عنعن، وقد تقدم، ح: ۱۷۵، وللحديث شواهد، كلها معلولة، انظر، ح: ۲۶۹۸، ۲۶۹۷.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کے مرض و وفات کا بیان

حدیث: ۸۲) ”بے شک انسان کے درمیان اور شرک و کفر کے درمیان ترک نماز کا معاملہ ہے۔“ یعنی ترک نماز کفر سے ملادیتا ہے۔ ③ حقوق العباد میں غلاموں کا ذکر فرمایا کیونکہ غلام معاشرے کا مظلوم طبقہ تھا جسے اسلام نے بہت سے حقوق دے کر ان کا درجہ بلند کر دیا۔ انھیں آقاؤں کے بھائی قرار دیا۔ ارشاد نبوی ہے: ”تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں۔ جس کا بھائی اس کے زیر دست ہو تو اسے چاہیے کہ جو خود کھائے اسے کھلانے جو خود پینے اسے پینائے۔“ (صحیح البخاری، الإیمان، باب: المعاصی من أمر الجاهلیة حدیث: ۳۰) آج کل کے ذاتی ملازم اور زمینداروں کے مزارع اگرچہ شرعاً اور عرفاً غلام نہیں، تاہم جس طرح وہ حالات کی وجہ سے اپنے آقاؤں کی سختیاں برداشت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وصیت ان کے بارے میں بھی سمجھی جاسکتی ہے۔

۱۶۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيَّةَ، عَنِ ابْنِ
عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ:
ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا .
فَقَالَتْ: مَنْتَى أَوْصَى إِلَيْهِ؟ فَلَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ
إِلَى صَدْرِي، أَوْ إِلَى جِجْرِي. فَذَعَا
بَطْنِي. فَلَقَدْ انْحَنَّتْ فِي جِجْرِي فَمَاتَ،
وَمَا شَعُرْتُ بِهِ. فَمَنْتَى أَوْصَى ﷺ؟

۱۶۲۶- حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: کچھ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں یہ ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے (نبی ﷺ نے ان کے حق میں وصیت کی تھی)۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ نے انھیں کس وقت وصیت کی؟ (جبکہ وفات کے وقت) رسول اللہ کا سر مبارک میرے سینے پر یا (فرمایا) میری گود میں تھا (میں نے ان کو سینے یا گود کا سہارا دیا ہوا تھا) آپ نے برتن طلب فرمایا۔ (اچانک) میری گود ہی میں آپ کا جسم مبارک ڈھیل پڑ گیا اور مجھے (روح القدس کے پرواز کر جانے کا) احساس بھی نہ ہوا۔ پھر آپ نے وصیت کس وقت کی؟

فوائد ومسائل: ① شیعوں فرقہ کے خو سانہ مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین نامزد فرما دیا تھا لیکن اس دعویٰ کی کوئی مضبوط دلیل نہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی کا تعین فرمایا ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشورہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جانشین کے زیادہ لائق تھے۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مستفیض بنو ساعدہ میں یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے نامزد کیا جا چکا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے

۱۶۲۶- أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ۲۷۴۱، ومسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصى فيه، ح: ۱۶۲۶ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره، من حديث إسماعيل ابن علية به.

۶- أبواب ما جاء في الجنائز رسول الله ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

دور حکومت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس امر کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بھی انہیں خلافت کی ذمہ داری اٹھانے میں تامل تھا۔ بعض لوگوں کے اصرار پر انہوں نے یہ منصب قبول فرمایا تھا۔ تفصیلات تاریخ کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ① موت کی سختی کا ایک جسمانی اثر ہے جو نیک لوگوں پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایک روحانی سختی ہے جس کا تعلق فرشتوں کے روح قبض کرنے سے ہے یہ نیک مومن افراد پر نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے روح پرواز کرنے سے پہلے کچھ گھبراہٹ محسوس کی لیکن جسم سے روح کی جدائی اس قدر غیر محسوس طریقے پر عمل میں آئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو احساس تب ہو جب روح اقدس عالم بالا کی طرف پرواز کر چکی تھی۔ ② رسول اللہ ﷺ شدت ضعف کی وجہ سے پیشاب کی حاجت کے لیے بستر سے اترنے میں مشکل محسوس کر رہے تھے اس لیے برتن طلب فرمایا تاکہ اس حاجت سے فارغ ہو جائیں اور جسم اطہر اور لباس مبارک بھی قطرات سے محفوظ رہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی نظر میں جسمانی طہارت و صفائی کی اہمیت کس قدر زیادہ تھی۔ ③ نبی ﷺ نے برتن طلب فرمایا لیکن یہ حاجت پوری کرنے کی نوبت نہ آئی۔ اس سے علم غیب کے عقیدہ کی نفی ہوتی ہے۔ اگر نبی ﷺ کو علم ہوتا کہ برتن کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑے گی تو طلب نہ فرماتے۔

(المعجم ۶۵) - **بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ ﷺ** باب: ۶۵- رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان (النصفہ ۶۵)

۱۶۲۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ امْرَأَتِهِ، ابْنَةُ خَارِجَةَ بِالْعَوَالِي. فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: لِمَ يَمُتُ النَّبِيُّ ﷺ. إِنَّمَا هُوَ بَعْضُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ عِنْدَ الْوَحْيِ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: أَنْتَ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يَمِيتَكَ مَرْتَيْنِ. قَدْ، وَاللَّهِ مَاتَ

۱۶۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ عوالی میں اپنی زوجہ محترمہ خارجہ کی بیٹی کے ہاں تشریف فرما تھے۔ بعض افراد نے کہا: نبی ﷺ فوت نہیں ہوئے یہ تو اس سے ملتی جلتی کیفیت ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کے موقع پر طاری ہوا کرتی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس سے کپڑا ہٹایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی مبارک پر) بوسہ دیا

۱۶۲۷ - [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۱۵۵۸ لعلته، وأصل الحديث صحيح، أخرجه البخاري، ح: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲ وغيره من حديث أبي سلمة عن عائشة رضي الله عنها به نحوه باختلاف يسير.



اور فرمایا: اللہ کے ہاں آپ کی شان اتنی بلند ہے کہ وہ آپ پر دو بار موت طاری نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ (اس وقت) حضرت عمر رضی اللہ عنہما مسجد کے ایک حصے میں فرما رہے تھے: قسم ہے اللہ کی! اللہ کے رسول ﷺ فوت نہیں ہوئے اور آپ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک بہت سے منافقوں کے ہاتھ پاؤں نہیں کاٹ دیئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما اٹھ کر منبر پر چلے گئے اور فرمایا: جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے فوت نہیں ہوا اور جو کوئی حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو (اس کے معبود) حضرت محمد ﷺ کی تو وفات ہو گئی۔ (اور یہ آیت

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَعُمَرُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَلَا يَمُوتُ حَتَّى يَقْطَعَ أُبَيْدِي أَنَسِ مِنَ الْمُنَافِقِينَ، كَثِيرٍ، وَأَرْجُلُهُمْ. فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَمْ يَمُتْ. وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإَيْنُ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾. (آل عمران:

[۱۴۴]

پڑھی: ﴿هُوَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإَيْنُ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ ”اور محمد (ﷺ) صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ تو اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا تم اٹنے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی اٹنے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا۔ اور شکر گزاروں کو اللہ جزا دے گا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے (بعد میں) فرمایا: مجھے تو (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے یہ آیت سن کر) یوں محسوس ہوا تھا، گویا میں نے (یہ آیت) اسی دن پڑھی ہے۔ (گویا پہلے کبھی پڑھی یا سنی ہی نہیں۔“)

قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا كَانِي لَمْ أَقْرَأَهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

۶- أبواب ماجاء فی الجنائز

رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری کی حدیث: (۱۲۳۱/۱۲۳۲) میں ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح کہا ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت دجی کے ذکر کے بغیر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۳۵۶/۳۵۵/۴) و صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی، رقم: ۱۳۲۹، و سنن ابن ماجہ للذکثور بشار عواد، حدیث: (۱۶۲۷) الجاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلسل حاضر خدمت رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے ایام میں نماز کی امامت کے فرائض انجام دیتے رہے تھے حتیٰ کہ سوموار کے دن فجر کی نماز بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کام سے اپنے گھر تشریف لے گئے جو عموماً میں مقام سخ پر واقع تھا۔ وہیں انھیں رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی خبر ملی۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو موت نہیں آ سکتی لیکن وہ حضرات اچانک صدمے کی وجہ سے اوسان کھو بیٹھے تھے۔ وفات نبوی ﷺ کا سانحہ ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ اس ذہنی کیفیت میں بعض حضرات کی زبان سے اس قسم کی باتیں نکل گئیں۔ ④ اس واقعہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علوشان اور عظیم مرتبے کا اظہار ہوتا ہے کہ اس عظیم سانحہ کے وقت انھوں نے امت کی قیادت اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جس کے لیے ان حالات میں انتہائی قوت برداشت، صبر، حوصلے اور تدبیر کی ضرورت تھی۔ ⑤ یہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکمت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے الجھنے کے بجائے ایک طرف ہو کر اپنی بات شروع کر دی جس سے حاضرین کی توجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہٹ گئی اور اس معاملہ پر آسانی سے قابو پایا گیا۔ ⑥ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تمہید کے اصل بات شروع کر دی کیونکہ حالات کا تقاضا یہی تھا۔ ساتھ ہی قرآن مجید کی وہ آیت تلاوت کی جو اس موقع کے لیے مناسب ترین تھی۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ کسی بھی وقتی معاملے میں غور و فکر کے بعد صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش کریں اگرچہ وہ رائے عوام الناس کی سوچ کے خلاف ہو اور اسے دلائل سے واضح کریں۔ علماء کا فرض عوام کی رہنمائی اور قیادت کرنا ہے ان کے پیچھے چلنا نہیں۔ ⑦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اپنی جذباتی کیفیت کی غلطی کا احساس ہوا تو انھوں نے فوراً صحیح بات کو قبول کر لیا۔ علماء کا صرف یہی فرض نہیں کہ حکام کی ہر صحیح اور غلط بات کی مخالفت کریں بلکہ صحیح بات کی تائید کرنا اور اس پر عمل کے سلسلے میں ممکن عملی تعاون پیش کرنا بھی ضروری ہے۔ ⑧ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معصوم عن الغلط نہیں تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا اثر تھا کہ جب انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا تو فوراً اپنے موقف سے رجوع فرماتے تھے۔ مسلمانوں اور خصوصاً علمائے کرام کی یہی عادت ہونی چاہیے۔

۶- ابواب ما جاء في الجنائز

رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

۱۶۲۸- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے قبر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا وہ مکہ والوں کے رواج کے مطابق صندوقی (شق والی) قبر بناتے تھے۔ اور حضرت ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ کو بھی پیغام بھیجا وہ مدینہ والوں کی قبریں تیار کیا کرتے تھے اور نعلی (لحد والی) قبر بناتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان دونوں حضرات کی طرف دو (الگ الگ) آدمیوں کو بھیجا اور کہا: اے اللہ! اپنے رسول ﷺ کے لیے بہتر صورت مہیا فرما۔ حضرت ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ مل گئے انھیں (قبر تیار کرنے کے لیے) لے آیا گیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ (گھری) نہ ملے۔ چنانچہ ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے لیے نعلی (لحد والی) قبر تیار کی۔

۱۶۲۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: أَنَّ أَبَانَا وَهَبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَخْفِرُوا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعَثُوا إِلَى أَبِي أَبِي عُيَيْبَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَكَانَ يَضْرَحُ كَضْرِيحِ أَهْلِ مَكَّةَ. وَبَعَثُوا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ. وَكَانَ هُوَ الَّذِي يَخْفِرُ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ. وَكَانَ يَلْحَدُ. فَبَعَثُوا إِلَيْهِمَا رَسُولَيْنِ. فَقَالُوا: اللَّهُمَّ خِرْ لِرَسُولِكَ. فَوَجَدُوا أَبَا طَلْحَةَ. فَجِئَ بِهِ. وَلَمْ يَوْجَدْ أَبُو عُيَيْبَةَ. فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

منگل کے دن جب رسول اللہ ﷺ کی جمیزہ تکفین سے فراغت ہوئی تو آپ ﷺ (کے جسد مبارک) کو آپ کے حجرہ مبارک میں آپ کی چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ لوگ گروہ درگروہ اندر داخل ہوتے تھے اور نماز جنازہ ادا کرتے۔ جب مرد فارغ ہو گئے تو خواتین کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ جب ان سے فراغت ہوئی تو بچوں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کے لیے کسی نے لوگوں کی امامت نہیں کی۔

قَالَ، فَلَمَّا فَرَعُوا مِنْ جِهَازِهِ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ، وَوَضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي بَيْتِهِ. ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْسَالًا. يُصَلُّونَ عَلَيْهِ. حَتَّى إِذَا فَرَعُوا أَذْخَلُوا النِّسَاءَ. حَتَّى إِذَا فَرَعُوا أَذْخَلُوا الصِّبْيَانَ. وَلَمْ يَوْمِ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ.

۱۶۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد (۱/ ۲۹۲) من حديث جرير بن حازم به مختصراً * الحسين بن عبدالله ضعيف (تقريباً)، ودفن الأنبياء حيث قبضوا صحيح، له شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ۱۰۱۸ وغيره، وأخرج ابن سعد بإسناد صحيح: ۲/ ۲۹۲ قالوا: أين دفن؟ فقال أبو بكر: في المكان الذي مات فيه، وصححه الحافظ ابن حجر رحمه الله.

۶- ابواب ماجاء فی الجنائز

رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

(اس کے بعد) مسلمانوں میں اس معاملے میں اختلاف رائے پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کہاں تیار کی جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی ﷺ کو مسجد نبوی میں دفن کیا جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی ﷺ کو اپنے صحابہ کے ساتھ (بقیع کے قبرستان میں) دفن کیا جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ”جو بھی نبی فوت ہوا وہ جہاں فوت ہوا وہیں دفن ہوا“ چنانچہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی اور (اس مقام پر) نبی ﷺ کی قبر مبارک تیار کی پھر بدھ کی رات آدھی رات کے وقت آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے بھائی حضرت قثم رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ حضرت ابولہب اوس بن خویلی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو اللہ کا واسطہ اور رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کا واسطہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ بھی (قبر میں) اتر آئیں۔ حضرت شقران رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ چادر تھی جو رسول اللہ ﷺ اوڑھا کرتے تھے۔ انھوں نے وہ چادر بھی قبر میں دفن کر دی اور کہا: اللہ کی قسم! آپ کے بعد یہ چادر کبھی کوئی دوسرا شخص استعمال نہیں کرے گا“ چنانچہ وہ چادر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی دفن ہوئی۔

لَقَدْ اِخْتَلَفَ الْمُؤْمِنُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُعْفَرُ لَهُ . فَقَالَ قَائِلُونَ : يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ . وَقَالَ قَائِلُونَ : يُدْفَنُ مَعَ اَصْحَابِهِ . فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : « مَا قُبِضَ نَبِيٌّ اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُبْضُ » . قَالَ ، فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي تُوُفِيَ عَلَيْهِ . فَحَفَرُوهُ لَهُ ، ثُمَّ دُفِنَ ﷺ وَسَطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْارْبِعَاءِ . وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ ، وَقَتْمُ اُخُوهُ ، وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . وَقَالَ اَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ ، وَهُوَ أَبُو لَيْلَى ، لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ : اَنْشُدُكَ اللَّهَ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . قَالَ لَهُ عَلِيٌّ : اِنْزِلْ . وَكَانَ شُقْرَانُ ، مَوْلَاهُ ، اَخَذَ قَطِيفَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلْبَسُهَا . فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ : وَاللَّهِ لَا يَلْبَسُهَا اَحَدٌ بَعْدَكَ اَبَدًا . فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .



فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت میں صرف یہ جملہ [مَا قُبِضَ نَبِيٌّ اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُبْضُ] ”جو بھی نبی فوت ہوا وہ جہاں فوت ہوا وہیں دفن

۶- ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

ہوا۔ صحیح ہے کیونکہ جامع الترمذی (۱۰۱۸) اور ابن سعد (۲۹۲/۳) وغیرہ میں اس کے بہت سے شواہد ہیں جنہیں محققین نے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت میں صرف یہی جملہ صحیح ہے تاہم نبی ﷺ کی وفات اور تدفین کا صحیح واقعہ حدیث: ۱۵۵۷، ۱۵۵۸ میں گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۶۲۹- حَدَّثَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ، أَبُو الزُّبَيْرِ : حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَاتِيِّ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ ، قَالَتْ فَاطِمَةُ وَاحْتَرَبَتْ أَبْنَاهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « لَا كَرْبَ عَلَيَّ مِنْ بَعْدِ الْيَوْمِ . إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ أَيْلِكَ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا . الْمُوَاةَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ » .

۱۶۲۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا: جب رسول اللہ ﷺ کو وفات کے وقت گھبراہٹ (یا تکلیف) محسوس ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے ابا جان کی تکلیف! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”آج کے بعد تیرے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی! تیرے والد کو وہ چیز (موت) پیش آگئی ہے جس سے کسی کو چھڑکا رہا نہیں۔ قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① جب کسی کا آخری وقت ہو تو اس کے پاس موجود افراد کو رونا منع نہیں بشرطیکہ وہ طبعی ہو زمانہ جاہلیت کی طرح مصنوعی نہ ہو۔ ② مومن کے لیے یہ چیز تسلی کا باعث ہے کہ موت کی شدت کے بعد ہمیشہ کی راحت ہے۔ ③ جب بیمار کی حالت دیکھ کر احباب و اقارب پریشانی محسوس کریں تو مریض کو چاہیے کہ انہیں تسلی دے۔ اسی طرح اگر مریض پریشان ہو تو عیادت کرنے والوں کو چاہیے کہ اسے تسلی دیں۔ ④ موت ایک ایسا مرحلہ ہے جس سے ہر شخص کو لازماً گزرنا ہے لیکن احباب سے یہ جدائی کا راضی ہے کیونکہ اللہ کے پاس ملاقات ہو جائے گی۔ ⑤ قیامت سے پہلے بھی فوت ہونے والوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو سکتی ہے لیکن اصل ملاپ جس کے بعد جدائی کا خطرہ نہیں وہ تو قیامت ہی کو حاصل ہوگا۔ ⑥ نبی ﷺ کی وفات اور تدفین کی واضح صراحتوں کے بعد بھی آپ کی بابت یہ دعویٰ کرنا کہ آپ قبر میں بالکل اسی طرح زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ حقیقی زندگی آپ کو حاصل ہے بڑی ہی عجیب بات ہے۔ ہاں آپ کو برزخی زندگی یقیناً حاصل ہے لیکن وہ کبھی ہے؟ اس کی نوعیت و کیفیت کو ہم جانتے ہیں نہ جان ہی سکتے ہیں۔

۱۶۲۹- [صحیح] أخرجه الترمذي في الشمائل ، ح : ۳۹۲ عن نصر به * عبدالله بن الزبير الباهلي مستور ، جهله أبو حاتم ، وقال الدارقطني : "شيخ بصري صالح" ، وله شاهد صحيح عند البخاري ، ح : ۴۶۲ وغیره ، انظر الحديث الآتي .

۶- ابواب ماجاء فی الجنان - رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے فن کا بیان

۱۶۳۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انس! تمہارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کیا کہ تم اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ (کے جسد اطہر) پر مٹی ڈال دو؟

۱۶۳۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

أَبُو أَسَمَةَ: حَدَّثَنِي حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ: يَا أَنَسُ كَيْفَ سَخَّتَ أَنْفُسَكُمْ أَنْ تَحْتُوا التُّرَابَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے ابا جان! میں جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دیتی ہوں۔ ہائے ابا جان! آپ کو اپنے رب کا کتنا قرب حاصل ہے۔ ہائے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانا ہے! ہائے ابا جان! رب نے آپ کو بلایا اور آپ نے اس کے بلاوے پر لپیک کہہ دیا۔

وَحَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ: وَأَبُو أَسَمَةَ: إِلَى جِبْرَائِيلَ أَنْعَاهُ. وَأَبُو أَسَمَةَ: مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ. وَأَبُو أَسَمَةَ: حَبَّتْ الْفِرْدَوْسُ مَأْوَاهُ. وَأَبُو أَسَمَةَ: أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ.

حماد بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (اپنے استاد اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) جناب ثابت رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب انہوں نے یہ حدیث بیان فرمائی تو بہت روئے حتی کہ مجھے آپ کی پسلیاں اوپر نیچے ہوتی نظر آتیں۔

قَالَ حَمَادٌ: فَرَأَيْتُ ثَابِتًا، حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، بَكَى حَتَّى رَأَيْتُ أَضْلَاعَهُ تَخْتَلِفُ.



☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی وفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ایک بہت بڑا حادثہ تھا جس پر ان کے

غم کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ بھی ان کے حزن و غم کا اظہار ہیں۔ ② فرشتوں کو کسی کی موت کی خبر دینے کی ضرورت نہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ یہ غم صرف انسانوں کا غم نہیں، اس غم میں تو فرشتے بھی شریک ہیں۔ ③ رب کا قرب حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے روحانی درجات کی بلندی کا شرف حاصل تھا۔ اب تو آپ کی روح مبارک بھی اللہ کے پاس جنت الفردوس میں چلی گئی ہے۔ ④ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کو یمن یا مرثیہ نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ انھوں نے اہل جاہلیت کی طرح

۱۶۳۰- أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ۴۴۶۲ من حديث حماد به موطأ، ولم

يذكر قول حماد.

۶- ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

سینکڑوں کی نہیں کی، مگر بیان چاک نہیں کیا بلکہ تنہائی میں یا چند قریبی افراد کی موجودگی میں آہستہ آواز سے اپنے غم کا اظہار کیا ہے۔ ⑤ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بھی جب یہ غم ناک واقعہ بیان فرماتے تھے تو شدید متاثر ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ذکر پر غمگین ہو جاتے تھے کیونکہ انھیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ ⑥ وفات نبوی انتہائی حزن و ملال کا باعث واقعہ ہے لہذا ۱۲/ربیع الاول کو خوشی منانا انتہائی نامناسب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت تھی، پھر بھی انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور وفات کے دن کو عید یا سوگ کے دن کے طور پر نہیں منایا۔ مشہور لوگوں کی سالگرہ اور برسی منانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ یہ درواج ہمارے معاشرے میں ہندوؤں اور یورپی عیسائیوں سے آیا ہے۔ غیر مسلموں کے اس قسم کے رسم و رواج سے سختی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۶۳۱- حَدَّثَنَا يَسْرُ بْنُ هِلَالٍ
الضَّوَّافُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الضَّبَّعِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ:
لَمَّا كَانَ الْيَوْمَ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ الْمَدِينَةَ، أَصَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. فَلَمَّا
كَانَ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ
شَيْءٍ. وَمَا نَقَضْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْأَيْدِي
حَتَّى أَنْزَلْنَا قُلُوبَنَا.

۱۶۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے اس کی ہر چیز روشن ہوئی اور جس دن آپ کی وفات ہوئی مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی۔ ہم نے نبی ﷺ کو دفن کر کے اپنے ہاتھ جھاڑے تو اسی وقت ہمیں اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس روحانی اور مادی برکات کا باعث تھی۔ ② پاک صاف دل روحانی برکات کو محسوس کرتا ہے، دل کی توجہ اللہ کی طرف ہو موت کو یاد کیا جائے قرآن مجید کی تلاوت، نفل نماز اور روزے کا اہتمام کیا جائے رزق حلال اور سچ بولنے کی پابندی اختیار کی جائے تو دل روشن ہو جاتا ہے جیسے کہ مختلف احادیث میں وارد ہے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل صحبت نبوی اور تعلیم و تزکیہ کی وجہ سے اس قدر منور ہو چکے تھے کہ وہ روحانی انوار و برکات کے نزول یا ان میں کمی کو اسی طرح محسوس فرما لیتے تھے جس طرح عام انسان ظاہری روشنی اور تاریکی کو محسوس کرتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے درو دیوار کا روشن ہو جانا ایک تو اس خوشی کی وجہ سے ہے جو اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور محبت کی حصول سے ہوئی۔ دوسرے ان برکات اور رحمتوں کے نزول کی وجہ سے جو آپ ﷺ کی وجہ سے اہل مدینہ کو

۱۶۳۱- [اسنادہ حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب 'سلوا الله لي الوسيلة... الخ'، ح: ۳۶۱۸ عن بشر

به، وقال: 'غريب صحيح'.

۶- أبواب ما جاء في الجنان رسول الله ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

حاصل ہوئیں۔ اسی طرح وفات نبوی سے تاریکی کا احساس بھی یہ دونوں پہلو رکھتا ہے۔ غم کی حالت میں کوئی چیز اچھی نہیں لگتی، کہیں دل نہیں لگتا۔ اور نبی ﷺ کی رحلت سے نبوت و رسالت کے انوار و برکات سے براہ راست فیض حاصل کرنا بھی ممکن نہ رہا۔ ① دلوں کی کیفیت تبدیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان میں اضافے کا ایک اہم ذریعہ یعنی صحبت و تعلیم نبوی ختم ہو جانے کی وجہ سے قلبی احوال کا وہ مقام حاصل کرنا ممکن نہ رہا جو پہلے حاصل تھا اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان امت میں سب سے کامل اور مضبوط تھا۔

۱۶۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم اپنی عورتوں سے بات کرتے ہوئے اور بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے اس ڈر سے کہ قرآن (میں ہماری کسی غلطی پر تنبیہ والا فرمان) نازل ہو جائے گا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ہم (ہر قسم کی) باتیں کرنے لگے۔ (اس وجہ کی احتیاط نہ رہی۔) تَكَلَّمْنَا.

سورہ فائدہ و مسائل: ① اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں نبی اکرم ﷺ کے احترام اور محبت کا اظہار ہوتا ہے کہ بات کرتے ہوئے بھی احتیاط کرتے تھے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اس قدر قوی تھا کہ آپ ﷺ کی مجلس ہی میں نہیں بلکہ گھر میں اور تنہائی میں بھی اپنے اقوال و افعال میں اسی طرح محتاط رہتے تھے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ نبی ﷺ براہ راست ہماری باتیں سن رہے ہیں اور ہمارے اعمال دیکھ رہے ہیں بلکہ یہ عقیدہ تھا کہ آپ کو وحی کے ذریعے سے ہمارے اعمال کی اطلاع ہو سکتی ہے۔

۱۶۳۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے أَنبَانَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءِ الْعَجَلِيُّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّمَا وَجْهَنَا وَاحِدٌ. فَلَمَّا قُبِضَ نَظَرْنَا هَكَذَا وَهَكَذَا.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہم لوگوں کی توجہ ایک ہی (آخرت کی) طرف ہوتی تھی جب آپ فوت ہو گئے تو اوہرا دھر (کوئی دنیا کو اور کوئی آخرت کو) دیکھنے لگے۔

۱۶۳۲- أخرجه البخاري، النكاح، باب الوصاة بالنساء، ح: ۵۱۸۷ من حديث سفیان الثوري به.

۱۶۳۳- [إسناده ضعيف] * الحسن لم يسمع من أبي رضي الله عنه كما في تحفة الأشراف: ۱/ ۱۲ وغيره.



۶- ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دن کا بیان

۱۶۳۴- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نظر قدموں سے آگے نہ بڑھتی جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگی تو لوگوں کی یہ حالت ہوگی کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نظر اس کی پیشانی رکھنے کی جگہ (سجدے کی جگہ) سے آگے نہیں بڑھتی تھی پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خليفة) مقرر ہو گئے تو لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نگاہ قیلے کی طرف سے نہیں ہٹتی تھی پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (خليفة) مقرر ہوئے تو ان کے دور حکومت میں فتنہ برپا ہوا اور (فتنے کے اس دور میں) لوگ (نماز میں) دائیں بائیں جھانکنے لگے۔

۱۶۳۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَرَامِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ الشَّائِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ الْمُخَزُومِيِّ: حَدَّثَنِي مُضْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ أَبِي أُمَيَّةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِذَا قَامَ الْمُصَلِّيُ يُصَلِّي لَمْ يَعُدَّ بَصْرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ. فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَعُدَّ بَصْرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ جَبِينِهِ. فَتُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ عَمْرٌ. فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَعُدَّ بَصْرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ الْقَبْلَةِ. وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَكَانَتِ الْفِتْنَةُ. فَتَلَفَّتِ النَّاسُ يَمِينًا وَشِمَالًا.

۱۶۳۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد (ایک بار) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: چلیے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہاں چلیں اور ان سے ملاقات کر آئیں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان سے ملاقات

۱۶۳۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُعَمَّرُ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورْهَا كَمَا

۱۶۳۴- [إسناده ضعيف] * موسى بن عبدالله مجهول (تقريب التهذيب، ص: ۹۸۲ تحقيق أبي الأشبال)، وقال البوصيري: لم أر من جرحه ولا وثقه.

۱۶۳۵- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أم أيمن رضي الله عنها، ح: ۲۴۵۴ من حديث عمرو بن عاصم به، وقال الزبارة: لا نعلم رواه عن سليمان إلا عمرو، ولا يروى عن أبي بكر إلا بهذا الإسناد، وقال البوصيري: "إسناده صحيح على شرط الشيخين".

۶- ابواب ماجاء فی الجنائز

رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا. قَالَ، فَلَمَّا
انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ. فَقَالَ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟
فَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ. قَالَتْ: إِنِّي
لَأَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ. وَلَكِنْ
أُبْكِي لِأَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ.
قَالَ، فَهَيَّجْتُهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا
يَبْكِيَانِ مَعَهَا.

کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ (رسول اللہ ﷺ کو یاد کر کے) اشک بار ہو گئیں۔ دونوں حضرات نے فرمایا: آپ کیوں رورہی ہیں؟ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے (دنیا کی متاع اور آسائشوں سے کہیں) بہتر ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے بہتر ہے لیکن میں تو اس لیے روتی ہوں کہ (رسول اللہ ﷺ کی وفات سے) آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی ہے۔ ان کی اس بات سے شیخین رضی اللہ عنہما کو بھی رونا آ گیا اور وہ بھی رونے لگے۔



☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا تعلق حبشہ سے تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے والد محترم کی خدمت گارتھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بچپن کے ایام میں آپ کی پرورش اور نگہداشت میں ام ایمن رضی اللہ عنہا کا بھی بڑا حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر کے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ دیکھیے: (ریاض الصالحین کے فوائد از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ: حدیث: ۳۶۱) ② نیک لوگوں سے ملاقات کے لیے جانا مستحب ہے۔ ③ جن حضرات سے بزرگوں کے خوش گوار تعلقات رہے ہوں، اولاد اور دوسرے متعلقین کو بھی یہ تعلقات قائم رکھنے چاہئیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے پیاروں سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت میں شامل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ سے جو محبت تھی اس کی وجہ سے ان کے دل میں آپ کے متعلقین کی بھی محبت پائی جاتی تھی۔ ⑤ عرصہ دراز کے بعد بھی فوت شدہ کی یاد آنے پر رونا آ جائے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔ ⑥ غم زدہ کو تسلی دینا مسنون ہے۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو تسلی دینے کے لیے فرمایا کہ جنت کی نعمتیں دنیا سے بہتر ہیں۔ ⑦ وحی اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے جس کی وجہ سے انسانوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ جہنم کے عذابوں سے بچ کر جنت کی گونا گوں نعمتوں اور بلند درجات سے سرفراز ہوئے۔

۱۶۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۳۶- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۶۳۶- [سناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ح: ۱۰۴۷ من حديث الحسين بن علي، به، وانظر، ح: ۱۰۸۵ لعله القادحة، ومع ذلك صححه غير واحد من العلماء كابن حبان وغيره.

۶۔ ابواب ما جاء في الجنائز رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دن کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کا دن تمہارے افضل ایام میں سے ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن (قیامت کی) بے ہوشی ہوگی لہذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسد اطہر خاک ہو جائے گا تب ہمارا درود کیسے آپ پر پیش کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔“

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَزِيدِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فِيهِ خُلِقَ آدَمُ. وَفِيهِ التَّمَنُّعُ. وَفِيهِ الصَّعْقَةُ. فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتِكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَعْرِضُ صَلَاتَنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرْمَت؟ يَعْنِي بِلَيْتٍ. قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.»

🌞 فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اس لیے حدیث: ۱۰۸۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

۱۶۳۷۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا رہے گا۔“ میں نے عرض کیا: اور وفات کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور وفات کے بعد بھی (ایسے ہی ہوگا) اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے چنانچہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق ملتا ہے۔“

۱۶۳۷ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عَبَادَةَ بْنِ نَسِيٍّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ. وَإِنْ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عَرَضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا» قَالَ قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ. إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. فَتَبِيُّ اللَّهُ حَتَّى يُرْزَقَ.»

۱۶۳۷۔ [إسناده ضعيف لاقطاعه] أخرجه المزي في التهذيب: ۲۳/۱۰، ۲۴ من حديث ابن وهب به، قال البخاري: 'زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسل' (تهذيب)، وفيه علة أخرى.

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

روزوں کی اہمیت و فضیلت

* روزے کی لغوی تعریف: لغت میں صوم کے معنی کسی چیز سے رکنے کے ہیں، جیسے کہا جاتا ہے: [فَلَا تَصَامَ عَنِ الْكَلَامِ] ”فلاں شخص گفتگو سے رُک گیا۔“ قرآن مجید میں حضرت مریم ؑ کے متعلق ارشاد ہے: ﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا﴾ (مریم: ۱۹-۲۶) ”میں نے رحمن کے لیے روزے کی نذرمانی ہے۔“ یعنی خاموشی اختیار کی۔ اسی طرح جب سورج دوپہر کے وقت آسمان کے وسط میں ٹھہرا اور کھا ہوا دکھائی دیتا ہے تو اس وقت عرب کہتے ہیں: [صَامَ النَّهَارُ] ”دن رُک گیا ہے۔“

* روزے کی اصطلاحی تعریف: شرع میں مکلف شخص کا طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رکننا روزہ کہلاتا ہے۔

* روزوں کی فرضیت: روزے ۱۰ شعبان ۲ ہجری کو فرض ہوئے۔ روزوں کی فرضیت قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ: ۱۸۳) ”اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پر ہیروزگار بن جاؤ۔“ سنت نبوی میں روزے کی فرضیت کے متعدد دلائل ہیں، مثلاً: حضرت

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام روزوں کی اہمیت و فضیلت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور صاحب استطاعت کا بیت اللہ کا حج کرنا۔“ (صحیح البخاری، الإیمان، باب دعاؤکم ایمانکم حدیث: ۸) امت کا روزوں کی فرضیت پر اجماع ہے۔

* روزوں کی فضیلت: نبی اکرم ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿الصَّيَامُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ﴾ (صحیح البخاری، باب فضل الصوم، حدیث: ۱۸۹۳) و صحیح مسلم، الصیام، باب فضل الصیام، حدیث: ۱۱۵۱) ”روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔“

* روزوں کی اقسام: روزوں کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں: ① واجب روزے جیسے: رمضان المبارک، نذرا اور کفارات کی ادائیگی کے روزے۔ ② مستحب اور مندوب روزے جیسے: حضرت داؤد ﷺ کے روزے یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا، ہر قمری مہینے کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شوال کے چھ روزے، یوم عرفہ کا روزہ، ذوالحجہ کے ۸ دنوں میں روزے، یوم عاشورہ کا روزہ، حرمت والے مہینوں اور ماہ شعبان کے روزے وغیرہ۔ ③ حرام اور ممنوع روزے جیسے: عورت کا خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نقلی روزہ رکھنا، رمضان المبارک سے پہلے شک کی بنا پر روزہ رکھنا، عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے روزے، حائضہ اور نفاس والی عورت کا روزہ۔ ④ مکروہ روزے جیسے: ہمیشہ روزہ رکھنا، صرف جمعہ یا صرف ہفتے کے دن کا روزہ وغیرہ۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۷) أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ (التحفة ۵)

روزوں کے احکام و مسائل

باب: ۱- روزے کے فضائل

(المعجم ۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ

الصِّيَامِ (التحفة ۱)

۱۶۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ،
عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ عَمَلٍ لِبْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ
الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ
إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ. يَقُولُ اللَّهُ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ
لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ
أَجْلِي. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ،
وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ
أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

۱۶۳۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن آدم کے ہر عمل (کے
ثواب) میں اضافہ کیا جاتا ہے نیکی کا ثواب دس گنا سے
سات سو گنا بلکہ (اس سے بھی زیادہ) جتنا اللہ چاہے ملتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مگر روزہ (اس قانون سے
مستثنیٰ ہے) کیونکہ وہ (خالصتاً) میرے لیے ہوتا ہے اور
میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ میری خاطر اپنی
خواہشات اور کھانا ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو
خوشیاں ہیں: ایک خوشی روزہ کھولتے وقت (حاصل
ہوتی ہے) اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے
وقت (حاصل ہوگی)۔ اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی

بوکستوری کی مہک سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔“

🌞 نوافل و مسائل: ① یہ بندوں پر اللہ کا خاص فضل ہے کہ بندہ اس کی توفیق سے جو نیکی کرتا ہے اس کا ثواب
صرف ایک نیکی کے برابر دینے کے بجائے بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَنْ جَاءَ

۱۶۳۸- أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: 'يريدون أن يبدلوا كلام الله'، ح: ۷۴۹۲ من حديث
الأعمش به مطولاً ومختصراً، ومسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح: ۱۶۴/۱۱۵۱، عن أبي بكر بن أبي شيبة به،
وله طرق كثيرة عندهما.

۷- ابواب ما جاء في الصيام

روزے کے فضائل

عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ التَّقْفِيّ دَعَا لَهُ بِلَسَنِ يَسْقِيهِ. فَقَالَ مُطَرِّفٌ: إِنِّي ضَائِمٌ. فَقَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الصَّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ، كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

روزے سے ہوں۔ حضرت عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”روزہ جہنم سے بچانے والی ڈھال ہے جس طرح لڑائی میں تم میں سے کسی کی ڈھال ہوتی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مہمان کو کھانے پینے کی چیز پیش کرنا اخلاق عالیہ میں شامل ہے۔ ② اگر کھانے پینے کی دعوت دی جائے تو نفل روزہ کھول کر دعوت قبول کرنا ضروری نہیں۔ ③ اگر کسی موقع پر اپنی کوئی نیکی ظاہر کرنا پڑ جائے تو یہ ریا میں شامل نہیں۔ ④ روزہ دوزخ سے بچاتا ہے ایک تو اس لیے کہ یہ ایک بڑی نیکی ہے جس کی وجہ سے بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں دوسرے اس لیے کہ روزے کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے جن کے ارتکاب کی صورت میں وہ جہنم میں جا سکتا ہے۔ گناہوں سے اجتناب اور نیک عمل کی انجام دہی دونوں چیزیں جنت میں لے جانے والی اور جہنم سے بچانے والی ہیں۔

١٦٤٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دُؤَيْبٍ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ. يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ. يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِينَ دَخَلَهُ، وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَطْمَأْأَبْداً».

١٦٣٠ - حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریّان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن آواز دی جائے گی کہا جائے گا: روزے رکھنے والے کہاں ہیں؟ چنانچہ جو شخص روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا وہ اس (دروازے) میں داخل ہو جائے گا۔ اور جو اس میں داخل ہوگا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔“

فوائد ومسائل: ① جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو مختلف نیکیوں کی طرف منسوب ہیں مثلاً: باب الصلاة (نماز کا دروازہ) باب الجهاد (جہاد کا دروازہ) باب الصدقة (صدقہ کا دروازہ) ویکھیے: (صحیح البخاری) الصوم: باب الريان للصائمين، حدیث: (١٨٩٤) ② ایک شخص جس نیکی کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کی ادائیگی کی زیادہ کوشش کرتا ہے وہ اس نیکی سے منسوب دروازے سے جنت میں داخل ہوگا۔ اگر زیادہ صفات کا حامل ہو تو ایک سے زیادہ دروازوں سے بلایا جائے گا مثلاً: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آٹھوں دروازوں سے بلایا

١٦٤٠ - [استاذہ حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل الصوم، ح: ٧٦٥ من حديث هشام بن سعد به، وقال: 'حسن صحيح غريب'، وأخرجه البخاري، ح: ١٨٩٦، ومسلم، ح: ١١٥٢ من حديث أبي حازم به.

۷- ابواب ما جاء في الصيام ماہ رمضان کی فضیلت کا بیان

جائے گا (صحیح البخاری، الصوم، باب الريان للصائمين، حدیث: ۱۸۹۷) ﴿۳﴾ ”ریان“ کا مطلب ”سیراب“ ہے۔ روزہ دار بھوک پیاس برداشت کرتا ہے۔ اور پیاس کا برداشت کرنا بھوک کی نسبت مشکل ہوتا ہے اس لیے روزہ داروں کے لیے جو روزہ مقرر ہے اسے بھی ”سیرابی کا دروازہ“ قرار دیا گیا ہے۔ ﴿۴﴾ فرض عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسنون نفل عبادات بھی ممکن حد تک ادا کرتے رہنا چاہیے۔ نفل عبادات کا اہتمام جنت میں داخلے کا باعث ہے۔

(المعجم ۲) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ۲)**

باب: ۳- ماہ رمضان کی فضیلت

۱۶۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔“
سَعِيدٌ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

☀️ **فائدہ:** اس سے مراد وہ صغیرہ گناہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ کبیرہ گناہ تو بہ سے معاف ہوتے ہیں اور حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک انھیں ادا نہ کر دیا جائے الا یہ کہ صاحب حق معاف کر دے۔

۱۶۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جِبْ رَمَضَانَ كِي تَكُونَ مِنَ الْأَعْمَشِ، وَتَلْمِذَهُ ضَعِيفٌ، وَتَقَدَّمَ، ح: ۸۵۵، وَلَكِنِ لِلْحَدِيثِ شَوَاهِدٌ كَثِيرَةٌ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ، وَمُسْلِمٍ وَغَيْرِهِمَا، وَانظُرْ سَنَنَ النَّسَائِيِّ: ۱۲۹/۴، ح: ۱۲۰۷، بِتَحْقِيقِي.

۱۶۴۱- أخرجه البخاري، الإيمان، باب صوم رمضان احتساباً من الإيمان، ح: ۳۸ من حديث محمد بن فضيل، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ۷۶۰ من حديث يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة به.

۱۶۴۲- [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل شهر رمضان، ح: ۶۸۲ عن أبي كريب به، وقال: 'غريب'، وصححه ابن خزيمة، ۱۸۸/۳، ح: ۱۸۸۳، الأعمش عن عن، وتقدم، ح: ۱۷۸، وتلميذه ضعيف، وتقدم، ح: ۸۵۵، ولكن للحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما، وانظر سنن النسائي: ۱۲۹/۴، ح: ۱۲۰۷، بتحقيقي.



۷۔ ابواب ما جاء في الصيام ماہ رمضان کی فضیلت کا بیان

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ. وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ. وَنَادَى مُنَادٌ: يَا بَاغِيَّ الْخَيْرِ أَقْبِلْ. وَيَا بَاغِيَّ الشَّرِّ أَقْصِرْ. وَلِلَّهِ عِتْقَاءُ [مِنَ النَّارِ]. وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ».

جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا منادی کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گزار آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب گار رک جا۔ اور اللہ تعالیٰ جہنم سے (بعض) لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ (رمضان میں) ہر رات اسی طرح ہوتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ماہ رمضان نیکیوں کا مہینہ ہے اس مہینے میں اللہ کی طرف سے نیکیوں کے راستے میں حائل بڑی رکاوٹیں دور کر دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص نیکیوں سے محروم رہتا ہے یا برائیوں سے اجتناب کر کے اللہ کی رحمت حاصل نہیں کرتا تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ ② شیطانوں اور سرکش جنوں کے قید ہو جانے کے باوجود ماہ رمضان میں انسانوں سے جو گناہ مرزد ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان گیارہ مہینوں میں گناہوں کا مسلسل ارتکاب کرنے کی وجہ سے ان کے عادی ہو جاتے ہیں پھر رمضان میں نفس کی اصلاح کے لیے کوشش بھی نہیں کرتے یعنی روزے نہیں رکھتے، کثرت سے تلاوت نہیں کرتے تراویح نہیں پڑھتے اس لیے ان کے نفس کی تربیت اور اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے وہ گناہوں سے اجتناب نہیں کر سکتے۔ ③ جنت کے دروازے کھل جانے اور جہنم کے دروازے بند ہو جانے سے حقیقتاً ان دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا بھی مراد ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمان معاشرے میں ماہ رمضان کو خاص اہمیت دی جاتی ہے اس لیے نیکیوں کی طرف عام رجحان پیدا ہوتا ہے اور مسلمان ہر قسم کی نیکی کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کے گناہ سے بچنے کی شعوری کوشش کرتے ہیں۔ گویا یہ نیکیاں جنت کے دروازے ہیں اور گناہ جہنم کے دروازے۔ ④ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور گناہوں سے باز آنے کا اعلان بھی اس لیے ہے کہ مسلمان نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔ ⑤ ہر رات بعض لوگوں کی جہنم سے آزادی بھی ماہ رمضان کا خصوصی شرف ہے۔ گناہوں سے توبہ کر کے ہر شخص اس شرف کو حاصل کر سکتا ہے۔

۱۶۴۳- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ۱۶۴۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں

۱۶۴۳- [حسن] انظر الحديث السابق * أبو بكر بن عياش تابعه أبو إسحاق الفزاري عند صاحب الحلية: ۸/ ۲۵۷، ۹/ ۳۱۹، وقال: 'غريب'، وتابعهما أبو معاوية عند أحمد: ۲/ ۲۵۴ إلا أنه قال: 'عن أبي هريرة أو عن أبي سعيد'، شك الأعمش، وللحديث شواهد كثيرة، راجع الترغيب والترهيب وغيره.

۷- ابواب ما جاء في الصيام

ماہ رمضان کی فضیلت کا بیان

أَبِي سُنَيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرِ عِتْقَاءً. وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ».

🌞 فائدہ: جہنم سے آزادی کا یہ شرف خلوص کے ساتھ سنت کے مطابق روزہ رکھ کر اور گناہوں سے توبہ کر کے حاصل ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۶۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرِ عَبْدُ بْنُ الْوَلِيدِ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس یہ مہینہ آ گیا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے جو اس رات (کا ثواب حاصل کرنے) سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔ اس کے خیر سے وہی محروم رہتا ہے جو واقعی محروم ہے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① وعظ و نصیحت میں موقع محل کا لحاظ رکھنا چاہیے علمائے کرام عموماً خاص خاص ایام میں خاص موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہیں مثلاً: ماہ محرم میں بدعات محرم کی تردید اور ماہ ربیع الاول میں اس ماہ کی بدعات کا رد لیکن یہ بھی مناسب نہیں کہ پورا مہینہ ایک ہی موضوع پر تقریریں کرنا ضروری سمجھ لیا جائے جیسے محرم میں حادثہ کربلا کی جھوٹی سچی تفصیلات اور ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور بچپن کی تفصیلات بلکہ ان موضوعات کے ساتھ ساتھ دوسرے عملی مسائل بھی بیان کرنے چاہئیں۔ ② اس مہینے کی افضل ترین رات لیلۃ القدر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی سورۃ القدر میں ہے۔ ③ شب قدر کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف مسنون ہے تاہم اگر کوئی شخص اعتکاف نہ کر سکے تب بھی راتوں کی عبادت، خصوصاً طاق راتوں کی عبادت میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ ④ ایک رات عبادت میں گزارنے سے تیس ہزار سے زیادہ راتوں کی عبادت کا ثواب مل رہا ہو پھر بھی کوئی شخص محض سستی کی وجہ سے یہ ثواب حاصل نہ کر سکے تو یہ واقعی بہت بڑی محرومی ہے۔ ⑤ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن صحیح ہے۔

۱۶۴۴- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط، ح: ۱۴۶۷ من حديث محمد بن بلال به، و قتادة عنن، و تقدم، ح: ۱۷۵، و لحدیثه شاهد منقطع في سنن النسائي: ۱۲۹/۴، ح: ۲۱۰۸، و مرسل في المصنف لعبد الرزاق، ح: ۷۳۸۳، و ضعيف الطبراني في الكبير، انظر مجمع الزوائد: ۱۴۲/۳.

۷- أبواب ما جاء في الصيام شك کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان


دیکھیے: (صحيح الترغيب للآلباني، رقم: ۹۸۹، ۹۹۰)

(المعجم ۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشُّكِّ (التحفة ۳)

باب: ۳- شک کے دن روزہ رکھنا منع ہے

۱۶۴۵- حضرت صلہ بن زفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور دن وہ تھا جس میں شک کیا جاتا ہے۔ آپ کی خدمت میں ایک (پکائی ہوئی) بکری پیش کی گئی۔ بعض لوگ (کھانے سے اجتناب کرتے ہوئے) ایک طرف ہو گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے اس دن روزہ رکھا، اس نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔

۱۶۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صَلَّةِ بْنِ زُفَرَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ، فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ. فَأَتَيْتُ بِشَاةٍ. فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ. فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ هَذَا الْيَوْمِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ.

 فوائد ومسائل: ① شک کے دن سے مراد اتیس شعبان کے بعد والا دن ہے جب کہ چاند نظر آنے کی تصدیق نہ ہوئی ہو۔ یہ دن حقیقت میں شعبان کا تیسواں دن ہے۔ ② بعض لوگ تیس شعبان کو اس لیے روزہ رکھ لیتے ہیں کہ شاید رمضان شروع ہو گیا ہو اور ہمیں معلوم نہ ہوا ہو۔ اب اگر رمضان شروع ہو چکا ہو تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نقلی روزہ سہی۔ اس طرح کا شک والا روزہ رکھنا شرعاً منع ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ نے فرض عبادات کی مقدار اور اوقات کا تعین کر دیا ہے۔ نقلی اور فرض عبادات کے اس امتیاز کو ختم کرنا درست نہیں۔ ④ نیکی کا عمل اگر سنت کے خلاف ہو تو وہ نیکی کا عمل ہی نہیں رہتا۔ ⑤ یہ روایت اکثر محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ بعض صحابہ کے روزہ نہ توڑنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انھوں نے معمول کے مطابق روزہ رکھا ہو جس کی اجازت ہے۔

۱۶۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الشُّكِّ

۱۶۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے چاند نظر آنے سے ایک دن پہلے جلدی کرتے ہوئے روزہ رکھنے سے

۱۶۴۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب كراهية صوم يوم الشك، ح: ۲۳۳۴ عن ابن نمير به، وأعله البخاري، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، والدارقطني وغيرهم * أبو إسحاق عمن، وتقدم، ح: ۴۶، وله شواهد كلها ضعيفة.

۱۶۴۶- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۲۶۰ لعلته.

۷۔ ابواب ماجاء في الصيام کثرت سے روزے رکھ کر شعبان کو رمضان سے ملا دینے کا بیان

نہی رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَعْجِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ مِّنْهُ مَعْرُوفًا.
قبل الرؤیة۔

۱۶۳۷۔ حضرت ابو عبد الرحمن قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان (شروع ہونے) سے پہلے منبر پر فرما دیا کرتے تھے: ”روزہ فلاں دن ہوگا“ اور ہم (عادتاً) اس سے پہلے روزہ رکھنے والے ہیں۔ اب جو چاہے پہلے شروع کر لے اور جو چاہے بعد میں (رمضان شروع ہونے پر روزہ رکھنا) شروع کرے۔“

۱۶۴۷۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانَ بْنَ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى الْمَنْبَرِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمَنْبَرِ، قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ: «الصِّيَامُ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا. وَنَحْنُ مُتَقَدِّمُونَ. فَمَنْ شَاءَ فَلْيَتَقَدَّمْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيَتَأَخَّرْ».

🌞 **فائدہ:** یہ حدیث ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی اس صحیح حدیث کے خلاف بھی ہے جو آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے (حدیث: ۱۶۵۰)

باب: ۳۔ (کثرت سے روزے رکھ کر) شعبان کو رمضان سے ملا دینا

(المعجم ۴) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ** (التحفة ۴)

۱۶۳۸۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔

۱۶۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

۱۶۴۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۹/۳۷۵، ح: ۸۸۰ من حديث مروان بن محمد به، وزاد: "كان يقوم على المنبر قبل رمضان بيوم ويقول" قال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله موثوقون لكن قيل إن القاسم أبا عبد الرحمن لم يسمع من أحد من الصحابة سوى أبي أمامة" قلت: الصواب خلافه، انظر تهذيب الكمال والمعجم الكبير وغيرهما، والحديث شاذ مخالف للأحاديث الصحيحة، انظر، ح: ۱۶۵۰.

۱۶۴۸۔ [صحیح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في وصال شعبان برمضان، ح: ۷۳۶ من حديث منصور به، وقال: "حسن"، وله شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ۲۳۳۶ وغيره، وانظر الحديث الآتي.



۷- أبواب ما جاء في الصيام کثرت سے روزے رکھ کر شعبان کو رمضان سے ملا دینے کا بیان

۱۶۴۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا
بَيْحَسَى بْنُ حَمْرَةَ : حَدَّثَنِي نُورُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ
خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْعَازِ أَنَّهُ سَأَلَ
عَائِشَةَ، عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ :
كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ حَتَّى يَصِلَهُ بِرَمَضَانَ .

۱۶۴۹- حضرت ربیعہ بن عازر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تو
ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ پورا شعبان روزے
رکھتے تھے حتیٰ کہ اسے رمضان سے ملا دیتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سارا شعبان روزے رکھنے سے مراد شعبان میں کثرت سے نفل روزے رکھنا ہے کیونکہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو رمضان کے سوا کسی مہینے میں پورا
مہینہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ اور میں نے نبی ﷺ کو کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں
دیکھا۔ (صحیح البخاری 'الصوم' باب صوم شعبان' حدیث: ۱۹۶۹) ② بہتر یہ ہے کہ نصف شعبان کے
بعد نفل روزے نہ رکھے جائیں۔ دیکھیے (حدیث: ۱۶۵۱)

(المعجم ۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ
أَنْ يَتَّقَدَّمَ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ، إِلَّا مَنْ
صَامَ صَوْمًا فَوَافِقَهُ (الصفحة ۵)

باب: ۵- رمضان شروع ہونے سے (ایک دن)
پہلے روزہ رکھنا منع ہے سوائے اس شخص کے جو
پہلے سے اس دن کا روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو

۱۶۵۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ، وَ الْوَلِيدُ بْنُ
مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ بَيْحَسَى بْنِ
أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَا تَقْدَمُوا
صِيَامَ رَمَضَانَ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ . إِلَّا رَجُلٌ
كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَيَصُومُهُ» .

۱۶۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رمضان (شروع ہونے)
سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔ سوائے اس شخص
کے جو پہلے سے وہ روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو تو اس دن بھی
رکھ لے۔"

🌞 فوائد و مسائل: ① رمضان شروع ہونے سے ایک دن پہلے روزہ رکھنے کی ایک صورت "شک کا روزہ" ہے

۱۶۴۹- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح: ۷۴۵ من
حديث ثوربه، وقال: "حسن غريب"، والحديث السابق شاهد له .

۱۶۵۰- أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ۱۹۱۴، ومسلم، الصيام،
باب لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ۱۰۸۲ من حديث يحيى به بالفاظ متقاربة .

۷- أبواب ما جاء في الصيام روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

جس کی تفصیل گزشتہ باب میں بیان ہوئی، یعنی جس دن مطلع ابر آلود ہونے یا کسی اور وجہ سے چاند نظر آنے کی شرعی گواہی نہ مل سکی ہو اور لوگوں کو اس کی بابت شک ہو کہ تیس شعبان ہے یا یکم رمضان تو اس دن اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر بعد میں ثابت ہو گیا کہ رمضان شروع ہو چکا تھا تو یہ رمضان کا روزہ شمار ہوگا ورنہ نقلی روزہ ہو جائے گا یہ صورت جائز نہیں۔ ⑤ رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ رمضان شروع نہ ہونے کا یقینی علم ہونے کے باوجود روزہ رکھا جائے۔ اس طرح نفل اور فرض کو باہم ملا دیا جائے تو یہ بھی جائز نہیں بلکہ یہ عمل ظاہری طور پر فرضی عبادت میں اضافے سے مشابہ ہے۔ ⑥ رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی تیسری صورت یہ ہے مثلاً: ایک شخص کا معمول سنت کے مطابق سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا ہے۔ اتفاقاً ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو سوموار یا جمعرات کا دن تھا اور اس سے اگلے دن یکم رمضان ہو گیا تو یہ روزہ رمضان سے پہلے اس سے متصل ہے یا کسی کے ذمے قضا وغیرہ کے روزے تھے وہ ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو ختم ہوئے۔ ان صورتوں میں یا ایسی ہی کسی اور صورت میں اس کا ارادہ رمضان کے ساتھ دوسرے روزے ملانے کا نہیں تھا بلکہ اتفاقاً یہ روزے رمضان کے روزوں سے آئے تو یہ صورت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔



۱۶۵۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ؛ وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ؛ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ .
 قَالَ : حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « إِذَا كَانَ النُّصْفُ مِنْ شَعْبَانَ ، فَلَا صَوْمَ حَتَّى يَجِيءَ رَمَضَانُ » .

۱۶۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب شعبان آدھا ہو جائے تو رمضان آجانے تک کوئی روزہ نہیں۔“

🌞 فائدہ: گزشتہ حدیث سے رمضان سے پہلے بعض روزے رکھنے کا جواز ظاہر ہوتا ہے لہذا اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ رمضان قریب آجانے پر نقلی روزوں سے اجتناب بہتر ہے تاکہ نفل اور فرض روزوں میں امتیاز ہو جائے اور کوئی شخص اس قدر کمزور نہ ہو جائے کہ رمضان کے روزوں میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو۔

(المعجم ۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ
 عَلَى رُوَايَةِ الْهَلَالِ (التحفة ۶)

۱۶۵۱- [سناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في كراهية ذلك، ح: ۲۳۳۷ من حديث اللواردي
 عبدالعزيز بن محمد به، وقال الترمذي، ح: ۷۳۸ * حسن صحيح .

۷- أبواب ما جاء في الصيام

۱۶۵۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے آج رات چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال! اٹھو لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔“

۱۶۵۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْدِيِّ، وَ مُحَمَّدٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قَدَامَةَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَبْصَرْتُ الْهَيْلَالَ اللَّيْلَةَ. فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَمَ يَا بِلَالُ فَأَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا غَدًا».

ایک روایت میں ہے: بلال رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ وہ قیام کریں اور روزہ رکھیں۔

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: هَكَذَا رِوَايَةُ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي نُورٍ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، فَلَمْ يَذْكُرْ ابْنَ عَبَّاسٍ. وَقَالَ: فَنَادَى أَنْ يَصُومُوا وَأَنْ يَصُومُوا.

فوائد و مسائل: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ مجھے چاند نظر آ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس خبر کے مطابق) خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (سنن ابی داؤد 'الصيام' باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، حديث: ۲۳۳۲) محققین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے لہذا معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی گواہی رمضان شروع ہونے کا یقین کرنے کے لیے کافی ہے۔ ① روایت ہلال کے مسئلے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ کچھ اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی بھی جگہ رمضان کے چاند کی شرعی طریقے سے روایت ثابت ہو جائے تو تمام مسلمانوں کے لیے روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے اور اگر اسی طرح کسی بھی جگہ شوال کے چاند کی روایت ثابت ہو جائے تو تمام مسلمانوں کے لیے روزہ رکھنا لازم ہو جھوڑنا لازم ہو جاتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان کے روزے اور شوال کی عید کے احکام ان لوگوں کے لیے واجب ہوں گے جو خود چاند دیکھ لیں یا چاند دیکھنے والوں کا مطلع ایک ہو کیونکہ اہل معرفت یعنی ماہرین فلکیات کا اتفاق ہے کہ ہلال کے مطالع مختلف ہیں لہذا ضروری ہے کہ ہر

۱۶۵۲- [استنادہ ضعیف] أخرجه أبوداؤد، الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، ح: ۲۳۴۰ من حديث زائدة به، و صححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، وانظر، ح: ۱۷۱ لعلته.

۷۔ ابواب ماجاء فی الصیام رویت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

ملک اپنی رویت کے مطابق عمل کرے اور اس رویت کے مطابق عمل ان ملکوں کے لیے واجب ہو گا جن کا مطلع اس کے مطابق ہو اور جن ممالک کا مطلع اس کے مطابق نہ ہو گا وہ اس کے تابع نہ ہوں گے۔ یہ قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شیخ الاسلام کے موقف کی بابت لکھتے ہیں کہ مطالع مختلف ہونے کی صورت میں محض عموم کی وجہ سے احکام ہلال ثابت نہ ہوں گے۔ بلاشبہ استدلال کے اعتبار سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول اور موقف قوی ہے اور نظر و قیاس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (اردو) ۱۶۱/۳ مطبوعہ دارالسلام)

آج کل ہمارے ہاں بھی بعض لوگ روزے، عیدین اور دیگر عبادات جو چاند سے متعلق ہیں سعودی عرب کی رویت ہلال کے مطابق ادا کرتے ہیں اور اسی رویت کو اپنے لیے قابل عمل قرار دیتے ہیں۔ اس مسئلے کی بابت سعودی علماء اور مفتیان سے بھی استفسار کیا گیا، لہذا سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں: ”یہ مسئلہ سعودی عرب کے کبار علماء کی مجلس میں بھی پیش کیا گیا تو ان علماء کی رائے یہ تھی کہ اس مسئلے میں راجح بات یہ ہے کہ اس میں کافی گنجائش ہے، اپنے ملک کے علماء کی رائے کے مطابق عمل کر لیا جائے تو یہ جائز ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ایک معتدل رائے ہے اور اس سے اہل علم کے مختلف اقوال و دلائل میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ آگے چل کر انھوں نے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اہل علم پر واجب ہے کہ ماہ کے آغاز و اختتام کے موقع پر اس مسئلے کی طرف خصوصی توجہ مبذول کریں اور ایک بات پر متفق ہو جائیں جو ان کے اجتہاد کے مطابق حق کے زیادہ قریب ہو پھر اسی کے مطابق عمل کریں اور لوگوں تک بھی اپنی بات پہنچا دیں، ان کے حکمرانوں اور عام مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اس سلسلے میں اپنے علماء کی پیروی کریں اور اس مسئلے میں اختلاف نہ کریں کیونکہ اس سے لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور کثرت سے قتل و قاتل ہونے لگے گی۔“ دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (اردو) ۱۵۹/۳ مطبوعہ دارالسلام) سعودی مفتیان کے فتاویٰ اور دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ہر ملک اپنی رویت اور اپنے علماء کے متفقہ فیصلے کے مطابق ہی روزے عیدین اور دیگر عبادات بجالائے ان شاء اللہ اسی میں خیر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۶۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۱۶۵۳ - حضرت ابو عمیر عبد اللہ بن انس بن مالک
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بَشْرٍ، عَنْ أَبِي عُمَيْرٍ : حدیث سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مجھے میرے چچاؤں
ابن انس بن مالک قال: حَدَّثَنِي عُمُوْمِيْنَ مِنَ : نے حدیث سنائی، جو انصاری صحابی تھے، انھوں نے فرمایا:
الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا : ہمیں شوال کا چاند (باول وغیرہ کی وجہ سے) نظر نہ آیا تو

۱۶۵۳ - [استادہ صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب إذا لم يخرج الإمام للعید من يومه يخرج من الغد، ح ۱۱۵۷ من حدیث أبي بشر جعفر به، وصححه ابن حبان، والبيهقي، وابن حزم وغيرهم.



۷- ابواب ما جاء في الصيام روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

أُعْمِي عَلَيْنَا هِلَالٌ شَوَالٍ. فَأَضْبَحْنَا صِيَامًا. فَجَاءَ رَكْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، فَشَهِدُوا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ رَأَوْا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ. فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُفْطِرُوا، وَأَنْ يَخْرُجُوا إِلَى عِيدِهِمْ مِنَ الْعَدَى.

ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا۔ دن کے آخری حصے میں ایک قافلہ آیا۔ ان لوگوں نے نبی ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انھوں نے کل چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ چھوڑ دیں اور اگلے دن عید کے لیے (عید گاہ کی طرف) نکلیں۔

🌞 نوآئد و مسائل: ① شوال کے چاند کے لیے کم از کم دو قابل اعتماد مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے۔ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ چاند دیکھ کر عبادت کریں (روزہ رکھیں اور عید کریں) اگر ہمیں چاند نظر نہ آئے اور دو قابل اعتماد گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی کی بنیاد پر عبادت کریں گے۔ (سنن ابی داؤد، الصیام، باب شهادة رجلین علی رؤیة هلال شوال، حدیث: ۲۳۳۸) اس حدیث کو امام دارقطنی نے صحیح قرار دیا ہے۔ ② اگر چاند کی خبر دو پہر کے بعد ملے تو عید کی نماز اگلے دن ادا کی جائے گی لیکن روزہ اسی وقت چھوڑ دیا جائے گا۔ ③ قریب کے شہر کی روایت مقبول ہے۔ قافلہ دن بھر کے سفر کے بعد شام کو مدینے پہنچا تھا۔ اسے فاصلے پر دیکھے ہوئے چاند کی بنیاد پر مدینے میں روزہ کھول دیا گیا۔

(المعجم ۷) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي «صَوْمُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ»** (النحفہ ۷)

باب: ۷- چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا ختم کرو

۱۶۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا. وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا. فَإِنَّ عَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدَرُوا لَهُ» وَكَانَ ابْنُ عَمْرٍو يَصُومُ قَبْلَ الْهِلَالِ بِيَوْمٍ.

۱۶۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھو اور جب چاند دیکھو تو روزے چھوڑ دو۔ اگر تم پر بادل چھا جائے تو اس کا اندازہ کر لو۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما چاند سے ایک دن پہلے روزہ رکھتے تھے۔

۱۶۵۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب: هل يقال: رمضان، أو شهر رمضان؟ ومن رأى كله واسعاً، ح: ۱۹۰۰ من حديث ابن شهاب الزهري به المرفوع فقط، وأخرج مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والظفر... الخ، ح: ۱۰۸۱ من حديث إبراهيم بن سعد عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

🌞 نوادہ و مسائل: ① چاند نظر آنے پر قمری مہینہ شروع ہو جاتا ہے۔ رات اپنے بعد والے دن کے ساتھ گئی جاتی ہے۔ ② چاند دیکھ کر روزہ رکھنے کا مطلب رات ہی کو روزہ رکھنا نہیں کیونکہ روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ ③ چاند دیکھ کر روزہ چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جب شوال کا چاند نظر آجائے تو وہ رات شوال کی پہلی رات ہوگی۔ رمضان کے احکام ختم ہو جائیں گے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے چاند نظر آجائے جیسے: بعض اوقات تمیں کا مہینہ ہونے کی صورت میں ہو جاتا ہے تو سورج غروب ہونے سے پہلے روزہ انظار نہ کیا جائے کیونکہ روزہ غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ أَتَمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ (البقرة: ۱۸۷) ”پھر رات تک روزہ پورا کرو۔“ ④ بادل ہونے کی صورت میں اندازہ کرنے کا مطلب تیس روزے پورے کرنا ہے کیونکہ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: ﴿فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ﴾ ”اگر بادل ہو جائیں تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔“ (صحیح البخاری: الصوم، باب قول النبي ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا حدیث: ۱۹۰۷) ⑤ تیسواں روزہ رکھنے کو اندازہ اس لیے کہا گیا ہے کہ مذکورہ صورت میں چاند نہ ہونا یقینی نہیں لیکن چاند ہونے کا یقین نہ ہونے کی وجہ سے رمضان کے باقی رہنے کا حکم لگایا گیا ہے۔ اگر یقینی خبر سے چاند ہونا ثابت ہو جائے تو روزہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ⑥ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رمضان سے پہلے ایک روزہ رکھا، ممکن ہے وہ ان کی عادت کے مطابق روزہ ہو جو اتفاقاً اس روز واقع ہو گیا ہو۔ دیکھیے (حدیث: ۱۶۵۰، فائدہ: ۳) یا ممکن ہے انھوں نے نبی کو فضیلت کے معنی میں لیا ہو۔ واللہ اعلم۔ بہر حال صحابی کے قول و عمل پر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کو ترجیح دیتے ہوئے یہ روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس فعل کی بابت لکھتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل صرف ابن ماجہ میں ہے اور یہ اضافہ منکر ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۱۰/۳، رقم: ۹۰۳)



۱۶۵۵ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الثُّمَالِيُّ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم چاند دیکھو تو روزے
 عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَكُودًا وَرَبِّهَا: چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ فَصُومُوا. وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا. فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا.»
 (المعجم ۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهْرِ

باب: ۸- مہینہ اتیس دن کا ہوتا ہے

تِسْعٌ وَعِشْرُونَ» (التحفة ۸)

۱۶۵۰ - أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق.

۷- أبواب ما جاء في الصيام - روایت ہلال سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَمْ مَضَى مِنَ الشَّهْرِ؟» قَالَ قُلْنَا: اثْنَانِ وَعِشْرُونَ، وَبَقِيَ ثَمَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْرُ هَكَذَا، وَالشَّهْرُ هَكَذَا،» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمْسَكَ وَاحِدَةً.

۱۶۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینے کا کتنا حصہ گزر گیا ہے؟“ ہم نے کہا: بائیس (دن گزر گئے ہیں) اور باقی آٹھ دن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ اتنا ہوتا ہے اور مہینہ اتنا ہوتا ہے اور مہینہ اتنا ہوتا ہے۔“ آپ نے تین بار یہ الفاظ فرمائے اور (تیسری بار) ایک انگلی بند فرمائی۔

🌞 فائدہ: دو باروں انگلیوں سے اشارہ فرما کر تیسری بار نو انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور واضح کیا کہ مہینہ اسی دن کا بھی ہوتا ہے، ضروری نہیں کہ تیس دن ہی کا ہو۔ اسی کا چاند ہوجانے کی صورت میں ایک مہینے کے روزوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔

۱۶۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» وَعَقَدَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ فِي الثَّلَاثَةِ.

۱۶۵۷- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ اتنا اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔“ آپ ﷺ نے تیسری بار کے اشارے سے اسی کا اشارہ مکمل کیا۔

۱۶۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» وَعَقَدَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ فِي الثَّلَاثَةِ.

۱۶۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تیس روزوں کی نسبت اسی روزے زیادہ دہرا رکھے۔

۱۶۵۶- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/۲۵۱ عن أبي معاوية وغيره، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۹۲۳، والبوصيري * الأعمش عن: وتقدم، ح: ۱۷۸، ولحديثه شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

۱۶۵۷- أخرجه مسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ۱۰۸۶ من حديث محمد بن بشر به.

۱۶۵۸- [صحیح] وله شاهد صحيح عند أبي داود، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ۲۳۲۲ وغيره.

۷- أبواب ما جاء في الصيام عید کے مہینوں کا بیان
تِسْعًا وَعَشْرِينَ، أَكْثَرُ مِمَّا صُصْنَا ثَلَاثِينَ.

🌞 فوائد ومسائل: ① روزے فرض ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نو بار ماہ رمضان آیا کیونکہ روزے کی فرضیت ۲ھ میں ہوئی اور ۱۱ھ کا رمضان آنے سے پہلے ماہ ربیع الاول میں نبی ﷺ رحلت فرما گئے۔ اس دوران میں کم از کم پانچ بار رمضان کے انتیس روزے ہوئے۔ ② حدیث ۱۶۵۶ اور ۱۶۵۷ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیس کا ہونا ضروری نہیں، کبھی انتیس کا ہوتا ہے کبھی تیس دن کا۔

(المعجم ۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهْرِي

باب: ۹- عید کے دو مہینے

الْعِيدِ (التحفة ۹)

۱۶۵۹- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حضرت ابو بکرہ (نفع بن حارث ثقفی) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے، یعنی رمضان اور ذوالحجہ۔“
الْحَدَّثَاءُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «شَهْرًا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ: رَمَضَانَ وَذُو الْحِجَّةِ».

🌞 فائدہ: اس فرمان نبوی کی وضاحت مختلف انداز سے کی گئی ہے۔ ایک قول کے مطابق حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہینے انتیس کے بھی ہوں تو عظمت و ثواب کے لحاظ سے بڑے ہی ہیں انہیں چھوٹا نہ سمجھو۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک سال میں دونوں انتیس کے نہیں ہوتے۔ اگر ان میں سے ایک مہینہ انتیس دن کا ہوگا تو دوسرا ضرور تیس کا ہوگا۔ یہ مطلب بھی ایک حد تک صحیح ہے کیونکہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ پہلا مطلب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ رمضان میں روزوں کی عبادت کی جاتی ہے اور ذوالحجہ میں حج کی عبادت ہوتی ہے اور یہ دونوں اسلام کے ارکان میں سے ہیں جب کہ اسلام کے دوسرے ارکان کسی خاص مہینے سے تعلق نہیں رکھتے۔

۱۶۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
الْمُفْرِيءُ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عید الفطر اس دن ہے جس

۱۶۵۹- أخرجه البخاري، الصوم، باب شهر ما عيد لا ينقصان، ح: ۱۹۱۲ من حديث خالد به، ومسلم، الصيام، باب بيان معنى قوله ﷺ: شهر ما عيد لا ينقصان، ح: ۱۰۸۹ من حديث يزيد به.
۱۶۶۰- [صحيح] * محمد بن عمر بن عمر المقيء لا يعرف، ولعله محمد بن أبي عمر الدوري (تقريب)، وشيخه إسحاق بن عيسى بن نجيع، أبو يعقوب ابن الطبايع صدوق مشهور، وللحديث شاهد عند أبي دارود، ح: ۲۳۲۴، والترمذي، ح: ۶۹۷ وغيرهما.



۷- أبواب ما جاء في الصيام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَبْرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْفِطْرُ يَوْمَ تَفْطِرُونَ، وَالْأَضْحَى يَوْمَ تَضْحُونَ».

عَنْ دُنْ كَسَى مَعْصُومًا يَوْمَ تَفْطِرُونَ، وَالْأَضْحَى يَوْمَ تَضْحُونَ».

فائدہ: عید اجتماعی عبادت ہے اس لیے اگر کسی شخص کو چاند ہونے یا نہ ہونے میں شک ہو تب بھی اسے عام مسلمانوں کے ساتھ ہی عید منانی چاہیے اسی لیے چاند کے ثبوت کے لیے کثیر تعداد کی شرط نہیں رکھی گئی بلکہ دو قابل اعتماد افراد کی گواہی پر اعتماد کیا گیا ہے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۱۰)

۱۶۶۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، وَأَفْطَرَ.

۱۶۶۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سفر میں (کبھی) روزہ رکھا اور (کبھی) چھوڑ دیا۔

فائدہ: جس سفر میں نماز قصر کرنا جائز ہے اس میں مسافر کے لیے روزہ چھوڑنا بھی جائز ہے خواہ سفر پیدل ہو یا سواری پر اور سواری خواہ گاڑی ہو یا ہوائی جہاز وغیرہ اور خواہ تھکاوٹ لاحق ہوتی ہو جس میں روزہ مشکل ہو یا تھکاوٹ لاحق نہ ہوتی ہو خواہ سفر میں بھوک پیاس لگتی ہو یا نہ لگتی ہو کیونکہ شریعت نے سفر میں نماز قصر کرنے اور روزہ چھوڑنے کی مطلق اجازت دی ہے اور اس میں سواری کی نوعیت یا تھکاوٹ اور بھوک پیاس وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرہ: ۱۸۳) ”تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ (رمضان کے علاوہ) دوسرے دنوں سے سستی پوری کر لے“ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کیا جائے جس طرح وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کی معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا جائے۔ (مسند أحمد: ۱۰۸/۲) البتہ اگر روزہ رکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور کوئی روزہ رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر تکلیف ہو تو پھر روزہ رکھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

۱۶۶۱- [صحیح] أخرجه النسائي: ۱۸۴/۴، الصيام، ذكر الاختلاف على منصور، ح: ۲۲۹۲ من طريق شعبة عن منصور، به، أخرجه البخاري، ح: ۱۹۴۸، ومسلم، ح: ۱۱۱۳ وغيرهما من طريق منصور عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس به مطولاً، وهو المحفوظ.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

۱۶۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ
 عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلَ
 حَمْرَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي
 أَصُومُ. [أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟] فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ
 شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۱۶۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ :
 حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 الْحَمَلِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ
 جَمِيعًا، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ
 ابْنِ حَيَّانَ الدَّمَشَقِيِّ: حَدَّثَنِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ،
 عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَصْفَارِهِ فِي الْيَوْمِ
 الْحَارِّ. الشَّدِيدِ الْحَرِّ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ
 يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ. وَمَا فِي
 الْقَوْمِ أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.
 وَعَبَدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

☀️ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدی برداشت کر سکتا ہو تو سفر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے اگرچہ اس میں
 مشقت ہی ہو۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ
 فِي السَّفَرِ (التحفة ۱۱)

سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل
 ۱۶۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت
 حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا
 اور کہا: میں (فطری) روزے رکھا کرتا ہوں کیا سفر میں بھی
 روزہ رکھ لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو
 چاہے تو روزہ رکھ لے چاہے تو چھوڑ دے۔“

۱۶۶۳- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ہم لوگ ایک سفر میں
 رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور اس دن شدید گرمی تھی
 حتیٰ کہ آدی گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے اپنے سر
 پر ہاتھ رکھ لیتا تھا۔ (اس دن قافلے کے) لوگوں میں کہ
 کا روزہ نہیں تھا سوائے رسول اللہ ﷺ اور حضرت
 عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے۔

۱۶۶۲- أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، ح: ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ومسلم، الصيام، باب
 التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ۱۱۲۱ من حديث هشام به.
 ۱۶۶۳- أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ۱۱۲۲ من حديث هشام بن سعد به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام سفر میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۱۶۶۳- حضرت کعب بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

۱۶۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۱۶۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

🌞 فائدہ: مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ چاہے کتنی بھی مشقت ہو سفر میں روزہ ضرور رکھنا ہے۔ یہ کھانا اور اس کے مطابق عمل کرنا کوئی نیکی نہیں ہے کیونکہ دین میں آسانی ہے مشقت نہیں ہے اس لیے شریعت کی عطا کردہ آسانی کو قبول کرنے کی بجائے مشقت ہی کو اختیار کرنا نیکی نہیں ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب شدید مشقت ہو اور روزہ پورا کرنے کی صورت میں بیماری کا خوف ہو۔

۱۶۶۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحَرَامِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى التَّمِيمِيُّ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،

۱۶۶۶- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا ایسے ہی ہے جیسے گھر میں ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھنے والا۔“ ابواسحاق نے فرمایا: یہ حدیث کسی

۱۶۶۴- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۱۷۴/۴، ۱۷۵، الصيام، باب ما بكرة الصيام في السفر، ح: ۲۲۵۷ من حديث سفیان به، و صححه الحاكم: ۱/۴۳۳، والذهبي، وله شواهد عند البخاري، ح: ۱۹۴۶، ومسلم، ح: ۱۱۱۵ وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

۱۶۶۵- [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۲/۶۳ من حديث محمد بن المصطفى به، و صححه ابن حبان (موارد)، ح: ۹۱۲ من حديث محمد بن المصطفى، والبوصيري.

۱۶۶۶- [إسناده ضعيف] * أبو سلمة لم يسمع من أبيه كما قال علي بن المديني، وأحمد، وابن معين وغيرهم، والزهري عن عمن، وفيه علة أخرى، وأخرج النسائي: ۱۸۳/۴، ح: ۲۲۸۸-۲۲۸۶ عن الزهري به موقوفاً نحوه.

۷- ابواب ما جاء في الصيام - حاملہ اور مرضہ کے روزے سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَائِمٌ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ كَالْمُمْطِرِ فِي الْحَضَرِ».

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِشَيْءٍ.

باب ۱۲- حاملہ اور دودھ پلانے والی کا روزہ چھوڑنا

(المعجم ۱۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْفِطَارِ لِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ (التحفة ۱۲)

۱۶۶۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ یہ صحابی قبیلہ بنو عبدالمطلب کی شاخ بنو عبد اللہ بن کعب سے ہیں۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے گھڑسوار دستے نے ہمارے قبیلے پر حملہ کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھانا کھا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”آ جاؤ کھانا کھا لو۔“ میں نے کہا: میرا روزہ ہے۔ فرمایا: ”بیٹھ جاؤ! میں تمہیں روزے کی بات بتاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز معاف کر دی ہے اور مسافر حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ یا روزے معاف کر دیے ہیں۔“ اللہ کی قسم! نبی ﷺ نے یہ دونوں لفظ فرمائے یا ان میں سے ایک لفظ فرمایا۔ مجھے اپنے آپ پر افسوس ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں شریک نہ ہوا۔

۱۶۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: مِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَتَعَدَّى فَقَالَ: «إِذَنْ فَكُلْ» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَ: «الْجِلْسُ أَحَدُثُكَ عَنِ الصَّوْمِ أَوْ الصِّيَامِ. إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ. وَعَنِ الْمُسَافِرِ وَالْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ، الصَّوْمَ، أَوْ الصِّيَامِ». وَاللَّهُ لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ، كِلْتَا هُمَا أَوْ إِحْدَاهُمَا. فَيَا لَهْفٍ نَفْسِي فَهَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۷- أبواب ما جاء في الصيام رمضان کے روزوں کی قضا سے متعلق احکام و مسائل

🌞 **فوائد و مسائل:** ① جس وقت یہ واقعہ پیش آیا اس وقت حضرت انس بن مالک کسھی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے جب کہ ان کا قبیلہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ ② مسافر کو آدمی نماز معاف ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جن نمازوں میں چار رکعت فرض ہیں ان میں دو رکعت فرض نماز ادا کی جائے۔ حجرا اور مغرب کی نماز سفر میں بھی پوری پڑھی جاتی ہے۔ ③ روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اپنے روزے کا اظہار کر سکتا ہے یہ ریا میں شامل نہیں۔ ④ مسافر بچے کو دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لیے رعایت ایک ہی سیاق میں بیان ہوئی ہے مگر تفصیل میں فرق ہے کہ مسافر کو روزہ معاف ہے مگر قضا ادا کرنا واجب ہے۔ اور مرضہ اور حاملہ کی بابت علماء کی چار آراء ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے: ایک رائے تو یہ ہے کہ ان کے لیے فدیہ ہی کافی ہے بعد میں قضا نہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ان پر قضا ہے نہ فدیہ۔ یہ رائے حافظ ابن حزم کی ہے جو انھوں نے ”المحلی“ (مسئلہ نمبر: ۷۷۰) میں بیان کی ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ فدیہ طعام کے علاوہ بعد میں وہ قضا بھی دیں۔ چوتھی رائے یہ ہے کہ وہ مریض کے حکم میں ہیں وہ روزہ چھوڑ دیں انھیں فدیہ دینے کی ضرورت نہیں اور بعد میں قضا دیں۔ مولانا محمد علی جاہز رحمۃ اللہ علیہ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے: (انجاز الحاجۃ شرح ابن ماجہ: ۵۶۶/۵) نیز مسعودی علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ (دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (اردو) ۲/۲۰۳، ۲۰۵ مطبوعہ دارالسلام)



۱۶۶۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حاملہ کو جسے اپنی جان کا خطرہ ہو روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے اور دودھ پلانے والی اس عورت کو بھی (رخصت دی ہے) جسے اپنے بچے کے بارے میں (نقصان پہنچنے کا) خوف ہو۔

۱۶۶۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ، عَنِ الْجَرِيرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْحَبْلَى الَّتِي تَخَافُ عَلَى نَفْسِهَا، أَنْ تَفْطِرَ. وَلِلْمَرْصِعِ الَّتِي تَخَافُ عَلَى وَلَدِهَا.

باب: ۱۳- رمضان کے چھوٹے ہوئے

روزوں کی قضا

۱۶۶۹- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے ذمے رمضان کے روزے

(المعجم ۱۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ

رَمَضَانَ (التحفة ۱۳)

۱۶۶۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُثَنِّرِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ،

۱۶۶۸- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ۲۶۹ لعلته، وفيه علل أخرى.

۱۶۶۹- أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يقضى قضاء رمضان؟، ح: ۱۹۵۰، ومسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان ما لم يبعث رمضان آخر... الخ، ح: ۱۱۶۶ من حديث يحيى بن سعيد به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام رمضان کے روزوں کے کفارے سے متعلق احکام و مسائل

[وَأَعْنَى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنْ كَانَ لِيَكُونُ
عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَمَا أَقْضِيهِ
حَتَّى يَجِيءَ شَعْبَانُ.]

🌞 فوائد و مسائل: ① رمضان میں عذر شرعی کی بنا پر جو روزے چھوٹ جائیں ان کی قضا سال بھر میں کسی وقت بھی دی جاسکتی ہے، ضروری نہیں کہ وہ روزے شوال ہی میں رکھے جائیں۔ ② ام المؤمنین رضی اللہ عنہا چھوٹے روزوں کی قضا میں اس لیے تاخیر فرماتی تھیں کہ ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو مقابر بت کی خواہش ہو اور وہ روزے کی وجہ سے نبی ﷺ کی خدمت سے محروم رہ جائیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا شعبان میں اس لیے روزے رکھ لیتی تھیں کہ نبی ﷺ اس مہینے میں نقلی روزے کثرت سے رکھتے تھے چنانچہ تاخیر کی وہ وجہ باقی نہیں رہتی تھی جو دوسرے مہینوں میں ہوتی تھی۔ ③ عورت کو چاہیے کہ خاندان کو خوش رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے بشرطیکہ شرعی طور پر ناجائز کام کا ارتکاب نہ کرنا پڑے۔

۱۶۷۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَحِيضُ
عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ.

۱۶۷۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے ہاں رہتے ہوئے ہمیں حیض آتا تھا تو آپ ﷺ ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حیض روزے کے منافی ہے اس لیے ان ایام میں روزہ رکھنا منع ہے۔ ② اگر روزہ رکھا ہوا ہو اور دن کے وقت حیض شروع ہو جائے تو روزہ ختم ہو جائے گا وہ روزہ شمار نہیں ہوگا۔ ③ حیض و نفاس کے عذر کی وجہ سے چھوٹے روزوں کی قضا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے روزے بعد میں رکھے جاتے ہیں۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ مَنْ

أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ (التحفة ۱۴)

۱۶۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: رَوَى عَنْهُ

۱۶۷۰- [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في قضاء الحائض الصيام دون الصلاة، ح: ۷۸۷ من حديث عبيدة به، وقال: 'حسن... وعبيدة هو ابن معتب الضبي الكوفي"، وتقدم حاله، ح: ۱۱۵۷.

۱۶۷۱- أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب متى تجب الكفارة على الغني والفقير؟... الخ، ح: ۶۷۰۹، ۴۴



v - أبواب ما جاء في الصيام

رمضان کے روزوں کے کفارے سے متعلق احکام و مسائل نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں تباہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو کیسے تباہ ہو گیا؟“ اس نے کہا: ”میں رمضان میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر بیٹھا ہوں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک انسان (غلام یا لونڈی) آزاد کرو۔“ اس نے کہا: میرے پاس (غلام خریدنے کے لیے مال) نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”مسلّم دو ماہ روزے رکھ لو۔“ اس نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔“ اس نے کہا: میرے پاس (اتنا مال بھی) نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“ تو وہ بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں آپ ﷺ کی خدمت میں (مجھوروں کا) ایک ٹوکرا لایا گیا جسے عرق کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ یہ صدقہ کر دو۔“ اس نے کہا: اللہ کے رسول! تم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا، مدینے میں دونوں پتھریلے علاقوں کے درمیان کوئی گھرانا ہم سے زیادہ اس کا ضرورت مند نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اور یہ اپنے اہل و عیال کو کھلا دو۔“

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَ؟» قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْيَقُ رَقَبَةً» قَالَ: لَا أَجِدُ. قَالَ: «صُمْ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ» قَالَ: لَا أَطِيقُ. قَالَ: «أَطْعِمِ سِتِّينَ مَسْكِينًا» قَالَ: لَا أَجِدُ. قَالَ: «اجْلِسْ» فَجَلَسَ. فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى بِمِكَتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ. فَقَالَ: «إِذْ هَبْ فَتَصَدَّقْ بِهِ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلٌ بَيْتِ أَحْوَجَ إِلَيْهِ مِنَّا. قَالَ: «فَانْطَلِقْ فَأَطْعِمَهُ عِيَالَكَ».

ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس (روزے) کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھ لینا۔“

حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عَمَرَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِذَلِكَ. فَقَالَ: «وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ».

۞ ومسلم، الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم ... الخ، ح: ۱۱۱۱ من حديث سفیان، واما السنن الثاني ففيه عبد الجبار بن عمر وهو ضعيف (تقريب).

۷- ابواب ما جاء في الصيام رمضان کے روزوں کے کفارے سے متعلق احکام و مسائل

سورۃ فوائد و مسائل: ① روزے کی حالت میں جان بوجھ کر معاشرت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ بھی لازم ہو جاتا ہے۔ ② کفارے کی مقدار ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو یا غلام دست یاب نہ ہو تو مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ③ جو شخص کسی طرح بھی کفارہ ادا نہ کر سکتا ہو اس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ اس صحابی کو رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا کہ فی الحال یہ کھجوریں تم خود کھا لو بعد میں کفارہ ادا کروینا۔ ④ اگر کسی مفلح آدمی پر کسی شرعی غلطی کی وجہ سے کفارہ لازم آ جائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے مالی تعاون کریں تاکہ وہ کفارہ ادا کر سکے۔ ⑤ جو شخص اپنی غلطی پر پشیمان ہو اسے مزید شرمندہ کرنے کے بجائے اس پر شفقت کا اظہار کرنا چاہیے اور اس کے مسئلے کا شرعی حل پیش کرنا چاہیے۔ حدیث میں مذکور شخص کی پریشانی تو اس کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس نے کہا: هَلَكْتُ "میں تو برباد ہو گیا ہوں" اس کی کیفیت ایک اور روایت میں زیادہ واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک اعرابی آیا وہ چہرہ پیٹ رہا تھا اور بال کھسوٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: میں تو برباد ہی ہو گیا ہوں....." (مسند أحمد: ۵۱۶/۲) ⑥ اس نوکرے میں کتنی کھجوریں تھیں؟ اس کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی مقدار پندرہ اور بیس صاع کے درمیان تھی۔ (موطأ الإمام مالک الصيام، باب كفارة من أفطر في رمضان: ۲۷۱/۲۷۲ حدیث: ۶۷۳) سنن ابوداؤد میں بھی ایک روایت میں "پندرہ صاع" اور دوسری روایت میں "بیس صاع" مروی ہے۔ (سنن أبي داود الصيام، باب: كفارة من أتى أهله في رمضان، حدیث: ۲۳۹۵) اس کی مقدار اندازاً ایک من بنتی ہے۔ ⑦ [وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ] "اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لینا۔" اس جملے کے بارے میں محمد نواد عبد الباقی نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی عبد الجبار بن عمر ہے جو ضعیف ہے۔ لیکن شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے اس جملے کی بابت ارواء الغلیل میں تفصیلاً بحث کی ہے اور آخر میں یوں لکھا ہے: [و بمجموع هذه الطرق تعرف أن لهذه الزيادة أصلاً] یعنی اس روایت کے تمام طرق کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس جملے کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۸۸/۳، ۹۳، رقم: ۹۳۹) لہذا احتیاطاً اور تقویٰ ای میں ہے کہ جو روزہ توڑا گیا ہے اس کے بدلے روزہ رکھ کر ہی مہینے کے روزوں کی تعداد پوری کی جاسکتی ہے۔ ⑧ مذکورہ کفارہ صرف جماع کی صورت میں ہی لازم آتا اس کے علاوہ دیگر صورتوں میں یہ لازم نہیں آتا۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں روزہ توڑ دینے پر کفارہ لازم گردانتے ہیں جبکہ دیگر ائمہ مذکورہ کفارہ صرف جماع سے خاص گردانتے ہیں اور یہی موقف زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ ابن عثیمین رضی اللہ عنہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ کفارے کے ساتھ اسے اس روزے کی قضا بھی دینا ہوگی۔ (دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (اردو) ۱۹۱/۲ مطبوعہ دارالسلام)



۷- أبواب ما جاء في الصيام رمضان کے روزوں کے کفارے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالََا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِيهِ الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ، لَمْ يُعْزِرْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ».

(المعجم ۱۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أَفْطَرَ نَاسِيًا (التحفة ۱۵)

۱۶۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ خِلَاسٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سَبْرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَيْسَ صَوْمُهُ. فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ».

فوائد و مسائل: ① اسلام کے احکام میں انسانی فطرت کی کمزوریوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بھول جانا انسان کی فطرت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھول کر کیے ہوئے کام کو گناہوں میں شمار نہیں کیا۔ روزے کے بارے میں مزید رحمت فرمائی کہ کھانے پینے کے باوجود روزے کو قائم قرار دیا۔ اللہ کے کھلانے پلانے کا یہی مطلب ہے۔ ② بھول کر کھانے پینے سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ گناہ ہو یا نہ ہو روزہ تو قائم نہیں رہا کیونکہ روزہ تو کھانے پینے سے پرہیز کا نام ہے اور وہ پرہیز ٹوٹ گیا ہے۔ روزہ دار کو چاہیے کہ روزے کا باقی وقت اسی طرح گزارے جس طرح عام حالات میں روزے کی پابندیوں کے ساتھ گزارتا ہے۔ اس کا یہ روزہ شرعاً صحیح ہوگا لہذا اس کی قضا

۱۶۷۲- [مسندہ ضعیف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب التغليظ فيمن أفطر عمدًا، ح: ۲۳۹۶ من حديث حبيب به، أخرجه الترمذي، ح: ۷۲۳، وذكر كلامًا ۵ أبوالمطوس لين الحديث، وأبو مجهول (تقريب).

۱۶۷۳- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: إذا حنث ناسيًا في الأيمان... الخ، ح: ۶۶۶۹ من حديث حبيب به، أخرجه مسلم، الصيام، باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر، ح: ۱۱۵۵ من طريق آخر عن محمد بن سيرين به.



۷- ابواب ما جاء في الصيام ----- روزے کی حالت میں تے سے متعلق احکام و مسائل

لازم نہیں ہوگی نہ کوئی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

۱۶۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمٍ غَيْمٍ. ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

۱۶۷۳- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک ابراہیمؓ میں ہم نے روزہ کھول دیا (یہ سمجھے کہ سورج غروب ہو چکا ہے) لیکن پھر (بادل ہٹ گئے اور) سورج نکل آیا۔

قُلْتُ لِهَشَامٍ: أُمِرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ: بَدُّ مِنْ ذَلِكَ.

(ابو اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا انھیں (روزے کی) قضا کا حکم دیا گیا تھا؟ انھوں نے کہا: یہ تو ضروری تھا۔

فائدہ: حدیث میں مذکور صورت بھول کر کھانے پینے سے مختلف ہے کیونکہ انھوں نے بھول کر نہیں کھایا یا پیا بلکہ ارادے سے اپنے خیال میں روزہ کھولا تھا۔ اگرچہ غلطی کی بنا پر وقت سے پہلے کھول دیا تھا۔ اس غلطی کی بنا پر وہ گناہ گار تو نہیں ہوئے لیکن روزہ یقیناً ناقص ہو گیا۔ ایسے روزے کی قضا کی بابت علماء میں اختلاف ہے تاہم جمہور علماء کے نزدیک ایسی صورت میں افطار کیے ہوئے روزے کی قضا واجب ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری ۳/۳۵۵)



(المعجم ۱۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ
بَقِيَّةُ (التحفة ۱۶)

۱۶۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى وَمُحَمَّدُ ابْنَا عُيَيْدِ الطَّنَافِيسِيِّ.

۱۶۷۴- حضرت فضالہ بن عبید النصارى رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک ایسے دن ان

۱۶۷۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب: إذا أفطر في رمضان ثم طلعت الشمس، ح: ۱۹۵۹ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

۱۶۷۵- [صحيح] أخرجه أحمد ۱۸/۶ عن محمد بن عبيد به، وتابعه إبراهيم بن سعد عنده ۲۱/۶ • ابن إسحاق صرح بالسماح، إلا أنه زاد في السند: حدثنا بين أبي مرزوق وفضالة، وحدث بن عبدالله هذا ثقة كما في التقريب وغيره، فالسند حسن، ورواه عميرة بن أبي ناجية عن يزيد به نحو رواية إبراهيم عن ابن إسحاق، كما في الطبراني: ۳۱۶/۱۸، وتابعهما عبدالله بن لهيعة، والمفضل عند أحمد: ۲۲۰/۴.

۷- ابواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں تے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ قَالَ: سَمِعْتُ فَضَالَهَ بْنَ عُبَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فِي يَوْمٍ كَانَ يَصُومُهُ. فَدَعَا بِإِنَاءٍ. فَشَرِبَ. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ كُنْتَ تَصُومُهُ. قَالَ: «أَجَلٌ. وَلَكِنِّي قِئْتُ».

تھے۔ آپ نے (پانی کا) برتن طلب فرمایا اور پی لیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو وہ دن ہے جس دن آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ فرمایا: ”ہاں، لیکن مجھے تے آگئی تھی۔“

۱۶۷۶- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ. ح: وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ، أَبُو الشَّعْنَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، جَمِيعاً عَنْ هِشَامٍ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ. وَمَنْ اسْتَقَاءَ، فَلَعَلَّهِ الْقَضَاءُ».

۱۶۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کو خود بخود تے آجائے اس پر قضا نہیں اور جو قصد آتے کرے اس پر قضا ضروری ہے۔“

🌞 نوادہ و مسائل ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنن ابوداؤد کی تحقیق میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن ابی شیبہ (۳/۳۸۸ حدیث: ۹۱۸۸) میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے لہذا یہ روایت سنن ابی حنیفہ اور معتنی صحیح ہے دیکھیے: سنن ابوداؤد حدیث: ۲۳۸۰ کی تحقیق و ترجمہ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۶/۲۸۳، والإرواء، رقم: ۹۴۳) ② اس باب کی دونوں روایتوں میں باہم تعارض محسوس ہوتا ہے لیکن اگر پہلی حدیث کو نظمی روزے پر محمول کر لیا جائے تو تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

۱۶۷۶- [سنن ابی حنیفہ] أخرجه أبو داود، الصيام، باب الصائم يستقي، عاماً، ح: ۲۳۸۰ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح: ۷۲۰، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وضعفه البخاري * هشام بن حسان مدلس، وصفه بالتدليس ابن المديني وغيره (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة)، ولم أجد تصريحه سماعه، وله طرق كلها ضعيفة.

۷- أبواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں مسواک کرنے اور سرمہ لگانے سے متعلق احکام و مسائل

① روزے کے دوران میں تہ کے کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اگر کسی وجہ سے تہ کرنی پڑے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے خواہ روزہ فرض ہو یا نفل؛ تاہم فرض روزے کی تضاد یا ضروری ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّوَاكِ وَالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- روزے میں مسواک کرنا اور سرمہ لگانا

۱۶۷۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْمُؤَدَّبُ، عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِنْ خَيْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ السُّوَاكُ».

۱۶۷۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزے کے دار کا بہترین اعمال میں سے ایک عمل مسواک بھی ہے۔“

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح روایات سے روزے کی حالت میں مسواک کرنا ثابت ہے۔ اس سے روزے میں فرق نہیں آتا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحیح البخاری میں کتاب الصوم میں ایک باب کا عنوان اس طرح درج کیا ہے: [باب سواك الرطب واليابس للصائم] یعنی ”روزے دار کا تازہ یا خشک مسواک کرنا“ اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے آتی بار دیکھا ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔“ دیکھیے: (صحیح البخاری، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، قبل حدیث: ۱۹۳۳)

۱۶۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو التَّيْمِيِّ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْحِمَصِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِكْتَحَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۶۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سرمہ لگایا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں روزے کی حالت میں سرمہ ڈالنے کی بابت حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل سنن ابوداؤد میں مروی ہے

۱۶۷۷- [سنادہ ضعیف] وانظر، ح: ۱۱ لعلک.

۱۶۷۸- [سنادہ ضعیف] وقال البوصيري: "سنادہ ضعیف، لضعف الزبيدي، واسمه سعيد بن عبد الجبار، بينه أبو بكر بن أبي داود، والله أعلم" * الزبيدي هذا ضعيف، كان جرير يكذبه (تقریب).



۷- أبواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں سبکی لگوانے سے متعلق احکام و مسائل

کہ وہ روزے کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ اسے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن موقوف قرار دیا ہے اسی طرح سنن ابوداؤد ہی میں ہے کہ جناب عمر کہتے ہیں (یہ صغارتا بعین میں سے ہیں) کہ میں نے اپنے اہل علم دوستوں (فقہاء و محدثین) میں سے کسی کو نہیں پایا کہ روزے دار کے لیے سرمے کو مکروہ سمجھتے ہوں۔ اور ابراہیم نخعی اجازت دیتے تھے کہ روزے دار ایلو کو بطور سرمہ استعمال کرے۔ دیکھیے: (سنن ابی داؤد؛ الصیام؛ باب فی الکحل عند النوم للصائم؛ حدیث: ۲۳۷۸، ۲۳۷۹) ان دلائل کی روشنی میں روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ ڈالنے سے روزے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا لہذا روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ اور دولی وغیرہ ڈالنا جائز ہے۔

باب: ۱۸- روزے دار کا سبکی لگوانا

(المعجم ۱۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ

لِلصَّائِمِ (التحفة ۱۸)

۱۶۷۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سبکی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“

۱۶۷۹- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّي، وَ دَاوُدُ بْنُ رَشِيدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَشِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۱۶۸۰- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ”سبکی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“

۱۶۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: أَنَّ أَبَا شَيْبَانَ، عَنْ بَحْسِيِّ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا أَسْمَاءَ حَدَّثَهُ عَنْ ثُوْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۱۶۷۹- [صحیح] فی علة، وانظر الحديث الآتي.

۱۶۸۰- [مسند صحیح] أخرجه ابوداود، الصيام، باب في الصائم يحتجم، ح: ۲۳۶۷ من حديث شيبان به، وصححه ابن المنيني، والبخاري، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

روزے کی حالت میں سنیگی لگوانے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۸۱- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مقام بقیع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو سنیگی لگوار ہاتھا۔ اس وقت رمضان کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سنیگی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“

۱۶۸۱- وَيَأْتِنَا بِهِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْبَقِيعِ، فَمَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَحْتَجِمُ، بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ الشَّهْرِ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۱۶۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھ کر احرام کی حالت میں سنیگی لگوائی۔

۱۶۸۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْنَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اخْتَجِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، مُحْرِمٌ.

سونا فوائد و مسائل: ① علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ان الفاظ سے صحیح ہے کہ ”روزے کی حالت میں سنیگی لگوائی اور احرام کی حالت میں سنیگی لگوائی۔“ (یعنی احرام اور روزے کے واقعات الگ الگ ہیں۔ ایسا نہیں کہ بیک وقت احرام بھی ہو اور روزہ بھی اور اس حالت میں سنیگی لگوائی ہو۔ دیکھیے: (إرواء الغلیل) رقم: ۹۳۲) ② سنیگی یا پھینچ لگانا ایک طریق علاج ہے جس میں ایک خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے۔ مریض کے جسم پر کسی تیز دھار آلے سے زخم لگا کر ایک دوسری چیز کے ذریعے سے خون چوسا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر سنیگی لگائے یا کوئی روزہ دار سنیگی لگوائے تو کیا ان کا روزہ ٹوٹ جائے گا یا قائم رہے گا؟ اس بارے میں علمائے کرام میں دو مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ جو لوگ روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں ان کی دلیل یہی حدیث ہے جو حضرت ثوبان، حضرت شداد بن اوس، حضرت رافع بن خدیج اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عائشہ اور خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھ کر سنیگی لگوائی اور ان کے نزدیک سنیگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: کیا آپ لوگ (عہد نبوی میں) روزہ دار کے

۱۶۸۱- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصيام، الباب السابق، ح: ۲۳۶۸ من حديث شيبان به، وصححه النووي.

۱۶۸۲- [صحيح] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في الرخصة في ذلك، ح: ۲۳۷۳ من حديث شعبة عن يزيد به، وصححه الترمذي، ح: ۸۳۹، وانظر، ح: ۵۰۴ لعلته، وله شواهد عند البخاري، ح: ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۵۶۹۴، وغيره نحوه.



۷- أبواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں بوسے سے متعلق احکام و مسائل

لیے سبکی لگوانا ناپسند کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ”نہیں“ صرف کمزوری کی وجہ سے مکروہ سمجھا جاتا تھا۔“ (صحیح البخاری، الصوم، باب الحمامة والقني للصائم، حدیث: ۱۹۳۰) حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی روزے کی حالت میں سبکی لگوا لیا کرتے تھے (موطناً الإمام مالک، الصيام، باب ما جاء في حمامة الصائم، حدیث: ۲۵۶۲۵) امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”روزے دار کو سبکی لگوانا صرف اس لیے مکروہ ہے کہ کمزوری کا اندیشہ ہوتا ہے۔“ (موطناً الإمام مالک، حوالہ مذکورہ بالا) شیخ عبدالقادر ارنؤوط جامع الاصول کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”سبکی سے روزہ ٹوٹنے کا حکم منسوخ ہے۔“ (جامع الاصول: ۲۹۵/۶، حدیث: ۳۳۱۶، ۳۳۱۷) امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر بحث کر کے آخر میں فرمایا: ”حدیثوں میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ سبکی لگوانا اس شخص کے لیے مکروہ ہے جسے کمزوری لاحق ہوتی ہو۔ اور اگر کمزوری اس حد تک پہنچتی ہو کہ اس کی وجہ سے افطار کرنا پڑے تو اس صورت میں سبکی لگوانا زیادہ مکروہ ہے اور جس شخص کو کمزوری نہیں ہوتی، اس کے حق میں (سبکی لگوانا) مکروہ نہیں لہذا [أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَسْحُومُ] ”سبکی لگانے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“ کو مجازی معنی میں لینا پڑے گا کیونکہ مذکورہ بالا دلائل اسے حقیقی معنی پر محمول کرنے سے مانع ہیں۔“ (نیل الأوطار، ۲۲۸/۳، أبواب ما يبطل الصوم، وما يكره وما يستحب، و باب ما جاء في الحمامة: ۲۲۸/۳) رقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس قسم کے مسائل میں احتیاط کرنا مناسب ہے، جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی بابت فرماتے ہیں: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں سبکی لگوا لیا کرتے تھے پھر انھوں نے یہ عمل ترک کر دیا، چنانچہ وہ رات کو سبکی لگواتے تھے۔ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو سبکی لگوائی۔“ (صحیح البخاری، الصوم، باب الحمامة والقني للصائم، قبل حدیث: ۱۹۳۸)

(المعجم ۱۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ

باب ۱۹- روزے کی حالت میں

بوسے کا حکم

لِلصَّائِمِ (التحفة ۱۹)

۱۶۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ الْجِرَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْبَلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

۱۶۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں (روزے کی حالت میں) بوسہ لے لیتے تھے۔“

۱۶۸۳- أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته، ح: ۱۱۰۶ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام - روزے کی حالت میں مباشرت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے۔ اور تم میں سے کسے اپنی خواہش پر اتنا قابو ہو سکتا ہے، جتنا رسول اللہ ﷺ کو اپنی خواہش پر قابو حاصل تھا؟

۱۶۸۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ مُسْلِمٍ، عَنِ شُتَيْرِ بْنِ شَكْلِ، عَنِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ وَهُوَ صَائِمٌ . فَالآن : حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ مُسْلِمٍ، عَنِ شُتَيْرِ بْنِ شَكْلِ، عَنِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ وَهُوَ صَائِمٌ .

🌞 فائدہ: روزے کی حالت میں بھاج کرنا حرام ہے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ دینا لازم ہو جاتا ہے لیکن اس سے کم تر معاملات سے روزہ نہیں ٹوٹتا، تاہم جس شخص کو خطرہ محسوس ہو کہ پیار کرنے سے اس کے جذبات بے قابو ہو جائیں گے اور وہ جماع کر بیٹھے گا تو اس کو بوس و کنار سے بھی پرہیز کرنا چاہیے، جیسے اگلے باب کی احادیث میں صراحت ہے۔

۱۶۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنِ إِسْرَائِيلَ، عَنِ زَيْدِ بْنِ جَبْرِ، عَنِ أَبِي بَرِيدِ الصَّنَبِيِّ، عَنِ مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : سئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ رَجُلٍ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَهُمَا صَائِمَانِ . قَالَ : «قَدْ أَفْطَرَا» .

۱۶۸۶ - نبی ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی حضرت ميمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر مرد اپنی بیوی کا بوسہ لے لے جب کہ ان دونوں کا روزہ ہو (تو کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: "ان دونوں نے روزہ کھول دیا۔"

(المعجم ۲۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- روزے کی حالت میں بیوی سے مباشرت کرنے کا بیان

۱۶۸۴ - أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ۱۱۰۶، وانظر الحديث السابق عن أبي بكر بن أبي شيبة به .

۱۶۸۵ - أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق أيضًا، ح: ۱۱۰۷ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به .

۱۶۸۶ - [إسناده ضعیف] وضعفه البوصيري * أبو يزيد مجهول (تقريب).

۷- أبواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں مباشرت کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسود اور حضرت مسروق رضی اللہ عنہما ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مباشرت کرتے تھے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ ایسے کر لیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کو اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو حاصل تھا۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① مرد قابل احترام خاتون سے اور عورتیں قابل احترام مرد سے ادب و احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے شرم و حیا سے تعلق رکھنے والے معاملات کے مسائل دریافت کریں تو کوئی حرج نہیں۔ ② اس قسم کے مسائل پوچھتے اور بتاتے ہوئے الفاظ کے انتخاب میں احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ مسئلہ بھی معلوم ہو جائے اور فرض گوئی بھی نہ ہو۔ ③ مباشرت سے مراد بوس و کنار اور معانقہ وغیرہ جیسے معاملات ہیں۔ ④ یہ جواز اس شخص کے لیے ہے جسے اپنی ذات پر اعتماد ہو کہ جائز حد سے تجاوز نہیں کرے گا۔

۱۶۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْسَيْطِيُّ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : رُحِّصَ لِلْكَبِيرِ الصَّائِمِ فِي الْمُبَاشَرَةِ ، وَكُرِّهَ لِلشَّابِّ . حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: بوڑھے روزے دار کو بیوی سے مباشرت (معانقہ وغیرہ) کی اجازت ہے اور جوان کے لیے مکروہ ہے۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① بوڑھے اور جوان کا یہ فرق سنن بیہقی میں رسول اللہ ﷺ سے بھی مروی ہے۔ (دیکھیے: ۲۳۲/۴) ② عام طور پر بوڑھے کو اپنے آپ پر جو قابو ہوتا ہے جوان آدمی کو نہیں ہوتا اس لیے مسئلہ اس طرح بیان فرمایا گیا۔ اگر کوئی شخص زیادہ عمر کا ہونے کے باوجود جوانوں کی طرح قوت اور جوش رکھتا ہے تو اسے جوان کی طرح پرہیز کرنا چاہیے اور اگر کوئی جوان اس طرح کا جوش نہیں رکھتا بلکہ اپنے آپ پر قابو رکھ سکتا ہے تو اس

۱۶۸۷- أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليس محرمة على من لم تحرك شهوته، ح: ۱۱۰۶ من حديث ابن عون به۔

۱۶۸۸- [صحيح] وله شاهد صحيح عند البيهقي: ۲۳۲/۴ * محمد بن خالد ضعيف (تقريب)، وخالد مسموع من عطاء بن السائب بعد اختلافه، وتقدم، ح: ۷۰۳ (التقييد والإيضاح للعرافي، ص: ۴۲۳)، وللحديث شاهد معنوية عند أبي داود، ح: ۲۳۸۷، وسنده حسن، ومعناه صحيح۔

۷- ابواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں نیت اور نفل گوئی کرنے سے متعلق احکام و مسائل کے لیے بوزھے کی طرح اجازت ہوگی۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَيْبَةِ
وَالرَّفَثِ لِلصَّائِمِ (التحفة ۲۱)

باب: ۲۱- روزے دار کے لیے غیبت اور
نفل گوئی (کی ممانعت) کا بیان

۱۶۸۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ ذَيْبٍ، عَنْ
سَعِيدِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ
الزُّورِ، وَالْجَهْلِ، وَالْعَمَلِ بِهِ، فَلَا حَاجَةَ لِي
فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ».

۱۶۸۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جھوٹ اور بیہودہ
باتوں اور بیہودہ اعمال سے اجتناب نہ کیا اللہ کو کوئی
ضرورت نہیں کہ وہ شخص کھانا پینا ترک کر دے۔“

🌞 فائدہ و مسائل: ① روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۳)
”اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی
بن جاؤ۔“ ② تقویٰ کے حصول کے لیے صرف کھانے پینے سے پرہیز کافی نہیں بلکہ ہر قسم کے گناہوں سے بچنے
کی شعوری کوشش مطلوب ہے۔ روزہ رکھ کر ہم اللہ کی حلال کردہ چیزوں سے بھی اللہ کے حکم کے مطابق پرہیز
کرتے ہیں تو جو کام پہلے بھی ممنوع ہیں ان سے بچنا زیادہ ضروری ہے تاکہ مومن ان سے پرہیز کا عادی
ہو جائے۔ ③ شریعت اسلامیہ میں روزے کے دوران میں بات چیت کرنا جائز ہے بلکہ چپ کا روزہ شرعاً منع
ہے۔ دیکھیے: صحیح البخاری، الأیمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك، وفي معصية، حديث:
۶۷۰۳) ④ عبادات انسان کے روحانی اور جسمانی فائدے کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ وہ
ان اعمال پر آخرت میں بھی عظیم انعامات عطا فرماتا ہے۔

۱۶۹۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ
زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ
الزُّورِ، وَالْجَهْلِ، وَالْعَمَلِ بِهِ، فَلَا حَاجَةَ لِي
فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ».

۱۶۹۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بعض روزے داروں کو
روزے سے بھوک کے سوا کچھ نہیں ملتا اور بعض قیام

۱۶۸۹- أخرجه البخاري، الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، ح: ۱۹۰۳ من حديث ابن أبي
ذئب به.
۱۶۹۰- [إسناده حسن] أخرجه القضاعي في مسند الشهاب، ح: ۱۴۲۵ من حديث أسامة به، وله شواهد عند ابن
خزيمة، ح: ۱۹۹۷، وابن حبان (موارد)، ح: ۶۵۴، والحاكم، ح: ۴۳۱/۱ وغيرهم.

۷- ابواب ما جاء في الصيام روزے کی حالت میں نعبت اور قس گوئی کرنے سے متعلق احکام و مسائل
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ
 لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ. وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ
 لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① اخلاص کے بغیر نیک اعمال قبول نہیں ہوتے۔ ② عبادت میں جس طرح ظاہری ارکان کی پابندی ضروری ہے اسی طرح باطنی کیفیات اخلاص اللہ کی محبت اللہ کا خوف اللہ سے امید وغیرہ بھی مطلوب ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ظاہری عمل بے فائدہ ہے۔ ③ اگر کسی موقع پر مطلوب باطنی اور قلبی کیفیت موجود نہ ہو تو نیکی کو ترک کر دینا چاہیے کیونکہ اس کا کم از کم یہ فائدہ تو حاصل ہو ہی جائے گا کہ فرض کا تارک شمار نہیں ہوگا اور وہ نیکی مسلسل انجام دینے سے امید کی جاسکتی ہے کہ دل پر تھوڑا بہت اچھا اثر لازماً ہو جائے گا۔ ④ عبادت میں ان کے آداب کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

۱۶۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۱۶۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 أَنبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
 «إِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٌ أَحَدِكُمْ فَلَا يَزِفْتُ وَلَا
 يَجْهَلُ. وَإِنْ جَهَلَ عَلَيْهِ أَحَدٌ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي
 امْرُؤٌ صَائِمٌ».

☀️ فوائد و مسائل: ① روزے کے فوائد کا ساتھ حاصل کرنے کے لیے آداب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔
 ② جہل (نا روا حرکت) سے مراد لڑائی جھگڑے کی بات ہے یعنی روزے دار کو لڑائی میں پہل بھی نہیں کرنی چاہیے اور اگر کوئی دوسرا شخص ایسی بات کرے یا ایسی حرکت کرے جس سے روزے دار کو غصہ آجائے تب بھی روزے دار کو جواب میں جھگڑنا نہیں چاہیے بلکہ اپنے روزے کا خیال کرتے ہوئے برداشت اور تحمل سے کام لیتے ہوئے جھگڑے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ یہ کہنا کہ میں روزے سے ہوں اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ دل میں اپنے روزے کا خیال کرے تاکہ جھگڑے سے بچنا ممکن ہو سکے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جھگڑنے والے سے کہہ دے کہ میں تمہاری غلط حرکت کا جواب تمہارے انداز میں اس لیے نہیں دے رہا کہ میرا روزہ مجھے اس سے روکتا ہے۔ امید ہے اس سے اس کو شرم آجائے گی اور وہ روزے دار کے روزے کا احترام کرتے ہوئے جھگڑا ختم کر دے گا۔

۱۶۹۱- [صحیح] # الأعمش تابعه أبو حصين عند أحمد: ۳۵۶/۲، والنسائي في الكبرى، وتابعهما عطاء بن أبي رباح عند البخاري، ح: ۱۹۰۴، ومسلم، ح: ۱۱۵۱ وغيرهما بنحوه مطولاً.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

(المعجم ۲۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّحُورِ

باب: ۲۲- سحری کھانے کا بیان

(التحفة ۲۲)

۱۶۹۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ: أَبَانَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ
صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي
السُّحُورِ بَرَكَهً».

۱۶۹۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① السحور کا لفظ سین کی زبر سے بھی پڑھا گیا ہے اور پیش سے بھی۔ سین کی زبر سے سحور کا مطلب وہ طعام ہے جو روزہ شروع کرنے سے پہلے کھایا جاتا ہے اور سحور (سین کی پیش سے) کھانے کے عمل کو کہا جاتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کھانا کھانا باعث برکت ہے۔ اس کا ثواب بھی ملتا ہے کیونکہ یہ ایک مسنون عمل ہے اور اس سے روزے کی تکمیل میں آسانی بھی ہوتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اس وقت کھائے جانے والے کھانے میں ایک خاص برکت ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کا تعلق سنت نبوی سے ہے اور اس کی وجہ سے غیر مسلموں کی مشابہت سے بچاؤ بھی ہو جاتا ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ سحری نہیں کھاتے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم؛ الصيام؛ باب فضل السحور و تاکید استحبابہ) و استحباب تأخیرہ..... حدیث: ۱۰۹۶۱، ۱۰۹۵۰ ② ثواب کا تعلق مشقت سے نہیں احکام شریعت کی پابندی سے ہے۔ سنت کے مطابق تھوڑا اور آسان عمل اس زیادہ اور مشقت طلب عمل سے بہتر ہے جو سنت نبوی کے خلاف ہو۔



۱۶۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ، [عَنْ عِكْرِمَةَ]، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اسْتَعِينُوا بِطَعَامِ السَّحْرِ عَلَى صِيَامِ النَّهَارِ. وَبِالْقَيْلُولَةِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ».

۱۶۹۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”سحری کے کھانے کے ساتھ دن کے روزے کے لیے مدد حاصل کرو اور قیلولے کے ذریعے سے قیام اللیل (نماز تہجد) کے لیے مدد حاصل کرو۔“

۱۶۹۲- أخرجه البخاري، الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب، ح: ۱۹۲۳، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأکید استحبابه . . . الخ، ح: ۱۰۹۵۰ من طرق عن عبدالعزیز به .

۱۶۹۳- [استاده ضعیف] أخرجه الحاكم: ۱/ ۴۲۵ من حديث أبي عامر به، وانظر، ح: ۳۲۶ لعلته، وله شاهد في اللعل لابن أبي حاتم عن أبي هريرة، ذكره المحافظ في التلخيص: ۱۹۹/۲ .

۷- أبواب ما جاء في الصيام سحری سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ

باب: ۲۳- سحری دیر سے کھانے کا بیان

السُّحُورِ (النسفة ۲۳)

۱۶۹۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ
فَكَادَهُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی، پھر اٹھ کر نماز کی طرف چلے۔
ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کہا: ان دونوں
فُمَّنَّا إِلَى الصَّلَاةِ. قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ کاموں کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے
قَالَ: قَدَّرَ قِرَاءَةَ خَمْسِينَ آيَةً. فرمایا: پچاس آیتوں کی تلاوت جتنا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اگرچہ سحری کا کھانا صبح صادق سے کافی پہلے بھی کھایا جا سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ رات
کے آخری حصے میں صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے کھایا جائے۔ ② فجر کی نماز اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے سحری کے بعد مختصر وقفہ کر کے فجر کی نماز ادا کی۔

۱۶۹۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمِ، نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی
عَنْ زُرٍّ، عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ جب کہ دن نکل آیا تھا لیکن سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنَّ الشَّمْسَ امام ابو اسحاق رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی
لَمْ تَطْلُعْ. [قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: حَدِيثُ حدیث منسوخ ہے اور کچھ بھی نہیں۔
حَدِيثُ مَنْسُوخٌ لَيْسَ بِشَيْءٍ.]

🌞 فائدہ: اس سے مراد رات کے بالکل آخری حصے میں سحری کھانا ہے جب کہ آدھی کو شبہ ہو سکتا ہے کہ صبح
صادق طلوع ہو چکی ہے کیونکہ یہ کھانا نماز فجر سے بہر حال پہلے ہی کھایا گیا ہوگا۔ اور نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز

۱۶۹۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب قدركم بين السحور و صلاة الفجر؟، ح: ۱۹۲۱ من حديث هشام
الدستوائي به، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكد استحبابه... الخ، ح: ۱۰۹۷ من حديث وكيع به.
۱۶۹۵- [حسن] * أبو بكر بن عياش ضعيف، تقدم، ح: ۸۵۵، وتابعه حماد بن سلمة عند أحمد: ۳۹۶/۵،
ح: ۲۳۷۵۳، وأخرج النسائي بسندين صحيحين عن حذيفة نحوه موقوفاً، ح: ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ولفظه: "تسحرت
من حذيفة ثم خرجنا إلى الصلاة، فلما أتينا المسجد، صلينا ركعتين، وأقيمت الصلاة، وليس بينهما إلا هنيهة"،
ح: ۲۱۵۵.

۷- أبواب ما جاء في الصيام سحری سے متعلق احکام و مسائل

اندھیرے میں ادا کرتے تھے۔ صبح صادق قریب ہو جانے کو دن کے نکلنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد تاخیر میں مبالغہ ہے ورنہ روزے دار کے لیے صبح صادق کے بعد کھانا پینا بلا اتفاق منع ہے جس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ ہے: ﴿هُوَ كَلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبَيِّنَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (البقرة: ۱۸۷) ”اور تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک صبح کا سفید دھاگا (رات کے) سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔“

۱۶۹۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے سے مانع نہ ہو وہ تو اس لیے اذان دیتا ہے کہ تم میں سے جو سوراہے وہ جاگ جائے اور جو قیام کر رہا ہے وہ (نماز فجر کی تیاری کی طرف) لوٹ جائے۔ اور فجر یہ نہیں کہ (روشنی) اس طرح (اور کو بلند) ہو جائے بلکہ اس طرح ہے یعنی آسمان کے افق پر چوڑائی کے رخ پھیل جائے۔

۱۶۹۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَلِيمَانَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي عَثْمَانَ التَّهَلْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانَ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ. فَإِنَّهُ يُؤَدِّنُ لِيَسْتَبِيَهُ نَائِمَكُمْ، وَيَلِيَجِعَ قَائِمَكُمْ. وَيَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا. وَلَكِنْ هَكَذَا، يَغْتَرِضُ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ».



فوائد و مسائل: ① فجر کے وقت دوازاں سنون ہیں۔ ایک اذان صبح صادق سے پہلے دی جائے جسے عرف عام میں سحری کی اذان کہا جاتا ہے اور دوسری اذان صبح صادق ہونے پر نماز فجر کے لیے دی جائے۔ ② بہتر ہے کہ دونوں اذانوں کے لیے دو الگ الگ مؤذن مقرر کیے جائیں تاکہ لوگوں کو آواز سن کر معلوم ہو جائے کہ اب کون سی اذان ہو رہی ہے۔ مسجد نبوی میں دوسری اذان یعنی نماز فجر کی اذان کے لیے حضرت عبداللہ بن ام کلثوم رضی اللہ عنہ مقرر تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب أذان الأعشى إذا كان له من يخبره، حدیث: ۱۱۷۷) ③ پہلی اذان کے یہ فوائد ذکر کیے گئے ہیں کہ جو شخص سوراہے وہ جاگ اٹھے اگر سحری کھانی ہو تو سحری کھالے ورنہ نماز فجر کی تیاری کرے اور جو شخص تہجد پڑھ رہا ہے وہ اس سے فارغ ہو کر مذکورہ کاموں کے لیے تیاری کرے۔ اور دیگر لوگ قضائے حاجت وغیرہ سے فارغ ہو کر وضو کر کے بروقت مسجد میں پہنچ جائیں تاکہ نماز باجماعت میں شریک ہو سکیں۔ ④ عہد رسالت میں دواذانوں کا یہ سلسلہ مستقل مہمول تھا۔ صرف رمضان ہی کے مہینے میں ایسا نہیں ہوتا تھا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے اس لیے صرف رمضان میں

۱۶۹۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، ح: ۶۲۱، ومسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم... الخ، ح: ۱۰۹۳ من حديث سليمان التميمي به.

۷- ابواب ما جاء في الصيام - اختصاری سے متعلق احکام و مسائل

اس کا اہتمام کرنا صحیح نہیں ہے۔ ⑤ نبی ﷺ نے صبح کا کاذب اور صبح صادق کا فرق اشارے سے واضح فرمایا۔ پہلے ”اس طرح“ کا مطلب یہ ہے کہ روشنی کا رخ اوپر کی طرف زیادہ ہو۔ اسے صبح کا کاذب کہتے ہیں۔ دوسرے ”اس طرح“ کا مطلب یہ ہے کہ روشنی اطراف میں پھیلے۔ یہ صبح صادق ہوتی ہے۔ ⑥ بات سمجھانے کے لیے اشارہ کرنا درست ہے تاہم خطبے میں دونوں ہاتھ بلانا اور نعرے وغیرہ لگوانا مناسب نہیں۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ (التحفة ۲۴)

۱۶۹۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْإِفْطَارَ».

۱۶۹۷- حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولتے رہیں گے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عبادت میں شریعت کی مقرر کردہ حد سے آگے بڑھنا دنیا اور آخرت کے نقصان کا باعث ہے۔ ② روزہ جلدی کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی تکیہ افق کے نیچے پہنچ جانے کے بعد احتیاط کے نام سے مزید تاخیر نہ کی جائے بلکہ فوراً روزہ کھول لیا جائے۔

۱۶۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْإِفْطَارَ. فَإِنَّ الْيَهُودَ يُؤَخَّرُونَ».

۱۶۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولتے رہیں گے۔ روزہ جلدی کھولا کرو کیونکہ یہودی دیر کرتے ہیں۔“

🌞 فائدہ: یہودی اپنے شرعی مسائل میں افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ افراط و تفریط سے بچتے

۱۶۹۷- أخرجه البخاري، الصوم، باب تعجيل الإفطار، ح: ۱۹۵۷ من حديث أبي حازم، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأکید استحبابه... الخ، ح: ۱۰۹۸ من حديث عبدالعزیز بن أبي حازم به.
۱۶۹۸- [إسناده حسن] أخرجه السنائي في الكبرى، وأحمد: ۲/ ۴۵۰ من حديث محمد بن عمرو به نحو المعنى، وصححه البوصري.

۷- أبواب ما جاء في الصيام روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

ہوئے سنت نبوی رُعل پر ہر ہیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو احتیاط کے نام پر تاخیر کرتے ہیں کہ وہ کس کی پیروی کر رہے ہیں؟

(المعجم ۲۵) - **بَابُ مَا جَاءَ عَلَى مَا يُسْتَحَبُّ الْفِطْرُ** (التحفة ۲۵) .

باب: ۲۵- روزہ کس چیز سے کھولنا مستحب ہے؟

۱۶۹۹- حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی روزہ کھولے تو اسے چاہیے کہ خشک کھجور سے روزہ کھولے اگر (کھجور) نہ ملے تو پانی سے روزہ کھولے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“

۱۶۹۹- حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سَبْرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ أُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ ضَلَيْعٍ، عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ. فَإِنَّهُ طَهُورٌ».



☀️ فوائد و مسائل: ① تمر خشک کھجور کو کہتے ہیں۔ جامع الترمذی کی دوسری حدیث میں تمر (خشک کھجور) کے

علاوہ رطب (تر کھجور) سے روزہ کھولنا بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصوم، حدیث: ۲۹۲)

② کھجور سے روزہ کھولنا اس لیے افضل ہے کہ یہ بابرکت پھل ہے۔ اور پانی کا تعلق طہارت اور پاکیزگی سے ہے۔ روزہ روحانی پاکیزگی کا باعث ہے اور پانی ظاہری پاکیزگی کا۔ اس مناسبت سے پانی سے روزہ کھولنا بھی مستحب ہے۔

(المعجم ۲۶) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ**

الصَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ، وَالْخِيَارِ فِي الصَّوْمِ

(التحفة ۲۶)

باب: ۲۶- روزے کی نیت رات کو کرنا

اور روزہ پورا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار

۱۷۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المومنین

۱۶۹۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصيام، باب ما يفطر عليه، ح: ۲۳۵۰ من حديث عاصم به، وصححه الترمذي، ح: ۶۹۵، وابن خزيمة، وابن حبان، وأبو حاتم، والحاكم، والذهبي، وسبأني طرفه الآخر، ح: ۱۸۴۴.

۱۷۰۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب النية في الصوم، ح: ۲۴۵۴ وغيره بإسناد قوي عن عبدالله

۷- أبواب ما جاء في الصيام روزے کی نیت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِيُّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ابْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا صِيَامَ، لِمَنْ لَمْ يَفْرِضْهُ مِنَ اللَّيْلِ».

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات سے روزے کا پختہ ارادہ نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس مسئلہ کی بابت سنن النسائی میں بھی حضرت حفصہ سے مروی ہے وہ روایت موقوفاً صحیح ہے۔ دیکھیے: مذکورہ روایت کی تحقیق و تخریج۔ غالباً اسی بنا پر دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۲۵/۳-۳۰، رقم: ۹۱۳) بنا بریں رات سے نیت کرنے کا مطلب شام سے نیت کرنا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہل نیت کر لینی چاہیے، خواہ رات کے کسی حصے میں نیت کی جائے۔ جب بھی ارادہ بن جائے کہ صبح روزہ رکھنا ہے وہ درست ہے۔ ② یہ حکم فرض اور واجب روزے کے لیے ہے۔ نقلی روزے کی نیت دن میں بھی کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اگر نقلی روزہ رکھا ہوا ہو تو دن میں کسی وقت چھوڑا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں جیسے اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ③ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد قضا، نذر اور کفارہ وغیرہ کا روزہ ہے۔

۱۷۰۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: ۱۷۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے اور فرماتے: ”کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی (کھانے کی) چیز ہے؟“ ہم کہتے: ”نہیں، تو فرماتے: ”میرا روزہ ہے۔“ پھر آپ ﷺ روزہ رکھے رہتے۔ پھر ہمیں ہدیہ کے طور پر کوئی چیز مل جاتی تو آپ ﷺ روزہ چھوڑ

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» فَتَقُولُ: لَا. فَيَقُولُ: «إِنِّي صَائِمٌ» فَيَقِيمُ عَلَيَّ صَوْمِيهِ. ثُمَّ يَهْدِي لَنَا شَيْءً فَيَمْطُرُ.

❖ بن ابی بکر عن الزهري عن سالم به، واستغربه الترمذي، ح: ۷۳۰، وصححه ابن خزيمة، والحاكم * الزهري عنن، وتقديم، ح: ۷۰۷، وأخرج النسائي: ۱۹۷/۴، ح: ۲۳۳۸ بإسناد صحيح كالشمس عن حفصة قالت: "لا صيام لمن لم يجمع قبل الفجر"، موقوف.

۱۷۰۱- [حسن] أخرجه النسائي: ۱۹۴/۴، الصيام، النية في الصيام... الخ، ح: ۲۳۲۵ من حديث شريك به بألفاظ مختلفة، وأخرجه من طريق أبي الأحوص، ح: ۲۳۲۴ وغيره عن طلحة نحوه، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۱۱۵۴.

۷- أبواب ما جاء في الصيام جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

قَالَتْ: وَرَبِّمَا صَامَ وَأَفْطَرَ. قُلْتُ: كَيْفَ دَا؟ قَالَتْ: إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يَخْرُجُ بِصَدَقَةٍ. فَيُعْطِي بَعْضًا وَيُمْسِكُ بَعْضًا.

ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ بعض اوقات روزہ رکھتے اور (بعض اوقات) کھول دیتے۔ (حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص صدقہ (دینے کے لیے کچھ رقم) نکالتا ہے۔ پھر (اس میں سے) کچھ (کسی مستحق کو) دے دیتا ہے اور کچھ اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔

نوائد و مسائل: ① نفل روزہ پورا کرنا ثواب ہے اور کسی وجہ سے نامکمل چھوڑ دینا بھی جائز ہے لیکن اس صورت میں اسے ثواب نہیں ملے گا۔ ② نفل صدقے میں جس قدر چیز دینے کا ارادہ کیا جائے اگر دیتے وقت اس سے کم دے دے تو بھی گناہ گار نہیں۔ صرف ثواب اتنا کم ہو جائے گا۔ ③ مسئلہ واضح کرنے کے لیے اس سے ملنے جلنے مسئلے کی مثال دے کر سمجھا دینا چاہیے۔

باب: ۲۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَصُيْحُ جُنْبًا وَهُوَ يُرِيدُ الصِّيَامَ (المعجم ۲۷)

۲۷- جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اگر اسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

۱۷۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِي قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: لَا. وَرَبَّ الْكُفْبَةِ مَا أَنَا قُلْتُ «مَنْ أَصْبَحَ وَهُوَ جُنْبٌ، فَلْيُفْطِرْ». مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَهُ.

۱۷۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! یہ بات میں (اپنی طرف سے) نہیں کہتا، حضرت محمد ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ”جسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے وہ روزہ چھوڑ دے۔“

۱۷۰۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/۲۴۸ عن سفيان به، وكذا أخرجه النسائي في الكبرى، وتابعه ابن جرير وأحمد: ۲/۲۸۶ * عبدالله بن عمرو بن عبد القاري لم أجد من وثقه، ورمز في التقريب بأنه من رجال مسلم، وقال البوصيري: "إسناده صحيح، وفي الصحيحين أن أبا هريرة سمعه من الفضل، زاد مسلم: ولم أسمع من النبي ﷺ". قلت: هذا الحديث منسوخ، انظر الحديث الآتي.

Free downloading facility of Videos, Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام ----- جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ حکم منسوخ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب تک اس کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تھا اس وقت تک یہ فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ معلوم کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ جنابت کی حالت میں صبح ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے فتویٰ سے رجوع فرمایا۔ (صحیح مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، حدیث: ۱۱۰۹) ② جنابت خواہ احتلام کی وجہ سے ہو یا جماع کی وجہ سے دونوں صورتوں میں مسئلہ یہی ہے۔ صبح صادق ہو جانے کے بعد غسل کر کے روزہ مکمل کر سکتے ہیں۔ ③ جنابت کی حالت میں کھانا پینا جائز ہے۔ عورت اس حالت میں کھانا بھی تیار کر سکتی ہے۔ البتہ وضو کر لینا بہتر ہے۔ (مسند ابن ماجہ، الطهارة، حدیث: ۵۹۲، ۵۹۳)

۱۷۰۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، عَنْ مُطَرِّفٍ ، عَنْ
 الشَّعْبِيِّ ، عَنْ مَسْرُوقٍ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :
 كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبِيتُ جُنْبًا . فَيَأْتِيهِ بِلَالٌ ،
 فَيُؤَدُّهُ بِالصَّلَاةِ فَيَقُومُ فَيَغْتَسِلُ . فَأَنْظُرُ إِلَى
 تَحْدَرِ الْمَاءِ مِنْ رَأْسِهِ . ثُمَّ يَخْرُجُ فَأَسْمَعُ
 صَوْتَهُ فِي صَلَاةِ الْمَجْرٍ .
 ۱۷۰۳ - ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کو رات کے وقت جنابت کی حالت پیش آ جاتی تھی (صبح ہونے پر) حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر نماز کا وقت ہو جانے کی اطلاع دیتے تو آپ ﷺ اٹھ کر غسل فرمائیے (غسل سے فارغ ہونے پر) میں آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپکتا دیکھتی پھر آپ تشریف لے جاتے اور میں فجر کی نماز میں آپ کی (تلاوت کی) آواز سنتی۔

قَالَ مُطَرِّفٌ : فَقُلْتُ لِعَائِمِرٍ : أَفِي رَمَضَانَ؟ قَالَ : رَمَضَانَ وَعَيْبَرُهُ سِوَاهُ .
 (سند کے ایک راوی) مطرف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے امام حاکم شافعی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رمضان میں (نبی ﷺ) اس طرح کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: رمضان اور غیر رمضان برابر ہیں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اس میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی اذان کے بعد غسل فرماتے تھے، یعنی روزے کی حالت میں کچھ وقت جنابت کی حالت میں گزر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ② حضرت مطرف رضی اللہ عنہ نے اپنے استاد سے مذکورہ بالا سوال اس لیے کیا کہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ نقلی روزے کی صورت میں شرعی حکم میں نری

۱۷۰۳ - [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۰۱/۶، ۲۵۴، والنسائي في الكبرى من حديث مطرف به، وله شواهد عند البخاري، ح: ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ومسلم، ح: ۱۱۰۹، ۱۱۱۰ وغيرهما.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

نظمی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ شاید فرض روزے کی صورت میں ایسا نہ ہو۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمادی کہ اس مسئلے میں فرض اور نفل روزے میں کوئی فرق نہیں۔ ① یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ شاید یہ حکم خواب میں ناپاک ہو جانے کی صورت میں ہے کیونکہ یہ کیفیت انسان کے بس میں نہیں۔ حدیث ۱۷۰۳ میں یہ صراحت موجود ہے کہ ہم بستر کی وجہ سے غسل کی حاجت پیش آجائے تب بھی شرعی حکم یہی ہے۔ فجر کی اذان ہو جانے کے بعد غسل کر لیا جائے تو روزہ درست ہے۔

۱۷۰۳- حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اگر آدمی کو جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے اور وہ روزہ رکھنا چاہتا ہو (تو کیا حکم ہے؟) ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس حال میں صبح ہو جاتی تھی کہ آپ کو خواب کی وجہ سے نہیں بلکہ مباشرت کی وجہ سے غسل کی حاجت ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر کے اپنا روزہ مکمل فرمایتے تھے۔

۱۷۰۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ، وَهُوَ جُنْبٌ، يُرِيدُ الصَّوْمَ؟ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنْبًا مِنَ الْوُقَاعِ، لَا مِنْ اخْتِلَامٍ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَتِمُّ صَوْمَهُ.



باب: ۲۸- ہمیشہ روزے رکھنے کا بیان

(المعجم ۲۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ الذَّهْرِ (التحفة ۲۸)

۱۷۰۵- حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا۔“

۱۷۰۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو دَاوُدَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۷۰۴- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۳/۲۹۱، ح: ۶۴۲ من حديث عبيد الله بن عمر به، وله شواهد عند مسلم، ح: ۱۱۰۹ وغيره.

۱۷۰۵- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۴/۲۰۷، الصيام، النهي عن صيام الدهر وذكر الاختلاف على مطرف بن عبدالله في الخبر فيه، ح: ۲۳۸۳ من حديث أبي داود الطيالسي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۵۰، وابن حبان (موارد)، ح: ۹۳۸، والحاكم: ۱/۴۳۵، والذهبي.

۷- ابواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

السُّحَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ.**

🌞 نوادہ و مسائل: ① عبادت میں شری حد سے تجاوز کرنا منع ہے۔ ② ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے۔ ③ ”نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اسے روزے رکھنے کا ثواب ملتا نہ روزے چھوڑنے کا آرام نصیب ہوا۔ گویا نہ اخروی اور روحانی فائدہ حاصل ہوا اور نہ دنیوی اور جسمانی فائدہ حاصل ہوا بلکہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے وہ صورت بن سکتی ہے کہ ”نیکی برباد گناہ لازم۔“ ④ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عیدین اور ایام تشریق کے روزے نہ رکھے باقی گیارہ مہینے بچیس دن روزے رکھتا رہے تو یہ شخص ہمیشہ روزے رکھنے والا اشار نہیں ہوگا کیونکہ اس نے سال میں پانچ دن روزے نہیں رکھے لیکن غور کیا جائے تو اس عمل سے اس ممانعت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ہمیشہ روزے رکھنے شروع کیے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرمادیا۔ ان کی بار بار کی درخواست پر زیادہ سے زیادہ جو اجازت دی وہ داود علیہ السلام والے روزے کی تھی یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں اس سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہوں۔“ یعنی اس سے زیادہ روزے رکھ سکتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: [لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ] ”اس سے کوئی افضل نہیں۔“ (صحیح البخاری، الصوم، باب صوم الدھر، حدیث: ۱۹۶۷) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال میں گیارہ مہینے بچیس دن روزے رکھنے والے کو بھی اتنا ثواب نہیں مل سکتا جتنا صوم داود علیہ السلام رکھنے والے کو ملتا ہے لہذا اگر عیدین اور ایام تشریق کو چھوڑ کر سارا سال روزے رکھنا جائز بھی مان لیا جائے تو کم محنت کے ساتھ زیادہ ثواب حاصل کرنا بہتر ہے نہ کہ زیادہ محنت کر کے کم ثواب حاصل کرنا۔

۱۷۰۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ وَ سَفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ.**

۱۷۰۶ - حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔“

🌞 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ روزے رکھنے والے کو بالکل ثواب نہیں ملتا۔

۱۷۰۶ - أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم داود عليه السلام، ح: ۱۹۷۹، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدھر لمن تضر به... الخ، ح: ۱۱۵۹ من حدیث حبيب به مطولاً.

۷- ابواب ماجاء فی الصیام

نفل روزوں سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۳۹- ہر مہینے تین روزے رکھنا

(المعجم ۲۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ

ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ (النحفة ۲۹)

۱۷۰۷- حضرت منہال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۷۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو اور فرماتے تھے: ”یہ ہمیشہ کے روزوں کی طرح ہے یا ہمیشہ کے روزوں کی کیفیت ہے۔“

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أُنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمُنْهَالِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِصِيَامِ الْبَيْضِ. ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. وَيَقُولُ: «هُوَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ، أَوْ كَهَيْئَةِ صَوْمِ الدَّهْرِ».

امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے یہی روایت اسحاق بن منصور کے واسطے سے قتادہ بن ملحان کے طریق سے بھی روایت کی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أُنْبَأَنَا حَبَّانُ ابْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قَتَادَةَ بْنُ مَلْحَانَ الْقَيْسِيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس روایت میں شعبہ نے غلطی کی اور ہمام نے صحیح روایت بیان کی (شعبہ نے اسے عبد الملک بن منہال سے روایت کیا ہے تو دراصل عبد الملک بن قتادہ بن ملحان سے مروی ہے۔)

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: أَخْطَأَ شُعْبَةُ وَأَصَابَ هَمَّامٌ.

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے تاہم اس مفہوم کی دوسری احادیث حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں جنہیں شیخ عبدالقادر ارناؤوٹ نے جامع الاصول کے حاشیے میں حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الاصول، حدیث: ۳۳۷۳) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث جامع ترمذی اور سنن نسائی میں وارو ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی صوم

۱۷۰۷- [متناہ ضعیف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ۲۴۴۹ من حديث همام، به، واصله ابن حبان * عبد الملك لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم، ولبعض الحديث شواهد كثيرة عند النسائي، ح: ۲۳۸۷ وغيره.



۷۔ أبواب ما جاء في الصيام - نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

ثلاثة أيام من كل شهر' حديث: ٤٢٣ و سنن النسائي ' الصوم' باب: ذكر الاختلاف على موسى بن طلحة في التعبير في صيام ثلاثة أيام من الشهر' حديث: (٢٣٢٦) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سنن نسائی میں وارد ہے۔ (کتاب الصوم' باب صوم النبی ﷺ' حدیث: ٢٣٢٤)

١٧٠٨- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہر مہینے میں تین روزے رکھے تو یہی ہمیشہ کے روزے ہیں۔"

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُمَانَ، عَنْ أَبِي دَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، فَذَلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ».

فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَلِهَا﴾ [الأنعام: ١٦٠] فَالْيَوْمَ بِعَشْرَةِ أَيَّامٍ.

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی تائید نازل فرما دی: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَلِهَا﴾ جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوا اس کے لیے اس کا دس گنا (ثواب) ہے۔ "چنانچہ ایک دن (کے روزے) سے دس دن کا ثواب ملتا ہے۔"

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سداضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس کی شاہد ہے البتہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

١٧٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے۔ (حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا) میں نے کہا: مہینے کے کس حصے میں؟ انھوں نے کہا: نبی ﷺ اس بات کی پروا نہیں

حَدَّثَنَا عُثْمَرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَزِيدِ الرُّشَكِ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. قُلْتُ: مِنْ أَيِّهِ؟

١٧٠٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ٧٦٢ من حديث أبي معاوية به، وقال: "حسن صحيح" * أبو معاوية تابعه عبد الرحيم بن سليمان وغيره، وأخرج النسائي: ٢١٩/٤، ح: ٢٤١٢ بإسناد صحيح عن عاصم عن أبي عثمان عن رجل عن أبي ذر به، وله شاهد صحيح عند النسائي وغيره من حديث أبي هريرة به، ح: ٢٤٠٨، ٢٤٠٩.

١٧٠٩- أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر... الخ، ح: ١١٦٠ من حديث يزيد الرشك به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل
قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّه كَانَ . کرتے تھے کہ کون سے حصے میں (روزے رکھے) ہیں۔

☀️ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مہینے کے درمیانی ایام کے علاوہ بھی کوئی سے تین دن روزے رکھے جاسکتے ہیں؛ کیونکہ نبی ﷺ بعض اوقات بلا تعین و تخصیص تین روزے رکھا کرتے تھے تاکہ وجوب نہ سمجھا جائے۔ اس طرح آپ بعض دفعہ مہینے کی ابتدا میں تین روزے رکھتے؛ چنانچہ جن صحابہ کے علم میں آپ کے یہی ابتدائی دن آئے انھوں نے اس کے مطابق بیان کر دیا اس لیے ان دنوں یعنی ایام بیض اور ابتدائی ایام میں روزے رکھنے میں کوئی منافات نہیں؛ تاہم افضل یہی ہے کہ ایام بیض کے ۳ روزے رکھے جائیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث نمبر: ۱۷۰۷ میں گزر چکا ہے

(المعجم ۳۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۳۰)
باب: ۳۰- نبی ﷺ کے روزوں کا بیان

۱۷۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی ﷺ کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تو ام المومنینؓ نے فرمایا: نبی ﷺ روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ اب تو آپ روزے ہی رکھتے جائیں گے۔ اور روزے چھوڑتے تو ہم کہتے کہ اب تو آپ نے روزے چھوڑ دیے ہیں۔ میں نے نبی ﷺ کو کبھی شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھنے نہیں دیکھا۔ آپ (تقریباً) پورا شعبان ہی روزے رکھ لیتے تھے۔ آپ چند دن کے سوا ماہ شعبان کے (سارے) روزے رکھ لیتے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① نقلی روزے مسلسل رکھنا بھی جائز ہے جب کہ ہر روزہ انکار کیا جائے یعنی وصال نہ کیا جائے کیونکہ وہ ہمارے لیے ممنوع ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الصوم، باب الوصال، حدیث: ۱۹۶۱) و صحیح مسلم، الصيام، باب النهي عن الوصال، حدیث: (۱۱۰۲) ② نقلی روزے سال کے ہر مہینے میں رکھے جاسکتے ہیں۔ ③ مسلسل ایک مہینہ نقلی روزے رکھنا خلاف سنت ہے۔ ④ ماہ شعبان میں نقلی روزوں کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔

۱۷۱۰- أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ۱۱۰۶ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، ح: ۱۹۶۹ وغيره من طريق آخر عن أبي سلمة به .

۷- أبواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۷۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (مسلسل) روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ افطار نہیں کریں گے۔ اور افطار کرتے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ اور آپ ﷺ جب سے مدینہ تشریف لائے آپ نے رمضان کے سوا کبھی مسلسل ایک مہینہ روزے نہیں رکھے۔

باب: ۳۱- حضرت داؤد علیہ السلام کے روزوں کا بیان

۱۷۱۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کو سب سے زیادہ محبوب روزہ داؤد علیہ السلام والا روزہ ہے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ جو نماز پسند ہے وہ داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ آپ آدھی رات تک سوتے اور تہائی رات میں نماز پڑھتے اور رات کا چھٹا حصہ سوتے۔“

۱۷۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ. وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يَصُومُ. وَمَا صَامَ شَهْرًا مَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ، مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

(المعجم (۳۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (التحفة ۳۱)

۱۷۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمَ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ. فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا. وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ. كَانَ يَتَامُ يَصِفَ اللَّيْلِ وَيُصَلِّي ثَلَاثَةً وَيَتَامُ سُدُسَةً».

نوائذ و مسائل: ① نقلی عبادات کی مقدار کم و بیش ہو سکتی ہے۔ آدھی چاہے تو زیادہ نوافل ادا کر کے چاہے کم رکھیں پڑھ لے۔ اس طرح چاہے زیادہ روزے رکھے چاہے کم رکھ لے البتہ ان امور سے اجتناب کرے جن

۱۷۱۱- أخرجه البخاري، الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره، ح: ۱۹۷۱، ومسلم، الباب السابق، ح: ۱۱۵۷ من حديث أبي بشره.

۱۷۱۲- أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ۱۱۳۱، ۳۴۲۰، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضر به... الخ، ح: ۱۸۹/۱۱۶۰ من حديث سفیان بن

۷- ابواب ما جاء في الصيام

سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ① حضرت داؤد علیہ السلام کے انداز پر نفل روزے رکھنا سب سے افضل ہے۔ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس سے زیادہ نفل روزے رکھنے سے ثواب کم ہو جائے گا۔ ② حضرت داؤد علیہ السلام والے روزے اس لیے افضل ہیں کہ اس طریقے سے انسان کو جسم کا اہل و عیال کا اور دوسرے لوگوں کا وہ حق ادا کرنے کا بھی موقع مل جاتا ہے جو ہمیشہ روزے رکھنے کی صورت میں ادا نہیں کیا جاسکتا اور اللہ کی عبادت کر کے ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ایک لحاظ سے یہ دائمی عمل بھی بن جاتا ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ ③ نماز تہجد رات کے کسی بھی حصے میں ادا کی جاسکتی ہے تاہم مذکورہ بالا صورت افضل ہے کیونکہ اس میں بھی جسم کے حق اور اللہ کے حق کا ایک خوبصورت توازن موجود ہے۔ ④ داؤد علیہ السلام والی نماز کی صورت یہ ہے: مثلاً: ایک رات بارہ گھنٹے کی ہو تو اس میں چھ گھنٹے آرام کیا جائے پھر اٹھ کر چار گھنٹے نماز تہجد اور عبادت میں گزارے جائیں پھر دو گھنٹے تک آرام کر لیا جائے۔

۱۷۱۳- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! جو شخص دو دن روزے رکھے اور ایک دن چھوڑ دے تو اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا کوئی شخص اس کی طاقت رکھتا ہے؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن چھوڑے اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔“ انھوں نے کہا: جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور دو دن چھوڑے اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ میں یہ معمول اختیار کر سکوں۔“

۱۷۱۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدِ الزُّمَانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «وَيُطِيقُ ذَلِكَ أَحَدًا؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «ذَلِكَ صَوْمُ دَاوُدَ» قَالَ: كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنِّي طَوَّقْتُ ذَلِكَ».

فوائد و مسائل: ① دو روزے رکھ کر ایک دن روزہ چھوڑنا اللہ کے نبی ﷺ نے پسند نہیں فرمایا کیونکہ نبی ﷺ نے محسوس فرمایا کہ عام انسان کے لیے یہ معمول اختیار کرنا مشکل ہے، سوائے اس کے کہ کوئی شخص غلو کا رستہ اختیار کرے جو مناسب نہیں۔ ② حدیث میں مذکور باقی دونوں طریقے اللہ کے نبی ﷺ نے پسند فرمائے لہذا وہ جائز ہیں۔ ③ تیسری صورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ مجھے اس کی طاقت ملے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دوسری بہت سی مصروفیات کی وجہ سے یہ معمول اختیار کرنا



۷- أبواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل
مشکل تھا اس لیے نقلی عبادات میں انسان کو وہ معمول اختیار کرنا چاہیے جس سے اس کے دوسرے فرائض کی
ادائیگی میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(المعجم ۳۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ
نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲- حضرت نوح علیہ السلام کے روزوں
کا بیان

۱۷۱۴- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ:
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْزَمٍ، عَنِ ابْنِ لَهْيَعَةَ،
عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِي فِرَاسٍ أَنَّهُ
سَمِعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «صَامَ نُوحُ الدَّهْرَ،
إِلَّا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى».

۱۷۱۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا
آپ فرما رہے تھے: ”حضرت نوح علیہ السلام عید الفطر کا دن
اور عید الاضحیٰ کا دن چھوڑ کر ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔“

(المعجم ۳۳) - بَابُ صِيَامِ سَيِّئَةِ أَيَّامٍ مِنْ
شَوَّالٍ (التحفة ۳۳)

باب: ۳۳- شوال کے چھ روزے

۱۷۱۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:
حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ:
حَدَّثَنَا بَعْثِيُّ بْنُ الْحَارِثِ الدَّمَارِيُّ قَالَ:
سَمِعْتُ أَبَا أَسْمَاءَ الرَّحْمِيِّ، عَنْ ثُوْبَانَ
مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ صَامَ سَيِّئَةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ،
كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ. مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ
عَشْرُ أَمْثَالِهَا».

۱۷۱۵- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت
ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”جس شخص نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے اس
کے پورے سال کے روزے ہو گئے۔ ﴿مَنْ جَاءَ
بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ جو شخص نیکی کرے اس
کے لیے اس کا دس گنا ثواب ہے۔“

۱۷۱۴- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۳۳۰ لعلته، وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ لضعف ابن لهيعة".

۱۷۱۵- [صحيح] أخرجه أحمد، والنسائي في الكبرى، والبيهقي ۲۹۳/۴ وغيرهم من طرق عن يحيى بن
الحارث به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۱۵، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۶۳۵، نقل المزني في الأطراف:
۱۳۸، ۱۳۹ عن ابن ماجه عن هشام بن عمار عن صدقة بن خالد عن يحيى به، ولم يذكر بقية، والله أعلم.

۷- ابواب ما جاء في الصيام

۱۷۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : ۱۷۱۶- حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے بھی رکھے لیے تو اس نے گویا زمانے بھر روزے رکھے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ مسلمانوں پر اللہ کا خاص احسان ہے کہ اس کی رضا کے لیے جو عمل کیا جائے اس کا ثواب بہت زیادہ دیتا ہے۔ اس رحمت الہی سے فائدہ اٹھانے کے لیے فرضی عبادت کے ساتھ ساتھ نئی عبادات بھی ادا کرتے رہنا چاہیے۔ ② اکثر علماء کا خیال ہے کہ یہ روزے عید کے دوسرے دن سے شروع کرنا ضروری نہیں اور مسلسل رکھنا بھی ضروری نہیں تاہم ساتھ ہی رکھ لینے میں آسانی ہے۔ ③ بعض جگہ عوام میں مشہور ہے کہ عید کے بعد یہ چھ روزے رکھ کر شوال کی آٹھ تاریخ کو بھی عید ہوتی ہے۔ بعض لوگ اس دن کچھ اہتمام بھی کرتے ہیں۔ یہ خیال بے اصل ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ ”زمانے بھر“ یعنی سال بھر کے روزوں کا ثواب اس طرح واضح کیا جاتا ہے کہ حسب قاعدہ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِمَّا لَهَا﴾ (الأنعام: ۱۶۰) رمضان کے تیس اور شوال کے چھ دن کل چھتیس دن ہوئے اور دو گنا ثواب سے تین سو ساٹھ ہو گئے اور تقریباً یہی تعداد سال کے دنوں کی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔



(المعجم ۳۴) - بَابُ: فِي صِيَامِ يَوْمٍ فِي

باب ۳۳- اللہ کی راہ میں ایک دن

سَبِيلِ اللَّهِ (التحفة ۳۴)

۱۷۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ بْنُ أَنبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ الْهَيْدِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۱۷۱۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس دن کی وجہ سے اس کے چہرے سے جہنم کو ستر سال کے فاصلے تک دور کر

۱۷۱۶- أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعاً لرمضان، ح: ۱۱۶۶ من حديث عبادة بن نُمير به.

۱۷۱۷- أخرجه البخاري، الجهاد والسر، باب فضل الصوم في سبيل الله، ح: ۳۸۴۰ من حديث يحيى بن سعيد وسهيل بن أبي صالح عن الثعمان، ومسلم، الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه، بلا ضرر ولا نفوت حق، ح: ۱۱۵۳ عن محمد بن رُمح من حديث الثعمان به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ وَصَّامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، بَاعَدَ اللَّهُ، بِذَلِكَ الْيَوْمِ، النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۱۷۱۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔“

۱۷۱۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ اللَّيْثِيُّ، عَنِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، زُخِرَحَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سندا ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ گزشتہ روایت (۱۷۱۷) اس سے کفایت کرتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت سندا ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② ”اللہ کی راہ میں“ کا مطلب کفار سے جہاد کے وقت روزہ رکھنا ہے بشرطیکہ اس سے کمزوری پیدا ہوجانے کا احتمال نہ ہو۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اس کے حکم کی تعمیل میں روزہ رکھا۔ خلوص نیت سے جو کام کیا جائے وہ اللہ ہی کی راہ میں ہوتا ہے۔ ③ ستر سال کے فاصلے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے اتنا دور کر دے گا جتنا فاصلہ ستر سال میں طے کیا جاسکتا ہے۔ اس سے مراد بہت زیادہ دور بھی ہو سکتا ہے فاصلے کی دوری کو واضح کرنے کے لیے ستر سال کی مسافت سے تشبیہ دی گئی۔

باب: ۳۵- ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت

(المعجم ۳۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْمِيِّ عَنِ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ (التحفة ۳۵)

۱۷۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مٹی کے ایام کھانے پینے

۱۷۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ

۱۷۱۸- [إسناده ضعيف] والحديث السابق يعني عنه * عبدالله بن عبدالعزيز الليثي ضعيف، واحتلقت بآخره (تقريب).

۱۷۱۹- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۱/۴، ح: ۱۵۲۶۳ عن عبدالرحيم بن سليمان به باختلاف يسير، وللحديث طرق كثيرة جداً، وهو من الأحاديث المتواترة، كما في كطف الأزهار المتواترة للسيوطي: ۵۱.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

نخلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

ابن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «أَيَّامٌ مِنِّي، أَيَّامٌ أَكَلٍ وَشُرْبٍ».

۱۷۲۰- حضرت بشر بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں خطبہ ارشاد فرمایا (اس خطبے کے دوران میں) آپ نے فرمایا: ”جنت میں صرف مسلمان جان ہی داخل ہوگی۔ اور یہ ایام کھانے پینے کے دن ہیں۔“

۱۷۲۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ بَشْرِ بْنِ سَحْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَطَبَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَقَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ. وَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامٌ أَكَلٍ وَشُرْبٍ».



🌞 فوائد و مسائل: ① ایام تشریق عید الاضحیٰ کے بعد کے تین دنوں کو کہتے ہیں یعنی ذوالحجہ کی گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخ ② عید الاضحیٰ (دس ذوالحجہ) کی طرح یہ تین دن بھی قربانی کے دن ہیں اس لیے تیرہ ذوالحجہ کو سورج کے غروب ہونے تک قربانی کرنا جائز ہے تاہم سب سے زیادہ ثواب دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سوا دس قربان کیے اور ان سب کی قربانی دس ذوالحجہ ہی کو دی۔ ③ ایام تشریق میں روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ یہ عید کی خوشی کے منافی ہے۔ ④ جو شخص حج تمتع ادا کرے اور اسے قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةً إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرہ: ۱۹۷:۲) ”تو جس نے حج (کے احرام) تک عمرے کا فائدہ اٹھایا وہ (احرام کھول کر) جو میسر ہو قربانی سے (وہ کرے) پھر جو شخص (قربانی) نہ پائے تو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات اس وقت جب تم گھروٹ آؤ یہ پورے دس (روزے) ہیں۔“ ⑤ ایام تشریق کو مٹی کے ایام اس لیے کہا جاتا ہے کہ حاجی یہ دن مٹی میں گزارتے ہیں۔ ⑥ قربانی کے متبادل دس روزوں میں سے جو تین روزے حج کے ایام میں رکھنے ضروری ہیں وہ یوم عرفہ سے پہلے رکھنے چاہئیں، اگر وہ دن گزر جائیں تو ایام تشریق میں رکھے۔

۱۷۲۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۵/۳ عن وكيع وغيره به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۹۶۰، والوصيري، وأخرجه النسائي في الكبرى من حديث سفيان به، وتابعه حماد بن زيد، وأخرج أحمد عن شعبة قال أخبرني حبيب بن أبي ثابت أنه سمع نافع بن جبير به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

نفلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

(صحیح البخاری، الصوم، باب صیام أيام تشریق، حدیث: ۱۹۹۷، ۱۹۹۸) ⑤ جنت میں داخل ہونے کے لیے صرف زبان سے اسلام کا اظہار کرنا کافی نہیں بلکہ دل میں اللہ کے احکام کی اطاعت کا جذبہ اور عملی طور پر اس کا اظہار بھی ضروری ہے۔ ایمان میں عملی نقص جنت میں فوری داخلے سے رکاوٹ کا باعث ہے۔ جہنم میں سزا بھگتے کے بعد یا اللہ کی خصوصی رحمت سے معافی حاصل ہو جانے کے بعد جنت میں داخلہ ممکن ہے البتہ شرک اکبر کا مرتکب اور غیر مسلم جب تک اس شرک اور کفر سے توبہ کر کے نہ مبرا ہو واپسی جہنمی ہے۔

(المعجم ۳۶) - **بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ صِيَامِ**
يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى (التحفة ۳۶)
باب: ۳۶- عیدین کے دن روزے رکھنے کی ممانعت

۱۷۲۱- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

۱۷۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّمِيمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى.

۱۷۲۲- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر تھا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے خطبے سے پہلے نماز شروع کی اور (نماز کے بعد خطبہ دیتے ہوئے) فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے یعنی عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن۔ عید الفطر کا دن تو تمہارا روزوں سے فارغ ہونے کا دن ہے اور عید الاضحیٰ کے دن تم اپنی قربانوں کا گوشت کھاتے ہو۔

۱۷۲۲- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ. فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى. أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ، فَيَوْمٌ فَطَّرَكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ. وَيَوْمُ الْأَضْحَى تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ.

۱۷۲۱- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم النحر، ح: ۱۹۹۵، ومسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح: ۱۴۰/۸۲۷ من حديث عبد الملك به.

۱۷۲۲- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح: ۵۵۷۱، ۱۹۹۰، ومسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ۱۱۳۷، ومن حديث الزهري به، انظر الحديث السابق.

۷- ابواب ما جاء في الصيام نفلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ ② عید کے خطبے میں عید کے متعلق مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ③ عیدین کے دن روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ اس دن روزہ رکھنا گویا مسلمانوں کی اجتماعی خوشی سے لاتعلق ہونے کا اظہار ہے جو ایک مسلمان کا کام نہیں۔ ④ عید الفطر کے دن روزہ رکھنے سے عملی طور پر روزوں سے فارغ نہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ اس طرح گویا اللہ کے مقرر کردہ فرض میں خود ساختہ اضافہ کر دیا جاتا ہے جو بہت برافعل ہے۔ ⑤ جس طرح قربانی کرنا اللہ کے حکم کی تعمیل ہے اسی طرح قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہ کچھ کھانی لینا بھی اللہ کی نعمت کا شکر ہے۔ اس دن روزہ رکھنا اس شکر سے پہلو تہی اور اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔

(المعجم ۲۷) - **بَابُ: فِي صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ** (النحفة ۲۷)

۱۷۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ الأعمش، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمَ قَبْلَهُ، أَوْ يَوْمَ بَعْدَهُ.

۱۷۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، سوائے اس صورت کے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھ لیا جائے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جمعے کے دن مسلمانوں کی ہفت روزہ عید ہے اس لیے اس دن کا اکیلا روزہ رکھنا ایک لحاظ سے عید کے دن روزہ رکھنے سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ ② جمعرات کا روزہ رکھنا ممنوع ہے جیسے کہ حدیث: ۱۷۳۹ میں آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ملا کر جمعے کا روزہ بھی رکھا جاسکتا ہے۔ ③ اسی طرح اکیلے ہفتے کے دن کا روزہ بھی ممنوع ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۱۷۲۶) البتہ جمعے اور ہفتے کے دنوں کو ملا کر روزہ رکھا جائے تو جائز ہے۔

۱۷۲۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ شَيْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ

۱۷۲۴- حضرت محمد بن عباد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اس دوران میں میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

۱۷۲۳- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الجمعة... . النح، ح: ۱۹۸۵ من حديث الأعمش به، ومسلم، الصيام، باب كراهة إفراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عهده، ح: ۱۱۴۴ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره.

۱۷۲۴- أخرجه البخاري، الصوم، الباب السابق، ح: ۱۹۸۵ من حديث عبد الحميد به، ومسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ۱۱۴۳ من حديث سفیان بن عيينة به.



۷- ابواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَنَا أَطُوفُ مِنَ الْمَسْجِدِ: أَنَّهُ يَنْهَى النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. وَرَبَّ هَذَا النَّبِيِّ.

سے سوال کیا: کیا نبی ﷺ نے جمعے کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، قسم ہے اس گھر کے رب کی!

🌞 فوائد و مسائل: ① طواف کعبہ کے دوران میں بات چیت کرنا جائز ہے، تاہم فضول بات چیت سے اجتناب کرتے ہوئے دعاؤذکر میں مشغول رہنا افضل ہے۔ ② اللہ کی مخلوق کی قسم کھانا حرام ہے لیکن اللہ کا ذکر اس کی کسی صفت کے ساتھ ہو تو کوئی حرج نہیں اس لیے کعبہ کی قسم کھانے کے بجائے کعبہ کے رب کی قسم کھانی چاہیے۔ ③ کسی بات کی تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے، لیکن بلا ضرورت کثرت سے قسمیں کھانا اچھا نہیں اور جھوٹی قسم تو بہت بڑا گناہ ہے۔

۱۷۲۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ عَاصِمِ، عَنْ زُرِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: رُزِيَ نَبِيُّكُمْ ﷺ كَوْمًا مِنْكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۷۲۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعے کا روزہ کم ہی چھوڑتے دیکھا ہے۔

🌞 فائدہ: یہ حدیث گزشتہ احادیث کے مخالف نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب جمعے کا روزہ رکھا تو اس کے ساتھ جمعرات یا جمعے کے دن کا روزہ بھی رکھا ہوگا۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ (التحفة ۲۸)

باب: ۳۸- جمعے کے دن کا روزہ رکھنا

۱۷۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَسْرِ،

۱۷۲۶- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن کا روزہ نہ رکھو سوائے اس روزے کے جو تم پر فرض ہو۔ اگر کسی کو

۱۷۲۵- [سنادہ حسن] أخرجه أبو داود السجستاني، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ۲۴۵۰ من حديث أبي داود الطيالسي به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

۱۷۲۶- [سنادہ حسن] أخرجه أبو داود، الصيام، باب النهي أن يخص يوم السبت بصوم، ح: ۲۴۲۱ عن حميد بن سعده به، وحسنه الترمذي، ح: ۷۴۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۶۴، والمحاکم: ۱/ ۴۳۰، والذهبي، وابن السكن، وأورده الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة.

۷- ابواب ما جاء في الصيام فقہی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَصُومُوا يَوْمَ النَّبْتِ إِلَّا يَمَّا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا عُوْدَ عَنَبٍ، أَوْ لِحَاءَ شَجَرَةٍ، فَلْيَمْسَهُ».

مخص انگوڑی شاخ یا کسی درخت کی چھال ہی طے تو اسی کو چوس لے۔“

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ حَيْبٍ، عَنْ ثَوْبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ، عَنْ أُخْتِهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَذَكَرَ نَحْوَهُ».

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ روایت ہمیں حمید بن مسعدہ نے سفیان بن حبیب سے انھوں نے ثور بن یزید سے انھوں نے خالد بن معدان سے انھوں نے عبد اللہ بن بسر سے ان کی بہن سے ان کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کی۔

☀️ قاعدہ: اس سے بھی اکیلے بچے کے دن کے روزے کی ممانعت ثابت ہوئی۔ فرض روزے رکھتے ہوئے یہ دن بھی آتا ہے لیکن وہ اکیلا بچے کے دن کا روزہ نہیں ہوتا اسی طرح تضا روزے رکھتے ہوئے یہ اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں کہ بچے کے دن نہ رکھا جائے اسی طرح اتقا کر بچے کے دن کا روزہ آپڑنے مثلاً: کسی کا ایک روزہ رہ گیا تھا اس کی تضامیں اس نے روزہ رکھا اتقا قلاہ بچے کا دن تھا روزہ رکھنے والے کا ارادہ بچے کو اہمیت دینے کا نہیں تھا یا دو روزہ والا روزہ رکھتے ہوئے جمعرات کو روزہ رکھا تو اب بچے کو پھر سو موار کو روزہ رکھنا ہوگا تو ایسی صورتوں میں صحیح نہیں ہوگا۔

(المعجم ۳۹) - بَابُ صِيَامِ الْعَشْرِ

باب ۳۹- ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے

(التحفة ۳۹)

۱۷۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي النَّجْدِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ مَنَعَ مِنْ أَيَّامِ، الْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيهَا أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ، مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ» يَعْنِي الْعَشْرَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

۱۷۲۷- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی دن ایسے نہیں جن میں کیا ہو اعلیٰ اللہ کو ان دنوں (میں کیے ہوئے اسی عمل) سے زیادہ محبوب ہو۔“ یعنی ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟“ فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں! مگر جو شخص اپنی جان اور پیمانہ لے کر (جہاد

۱۷۲۷- أخرجه البخاري، العيين، باب فضل العمل في أيام التشريق، ح ۹۶۹ من حديث سليمان الأعمش به.



۷- أبواب ماجاء في الصيام - نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: «وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل ایام ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ ② نفل روزوں میں ذوالحجہ کے پہلے تو ایام کے روزے زیادہ افضل ہیں ان میں سے نو ذوالحجہ کا روزہ زیادہ افضل ہے۔ ③ ان افضل ایام میں انجام دیا جانے والا ہر عمل دوسرے ایام سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان ایام کا روزہ بھی دوسرے ایام کے روزوں سے افضل ہے البتہ دس ذوالحجہ کا روزہ رکھنا جائز نہیں، اس لیے پہلے عشرہ کے روزوں سے مراد پہلے نو دن کے روزے ہیں۔ ④ ان ایام میں کیا ہوا جہاد دوسرے ایام کے جہاد سے افضل ہے۔ صحابہ کرام کے اس سوال ”وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“ سے پتہ چلا کہ جہاد دوسری نیکیوں سے افضل عبادت ہے۔ اسی طرح اس حدیث کے عموم سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ان مبارک ایام میں کیا ہوا کوئی بھی عمل دیگر ایام میں کیے ہوئے عمل یا جہاد سے افضل ہے۔

623

۱۷۲۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّهٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: ۱۷۲۸ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کے دنوں میں کوئی دن
فَهْمٍ، عَنِ قَتَادَةَ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، ایسا نہیں جس میں عبادت کرنا اللہ کو ان دس دنوں کی
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا عبادت سے زیادہ محبوب ہو۔ ان میں ایک دن کا روزہ
مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا أَيَّامٌ، أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ شُبْحَانَهُ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ایک
أَنْ يَتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا، مِنْ أَيَّامِ الْعَشْرِ. وَإِنَّ رات شب قدر کے برابر ہے۔“
صِيَامَ يَوْمٍ فِيهَا لَيَعْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ، وَلَيَلَّةٍ فِيهَا بِلَيَلَةِ الْقَدْرِ».

۱۷۲۹ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: ۱۷۲۹ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ مَنُصُورٍ، عَنِ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دس دنوں میں کبھی
إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ: روزے رکھتے نہیں دیکھا۔
مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ الْعَشْرَ قَطُّ.

۱۷۲۸ - [سناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في العمل في أيام العشر، ح: ۷۵۸ من حديث مسعوديه، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ۱۳۸۲ نعلته.

۱۷۲۹ - أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب صوم عشر ذي الحجة، ح: ۱۱۷۶ من حديث إبراهيم به.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① ممکن ہے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اطلاع نہ ہوئی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دن روزے سے ہیں تاہم ام المومنین رضی اللہ عنہا خود عرفہ کے دن کاروزہ رکھتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں دوسرے صحابہ یا صحابیات رضی اللہ عنہن سے اس روزے کی فضیلت کا علم ہو گیا تھا۔ ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ایام میں مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ بعض دنوں کاروزہ رکھ لیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۰) - بِأَبِّ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ

باب: ۴۰۔ عرفے کے دن کاروزہ

(التحفة ۴۰)

۱۷۳۰۔ حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عرفے کے دن کے روزے کی وجہ سے میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس سے پہلے سال بھر کے اور اس کے بعد کے سال بھر کے گناہ معاف فرمادے گا۔“

۱۷۳۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنَّنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غِيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدِ الزَّمَانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالَّتِي بَعْدَهُ».

۱۷۳۱۔ حضرت قتادہ بن نومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص نے عرفے کے دن روزہ رکھا اس کے ایک سال آگے اور ایک سال پیچھے کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

۱۷۳۱ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: «مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، غُفِرَ لَهُ سَنَةٌ أَمَامَهُ وَسَنَةٌ بَعْدَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں یہ سندا ضعیف ہے البتہ گزشتہ حدیث (۱۷۳۰) اس سے کفایت کرتی ہے کیونکہ یہ سابق حدیث کے ہم معنی ہی ہے دیگر محققین نے بھی اسے گزشتہ حدیث کی وجہ سے قابل عمل اور قابل جہت قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۱۱۰/۱۰۹) و سنن ابن ماجہ لکنکور بشار عواد' حدیث: (۱۷۳۱) ② عرفے کے دن سے مراد ذوالحجہ کی نو تاریخ ہے۔ اسے عرفے

۱۷۳۰۔ [صحیح] تقدم، ح: ۱۷۱۳.

۱۷۳۱۔ [استادہ ضعیف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۵/۱۹، ح: ۸ من حدیث هشام به، وانظر، ح: ۳۴۵ لعلته، والحديث السابق يعني عنه، وقيل رواه زيد بن أسلم عن عياض به، والله أعلم.

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام

نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

کا دن اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن حاجی عرفات کے میدان میں ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور وقوف عرفات حج کا عظیم ترین رکن ہے جو شخص اس دن عرفات میں نہ پہنچ سکے اس کا حج نہیں ہوتا۔ ① اس قسم کی احادیث میں گناہوں کی معافی سے مراد عام طور پر صغیرہ گناہ ہوتے ہیں لیکن اخلاص نیت کی وجہ سے شاید بعض کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جائیں۔ ② بعض لوگ عرفے کا روزہ اس دن رکھتے ہیں جس دن سعودی عرب میں ۹ ذوالحجہ ہوئیہ درست نہیں کیونکہ جو عبادات اوقات مقررہ سے تعلق رکھتی ہیں ان میں عمل کرنے والے کے مقام کا اعتبار ہوتا ہے۔ جس طرح ہم پاکستان میں ظہر کی نماز مکہ میں سورج ڈھل جانے تک مؤخر نہیں کرتے یا مدینہ میں سورج غروب ہو جانے تک یہاں روزہ کھولنا مؤخر نہیں کر سکتے اسی طرح تاریخ میں بھی ہر شہر میں مقامی طور پر چاند نظر آنے یا نہ آنے پر دار و مدار ہے۔ نیز تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۶۵۲ کے فوائد و مسائل۔

۱۷۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنِي
حَوْشَبُ بْنُ عَقِيلٍ: حَدَّثَنِي مَهْدِيُّ الْعَبْدِيُّ،
عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ
فِي بَيْتِهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ
بِعَرَفَاتٍ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ.

۱۷۳۲ - حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے گھر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے عرفات کے میدان میں عرفے کے دن کا روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث میں یوم عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے لیکن یہ حجاج کرام کے ساتھ خاص ہے کہ آپ نے حاجیوں کو اس دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا تھا۔ (صحیح البخاری، الصوم، باب صوم یوم عرفہ، حدیث: ۱۹۸۸) نیز حجاج کو عرفات کا وقوف اور اس اثنا میں دعا و مناجات میں مشغول رہنا ہوتا ہے اس لیے یہ عمل روزے کی نسبت اولیٰ ہے۔ غیر حاجی کے لیے اس روزے کی فضیلت گزشتہ احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ۴۱) - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

باب: ۴۱۔ عاشورے کا روزہ

(التحفة ۴۱)

۱۷۳۲ - [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في صوم يوم عرفة بعرفة، ح: ۲۴۴۱ من حديث حوشب به
• مهدي الهجري وثقه ابن خزيمة، وابن حبان فهو حسن الحديث.

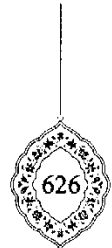
۷- أبواب ما جاء في الصيام

۱۷۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ
عَاشُورَاءَ، وَيَأْمُرُ بِصِيَامِهِ.

۱۷۳۴- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ
النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ. فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا.
فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ أَنْجَى اللَّهُ
فِيهِ مُوسَى، وَأَغْرَقَ فِيهِ فِرْعَوْنَ، فَصَامَهُ
مُوسَى شُكْرًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَحْنُ
أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ» فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.



نقل روزوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۷۳۳- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عاشورا (دس محرم)
کے دن روزہ رکھتے تھے اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم
دیتے تھے۔

۱۷۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے
تو یہودیوں کو (عاشورا کا) روزہ رکھتے پایا۔ آپ نے
فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: یہ وہ دن ہے جس
میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا تو
موسیٰ علیہ السلام نے (اس نعمت کے) شکر کے طور پر روزہ رکھا
(اس لیے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔) تو رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”موسیٰ علیہ السلام پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔“ چنانچہ
آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو

فرعون کی تباہی پر جو خوشی ہوئی اس میں ہم بھی شریک ہیں کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے شرک پر توحید کی فتح کا اظہار
ہے۔ اور صحیح توحید پر ہم مسلمان قائم ہیں نہ کہ تم یہودی جو موسیٰ علیہ السلام کی امت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہو کیونکہ تم نے
تو اپنے مذہب میں اتنا شرک شامل کر لیا ہے کہ تم فرعون کے شریک مذہب سے قریب تر ہو گئے ہو۔ ② شکر کے
طور پر عبادت کرنا پہلی امتوں میں بھی مشروع تھا۔ ہماری شریعت میں بھی عبادہ شکر یا نماز شکرانہ یا شکر کے طور پر
روزہ رکھنا یا صدقہ دینا مشروع ہے۔ ③ ہماری شریعت کی عبادات سابقہ شریعتوں کی عبادت سے ایک حد تک
مشابہت رکھنے کے باوجود ان سے مختلف ہیں۔ روزے کے متعدد مسائل میں یہ امتیاز ملحوظ رکھا گیا ہے۔ عاشورا

۱۷۳۳- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۲۰۰۱، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء،

ح: ۱۱۲۵، وغيرهما عن الزهري به مطولاً، وفيه: "فلما فرض رمضان كان من شاء صام يوم عاشوراء ومن شاء أفطر".

۱۷۳۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۲۰۰۴، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم

عاشوراء، ح: ۱۱۳۰، وغيرهما من حديث أيوب عن عبد الله بن سعيد بن جبيرة عن أبيه به، وأخرجه مسلم من طريق

آخر عن سعيد به.

۷- أبواب ما جاء في الصيام نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

کے روزے میں یہ امتیاز اس طرح قائم کیا گیا ہے کہ وہ لوگ صرف دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لینے کا حکم فرمایا اس کے لیے دن کی تعیین کی بابت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث: ”یہود کی مخالفت کرو، ان سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو“ تو ضعیف ہے، تاہم حضرت ابن عباس ہی سے موقوفاً مروی ہے: یہود کی مخالفت کرو، نو اور دس محرم کا روزہ رکھو۔ علمائے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے، لہذا بہتر اور راجح موقف یہی کہ دس کے ساتھ نو کا روزہ رکھا جائے، مگر نو کا روزہ نہ رکھ سکے تو مخالفت یہود کے پیش نظر گیارہ کا روزہ بھی ان شاء اللہ مقبول ہوگا۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے (الموسوعة الحدیثیة مسند الامام احمد ۵۲/۳)

۱۷۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت محمد بن یحییٰ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن ہمیں فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی نے آج کھانا کھایا ہے؟“ ہم نے کہا: ہم میں سے بعض نے کھانا کھایا ہے بعض نے نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دن کے باقی حصے کا روزہ پورا کر دو جس نے کھانا کھایا ہے (وہ بھی باقی دن کا روزہ رکھے) اور جس نے نہیں کھایا (وہ بھی روزہ رکھ لے) اور عرض والوں کو بھی کہلا بھیجو کہ وہ دن کے باقی حصے کا روزہ پورا کریں۔“ راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ ”عرض“ والوں سے آپ کی مراد بدینہ کے قرب و جوار کے لوگ تھے۔

فوائد و مسائل: ① عاشوراء کا روزہ مستحب ہے تاہم دوسری احادیث کی روشنی میں اکیسے دس محرم کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اس کے ساتھ نو محرم کا روزہ بھی رکھ لینا چاہیے۔ ② اگر دن کے وقت چاند ہونے کی اطلاع ملے تو باقی دن کا روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو دن کا کچھ حصہ گزر چکا تھا پھر بھی باقی دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

۱۷۳۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۷۳۵- [إسناده صحيح] أخرجه النائي ۱۹۲/۴، الصيام، إذا طهرت الحائض أو قدم المسافر في رمضان هل يصوم بقية يومه، ح: ۲۳۲۲، وأحمد: ۳۸۸/۴ من حديث حصين به، وصححه البوصيري. ۱۷۳۶- أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟، ح: ۱۱۳۴، والنسخة الهندية: ۳۵۹/۱ من ۱۱۳۶

۷- آیواب ماجاء فی الصیام..... نقلی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْتَن يَقِيْتُ إِلَي قَابِلٍ لِأَصُومَنَّ الْيَوْمَ التَّاسِعَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو تو تاریخ کا روزہ ضرور رکھوں گا۔“

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ. زَادَ فِيهِ: مَخَافَةٌ أَنْ يَفُوتَهُ عَاشُورَاءُ.

ابوعلی نے کہا کہ احمد بن یونس نے ابن ابی ذیب سے یہ روایت بیان کی تو یہ اضافہ بھی بیان کیا: ”(یہ آپ نے) اس خطرے کے پیش نظر (فرمایا) کہ عاشورے کا روزہ چھوٹ نہ جائے۔“

فوائد و مسائل: ① نوحوم کوروزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے دس محرم کے ساتھ نوحوم کا روزہ رکھنے کا بھی ارادہ فرمایا تاکہ اہل کتاب سے فرق بھی ہو جائے اور افضل دن کے روزے کا ثواب بھی مل جائے۔

② راوی نے جو بیان فرمایا کہ آپ نے تو تاریخ کا روزہ رکھنے کا ارادہ فرمایا تو وہ اس لیے تھا کہ دس تاریخ کا روزہ چھوٹ نہ جائے تو یہ حکم بھی ممکن ہے لیکن پہلی وجہ زیادہ ترین قیاس ہے۔

١٧٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ ابْنَ اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنِ نَافِعٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ ذَكَرَ، عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَانَ يَوْمًا يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ. فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُومْهُ، وَمَنْ كَرِهَهُ فَلْيَدَعْهُ».

١٤٣٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشورا کے دن کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”زمانہ جاہلیت کے لوگ اس دن روزہ رکھا کرتے تھے چنانچہ اب جو شخص اس کا روزہ رکھنا چاہتا ہے رکھ لے اور جو شخص روزہ نہیں رکھنا چاہتا چھوڑ دے۔“

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ یہ روزہ فرض نہیں البتہ ثواب کا کام ضرور ہے۔ ② جاہلیت کے

«حدیث وکعیع بہ، قلت: وقع فی نسخة محمد فزاد: 'عن عبدالله بن عمیر (لعله قال عن عبدالله بن عباس)' والاصواب: 'عن عبدالله بن عمیر عن عبدالله بن عباس' بدون الشک کما فی الہندیة، والنسخ الہندیة للکتب الستة من أنف النسخ فی الدنیا فیما أعلم، ومن شاء التحقیق فلیراجعہا.

١٧٣٧- أخرجه مسلم، الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، ح: ١١٢٦ عن محمد بن رمح وغیرہ بہ.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

نظری روزوں سے متعلق احکام و مسائل

جس کام کی تائید قرآن و حدیث سے ہو جائے وہ ہماری شریعت کا حکم بن جاتا ہے پھر اسے جاہلیت کا کام سمجھ کر نہیں بلکہ اسلام کا حکم سمجھ کر ادا کیا جاتا ہے اور جس کام سے منع کر دیا جائے وہ بالکل حرام ہوتا ہے۔ جس کام کے بارے میں حکم یا ممانعت کی دلیل نہ ملے اس سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بہت سے کاموں میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کی ہے حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا کہ کفار کی مخالفت اسلام کا ایک اصول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب نماز کے وقت کا اعلان کرنے کے لیے مشورہ ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ناقوس بجانے اور آگ جلانے کی تجویز رد کر دی کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مسند ابن ماجہ)

الأذان، باب بدء الأذان، حدیث: ۷۰۷

۱۷۳۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ: ۱۷۳۸- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
أَبَانَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ الرَّمَاطِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، إِنِّي أُحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يَكْفُرَ السَّنَةُ الَّتِي قَبْلَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عاشورا کے دن کے روزے سے میں اللہ سے اس قدر ثواب کی امید رکھتا ہوں کہ اس سے پہلے ایک سال کے گناہ معاف فرمادے گا۔“

(المعجم ۴۲) - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ (النسخة ۴۲)

باب: ۳۲- سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا

۱۷۳۹ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: ۱۷۳۹- حضرت ربیعہ بن عاز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ سوموار اور جمعرات کے روزے کا اہتمام فرماتے تھے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ: حَدَّثَنِي ثُوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْغَازِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

☀️ فائدہ: اہتمام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قصد کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ اس دن روزہ ترک نہ کیا جائے۔ اس اہتمام کی وجہ کیا تھی؟ اگلی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

۱۷۳۸- [صحیح] تقدم، ح: ۱۷۱۳.

۱۷۳۹- [صحیح] تقدم، ح: ۱۶۴۹.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

نفل روزوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۷۴۰- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ شُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُومُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَصُومُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ؟ فَقَالَ: «إِنَّ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ يَغْفِرُ اللَّهُ فِيهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ. إِلَّا مُتَّاجِرِينَ. يَقُولُ: دَعَّهَمَا حَتَّى يَضْطَلِحَا».

۱۷۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) فرمایا: ”سوموار اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرمادیتا ہے مگر وہ دو آدمی جو آپس میں قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انھیں چھوڑ دو حتیٰ کہ صلح کر لیں۔“

فوائد و مسائل: ① سوموار اور جمعرات کو نفل روزہ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ② روزہ ایک بڑا نیک عمل ہے جس کی برکت سے مغفرت کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے۔ ③ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے بلاوجہ ناراض رہنا بڑا گناہ ہے۔ ④ کسی دینی وجہ سے ناراضی رکھنا اور اہل و عیال کو تنہیہ کرنے کے لیے ناراض ہو جانا اس وعید میں شامل نہیں۔ ⑤ بعض لوگوں نے سوموار کے روزے سے عید میلاد کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوموار کے دن پیدا ہونے پر علمائے کرام کا اتفاق ہے لیکن یہ استدلال محل نظر ہے اس لیے کہ اس دن روزہ رکھنا سنت ہے نہ کہ عید منانا اور عید روزے کے منافی ہے نیز ہفت روزہ عید پر سالانہ عید کو قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ ربیع الاول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہر سال آتا رہا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے میں عید نہیں منائی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (عید میلاد کی تاریخی و شرعی حیثیت اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ، از حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ)



(المعجم ۴۳) - بَابُ صِيَامِ أَشْهُرِ الْحَرَمِ (التحفة ۴۳)

باب: ۴۳- حرمت والے مہینوں کے روزے

۱۷۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَحْبِيبَةَ هَالِي رضی اللہ عنہ اپنے والد یا

۱۷۴۰- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح: ۷۴۷ من حديث أبي عاصم الضحاك به بلفظ: أن رسول الله ﷺ قال: "تعرض الأعمال يوم الاثنين والخميس، فأحب أن يعرض عملي وأنا صائم"، وقال الترمذي: "حسن غريب"، أخرجه أحمد: ۲/۳۲۹ عن أبي عاصم به مطولاً، وصححه البوصيري، وابن الملقن، ح: ۱۰۱۴.

۱۷۴۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصيام، باب في صوم أشهر الحرم، ح: ۲۴۲۸ من حديث سعيد

۷- أبواب ما جاء في الصيام

نظمی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

چچا ﷺ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں وہی شخص ہوں جو پچھلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے جسم کو کمزور دیکھتا ہوں؟“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے کبھی دن کے وقت کھانا نہیں کھایا (ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں) صرف رات کو کھانا کھاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے کس نے اپنی جان کو عذاب میں ڈالنے کا حکم دیا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں طاقت رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”صبر کے مہینے (رمضان) کے روزے رکھ اور اس کے بعد ایک دن روزہ رکھ لے۔“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ماہ صبر کے روزے رکھ اور اس کے بعد دو روزے (نظمی) رکھ لے۔“ میں نے کہا: میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ماہ صبر کے روزے رکھ اور اس کے بعد تین دن (اور روزے رکھ لے) اور حرمت والے مہینوں میں روزے رکھ۔“

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ أَبِي مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَنَا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتُكَ عَامَ الْأَوَّلِ. قَالَ: «فَمَا لِي أَرَى جِسْمَكَ نَاجِلًا؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَكَلْتُ طَعَامًا بِالنَّهَارِ. مَا أَكَلْتُهُ إِلَّا بِاللَّيْلِ. قَالَ: «مَنْ أَمَرَكَ أَنْ تُعَذِّبَ نَفْسَكَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَقْوَى. قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمًا بَعْدَهُ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوَى. قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهُ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوَى. قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بَعْدَهُ. وَصُمْ أَشْهُرَ الْحَرَمِ».

🌞 فائدہ: حرمت والے مہینے یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هَذِهِ عِدَّةُ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة ۹: ۳۶) ”بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے اللہ کی کتاب میں جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔“

۱۷۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

🌞 الحريري به، لم يبين لي من حال مجيبة شي،، والله أعلم.

۱۷۴۲- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم، ح: ۱۱۶۳ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۷- ابواب ما جاء في الصيام

نظمی روزوں سے متعلق احکام و مسائل

انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ماہ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے اس مہینے کے جسے تم لوگ محرم کہتے ہو۔“

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّبِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَمْعِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: «شَهْرُ اللَّهِ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُحَرَّمَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① محرم کو اللہ کا مہینہ کہنے سے اس کے شرف و فضل کی طرف اشارہ ہے جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ اور روح اللہ میں اللہ کی طرف نسبت شرف و فضل کے اظہار کے لیے ہے۔ ② محرم میں نظمی روزے رکھنا دوسرے مہینوں کے نظمی روزوں سے افضل ہے۔

۱۷۴۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رجب میں روزے رکھنے سے منع فرمایا۔

۱۷۴۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَزَامِيُّ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَطَاءٍ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ.

۱۷۴۴- محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما حرمت والے مہینوں کے روزے رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”شوال کے مہینے کے روزے رکھو۔“ چنانچہ انھوں نے حرمت والے مہینوں کے روزے چھوڑ دیے اور وفات

۱۷۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَزِيُّ، عَنْ بَزِيدِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَسَامَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَانَ يَصُومُ أَشْهُرَ الْحُرْمِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صُمْ

۱۷۴۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۰/۳۴۸، ح: ۱۰۶۸۱ من حديث إبراهيم بن المنذر به داود بن عطاء ضعيف (تقريب)، متفق على تضعيفه (حاشية السندي)، والحديث ضعفه ابن الجوزي، والذهبي.

۱۷۴۴- [إسناده ضعيف] * محمد بن إبراهيم التيمي ثقة، وقال الحافظ في التهذيب: "وأرسل عن أسيد بن حضير وأسامه".



۷- ابواب ما جاء في الصيام روزہ افطار کرانے کے ثواب کا بیان

سَوَّالًا « فَتَرَكَ أَشْهُرَ الْحُرْمِ. ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَصُومُ سَوَّالًا حَتَّى مَاتَ. »
تک شوال میں روزے رکھتے رہے۔

(المعجم ۴۴) - بَابٌ فِي الصَّوْمِ زَكَاةُ الْجَسَدِ (التحفة ۴۴)

۱۷۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ. ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، جَمِيعًا عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ جُمَهَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ. وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ».

۱۷۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز کی زکاۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکاۃ روزہ ہے۔“

زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ حَدِيثِهِ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّيَامُ يَصْفُ الصَّبْرَ».

ایک روایت کے راوی محرز نے یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ آدھا صبر ہے۔“

(المعجم ۴۵) - بَابٌ فِي ثَوَابِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا (التحفة ۴۵)

باب: ۴۵- روزے دار کو افطار کرانے کا ثواب

۱۷۴۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى وَخَالِي يَغْلَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ. وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجِ كُنْهَمٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِمْ. مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا».

۱۷۴۶- حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے روزے دار کا ثواب ملے گا لیکن ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔“

۱۷۴۵- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة ۷/۳ عن ابن المبارك به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۲۵۱ لعلته، وفيه علة أخرى، وللحديث طرق لا يصح منها شيء.

۱۷۴۶- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل من فطر صائما، ح: ۸۰۷ من حديث عبد الملك ابن أبي سليمان به، وقال: "حسن صحيح"، وضححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۶۴، وابن حبان (موارد)، ح: ۸۹۵.



۷- ابواب ما جاء في الصيام۔ روزے دار کی موجودگی میں کھانا کھانے کا بیان

☀️ فوائد و مسائل: ① روزے دار کا روزہ افطار کرنا ایک عظیم نیکی ہے۔ ② روزہ افطار کرانے کے لیے حسب توفیق کوئی بھی چیز پیش کی جاسکتی ہے۔ پیٹ بھر کھلانا ضروری نہیں۔ اگر کھلائے تو اس کا الگ سے ثواب ہوگا۔ ③ افطار کرنا نیکی میں تعاون ہے اور نیکی کے ہر کام میں تعاون اس نیکی میں شرکت ہے، خواہ بظاہر معمولی ہو۔ ④ روزہ کھلانے والے کو ثواب روزہ رکھنے والے کے حصے میں سے نہیں ملتا اسی طرح کسی بھی نیکی کے کام میں اگر کوئی تعاون پر آمادہ ہو تو اس سے تعاون قبول کرنا چاہیے کیونکہ اس سے کام انجام دینے والے کا درجہ کم نہیں ہو جاتا۔

۱۷۴۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى اللَّخْمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ نَابِثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَفْطَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ مَعَاذٍ فَقَالَ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ» رَحِمَتْ كِي دَعَائِمِ كَرِيْمٍ۔

۱۷۴۷- حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں روزہ افطار کیا تو فرمایا: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ» تمہارے ہاں روزہ دار روزے افطار کرتے رہیں تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تمہارے لیے رحمت کی دعائیں کریں۔“

☀️ فائدہ: مہمان کو چاہیے کہ کھانا کھانے کے بعد میزبان کو دعا دے۔ اور دعا دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا مسنون الفاظ کہے۔

باب: ۳۶- جب روزے دار کی موجودگی میں کھانا کھایا جائے

(المعجم ۴۶) - بَابٌ فِي الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ (التحفة ۴۶)

۱۷۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ سَهْلٌ. قَالُوا: حَدَّثَنَا

۱۷۴۸- حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو

۱۷۴۷- [صحیح] أخرجه ابن حبان في صحيحه (موارد)، ح: ۱۳۵۳ من حديث هشام بن عمار به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف مصعب بن ثابت"، وقال الحافظ لئین الحديث وكان عابداً (تقريب)، وفي علة أخري، وله شاهد صحيح عند أبي داود، ح: ۳۸۵۴ وغيره إلا قوله: "أفطر رسول الله ﷺ"، ولهذا القول شواهد عند أحمد: ۱۱۸/۳ وغيره، والحديث صححه العراقي، وابن الملقن وغيرهما.

۱۷۴۸- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل الصائم إذا أكل عنده، ح: ۷۸۶، ۷۸۵ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح"، و صححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۲۸، ۲۱۳۹، وابن حبان (موارد)، ح: ۹۵۳ • لیبی و فقہا الترمذی، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرہم، فحدیثہا لا ینزل عن درجۃ الحسن.



۷- ابواب ما جاء في الصيام روزے دار کو کھانے کی دعوت دینے سے متعلق احکام و مسائل

وَكَيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا لَيْلَى، عَنْ أُمِّ عَمَارَةَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا. فَكَانَ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ صَائِمًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّائِمُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ الطَّعَامُ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ».

۱۷۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا بَيْهَقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَلَالٍ: «الْعَدَاءُ يَا بِلَالُ!» فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَأْكُلُ أَرْزَاقَنَا. وَفَضْلَ رِزْقِ بِلَالٍ فِي الْجَنَّةِ. أَنْ شَعَرْتَ، يَا بِلَالُ أَنْ الصَّائِمِ تُسَبِّحُ عِظَامَهُ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا أُكِلَ عِنْدَهُ؟».

۱۷۴۹- حضرت سلیمان بن بربیدہ اپنے والد حضرت بربیدہ بن حبیب اسلمی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”بلال! کھانا کھا لو،“ انھوں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم لوگ اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال (رضی اللہ عنہ) کا بچا ہوا رزق جنت میں (محفوظ) ہے۔ بلال! کیا تمہیں معلوم ہے کہ روزے دار کے پاس جب تک کھانا کھایا جاتا رہے اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی رہتی ہیں اور فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں؟“

باب: ۴۷- جب روزے دار کو

کھانے کی دعوت دی جائے

(المعجم ۴۷) - بَابُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ

وَهُوَ صَائِمٌ (التحفة ۴۷)

۱۷۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۱۷۵۰- حضرت ابو بربیدہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت

۱۷۴۹- [إسناده موضوع] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان من حديث بقة به * محمد بن عبد الرحمن قال الحافظ في التفریح: "هو القشيري... كذبوه"، وقال أبو حاتم: "متروك الحديث يكذب"، وقال ابن عدي: "هو من مشايخ بقة المجهولين، منكر الحديث" (تهذيب)، وقال البوصيري: "متفق على تضعيفه".

۱۷۵۰- أخرجه مسلم، الصيام، باب ندب الصائم إذا دعِيَ إلى طعام ولم يرد الإطعام... الخ، ح: ۱۱۵۰ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

۷- ابواب ما جاء في الصيام روزے دار کو کھانے کی دعوت دینے سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ عَسَيْتَةَ، عَنْ أَبِي الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا
دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ، وَهُوَ صَائِمٌ،
فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ».

دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ کہہ
وے: میں روزے سے ہوں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جب روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ روزہ کھول کر
دعوت قبول کر لے اور کھانے میں شریک ہو جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ کھانے سے معذرت کر لے۔ ② روزہ
دار کا دعوت دینے والے کو بتانا کہ میں روزے سے ہوں، ریا کاری میں شامل نہیں کیونکہ اس کا مقصد اپنی نیکی کا
اطلان نہیں بلکہ اپنے عذر کا اظہار ہے۔ ③ یہ حکم نقلی روزے کے لیے ہے۔ فرضی روزہ کھولنا جائز نہیں، سوائے
اس کے کہ سفر یا مرض وغیرہ کا ایسا معقول عذر موجود ہو جس کی وجہ سے اس کے لیے روزہ چھوڑنا شرعاً جائز ہو گیا ہو۔

۱۷۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ
السَّلْمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَنَّ أَبَا
جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ،
وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيَجِبْ. فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ،
وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

۱۷۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”جسے کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ
روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ دعوت قبول کر لے پھر
چاہے کھانا کھائے، چاہے نہ کھائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① روزہ دار اپنا روزہ قائم رکھتے ہوئے بھی دعوت میں شریک ہو سکتا ہے اس کا حاضر ہونا ہی
دعوت دینے والے کے لیے خوشی کا باعث ہوگا اور اس چیز کا اظہار ہوگا کہ دعوت میں شریک نہ ہونے کا سبب کوئی
نا رضی نہیں۔ ② اگر روزہ دار کھانے میں شریک نہ ہو تو اسے چاہیے کہ دعوت دینے والے کو دعا دے۔ ارشاد
نبوی ہے: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجِبْ، فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَصِلْ، وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ»
(صحیح مسلم، النکاح، باب الأمر بإحابة الداعي إلى دعوة، حدیث: ۱۳۳۱) ”جب کسی کو دعوت دی
جائے تو اسے چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر روزے سے ہو تو دعا کرے (یا نماز پڑھے) اور اگر روزے سے نہ ہو تو
کھانا کھالے۔“ ③ فَلْيَصِلْ کا مطلب نماز پڑھنا بھی کیا گیا ہے۔ اس طرح روزے دار کو نماز کا ثواب مل
جائے گا اور حاضرین کو نماز کی برکت حاصل ہو جائے گی۔

۱۷۵۱- أخرجه مسلم، النکاح، باب الأمر بإحابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۳۰ من حدیث أبي عاصم وغيره به.



۷- ابواب ما جاء في الصيام روزے دار کو کھانے کی دعوت دینے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۴۸) - بَابُ: فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ

دَعْوَتُهُ (التحفة ۴۸)

نہیں ہوتی

۱۷۵۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سَعْدَانَ الْجَهَنِيِّ، عَنْ سَعِيدِ، أَبِي مُجَاهِدِ الطَّائِيِّ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي مُدَلَّةَ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ. وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ. وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يُرْفَعُهَا اللَّهُ دُونَ الْعَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَتُنْتَجَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ: بِعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ».

۱۷۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں کی دعا رو نہیں ہوتی: انصاف کرنے والا حکمران اور افطار کرنے تک روزہ دار اور مظلوم کی دعا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے بادل کے اوپر اٹھائے گا اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا خواہ کچھ دیر بعد ہی کروں۔“

۱۷۵۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سَعْدَانَ الْجَهَنِيِّ، عَنْ سَعِيدِ، أَبِي مُجَاهِدِ الطَّائِيِّ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي مُدَلَّةَ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ. وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ. وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يُرْفَعُهَا اللَّهُ دُونَ الْعَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَتُنْتَجَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ: بِعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① روزہ کھولنے کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے اس لیے اس موقع پر اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے لیے خیر و برکت اور ضروریات پوری ہونے کی دعا کرنا مناسب ہے۔ ② ظلم سے پرہیز کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن جائے گا۔“ (صحیح البخاری، المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامة، حدیث: ۲۳۳۷) ③ مظلوم کی دعا سے مراد ظالم کے خلاف بددعا ہے یا ظلم سے نجات کے لیے اللہ سے دعا ہے۔ ④ بادل سے مراد وہ بادل ہے جو اس آیت مبارکہ میں مذکور ہے: ﴿يَوْمَ تَشْقَى السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَ نَزَّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا﴾ (الفرقان ۲۵: ۲۵) ”جس دن بادلوں کے ساتھ آسمان پھٹ جائے گا اور فرشتے پے در پے (نیچے) اتارے جائیں گے۔“

۱۷۵۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۷۵۲- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "سبق المفردون... الخ"، ح: ۳۵۹۸ من حديث سعدان به، وقال: "حسن"، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۰۱، وابن حبان (موارد)، ح: ۲۴۰۸، ۲۴۰۷ * أبو مدلة و ثقہ الترمذی، وابن خزيمة وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۱۷۵۳- [حسن] أخرجه الحاكم: ۴۲۲/۱ على تصحيح في السند من حديث الوليد به، و صححه البوصيري، وقال: "رجاله ثقات"، وحسنه الحافظ في أمالي الأذكار * إسحاق بن عبيدالله المدني وثقه ابن حبان، والبوصيري، ونقل البوصيري عن الذهبي قال: "صدوق"، ولحديثه شاهد عند الضياء في المختارة وغيره.

۷- ابواب ما جاء في الصيام

عید الفطر کے دن نماز عید کے لیے جانے سے پہلے کھانے کا بیان

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزے دار کے لیے روزہ کھولنے وقت ایک دعا ایسی ہوتی ہے جو روزہ نہیں ہوتی۔“

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيُّ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو ابْنَ الْعَاصِ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لِدَعْوَةَ مَا تُرَدُّ» .

عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو روزہ افطار کرتے وقت یوں کہتے سنا: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي] ”اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے کہ تو میری مغفرت فرما دے۔“

قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو يَقُولُ ، إِذَا أَفْطَرَ : اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ ، الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ، أَنْ تَغْفِرَ لِي .



باب: ۳۹- عید الفطر کے دن نماز عید کے

لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھالینے کا بیان

۱۷۵۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ عید الفطر کے دن اس وقت تک (نماز عید کے لیے) نہیں نکلتے تھے جب تک چند گھوڑیں نہ کھالیے۔

(المعجم ۴۹) - بَابُ: فِي الْأَكْلِ يَوْمَ

الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ (التحفة ۴۹)

۱۷۵۴- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ :

حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ تَمْرَاتٍ .

فائدہ: عید الفطر کے لیے روانہ ہونے سے پہلے کچھ کھالینا مسنون ہے تاکہ روزوں کے ایام سے فرق

ہو جائے۔

۱۷۵۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۷۵۵- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ :

۱۷۵۴- أخرجه البخاري، العبدین، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج، ح: ۹۵۳ من حديث هشيم بن، وصرح بالسماع.

۱۷۵۵- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصري، جبارة، انظره، ح: ۷۴۰، ومنذ، انظره، ح: ۱۲۴۷، وقد تقدم، وعمر بن صهبان ضعيف (تقريب).

۷- أبواب ما جاء في الصيام - روزوں کی تقاضا متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا مَنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ صُهَيْبَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يُغَدِّيَ أَصْحَابَهُ مِنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ.

ہے کہ نبی ﷺ عید الفطر کے دن نکلنے سے پہلے صحابہ کرام کو صدقہ فطر میں سے کچھ کھلا لیتے تھے۔

۱۷۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ثَوَابُ بْنُ عَثْبَةَ الْمَهْرِيُّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ. وَكَانَ لَا يَأْكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ حَتَّى يَرْجِعَ.

۱۷۵۶- حضرت بریدہ بن حبیب السلمی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن کچھ کھائے بغیر (عید کے لیے) نہیں نکلتے تھے اور قربانی کے دن (نماز عید سے) واپسی تک نہیں کھاتے تھے۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① عید الاضحیٰ کے دن نماز سے پہلے کھانا نہ کھانا مسنون ہے۔ ② عوام اس اجتناب کو روزہ کہہ دیتے ہیں یہ غلط ہے۔ عید کے دن روزہ رکھنا جائز ہے نہ نماز عید سے پہلے کھانا کھانے سے اجتناب کو روزہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

(المعجم ۵۰) - **بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ رَمَضَانَ قَدْ قَرَّطَ فِيهِ (التحفة ۵۰)**

باب: ۵۰- جس شخص کے ذمے کو تاہی کی وجہ سے رمضان کے روزے باقی ہوں

اور وہ تضاوا کیے بغیر فوت ہو جائے

۱۷۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَثْمَرُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى،

۱۷۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس حال میں فوت ہو جائے کہ اس کے ذمے ماہ رمضان کے روزے

۱۷۵۶- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما جاء في الأكل يوم الفطر قبل الخروج، ح: ۵۴۲ من حديث ثواب به، وقال: ”غريب“، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۵۹۳ وابن خزيمة، ح: ۱۴۲۶، والحاكم: ۱/ ۲۹۴، والذهبي، وابن القطان الفاسي * ثواب وثقه ابن معين - علي الراجب - وابن حبان، وابن شاهين وغيرهم، وشيخه عبدالله ثقة مشهور.

۱۷۵۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في الكفارة، ح: ۷۱۸ عن قتيبة به، وقال: ”لا نعرفه مرفوعاً إلا من هذا الوجه، والصحيح عن ابن عمر موقوف، قوله“، وقال: ”أشعث هو ابن سوار“، وانظر، ح: ۲۵۹ لعلته.



۷- أبواب ما جاء في الصيام روزوں کی قضاء سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ شَهْرٍ، فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ، مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ، وَمُسْكِينٌ».

ہوں تو اس کی طرف سے ہر دن (کے روزے) کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔“

☀️ نوآمد مسائل: ① امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ تو ہے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے طور پر صحیح سند سے مروی نہیں۔ (جامع الترمذی، الصوم، باب ما جاء في الكفارة، حدیث: ۷۱۸) ② امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر جو عنوان لکھا ہے اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان کی رائے میں اگر روزوں کی قضا نہ دینے میں مرنے والے کی کوتاہی کو دخل نہ ہو بلکہ اسے قضا ادا کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو تو اس کی طرف سے کھانا کھلانے کی ضرورت نہیں۔ اس مسئلے کی بابت مزید دیکھیے حدیث ۱۷۵۹ کے نوآمد مسائل۔

(المعجم ۵۱) - **بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ**
مِنْ نَذْرِ (التحفة ۵۱)
باب ۵۱: جس شخص کے ذمے نذر کے روزے ہوں اور (قضا دینے سے پہلے) اس کی وفات ہو جائے تو؟

۱۷۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي النَّجْدِ وَالتَّحَكَمِ وَ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ عَطَاءِ وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ. قَالَ: «أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكَ ذَنْبٌ، أَكُنْتَ تَقْضِيهِ؟» قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: «فَحَقُّ اللَّهِ أَحَقُّ».

۱۷۵۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میری ہمشیرہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھلا اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟“ اس نے کہا: جی ہاں (ضرور ادا کرتی)۔ آپ نے فرمایا: ”پھر اللہ کا حق (ادا ہوگی) کا زیادہ مستحق ہے۔“

۷- أبواب ما جاء في الصيام روزوں کی تقاضے متعلق احکام و مسائل

۱۷۵۹ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ، أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

۱۷۵۹- حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو گئی اور ان کے ذمے روزے تھے۔ کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① فوت شدہ شخص کے ذمے اگر روزے ہوں تو اس کے وارث اس کی طرف سے روزے رکھ سکتے ہیں۔ ② روزے خواہ رمضان کے ہوں یا نذر کے یا کفارے کے سب کا ایک ہی حکم ہے کیونکہ یہ سب اللہ کا قرض ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں اس کا ولی (وارث) اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (صحیح البخاری، الصوم، باب من مات وعليه صوم، حدیث: ۱۹۵۳) اگر ولی یعنی وارث اس کی طرف سے روزے نہ رکھیں تو پھر گزشتہ حدیث: ۱۷۵۷ میں جو بیان ہوا ہے اس پر عمل کیا جائے گا کہ ہر دن کے روزے کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔ گو وہ روایت مرفوعاً ضعیف ہے لیکن موثوقاً صحیح ہے۔ ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے صحیح ابن خزیمہ میں بھی مروی ہے کہ ہر دن نصف صاع گندم دی جائے۔ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث: ۲۰۵۷) ③ روزے پر دوسری عبادات، مثلاً: نماز کو قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ عبادات کے لیے نص (دلیل) کا ہونا لازمی امر ہے۔ عبادت کے جن معاملات میں نیابت حدیث سے ثابت ہے وہی کریں گے باقی کے بارے میں توقف کریں گے۔

(المعجم ۵۲) - **بَابُ: فِيمَنْ أَسْلَمَ فِي شَهْرِ رَجَبَانَ** (التحفة ۵۲)

باب: ۵۲- ماہ رمضان میں اسلام قبول کرنے والے کا حکم

۱۷۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَالِدِ الْوُهَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا

۱۷۶۰- حضرت عطیہ بن سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہمارا جو وفد بنو

۱۷۵۹- أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۹ من حديث عبدالرزاق به مختصراً، وانظر، ح: ۲۳۹۴.

۱۷۶۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۷/۱۶۹، ح: ۴۴۸ على تصحيح فيه، ومن طريقه المعزي في تهذيب الكمال: ۲۰/۱۵۰ من حديث أحمد بن خالد به، وفي السيرة لابن هشام قال ابن إسحاق: وحدثني عيسى ابن عبدالله عن (في الأصل: بن، وأراه وهماً) عطية بن سفیان به مطوراً: ۴/۱۳۷ * عيسى بن عبدالله وثقه ابن حبان، وروى عنه جماعة، وصححه له التيموي الحنفي في آثار السنن، والله أعلم بحاله.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

خانہ کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَيْسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ سَفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَقَدْ نَأَى الْذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِإِسْلَامٍ تَقِيْفٍ قَالَ، وَقَدِمُوا عَلَيْهِ فِي رَمَضَانَ، فَضَرَبَ عَلَيْهِمْ قُبَّةً فِي الْمَسْجِدِ. فَلَمَّا أَسْلَمُوا صَامُوا مَا بَقِيَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشَّهْرِ.

☀️ قاعدہ: مذکورہ روایت اگرچہ سنداُ ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے رمضان المبارک کے باقی ایام کے روزے رکھے درست ہے۔ کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد روزہ فرض ہو جاتا ہے۔

باب: ۵۳- عورت کا خاندانی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا

(المعجم ۵۳) - بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ۵۳)

۱۷۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورت اپنے خاندانی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر ماہ رمضان کے علاوہ کسی دن کا روزہ نہ رکھے۔“

۱۷۶۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ، وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ، يَوْمًا، مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ، إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۱۷۶۲- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اپنے خاندانوں کی

۱۷۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ

۱۷۶۱- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في كراهية صوم المرأة إلا بإذن زوجها، ح: ۷۸۲ من حديث سفیان به، وقال: 'حسن صحيح'، أخرجه البخاري، ح: ۵۱۹۵ من حديث أبي الزناد به نحو المعنى بالفاظ مختلفة باختلاف يسير.

۱۷۶۲- [إسناده ضعيف] والحديث السابق شاهد له، وأخرج أبو داود، الصيام، باب المرأة تصوم بغير إذن زوجها، ح: ۲۴۵۹ وغيره من حديث الأعمش به مطولاً، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۸۸، والحاكم، والذهبي * الأعمش عن، وانظر، ح: ۱۷۸ لتدليس.

۷- أبواب ما جاء في الصيام خاندن کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنے سے متعلق احکام و مسائل

سَلِيمَانَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اجازت کے بغیر روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔
قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النِّسَاءَ أَنْ يَصُومْنَ إِلَّا بِإِذْنِ أَوْ جِهْنٍ.

☀️ نوآمد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ سند اتنی ضعیف ہے لیکن اگر شہادت روایت اس کی شاہد ہے جو صحیح ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۲۸۳/۱۸، ۲۸۲، ۲۸۳) وسنن ابن ماجہ للذککور بشار عواد: حدیث: ۱۷۲۴) لہذا مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② فرض کی ادائیگی کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ ③ نفل روزہ رکھنے میں چونکہ خاندن کا حق متاثر ہونے کا اندیشہ ہے، خصوصاً جب کہ عورت کثرت سے نفل روزے رکھے اس لیے نفل روزے میں عورت کو چاہیے کہ خاندن سے اجازت لے لے۔

باب: ۵۴- مہمان اپنے میزبانوں کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے

(المعجم ۵۴) - بَابُ: فِيمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ (التحفة ۵۴)

۱۷۶۳- ۱۷۶۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کچھ لوگوں کا مہمان ہو تو ان کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔“

۱۷۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، وَخَالِدُ ابْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْمَدَنِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَزَلَ الرَّجُلُ بِقَوْمٍ، فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ».

باب: ۵۵- کھانا کھا کر شکر کرنے والا صبر کے ساتھ روزہ رکھنے والے کی طرح ہے

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِيمَنْ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ (التحفة ۵۵)

۱۷۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

۱۷۶۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ

۱۷۶۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء فيمن نزل بقوم فلا يصوم إلا بإذنهم، ح: ۷۸۹ من طريق أيوب بن وفد الكوفي عن هشام بن نحو المعنى، وقال: "هَذَا حَدِيثٌ مُتَكَرَّرٌ" * أيوب متروك كما في التقريب، ثم ذكر الترمذي طريق ابن ماجه، وقال: "وهذا حديث ضعيف أيضاً، وأبو بكر ضعيف عند أهل الحديث".

۱۷۶۴- [حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث: الطاعم الشاكر... الخ، ح: ۲۴۸۶، على تصحيف

۷- أبواب ما جاء في الصيام..... کھانا کھا کر شکر ادا کرنے کے اجر و ثواب کا بیان

كاسِبٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأُمَوِيِّ ، عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : «الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ» .

ﷺ نے فرمایا: ”کھانے والا شکر گزار صبر کرنے والے روزے دار کے درجے میں ہے۔“

۱۷۶۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقِئِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي حُرَّةَ ، عَنْ عَمِّهِ حَكِيمِ بْنِ أَبِي حُرَّةَ ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَنَةَ الْأَسْلَمِيِّ ، صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ ، لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ» .

۱۷۶۵- نبی ﷺ کے صحابی حضرت سنان بن سَنَةَ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھانے والے شکر گزار کے لیے صبر کرنے والے روزہ دار جتنا ثواب ہے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① صبر اور شکر دونوں اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ مسلمان کو نعمت پر شکر، مصیبت پر صبر اور نیکی پر ثابت قدمی اختیار کرنی چاہیے۔ ② کھانا کھا کر شکر ادا کرنا بھی ایک نیکی ہے جب کہ کھانا حلال طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اور وہ چیز خود بھی حلال ہو۔ ③ جس طرح مردار اور خنزیر کا گوشت حرام ہے اسی طرح چوری ڈاکے، دھوکے اور جھوٹ کے ذریعے سے یا تصویر سازی، شراب نوشی اور سودی کاروبار وغیرہ سے کمایا ہوا رزق بھی حرام ہے ایسا رزق کھا کر زبان سے شکر کا لفظ کہہ لینے سے شکر ادا نہیں ہوتا۔ ④ روزے کی فضیلت اس لیے ہے کہ وہ صبر پر مشتمل ہے۔ اللہ کے منج کیے ہوئے کاموں سے اجتناب کرنا بھی صبر ہے۔ اور نیکی کی راہ پر قائم رہنا بھی صبر ہے۔ ⑤ شکر اور روزہ دونوں کے الگ الگ روحانی اور قلبی فوائد ہیں اس لیے مومن کو دونوں طرح کے اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے۔

❧ في المطبوع، تحفة الأحوذی: ۱۵۹/۷، ۱۶۰، ح: ۲۶۰۵، وأبو يعلى: ۶۵۸۲ من حديث محمد بن معن عن أبيه عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبي هريرة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ۱۳۶/۴، والذهبي، وإسناده حسن، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۹۵۲ من طريق آخر، وللحديث شواهد.

۱۷۶۵- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۴۳/۴ من حديث عبد العزيز الدراوردي به، وصححه البوصيري.

۷- ابواب ما جاء في الصيام - باب: في ليلة القدر

باب: ۵۶- شب قدر کا بیان

(التحفة ۵۶)

۱۷۶۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا پھر آپ نے فرمایا: ”مجھے شب قدر دکھائی گئی تھی“ پھر بھلا دی گئی۔ اسے آخری دہائی کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔“

۱۷۶۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيْيَةَ، عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: إِعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ. فَقَالَ: «إِنِّي أَرَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَأَنْسَبُهَا. فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ فِي الْوَتْرِ».

نوائد و مسائل: ① شب قدر سال کی سب سے افضل رات ہے۔ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔ (القدر: ۳۰۹۷) ② شب قدر کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے اعتکاف کرنا سنت ہے البتہ جو شخص اعتکاف نہ کر سکے اسے بھی راتیں عبادت میں گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ③ شب قدر بھلائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات یاد نہ رہی کہ اس سال کون سی رات شب قدر ہے۔ ہر سال اسی رات میں ہونا ضروری نہیں۔ ④ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے اس لیے جو شخص دس راتیں عبادت نہ کر سکے اسے یہ پانچ راتیں ضرور عبادت اور تلاوت و ذکر میں گزارنی چاہئیں تاکہ شب قدر کی عظیم نعمت سے محروم نہ رہے۔ ⑤ اگرچہ علمائے کرام نے شب قدر کی بعض علامتیں بیان کی ہیں لیکن ثواب کا دار و مدار اس چیز پر نہیں کہ عبادت کرنے والے کو یہ رات معلوم ہوئی ہے یا نہیں، اس لیے اس پریشانی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیں فلاں فلاں علامت کا احساس نہیں ہوا۔

باب: ۵۷- ماہ رمضان کے آخری

باب: ۵۷- باب: في فضل العشر

عشرے کی فضیلت

الأواخر من شهر رمضان (التحفة ۵۷)

۱۷۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

۱۷۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

۱۷۶۶ - أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب النماز ليلة القدر في السبع الأواخر، ح: ۲۰۱۶ وغيره، ومسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها... الخ، ح: ۲۱۶/۱۱۶۷ من حديث هشام به مطولاً.

۱۷۶۷ - أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، ح: ۱۱۷۵ من حديث

۷۔ أبواب ما جاء في الصيام

رمضان المبارک کے آخری عشرے کی فضیلت

روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ آخری دس دنوں میں اتنی محنت کرتے تھے جتنی اور دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

ابن أبي السَّوَّارِبِ، وَ أَبُو إِسْحَاقَ
الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاتِمٍ.
قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زَبَادٍ: حَدَّثَنَا
الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ
النَّحَعِيِّ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ
مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ.

🌞 نوآمد مسائل: ① افضل ایام میں نیک اعمال کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ ② رمضان کے آخری دس دن سب کے سب فضیلت کے حامل ہیں۔ اسی طرح شب قدر کے علاوہ آخری عشرے کی باقی راتیں بھی رمضان کی دوسری راتوں کی نسبت افضل ہیں اس لیے ان ایام میں ذکر و تلاوت اور صدقات و خیرات جیسی نیکیوں میں پہلے سے اضافہ کر دینا چاہیے۔



۱۷۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ
بِإِسْنَادٍ، عَنْ أَبِي الصُّحَيْ، عَنْ مَسْرُوقٍ،
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا
دَخَلَتِ الْعَشْرُ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَشَدَّ الْمَجْزَرَ،
وَاقْتَضَى أَهْلَهُ.

۱۷۶۸ - ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی ﷺ راتوں کو جاگتے، کمر کس لیتے اور گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔

🌞 نوآمد مسائل: ① کمر کسے سے مراد عبادت اور نیکی میں مزید محنت اور کوشش ہے۔ ② آخری عشرے کی اگر کسی راتیں عبادت میں گزاری جائیں تو بہت بہتر ہے ورنہ طاق راتوں کو تو اہتمام کرنا ہی چاہیے۔ ③ نیکی کے کاموں میں اہل و عیال کو بھی شریک کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی عظیم ثواب سے محروم نہ رہیں اور اللہ کے ہاں بلند درجات حاصل کر سکیں۔ ④ جاگنے کا مقصد عبادت، ذکر اور تلاوت میں مشغول ہونا ہے۔ بعض لوگ یہ فضیلت والی راتیں فضول بات چیت میں گزار دیتے ہیں یہ انتہائی محرومی اور بد قسمتی کی بات ہے خاص کر مساجد میں شور و غوغا، عبادت کرنے والوں کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ ⑤ بہت سی مساجد میں طاق راتوں میں

◀ عبد الواحد بہ .

۱۷۶۸ - أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان، ح: ۲۰۲۴، ومسلم، الاعتكاف، الباب السابق، ح: ۱۱۷۴ من حديث سفیان بن عیینة به .

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام اعكاف سے متعلق احکام و مسائل

اور خاص طور پر ستائیسویں رات کو وعظ و تقریر کا پروگرام ہوتا ہے جس کی وجہ سے رات کا کافی حصہ اسی مصروفیت میں گزر جاتا ہے۔ اسی طرح ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے جس کی وجہ سے بچے اور بڑے سبھی عبادت و تلاوت کو بھول کر مسجد کے آداب کو نظر انداز کرتے ہوئے شور شرابے میں لگے رہتے ہیں جس سے نہ صرف عبادت کرنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے بلکہ یہ انتہائی قیمتی وقت فضول کاموں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے ان امور سے اجتناب کیا جائے۔

باب: ۵۸۔ اعکاف کا بیان

(المعجم ۵۸) - بِأَبِّ مَا جَاءَ فِي

الاعْتِكَافِ (النحفة ۵۸)

۱۷۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دن کا اعکاف کرتے تھے جب وہ سال آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے بیس دن اعکاف کیا۔ اور آپ پر ہر سال ایک بار قرآن پیش کیا جاتا تھا جس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس سال آپ کو دوبار قرآن کا دور دریا گیا۔

۱۷۶۹ - حَدَّثَنَا هَذَا بِنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرَةَ أَيَّامٍ . فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ ، إِغْتَكَفَ عَشْرِينَ يَوْمًا . وَكَانَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً . فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ عُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ .

فوائد و مسائل: ① قرآن پیش کرنے سے مراد قرآن مجید کا دور کرنا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس قدر قرآن نازل ہو چکا ہوتا تھا اس کا دور کرتے تھے۔ (صحیح البخاری 'الصوم' باب: اجدوما كان النبي ﷺ يكون في رمضان' حديث: ۱۹۰۲) ② آخری سال بیس دن اعکاف کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری حصے میں عبادت میں زیادہ جانفشانی سے کام لیا اور اعکاف بھی چونکہ ایک عبادت ہے اس لیے اس میں بھی اضافہ فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عشرہ فتح مکہ کے سال کے اعکاف کی حلائی ہو کیونکہ فتح مکہ کا غزوہ رمضان ۸ھ میں پیش آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷ رمضان کو قاتحاً نہ طور پر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور انیس دن مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے اس لیے اس سال اعکاف نہیں ہو سکا چنانچہ رمضان ۱۰ھ میں بیس دن اعکاف کیا۔ واللہ اعلم۔

۱۷۶۹۔ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من رمضان، ح: ۴۴، ۲۰، ۴۹۸ من حديث أبي بكر بن عياش به، والحديث الآتي شاهد له.

۷- ابواب ما جاء في الصيام اعتكاف سے متعلق احکام و مسائل

۱۷۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتكاف کیا کرتے تھے۔ ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم (آخری عشرے کے دوران میں) سفر میں تھے تو جب اگلا سال آیا آپ نے بیس دن اعتكاف کیا۔

عِشْرِينَ يَوْمًا.

عَدَدًا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَسَافَرَ عَامًا. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا.

☀️ فائدہ: اگر اس حدیث میں مذکور وہی واقعہ ہے جو گزشتہ حدیث میں ذکر ہوا تو اگلے سال سے مراد ایک سال چھوڑ کر اگلا سال ہوگا کیونکہ سفر والا رمضان فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن کا اعتكاف ۱۰ھ کے رمضان میں کیا۔ ممکن ہے ۹ھ میں بھی بیس دن اعتكاف کیا ہو۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَبْتَدِئُ الْاِغْتِكَافَ، وَقَضَاءِ الْاِغْتِكَافِ (التحفة ۵۹)

باب: ۵۹- اعتكاف شروع کر کے چھوڑ دینا اور اعتكاف کی قضا دینا

۱۷۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتكاف کرنا چاہتے تھے تو صبح کی نماز پڑھ کر اس جگہ داخل ہوتے جہاں آپ کا اعتكاف کرنے کا ارادہ ہوتا۔ (ایک بار) آپ نے رمضان کے آخری عشرے کا اعتكاف کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے حکم دیا تو آپ کے لیے خیمہ لگا دیا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا تو ان کے لیے بھی لگا دیا گیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی

حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الصُّبْحَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَكَانَ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ. فَأَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. فَأَمَرَ، فَضُرِبَ لَهُ خِيَابًا. فَأَمَرَتْ عَائِشَةُ بِخِيَابٍ فَضُرِبَ لَهَا.

۱۷۷۰- [استادہ صحیح] أخرجه أبو داود، الصيام، باب الاعتكاف، ح: ۲۴۶۳ من حديث حماد به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۱۷۷۱- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف النساء، ح: ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۴۱، ۲۰۴۵، ومسلم، الاعتكاف، باب متى يدخل من أراد الاعتكاف في معتكفه، ح: ۱۱۷۳ من طرق عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة به.



۷۔ أبواب ما جاء في الصيام اعتكاف سے متعلق احکام و مسائل

وَأَمَرَتْ حَفْصَةَ بِحَبَاءٍ فَضْرَبَ لَهَا . فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبَ حَبَاءَهُمَا أَمَرَتْ بِحَبَاءٍ فَضْرَبَ لَهَا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «الْبِرُّ تَرِدُنْ» فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ ، وَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَالٍ .

ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا تو ان کے لیے بھی لگا دیا گیا۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کے خیمے دیکھے تو انھوں نے بھی ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا اور ان کے لیے بھی خیمہ لگا دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ چیز دیکھی تو فرمایا: ”کیا تم نیکی کا ارادہ رکھتی ہو؟“ چنانچہ نبی ﷺ نے رمضان میں اعتكاف نہیں فرمایا اور شوال میں دس دن اعتكاف کر لیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اعتكاف کے لیے مسجد میں ایک جگہ پردہ کر کے اس میں اعتكاف کرنا مسنون ہے۔ ② اعتكاف مسجد میں ہوتا ہے۔ ③ عورتیں بھی اعتكاف کر سکتی ہیں لیکن ان کے لیے بھی جائے اعتكاف مسجد ہی ہے تاہم مسجد ایسی ہو جہاں عورتوں کے لیے مردوں سے الگ ہر چیز کا معقول انتظام ہوتا کہ مردوں کے ساتھ کسی بھی مرحلے میں ان کا اختلاط نہ ہو۔ ④ عورتوں میں ایک دوسری کی ریس کرنے کی عادت ہوتی ہے خاص طور پر سونکھیں ایک دوسری سے رشک رکھتی ہیں۔ اگر اس سے کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسے حکمت سے حل کر لینا چاہیے۔ ⑤ اعتكاف کا پختہ ارادہ کر کے مسجد میں جگہ بنالی گئی ہو پھر کوئی عذر پیش آجائے تو اعتكاف چھوڑا جاسکتا ہے۔ ⑥ رمضان کے اعتكاف کی تفصیلاً دوسرے مہینے میں بھی دی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ فِي اغْتِكَافِ يَوْمِ أَوْ

باب ۶۰۔ ایک دن یا ایک رات

لَيْلَةٍ (التحفة ۶۰)

کا اعتكاف

۱۷۷۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْخَطْمِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرٌ لَيْلَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا . فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ . فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ .

۱۷۷۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے قبول اسلام سے پہلے ایک رات کے اعتكاف کی نذر مانی تھی (جو اسلام لانے تک پوری نہ کر سکے تھے) چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انھیں اعتكاف کرنے کا حکم دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اعتكاف ایک دن یا ایک رات کا بھی ہو سکتا ہے۔ ② اگر کوئی شخص اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی نیک کام کا ارادہ کرے تو اسلام قبول کرنے کے بعد وہ کام کر لینا چاہیے البتہ اگر کسی غیر شرعی کام کا

۱۷۷۲ - أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب من لم ير عليه إذا اعتكف صومًا، ح: ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ومسلم، الأيمان، باب نذر الكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح: ۱۶۵۶ من حديث نافع به .

۷- آیواب ما جاء في الصيام اعكاف سے متعلق احکام و مسائل

ارادہ کیا ہو تو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے۔ ① اللہ کے لیے نذر ماننا عبادت ہے لہذا ایسی نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ۶۱) - **بَابُ فِي الْمُتَعَكِّفِ يَلْزَمُ** مکاناً مِنَ الْمَسْجِدِ (التحفة ۶۱)
باب: ۶۱- اعکاف کرنے والا مسجد میں ایک جگہ رہے

۱۷۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنَّ يُونُسَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَعَكَّفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.
۱۷۷۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری دس دن اعکاف کیا کرتے تھے۔

قَالَ نَافِعٌ: وَقَدْ أَرَانِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ الْمَكَانَ الَّذِي يَتَعَكَّفُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.
حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے وہ جگہ دکھائی تھی جہاں رسول اللہ ﷺ اعکاف کیا کرتے تھے۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اگر چہ اعکاف کا مطلب مسجد میں رکے رہنا ہے تاہم سنت سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بھی ایک جگہ مقرر کر کے اعکاف کا وقت اسی جگہ گزارنا چاہیے۔ ② اعکاف کے لیے پردہ کر کے جگہ بنانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت اسی خیمہ میں گزارا جائے۔ ③ اگر ایک شخص مسجد کے ایک ہی حصے میں ہر سال اعکاف کرتا ہے تو یہ جائز ہے جب کہ نماز کے لیے مسجد میں ایک جگہ خاص کر لینا درست نہیں۔ گھر میں یہ بھی جائز ہے۔

۱۷۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا نَعِيمُ بْنُ حَمَادٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَعَكَّفُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.
۱۷۷۴- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اعکاف کرتے تو ستون توبہ کے

۱۷۷۳- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ۲۰۲۵ من حديث ابن وهب به، ومسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح: ۱۱۷۱ عن أبي الطاهر أحمد بن عمرو به.
۱۷۷۴- [إسناده حسن] أخرجه إمام الأئمة ابن خزيمة، وابن حبان، فحديته لا يتزل عن درجة الحسن، وأما الحافظ نعيم بن البوصيري * عيسى بن عمر وثقه ابن خزيمة، وابن حبان، فحديته لا يتزل عن درجة الحسن، وأما الحافظ نعيم بن حماد فحسن الحديث كما حفته في "الأسانيد الصحيحة في أخبار أبي حنيفة"، ولم يتهمه أحد فيه خير، وأجاب الإمام المحقق المعلمي اليمني رحمه الله عن الطمون في الإمام نعيم رحمه الله فأجاد وأفاد، جزاه الله خيراً، راجع "التكليف بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل": ۱/ ۴۹۳، وأخرجه الطبراني في الكبير: ۱۲/ ۳۸۵، ح: ۱۳۴۲۴ من طريق عبد العزيز بن محمد عن عيسى بن عمر به.



۷- أبواب ما جاء في الصيام

اعتكاف سے متعلق احکام و مسائل

المُبَارَكِ، عَنْ عَيْسَى بْنِ عُمَرَ بْنِ مُوسَى، قَرِيبَ آبٍ كَابَسْتَرٍ بَجَّهَادٍ يَأْتِي آبَ كِي چارپائی وہاں
عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ
كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ، طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ أَوْ يُوضَعُ
لَهُ سَرِيرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ.

🌞 فائدہ: ”توبہ کے ستون“ سے مراد مسجد نبوی کا ایک خاص ستون ہے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہما سے ایک غلطی ہوئی تھی جس کا احساس ہونے پر انھوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون سے باندھ لیا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں کرے گا میں یہیں بندھا رہوں گا۔ تین دن کے بعد رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہما کی توبہ قبول ہونے کی بشارت دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے تشریف لاکر خود انھیں کھولا۔

(المعجم ۶۲) - بَابُ الإِعْتِكَافِ فِي خَيْمَةٍ
باب ۶۲- مسجد میں خیمہ لگا کر اس
میں اعتکاف کرنا
فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۶۲)

۱۷۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
الصَّعْغَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ:
حَدَّثَنِي عَمْرَأَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ
ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اعْتَكَفَ فِي قُبَّةِ
تُرَيْكِيَّةَ. عَلَى سُدَّتَيْهَا قَطْعَةُ حَصِيرٍ. قَالَ،
فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَتَحَاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ.
ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اعتکاف کے لیے جگہ خیمے کے انداز میں بھی بنائی جاسکتی ہے خصوصاً جب اعتکاف مسجد کے صحن میں کیا جائے اور دھوپ وغیرہ سے بچاؤ کے لیے سائے کی ضرورت ہو۔ ② اعتکاف کے دوران میں لوگوں سے ضروری بات چیت کی جاسکتی ہے۔ ③ غیر مسلم ممالک کا بنا ہوا کپڑا یا دوسری چیز استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو ہماری شریعت میں ممنوع ہو مثلاً: ایسا مردانہ لباس جو رشیم کا بنا ہوا ہو استعمال کرنا جائز نہیں۔

۱۷۷۵- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها... الخ، ح: ۱۱۶۷/۲۱۵ عن محمد بن عبد الأعلى به مطولاً، وانظر، ح: ۱۷۶۶.

۷- أبواب ما جاء في الصيام اعتكاف سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۶۳) - بَابُ: فِي الْمُعْتَكِفِ يَعُوذُ
الْمَرِيضُ وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ (الصفحة ۶۳)

باب: ۶۳- کیا اعتكاف والا آدمی کسی بیماری کی عیادت کر سکتا ہے یا جنازے میں شریک ہو سکتا ہے؟

۱۷۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ

۱۷۷۶- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں حاجت کے لیے گھر میں داخل ہوتی اور وہاں کوئی بیمار ہوتا تو میں چلتے چلتے ہی اس کی خیریت پوچھ لیتی تھی۔ انہوں نے فرمایا: جب لوگ اعتكاف میں ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے مگر قضائے حاجت کے لیے۔

۱۷۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ
اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ
عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ
لِلْحَاجَةِ، وَالْمَرِيضُ فِيهِ، فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا
وَأَنَا مَارَةٌ. قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا
يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ، إِذَا كَانُوا
مُعْتَكِفِينَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اعتكاف والے کو بلا ضرورت مسجد سے نکلنا منع ہے۔ ② قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔ ③ اگر مسجد کے ساتھ بیت الخلاء کا انتظام نہ ہو تو اعتكاف والا اس غرض کے لیے گھر جاسکتا ہے۔ ④ غسل جنابت بھی ایک ایسی ہی حاجت ہے جس کے لیے مسجد سے نکلنا ضروری ہے لہذا مستحکم اس مقصد کے لیے بھی باہر نکل سکتا ہے۔ ⑤ مریض کی بیماری کے لیے اعتكاف سے نکلنا درست نہیں لیکن اگر کسی جائز سبب سے باہر نکلا ہو اور راستے میں مریض مل جائے تو اس سے حال پوچھنا جائز ہے تاہم اس کے پاس بات چیت کے لیے رک جانا درست نہیں۔

۱۷۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنصُورٍ،

۱۷۷۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اعتكاف والا جنازے کے ساتھ جاسکتا ہے اور بیماری کی بیماری کر سکتا ہے۔"

۱۷۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنصُورٍ،
أَبُو بَكْرِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
الْهَيْبِيُّ الْخُرَّاسَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَنبَسَةُ بْنُ

۱۷۷۶- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب لا يدخل البيت إلا لحاجة، ح: ۲۰۲۹ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، الحيف، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها . . . الخ، ح: ۲۹۷ عن محمد بن رمح وغيره به.

۱۷۷۷- [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف، لأن عبد الخالق وعنبسة وهياج ضعفاء" * عبد الخالق مجهول (تقريب)، وهياج بن بسطام ضعيف، وعنبسة بن عبد الرحمن متهم بوضع الحديث كما تقدم، ح: ۱۲۴۲.

۷- أبواب ما جاء في الصيام اعكاف سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْخَالِقِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُعْتَكِفُ يَتَّبِعُ الْجِنَّازَةَ، وَيَعُوذُ الْمَرِيضَ».

(المعجم ۶۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعْتَكِفِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَيُرْجِلُهُ (التحفة ۶۴)

باب: ۶۴- اعکاف کرنے والا سر دھوسکتا ہے اور کنگھی کر سکتا ہے

۱۷۷۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْنِبِي إِلَيْ رَأْسِهِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَرْجِلُهُ. وَأَنَا فِي حُجْرَتِي. وَأَنَا حَائِضٌ. وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ.

۱۷۷۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْنِبِي إِلَيْ رَأْسِهِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَرْجِلُهُ. وَأَنَا فِي حُجْرَتِي. وَأَنَا حَائِضٌ. وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ.

☀️ **نوٹ و مسائل:** ① اعکاف کے دوران میں نہانا اور سر دھونا جائز ہے۔ ② اعکاف کی حالت میں اگر جسم کا کوئی حصہ مثلاً: سر سے نکالا جائے تو اعکاف میں فرق نہیں آتا۔ ③ جب عورت کے حیض کے ایام ہوں تو وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی البتہ ہاتھ بڑھا کر مسجد میں سے کوئی چیز اٹھا سکتی ہے۔ ④ اعکاف کی حالت میں متکلف کی بیوی اس کی خدمت کر سکتی ہے۔ ⑤ ام المؤمنین کو اس انداز سے اس لیے خدمت انجام دینے کی ضرورت پیش آئی کہ نبی ﷺ اعکاف کی وجہ سے گھر نہیں آ سکتے تھے اور ام المؤمنین خاص ایام میں ہونے کی وجہ سے مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی تھیں۔

باب: ۶۵- متکلف کی بیوی کا

مسجد میں آکر اسے ملنا

(المعجم ۶۵) - بَابُ فِي الْمُعْتَكِفِ

يَزُورُهُ أَهْلُهُ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۶۵)

۱۷۷۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ

۱۷۷۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ

۱۷۷۸- متفق عليه، وقد تقدم، ح: ۶۳۳.

۱۷۷۹- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب: هل يخرج المعتكف لحوائجه إلى باب المسجد؟، ح: ۲۰۳۵ وغيره، ومسلم، السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رؤي خالياً بامرأة... الخ، ح: ۲۱۷۵ من حديث الزهري به بألفاظ متقاربة * عثمان بن عمر بن موسى حسن الحديث على التراجع، وتابعه الثقات.

۷- أبواب ما جاء في الصيام

اعتكاف سے متعلق احکام و مسائل

ملاقات کے لیے مسجد میں تشریف لے گئیں جبکہ آپ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مسجد میں مستکف تھے۔ وہ عشاء کے وقت کچھ دیر نبی ﷺ سے بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر واپس چل دیں۔ رسول اللہ ﷺ انہیں (مسجد کے دروازے تک) چھوڑنے کے لیے ان کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جب مسجد کے اس دروازے تک پہنچیں جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے قریب تھا تو پاس سے دو انصاری گزرے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا اور چل دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ”ٹھہرو یہ صفیہ بنت حبیہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔“ انھوں نے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! (ام آپ پر کس طرح شک کر سکتے ہیں؟) انھوں نے (رسول اللہ ﷺ کی) اس بات کو شدت سے محسوس کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان انسان میں خون کی طرح پھرتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا تھا کہ وہ تمہارے دل میں کوئی (نامناسب) بات نہ ڈال دے۔“

ابن موسى بن عبید اللہ بن معمر، عن أبيه، عن ابن شہاب: أخبرتني علي بن الحسين، عن صفیة بنت حبی، زوج النبی ﷺ، أنها جاءت [إلى] رسول الله ﷺ تزوره. وهو معتكف في المسجد في العشر الأواخر من شهر رمضان. فتحدثت عنده ساعة من العشاء. ثم قامت لتقلب. فقام معها رسول الله ﷺ يثلبها. حتى إذا بلغت باب المسجد الذي كان عند مسكن أم سلمة، زوج النبی ﷺ، فمر بهما رجلان من الأنصار. فسألما على رسول الله ﷺ. ثم نقذا. فقال لهما رسول الله ﷺ: «على رسلكما. إنها صفیة بنت حبی» قالاً: سبحان الله. يا رسول الله وكبر عليهما ذلك. فقال رسول الله ﷺ: «إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم. وإني خشيت أن يقذف في قلبكما شيئاً».

🌞 فوائد و مسائل: ① اعتکاف کرنے والے سے دوسرے لوگ مل جل سکتے ہیں اور ضروری بات چیت کر سکتے

ہیں۔ ② اعتکاف والے سے اس کی بیوی بھی مسجد میں آ کر ملاقات کر سکتی ہے۔ ③ مستکف کسی ضرورت سے اعتکاف کی جگہ سے اٹھ کر مسجد کے دروازے تک جاسکتا ہے۔ ④ عالم کو اپنی عزت و شرف کا خیال رکھنا چاہیے اور لوگوں کو ایسا موقع نہیں دینا چاہیے کہ وہ شک و شبہ کا اظہار کریں۔ ⑤ غاوند اپنی بیوی کا نام لے سکتا ہے اور اسے نام لے کر بلا بھی سکتا ہے۔ ⑥ ان دو صحابیوں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات سے تکلیف محسوس کی کیونکہ انہیں محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے بارے میں حسن ظن نہیں رکھتے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ احساس دور کرنے کے لیے وضاحت فرمادی کہ تم نے میرے بارے میں کوئی غلط بات نہیں سوچی لیکن شیطان

۷۔ ابواب ما جاء في الصيام اعکاف سے متعلق احکام و مسائل

وسوسہ ڈال سکتا ہے۔ ⑤ نبی ﷺ کی یہ وضاحت ان حضرات کے لیے باعث رحمت تھی کیونکہ اس طرح شیطان کے وسوسے کا راستہ بند ہو گیا ورنہ نبی ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی ویسی سوچ ایمان سے محرومی کا باعث بھی ہو سکتی تھی۔ ⑥ تعجب کے موقع پر سبحان اللہ کہنا درست ہے۔ ⑦ شیطان جنات میں سے ہونے کی وجہ سے انسان پر غیر محسوس طور پر اثر انداز ہوتا ہے اس لیے اس کا وسوسہ ایک حد سے آگے بڑھ جائے تو انسان کے ایمان کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔ ان وسوسوں کے شر سے بچنے کے لیے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھنا چاہیے۔

(المعجم ۶۶) - بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْتَكِفُ

باب: ۶۶۔ استحاضہ کی مریض خاتون

(التحفة ۶۶)

کا اعکاف

۱۷۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

۱۷۸۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ [بن]

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ

الصَّبَّاحُ : حَدَّثَنَا عَفَّانُ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ

مخترمہ نے اعکاف کیا۔ انھیں سرخ اور زرد رنگ (کا

زُرَيْعُ ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ ، عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ :

استحاضہ) آتا تھا۔ بعض اوقات وہ اپنے نیچے چوڑا برتن

قَالَتْ عَائِشَةُ : اعْتَكَمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

رکھ لیا کرتی تھیں۔

امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ . فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ

وَالصُّفْرَةَ . فَرُبَّمَا وَصَعَتْ تَحْتَهَا الطَّنَسْتَ .

☀️ فوائد و مسائل: ① استحاضہ والی عورت ہر وہ عبادت انجام دے سکتی ہے جو پاک عورت انجام دیتی ہے

چنانچہ وہ اعکاف بھی کر سکتی ہے۔ ② ماہانہ عادت کے ایام کے علاوہ اگر سرخ خون بھی ظاہر ہو تو وہ استحاضہ ہی

شمار ہوگا۔ زرد خون کا بھی یہی حکم ہے۔ ③ برتن میں بیٹھنے کا مقصد یہ تھا کہ مسجد کی چٹائیاں وغیرہ آلودہ نہ ہوں۔

④ اس حدیث سے ان علماء کے موقف کی تائید ہوتی ہے جو عورتوں کے لیے بھی مسجد میں اعکاف کرنا ضروری

قرار دیتے ہیں کیونکہ اگر گھر میں اعکاف جائز ہوتا تو نبی ﷺ اس خاتون کو گھر میں اعکاف کرنے کا حکم دے

دیتے تاکہ انھیں برتن نہ رکھنا پڑتا۔

باب: ۶۷۔ اعکاف کا ثواب

(المعجم ۶۷) - بَابُ فِي ثَوَابِ

الِاعْتِكَافِ (التحفة ۶۷)

۱۷۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۷۸۱ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ :

۱۷۸۰۔ أخرجه البخاري، الحيف، باب اعتكاف المستحاضة، ح: ۳۱۰ من حديث يزيد بن زريع به .

۱۷۸۱۔ [إسناده ضعيف] * عبدة بن بلال العمي مجهول الحال (تقريب)، وقال أبو بصير: "إسناده ضعيف

لضعف فرقد بن يعقوب السبخي"، وفيه علة أخرى.



۷- أبواب ما جاء في الصيام عیدین کی راتوں میں قیام سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا: ”وہ گناہوں کو روک دیتا ہے۔ اور اس کے لیے ساری نیکیاں انجام دینے والے کی طرح نیکیاں جاری کی جاتی ہیں۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أُمَيَّةَ: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ مُوسَى الْبُخَارِيُّ، عَنْ عُيَيْدَةَ الْعَمِّيِّ، عَنْ فَرْقَدِ السَّبَخِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِبِ: «هُوَ يَكْفُ الذُّنُوبَ، وَيُجْرِي لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَمَا يَمِلُ الْحَسَنَاتُ كُلَّهَا».

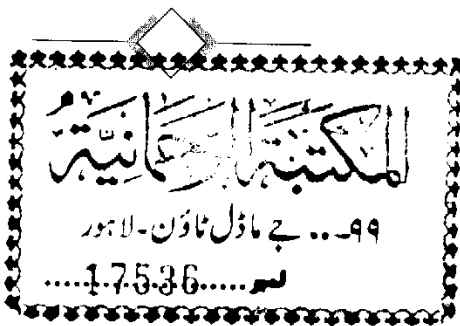
(المعجم 68) - باب: فِيمَنْ قَامَ لَيْلَتِي

الْعِيدَيْنِ (التحفة 68)

باب: ۶۸- دونوں عیدوں کی راتوں کا قیام

۱۷۸۲- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے عیدین کی دونوں راتوں میں قیام کیا اس کا دل نہیں مرے گا“ جس دن (لوگوں کے) دل مرجائیں گے۔“

۱۷۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْمَرَارِيُّ بْنُ حَمُوَيْةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ لَيْلَتِي الْعِيدَيْنِ، مُحْتَسِبًا لِلَّهِ، لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ».



WWW.IRCPK.COM